له ما فی السموات وما فی الارض وما بینهما وما تحت الثریٰ

بوستان خیال

جلد ہفتم

جو فارسی میں میر تقی خیال کی تصنیف ہے پہر مختلف مترجموں نے ترجمہ کیا اور اب

سید نادر علی سیفی

ساکن لاہور نے بعد دور کرنے قباحت اور طوالت کے واسطے حظ ناظرین کے مرتب کیا اور

رجب المرجب ۱۳۱۲ مطابق ماہ فروری ۱۸۹۴ء میں

بفضلہ تعالیٰ شانہ

مطبع سیفی لاہور میں سید نادر علی سیفی کے اہتمام سے طبع ہوئی

ہدیہ محقر

یہ جلد جو بوستان خیال کی ہفتم جلد ہے۔ جناب سردار بہادر
امین چند صاحب رئیس بجواڑہ ضلع ہوشیارپور کی خدمت میں
پیش کیگئی ہے جو اس عاجز کے حال پر اس وقت سے توجہ رکھتے اور تلطف
فرماتے ہین جبکہ راقم گورنمنٹ سکول ہوشیارپور مین مدرس دوئم تھا اور سردار
بہادر ضلع کانگڑہ مین ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر تھے

نادر علی سیفی

ضمیمہ رہبر ہند مطبوعہ ۲۹ اکتوبر ۱۸۹۳ء

بوستان خیال جلد ہفتم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْم ۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ خَیْرِ الْوَریٰ وَ عَلٰی اٰلِہٖ الْعِبَاد

اما بعد نادر علی سیفی ولد سید سیف علی مرحوم و مغفور موسوم نعمت خانی ساکن لاہور ناظرین باتمکین کی خدمت مین عرض کرتا ہے کہ جلد ششم ختم ہوئی اور صاحبقران اکبر شہزادہ معزالدین طلسم سبع سباع کو فتح کرکے بہ حشمت مالا کلام اپنے لشکر مین داخل ہوا۔ حاصل طلسم کشائی یہ ہے کہ ایک مسواک لاکر معشوقہ کی نذر تھی۔ ناظرین ہنسین گے کہ مسواک کی واسطے اسقدر جانکاہی ۔ لیکن منصف غور کرین گے کہ انسان کا کیا کیا کام اہم ہے کہ ہر روز جانکاہی کیجاتی ہے۔ تم ہر ایک کام کے واسطے جان دینے کو تیار ہو جاتے ہو۔ پر کام کی حیثیت نہین سوچتے۔ یہہ کاخہائے سر بلند اور قصر ہائے وسیع کس کے ہین۔ یہہ گھوڑے ہاتھی اور جاہ و حشم کس کام کے ہین۔ اگر تم کو یہہ یاد رہے کہ آخر مرنا ہے اور ہنظر اری امر فقط

پیٹ بہرنا ہے تو کبہی افکار مین نہ پڑو۔ اغذیہ سے خدا کی جنگل بہرے ہین۔تم مع جورو اور بال بچون کے بخوبی پیٹ پال سکتے ہو جسطرح تمنے ایک نان جوین پر کفایت نہ کرکے یہہ کچہہ سامان کئے ہین کیا عجب ہے کہ اسی خیال کے پچہلے زمانہ کے لوگ ہونگے جنہون نے ایک مسواک کے واسطے وہ سامان کئے اور اب شروع جلد ہی مین دیکہوگے کہ خورشید نامہ بجز چراغدان۔سلیمانی نہ پڑہا گیا۔اور وہ چراغدان سات ایسے دیون کے قتل و ہلاک کے بعد دستیاب ہوا جنسے خود دیو برسر حساب تہے۔شاہزادہ معزالدین کو درحقیقت ہر ایک کام مین یہہ جتلایا جاتا تہا کہ جو تردادت ہین سب انکی بر ہیچ ہے۔مگر وہ ابہی یہہ کیونکر سمجہنے لگا تہا

احوال جشن نوروز اور حصول چراغدان سلیمانی

اس داستان فرحت بیان کو ناظرین با تمکین جلد ششم مین یہانتک حال ملاحظہ کرچکے ہین کہ جمشید صاحبقران اکبر سے اول مجلس مین آیا اور طرح طرح کی شرارتین کین۔اور صاحبقران سے گوشمالی کامل پائی۔بعد ازان صاحبقران نے تخت صاحبقرانی پر قدم رکہا۔اب راوی کہتا ہے کہ صاحبقران کے ہمراہ سات سو ستارہ سرداران امرا با عزو وقار اور چہہ سو چالیس عیاران طرار مجلس جشن کا تماشا دیکہنے کیلئے آئے تہے اور بارہ بادشاہان صاحب لشکر و جاہ مختلف المذاہب یعنی ابو عامر و ابوحاکم و ملک نصرہ ن ربیعی و شہبوطلوعی و دیگران شاہ خارجی و نجاشی بادشاہ ملک حبش و جمشید خود پرست مع

ضارمنکوس و عمران بن جنید عمرانی وہدین مسقطی و آرزشاہ بادشاہ
فرنگ و سلطان شاہ مغربی و القیموس زنگی اور ملک اہلیمون تاجدار
ملک النوبہ حاضر تھے۔ علاوہ انکے قوم آتشی سے ابوالخیر جنی و حارث دیو و قیدان
شاہ و طالع شاہ وغیرہم بادشاہ اراکین منازل طلسم سبع سماع بھی بصورت
انسانی بزم جشن میں موجود تھے یہہ بھی واضح ہو کہ سب سلاطین و
اراکین مذکور کا خیمہ نجمہ میں اجتماع تھا جسکو خیمہ عرش آسا بھی کہتے ہیں اور
باقی خلائق شہر فردوسیہ و گرد و نواح دوسرے خیموں میں تھے۔ اور قصر اختر
شکنہ دروازہ پر ملکہ شمسہ تاجدار مع فیلدانہ بانو وغیرہ خواتین محل ملکہ زیبا
و ناطقہ روشن وغیرہ پریزادان طلسم اجرام و اجسام مجلس جشن کا تماشا دیکھ
رہی تھیں۔ صاحبقران نامدار اول چند لمحہ ایک صندل مرصع نگار پہ جلوہ فرما
رہا۔ جسوقت ساعت سعد اصغر شروع ہوئی اور نیر اعظم بیت الشرف
میں داخل ہوا یادگی اندروس سے عرض کی۔ یا صاحبقران آفاق اب
خصوصیت بہ دو سعادت تخت جہانبانی و اورنگ سلطانی پر جلوس فرمائیں بمجرد
اس کے صاحبقران سلطنت تخت بالا پر قدم رکھا اور چار طرف سے نقارہائے
شادمانی و نوبت خانہ سلیمانی کی صدا بلند ہوئی اور ارباب طرب نے ترانہ
مبارکباد گایا۔ بلکہ اوسوقت ہر گوشہ مجلس سے نصر من اللہ و فتح قریب
کی صدا آتی تھی اور ایک حالت مسرت و انبساط میں ہر فرد بشر کی زبان
پر یہہ شعر جاری تھا

[illegible] از خاتمہ [illegible] آنچہ فیض انجام از شاہی گلشکہ [illegible]

پادری اڈیڈ وڈس کرسی سے اٹھا اور بآواز بلند اہل بزم سے کہا ۔ صاحبو اب خاموش ہو رہو اور میرے کلمات مواعظ و پند بگوش ہوش سنو جملہ حضار مجلس جشن ادنے و اعلے پادری کیطرف متوجہ ہوئے ۔
پادری نے اول زبان عربی مین نہایت فصاحت و بلاغت سے یہہ خطبہ پڑھا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ اللَّوْحَ وَالْقَلَمَ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ سِیَّمَا عِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ الَّذِیْ اَخْبَرَنَا بِرِسَالَتِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ حَیْثُ قَالَ اِنِّیْ مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗ اَحْمَدُ صلعم اَبَدًا وَسَرْمَدًا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ ۔ بعد ازان کہا ۔ ایہا الناس بدانید و آگاہ باشید کہ انعقاد مجلس جشن نوروز اور مجمع سلاطین فیروز محض اسواسطے اب تک ہرسال برپا ہوتا تہا کہ خوانندہ لوح طلسم مضا ہیم ہو نجے اور ملکہ شمسہ تاجدار کا عقد وقوع مین آئے اور ہم مقصد سال کے راز سربستہ سے آگاہ ہون ۔ وہی کلمہ آج بہی کہتا ہون کہ ان سلاطین عالیجاہ یا حاضرین مجمع مین کوئی انسان حمد و محمود اس قدر و منزلت کا ہے کہ مجہسے یہہ لوح لے اور عبارت لوح اہل جشن کو بآواز بلند سناوے ۔

خواندن این لوح شرط مرد آزادہ بود ۔ خواہ شہزادہ بود خواہی گدا زادہ بود
کل سلاطین سرنگون ہوگئے ۔ کسی نے پادری کے سوال کا جواب دیا ۔ الا شاہزادہ معزالدین سپہر مرتبت گردون حشمت صاحبقران روزگار نے جو کشف الاسرار جو بروایت صحیح سیم خام کی تہی اور بجائے خط ریزہائے زمرد

تجلی ہمین نصب تہے پادری کے ہاتہہ سے لے لی۔

جمشید پلید نے ضار منکوس دیوث کے کان مین کہا ای مردود خر
بے دم باوجودیکہ تو اپنی ذات ناپاک کو ساحر زبردست وہم حکیم و کامل
جانتا ہے۔ پہر حیف کی بات ہی کہ اس لوح کی خط کو نہ پڑہ سکی اور مجہے شمسہ تاجدار
کی مانند نازنین صاحب جمال عدیم المثال کی مواصلت سے بے نصیب کیا۔
ضار منکوس نے کہا۔ ہر کارے وہر مردے مشہور ہی۔ اگر مین اول دو چار مرتبہ لوح
کو دیکہتا۔ البتہ دریافت کرتا کہ خطوط طلسمی مین سے وہ کونسا خط ہے۔ پہر اسکا
پڑہنا بہت آسان تہا۔ جمشید نے کہا۔ تیرے بیان سے ثابت ہوتا ہی کہ تو خطوط طلسمی
مین بہی کچہہ دستگاہ رکہتا ہے۔ مین پادری سے لوح لیکر تجہے دیدیتا ہون
خوب نظر غور و امتیاز سے دیکہہ بعد ازان عبارت لوح حضار مجلس کو سنادے
تاکہ یہہ سلاطین سمجہین کہ جمشید صاحبقران کے ساتہہ بہی اسقدر ذی مرتبہ
کا ایک حکیم افلاطون ثانی ہے۔ ضار منکوس نے کہا۔ اب میرے نزدیک
اس امر مین اصرار کرنا بیفائدہ ہے۔ خاموش انعقاد مجلس نشاط کا تماشا
دیکہو جمشید اسوقت شراب کے نشہ مین سیہ مست ہو رہا تہا۔ طبعی کا
یہہ عذر بیہودہ اسکو بہت ناگوار گذرا۔ آخر سر مجلس ایک ڈہول طبعی کے
سر پر لگائی اور کہا تف ہے دروغگو کی ریش ناپاک پر۔ ضار منکوس نے
بہی اہل بزم کی شرم حضوری سے ایک طمانچہ جمشید کے کلہ پر گذارا۔ لیکن
رجا مردار خوار اور نجاشی بادشاہ حبش نے باہم صفائی کرادی

اسطرف صاحبقران اکبر نے اس لوح اسرار غیبی کو ملاحظہ فرمایا۔ قدرت

کردگار و صنعت حکما نے پیشتیں سے حروف لوح صاحبقران کی نظر انور میں مثل خطوط شعاع آفتاب روشن و جلی نظر آئے۔ اور جابجا جلی یہہ عبارت لکھی تھی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اسمہ فرزند حضرت سید المرسلین و زبدہ اولاد خاتم النبیین ابوالنجم معز الملک والدین وائے تنظیم یافتۂ کواکب سبعہ و سیر کنندۂ عجائبات معلم اول و فاتح طلسم سبع سمٰوٰت ولے صاحبقران اکبر اقرأ کتابک وکفٰی بربک الیوم علیک حسیبا۔ آپ بسعادت و اقبال تواریخ الاعظم یعنی شاہنامۂ خورشیدی کو اول سے آخر تک گوش ہوش سن۔ بعد ازاں سمت شرق بدرگاہ بسرا نصب سعید و آدوان [illegible] اپنے تصرف میں لا۔ اور شاید کسی سبب سے تاریخ الاعظم کے پڑھنے میں ضرورت ہو بار دگر لوح کو دیکھنا۔ انشاء اللہ العزیز بعون و آسانی حل ہو جاوے گا۔ بالجملہ اختتام تاریخ الاعظم اسیطرح یہہ لوح ہمراہ تجھے ہر کام میں ثابت کرتی رہیگی البتہ خود پڑھنے یا کسی کو اجازت دینے کا مجاز ہے۔ اگر مرکوز خاطر ہو بنفس نفیس اُس کو [illegible] یا کسی فہمیدۂ ہوشمند و خوشخوان کو کتاب خوانی کا حکم کر [illegible] السطریق [illegible] شگون [illegible] خود [illegible] باتیں۔

صاحبقران نے [illegible] عبارت تمام [illegible] آمنا و صدقنا [illegible] لوح [illegible] زبان مبارک سے فرمائی [illegible]

[illegible] صاحبقران [illegible] لوح [illegible] کا [illegible]

صاحبقران کے بیان مین کسی نوع کا شک ہو بسم اللہ اس کوہ عالیشان پر فلان طرف جاؤ۔ وہان ایک درخت موزون انار کا دیکھو گے۔ اُسکی بیخ کو کھودنا۔ وہان سے ایک لوح آہنی نکلیگی۔ اُس لوح کو لے آؤ۔ اور تمام حضار بزم کو دکہاؤ۔ خدائے کارساز کی جناب سے امید قوی ہے کہ جو الفاظ صاحبقران اکبر نے زبان سے فرمائے ہین بکلم وزیا و لوح آہنی مین بھی کندہ ہونگے۔ پھر تمکو صاحبقران کے ارشاد عالی اور میری صاد القولی مین کسیطرح کا شبہ باقی نہ رہیگا۔ چند آدمی دانشمند اوسی وقت بالائے کوہ گئے اور بادری کی نشاندہی کے موافق درخت انار کی بیخ مین سے وہ لوح آہنی نکال لائے فی الواقع وہی عبارت اوس لوح مین بھی کندہ تھی ایک حرف کا فرق نہ تھا بروقت مشاہدہ اس امر عجیب کے دولتخواہ مثل گل شگفتہ ہوئے اور دشمنان سیہ درون شریر النفس کا رنگ متغیر ہوگیا

صاحبقران اکبر خورشید رفعت نے حکیم ابو المحاسن اور حکیم اخشیجان سے فرمایا اے دانایان اسرار طلسم خیر اور جو مضمون لوح طلسم بیضا مین لکھا ہے ہم نے تسلیم کیا۔ مگر یہہ آیتہ کریمہ یعنی اِقْرَأْ کِتَابَكَ مصحف مبارک کی آیہ ہے اور عبارت لوح کو سات سو برس کا زمانہ گذر گیا ہے۔ بنابران مقام حیرت و محل تعجب ہے کہ اس آیۂ شریفہ کو لوح سے کیا نسبت۔ حکیم اخشیجان نے کہا یہہ شبہہ حضور کا بجا ہے۔ مگر مین اس شبہ کو دور کئے دیتا ہون آگاہ ہو کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانہ نبوت سے اول ایک شاعر امراء القیس نامی گذرا ہے باتفاقات حسنہ سے اوس شاعر نے

قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَکْفَرَہٗ اپنے شعر مین باندہا اور یہی آئیہ مصحف مجید مین موجود ہے۔ کیا عجب کہ حکیم اسقلیموس الہی نے بہی بزور علم جفر اس عبارت کو استخراج کیا اور لوح مین درج فرمائی۔ اور وہ دلعجب اتفاق کلام رحمانی سے متفق ہوئی صاحبقران نے حکیم اسقلیموس الہی کی صنعت و کمال پر ہزار ہزار تحسین کی۔

الحاصل صاحبقران اکبر نے ابو الحسن جوہر سے فرمایا۔ تاریخ الاعظم کو غلاف مین سے نکالو۔ ابو الحسن نے وہ کتاب نادر التواریخ غلاف زربافت سے نکالکر صاحبقران کے روبرو رکہدی۔ صاحبقران اکبر نے اول صاحبقران اعظم یعنی شاہزادہ خورشید تاج بخش اور صاحبقران اصغر یعنی شاہزادہ بدر منیر کی ارواح کو ثواب فاتحہ پہونچایا۔ انگاہ کتاب کو کہولا۔ لیکن جبوقت صفحۂ کتاب کو بنظر غور دیکہا عجب طرحکا تماشائے حیرت افزا نظر آیا۔ آخر حکیم ابو المحاسن اور حکیم خشیجان سے فرمایا۔ ای حکمائے دانشمند تم بہی کتاب کے خط کو دیکہو کہ یہہ کیا اسرار تازہ ہے۔ شاید کوئی خط طلسمی اس شان کا بہی ہوگا۔ ان حکیمون نے جو کتاب کو دیکہا صاحبقران سے زیادہ تر متحیر ہوئے۔ یعنی کیا دیکہتے ہین کہ بجز بسم اللہ ہر سطر کے حروف ریگ روان کی مانند متحرک الاجزا ہین۔ بلکہ یہہ مفہوم ہوتا ہے کہ گویا مورچگان سیاہ کی قطارین ہین اس سرعت تیزی سے روان ہے جسپر نظر قائم نہین رہ سکتی۔ ابو الحسن جوہر اور ابو عامر فسفرودوسی وغیرہ سلاطین نے بہی یہہ تماشا دیکہا اور نہائیت متعجب ہوئے۔ پادری لیڈورڈس اور حکیم ابو المحاسن اور حکیم خشیجان نے متفق اللفظ کہا۔ اے شہریار اس ترکیب عجب سے ثابت ہوتا ہے کہ یہہ

یہ کتاب عالی ہی ترکیبات طلسمی مین داخل ہے۔ حضور بار دگر لوح کشف الاسرار کو مطالعہ فرمائین۔ صاحبقران نے بار دگر لوح کو دیکھا۔ یہ عبارت نظر آئی۔ اے اولاد پیغمبر آخرالزمان صلی اللہ علیہ بروقت مطالعہ کتاب تاریخ الاعظم ہر سطر مثل ریگ روان متحرک نظر آئے گی کیونکہ وہ کتاب صاحب طلسم ہے۔ مگر ہان جس وقت چراغدان سلیمانی مجلس جشن مین روشن ہوگا پھر اُس چراغ متبرک کی روشنی مین حروف کتاب بہئیت اصلی سے معلوم ہونگے اور چراغدان سلیمانی کے ہاتھ آنے کی یہ صورت ہے کہ تم بنفس نفیس اپنی خیمہ بارگاہ معلی سے باہر نکلو اور تن واحد دست راست روانہ ہو۔ روانگی کے وقت ہر طرف سے صدائے ہیبت و آوازہائے مخوف وہولناک غضب آلودہ وعجز آمیز کان مین آئین گی۔ الا اُسکو توہم محض سمجھنا اور اپنی راہ روی وقطع منزل مقصود مین ہمہ تن سرگرم رہنا اور راست وچپ ہرگز نہ دیکھنا اور یہ اسم بزرگ جو لوح کے حاشیہ پر لکھا ہے بایں اعداد اپنے سراپا پر دم کرلینا۔ جب اعداد اسم تمام ہون پھر نظر بلند کرنی یا کسی طرف دیکھنے کا مضائقہ نہین۔ چند فرسخ کے بعد ایک دیوار سر تا سر مرتفع دیکھو گے اور دیوار مین ایک دروازہ وسیع سنگ عقیق کا اندر سے بند ہوگا۔ یہ اسم دویم دروازہ پر پھونکنا۔ اسم الٰہی کی برکت سے دروازہ کھل جائے گا۔ بروقت کشود دروازہ بیخطر و وسواس دروازہ کے اندر داخل ہوجانا اور تمام دن راہ قطع کرنا جس مقام مین آفتاب غروب ہوجاوے آرام لینا۔ پھر ایک قدم پیشتر رکھنے کا مجاز نہین ہمین یقین ہے کہ تم ایک مرد مرتاض عبادت شعار ہو وہ شب اوراد خوانی وبندگی آمرزگار مین بسر کرنا۔ جب صبح طلوع ہو بعد ادائے نماز صبح بدستور روز گذشتہ دست راست کی طرف روانہ ہونا

رفتہ رفتہ ایک دریائے زخار بے پایان کے کنارے پر پہونچوگے وہان ایک دو لمحہ توقف کرنا۔ اثنائے سیر مین ایک کشتی مختصر دریائے کے اندر سے نکلے گی اور ایک دیو قوی ہیکل سُرخ چشم ملاحی کرتا ہوا اُس کشتی کو کنارہ پر لائے گا۔ تم دیو کشتی ران سے کہنا۔ اے اسرخ سُرخ چشم مجھے اپنی کشتی پر سوار کرلے۔ دیو نگاہ قہر آمیز سے تمہاری صورت دیکھے گا۔ مرتبہ دویم زیادہ تر تحکم سے اپنے پاس بلانا وہ دیو بھی تند ہوگا اور کہے گا۔ اے آدم زاد تو عجب سخت جگر ہے کہ مجھسے کچھہ خوف نہین کہاتا بلکہ برعکس تہدید کرتا ہے۔ تم کہنا مین تیرا آقائے نامدار ہون اور محض اسیواسطے آیا ہون کہ شامیل سیاہ پوش کی دختر روشنک پری سے تجھے منعقد کردون۔ اس مژدہ سے اسرخ سُرخ چشم بخلوص عقیدت تمہارے دست حق پرست کو بوسہ دے گا اور کہے گا مین غلام ہون جو فرماؤ خدمت بجالاؤن۔ تم اُس کشتی پر سوار ہولینا۔ اور اسرخ کو حکم دینا۔ مجھے قلعہ روشن حصار مین پہونچادے۔ اُسی مقام مین تیرا مطلب بھی حاصل کرون گا۔ اسرخ بلا عذر تم کو کشتی مین سوار کرلے گا۔ آئندہ جو معاملہ تازہ روبکار ہو لوح مین دیکھنا۔ والسلام

صاحبقران اکبر نے مضمون لوح ابوالحسن جوہر اور حکمائے عالی قدر کو دکھایا بعدازان تن واحد پیادہ پا دست راست کو روانہ ہوا۔ وقت روانگی جمشید بدذات نے صاحبقران سے کہا۔ اے عرب نژاد تو ناحق میرے خوف سے بہاگا جاتا ہے خاطر جمع رکہہ مین تا اختتام رزم جشن تجھے کسی نوع کی اذیت نہین پہونچانے کا یہ بات بیہودہ جمشید نے نہایت آہستگی سے کہی۔ لیکن صاحبقران نے سُن لی اور بے اختیار رنگ شجاعت نے جوش کہایا۔ مگر حسب نصیحت لوح طلسم بنیا کچھ جواب نہ دیا

اور نہر اکیطرف روانہ ہوا اور صبح کے وقت دریا پر پہونچا اور شامیل کو حسب ہدایت لوح روشنک پری کے وصل کا مژدہ دیا۔ امرخ نے کہا اے جوان عالی قدر شاید تو ملکہ شمسہ تاجدار کا زوج اور خوانندہ لوح طلسم بیضا ہے۔ صاحبقران نے فرمایا ولیمن سمجہہ کہ اگر زوج شمسہ تاجدار اور خوانندہ لوح طلسم بیضا نہ ہوتا بایں جرات و ولاوری یہان نہ آتا۔ امرخ نے صاحبقران اکبر کو اپنی کشتی مین سوار کیا اور طرفۃ العین مین قلعہ روشن حصار کے دروازے پر پہونچا دیا

صاحبقران نے تمام بروج و فصایل قلعہ بطور صاف کے دیکھے اور نرفہ زریہ تماشا نظر سے گذرا کہ قلعہ کے دور مین چوبیس برج تہے ہر برج کے اندر ایک زن پریزاد حور وش شعلہ رو بلباس زرنگار بیٹھی تہی اور اس کے روبرو ایک جرعہ دان مرصع نگار رکہا ہوا تہا اور پس پشت ایک دیو سیاہ رنگ قوی ہیکل دہل نواز بہ کمر تمام استادہ تہا۔ صاحبقران اکبر نے بحکم لوح مع امرخ ایک گوشہ عافیت مین آرام لیا۔ جس وقت آفتاب قریب غروب پہونچا شام کے وقت اس قلعہ کا دروازہ کہلا اور متعدد فراشان زرین کمر چابکدست قلعہ سے باہر نکلے اور زیر قلعہ ایک میدان وسیع وسطح مین پایہ کے قریب فرش شاہانہ بچہایا۔ بعد ازان گروہ گروہ اور جوق جوق نازنینان خورشید طلعت و پریزادان شمع رخسار سر پر چتر شمسہ ہائے یاقوت نگار مین شمع کافوری روشن کئے ہوئے بر آمد ہوئین۔ ان پریزادون کے پیشاپیش دس ہزار نفر دیو مہیب صورت ہاتہون مین مشعلہائے پنج شعت سر روشن عجب شان و تزک سے چلے آتے تہے وہ پریزادین بہت مجمع جمی اسی میدان دلکشا مین صف بصف بیٹہہ گئین وہ دیو بہی ایک طرف صف بستہ استادہ ہوگئے

چند لمحہ کے بعد ایک دیو تاجدار جسکی درازی قد لاائل تین سو گز کی تھی بلباس شاہانہ وبجلوس ملوکانہ قلعہ سے باہر نکلا اور تخت یاقوت نگار پر متمکن ہوا۔ اسنرخ سرخ حشم نے کہا۔ یا صاحبقران وہ شامیل یہی دیو ہے جسکی دختر پر مین فریفتہ ہون۔ صاحبقران نے فرمایا مین شامیل کے حال سے بخوبی آگاہی ہے اُس طرف شامیل نامدار نے ملازمون کو حکم دیا کہ سر تا سر کنارہ دریا اور تمام برج قلعہ مین روشنی چراغان کرو۔ حسب الحکم دیوان خدمتگذار چالاک وچست نے چشم زدن مین برج قلعہ اور کنارہ دریا کو شمع کی روشنی سے ایسا غیرت فلک ہشتم کا ہمپلہ کر دیا۔ شامیل دیو نے ایک اپنے ملازم پر پرزاد کو کچھہ اشارہ سے کہا۔ وہ پریزاد اُس شان وضعت کا ایک چراغدان لائی جسکے دیکھنے سے عقل انسانی حیران ہوتی تھی۔ شامیل بلکہ جملہ مردمان نے اُس چراغدان کو بخلوص عقیدت متواتر سجدے کیے۔ اُس وقت صاحبقران اکبر بھی لوح کی اجازت سے مجلس مین تشریف لے گیا اور اُس چراغدان بوالعجب کیطرف بغور نظر سے دیکھا۔ کیا دیکھتا ہے کہ ساتھ شاخین کلان طلائے احمر کی ہین اور ہر ایک شاخ کے سر پر ایک ایک چراغ زمرد و یاقوت اور الماس مروارید اور زبرجد و نیلم وغیرہ جواہر مختلف رنگ سے کار کیا ہوا ہے۔ ان شاخہائے بزرگ کے علاوہ متعدد شاخین طلائی خورد بھی سے پانچ چراغ دان سکے ہر دو طرف نصب تھین اور شاخہائے خورد پر بھی بعد زمرد ایک ایک چراغ مختلف رنگ کا تھا۔ جب تمام چراغ روشن ہوئے بعدہ وسعت اسم بدست خود تمام چراغہائے خورد کو روشن کیا۔ الا وہ سات چراغ روشن نہ کیے۔ صاحبقران نے فقط چراغہائے ریزہ ... اُس نے ملاحظہ فرمائی کہ بالا مشعل شمع روشن تھین بلکہ یہ معلوم ہوتا تھا

کہ زمین سے آسمان تک تتق نور ہے اور کرہ خاک نے کرہ آتش کا مرتبہ بہم پہونچایا
ہے۔ شامیل نے مع توابعین و رفقا مے خوری شروع کی اور شراب کے نشہ مین تمام
حضار مجلس رقص و سرود مین مشغول ہوئے۔ صاحبقران بہ جبین مرتب دلیرانہ و مردانہ
آشامیل کے روبرو گیا اور باواز مہیب کہا۔ اے بیوقوف تو نے اس چراغدان کو
کو ایک شے مصنوعی بے حس و حرکت ہے اپنے اعتقاد باطل مین کیا سمجھ رکھا ہے کہ اسکو
سجدہ کرتا ہے۔ علاوہ برین تمام چراغ خود روشن کیے اور اپنا چراغ نقرگانہ
کو پھر ایک بجائے خود چراغدان کے تاج سر کا جسم رکھتا ہے روشن نہین
کرتا۔ شامیل نے جو جمال جہان افروز صاحبقرانی دیکھا بے اختیار سطوت سلطانی سے
آنکھین بند ہو گئین۔ آخر سرو قد تعظیم دی اور دست بستہ کہا۔ اے آدمزاد
سلیمان قدر حقا کہ تو تائید یافتہ موکلان غیب اور فرستادہ مردان برگزیدہ درگاہ
حق ہے ورنہ ایسے مقام خوفناک مین ہرگز نہ آتا۔ آگاہ ہو کہ مین اس چراغدان
مینو نشان کو اُس وقت تک سجدہ کرونگا جب تک کوئی مرد عالی مرتبہ
یہان تشریف لائے اور اپنے دست حق پرست سے ان چراغ ہاے نقرگانہ کو روشن
کر لے۔ پھر وہ ہادی و رہنما جو طریق و ملت مجھے تعلیم فرمائے گا وہی دین برگزیدہ
اختیار کرونگا۔ صاحبقران نے حسب احکام لوح فرمایا۔ تاوقتیکہ تو قسم یہ بات
نہ کہے گا ہمین باور نہین آنے کا۔ شامیل نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی
قسم کھائی۔ صاحبقران نے فرمایا۔ تاج روشن حصار مین فلان حجرے کے اندر
ایک شیشہ روغن زیتون کا رکھا ہے وہ شیشہ ہمین لادے۔ شامیل
ایک لمحہ مین شیشہ مذکور لے آیا۔ صاحبقران نے بدست خود اُن چراغ نقرگانہ کو

ایک چراغ زمردی روشن کیا۔ بمجرد روشن ہونے چراغ کے آسمان کیطرف سے ایسی آواز جگرشگاف آئی کہ تمام حضار مجلس کے حواس پراگندہ ہو گئے۔ ناگاہ ایک دیو سبزرنگ کوہ پیکر منار قامت نعرہ زنان و شورش کنان لبِ بام سے مجلس میں آیا

اُس نے شامیل سے کہا۔ باش او مادر بخطا با وجود حقارت تن و نوشی یہ دلیری کہ تو نے خاص چراغدان سلیمانی کا ایک چراغ روشن کیا اور فرض کیا کہ تو نے بدست خود روشن نہیں کیا۔ روشن کرنے والا کوئی اور ہے لیکن یہ کیا گناہ عظیم ہے کہ اپنی چشم کور سے چراغ سلیمانی کی روشنی دیکھی۔ شامیل بیچارہ کچھ جواب دیا چاہتا تھا کہ دیو سبز رنگ نے اپنی قوت سے ایک دبوال شامیل کے سر پر لگائی کہ سر نے زمین سے ضرب کھائی۔ صاحبقران اکبر مسخر کنندہ جن و بشر نے شامیل کو دیو سبز رنگ کے ہاتھ سے نجات دی اور فرمایا میرے مقابل ہو دیو سبز رنگ جس کا میدال نام تھا صاحبقران کے مقابل ہوا اور دونو جنگ دست و بازو میں در آئے۔ صاحبقران اکبر نے بقوت اقبال صاحبقرانی میدال کو سطح زمین پر مارا اور سر ناپاک اُس کا تن سے جدا کیا۔ شامیل صاحبقران کے قدم مبارک کو بوسہ دیا اور کہا۔ اے عالی قدر اب تم کو ظاہر ہوا ہوگا کہ اسی خوف سے مجھے چراغ کلان کے روشن کرنے کی قدرت نہ تھی۔ صاحبقران نے دوسرا چراغ جو زبرجد کبود کا تھا روشن کیا۔ بہ مشعور رعد اسکے ہیبت آسمان کیطرف سے آئی اور ایک دیو کبود رنگ کیدال نام میدال مقتول سے قد دراز اور زور آور پُرشورش کنان مجلس میں آیا۔ شامیل ہنوز ہوشیار نہ ہوا تھا کہ دیو کبود رنگ نے ایک لگد سخت

شامیل کی کمر مین لگائی - صاحبقران اکبر نے کیدال کو بھی میدال کی مانند جان سے مارا اور چراغ سوئم کو روشن کیا - دیو سوئم اُن دونون سے زیادہ قوی ہیکل و زورمند وہان آیا اور پوچھا - وہ شامیل دیو جو طلدار ہا ئینہ ہمسا کہان ہے - شامیل اُس دیو کے خوف سے بے تحاشا بھاگا - صاحبقران مریخ صولت نے دیو سوئم کو خیمہ دیوکش خارا شگاف سے قتل کیا - غرضیکہ اسی شکل سے کُل چراغ چہار اغدان سلیمانی کے روشن کئے اور سات نفر دیوان جنگجو خشک رنگ تو اکب ہفتگانہ کے مطابق تھے ایک دوسرے سے دراز قامت اور زبردست مجلس مین آئے اور خیمہ دیوکش سے قتل ہوئے

بعد وقعہ ہونے اس ہنگامہ عظیم کے شامیل دیو مع توابعین و متوسلین بصدق نیت مسلمان ہوا اور صاحبقران کے حکم سے اپنی دختر بدشنک کا اسرخ سُرخ چشم صاحب کشتی کے ساتھہ نکاح کردیا - صاحبقران عالی مقدار بدولت و اقبال پھر اُسی کشتی مین سوار ہوکر دریا کے اسطرف تشریف لایا اور ہنوز آفتاب غروب نہ ہوا تھا کہ صاحبقران بلند اقبال کامیاب و مقضی المرام مجلس جشن مین تشریف لایا - اسرخ سُرخ چشم اور شامیل دو نو دیوان کوہ پیکر بھی بہمون صورت گذائی چراغدان سلیمانی سر پر رکھے ہوئے ہمراہ رکاب دولت نصاب تھے

راوی کہتا ہے کہ صاحبقران کی آمد و رفت مین دو ساعت دنیا سے زیادہ عرصہ نہ گذرا تھا - لیکن صاحبقران کو گمان تھا کہ دو روز و شب صرف ہوئے ہین اور نہ اسیس کا باعث وہی ایام دنیا و ایام طلسمی کا تفاوت ہے جبکہ

حال چند بار عرض کیا گیا ہے

صاحبقران نے وہ چراغدان عالی منزلت لورنگ جہانبانی کے روبرو رکھا اور سرگذشت اپنی یاران جلسہ کے روبرو بلطف وکیفیت بیان کی۔ جملہ سلاطین نامدار اور خواقین باا قتدار نے چراغدان سلیمانی کے حاصل ہونے کی مبارکباد دی

جس وقت وہ چراغدان سلیمانی روشن ہوا تاثیر طلسم سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ کرہ خاک سے کرہ اثیر تک تمام عالم روشن منور ہورہا ہے۔ حتی کہ قصر اخضر کی بلندی تک کامل روشنی پہونچی۔ جو شمع وچراغ اول سے مجلس جشن مین روشن ہورہے تھے اونکی روشنی کی چراغدان سلیمانی کے روبرو یہ حقیقت تھی جس طرح شب مہتاب مین ستارہ ہائے فلک بے نور محض ہوتے ہین۔ اس اثنا مین پندرہ جوان نقابدار با فروشوکت شاہی مجلس مین آئے۔ ان مین بعض کے سرپر تاجہائے مکلل بجواہر بیش بہا رکھے ہوئے تھے اور ہر ایک کے زیور ولباس کا رنگ جدا تھا۔ یعنی کوئی جوان سر سے پاتک لعل پوش اور کوئی زمرد پوش اور کوئی مروارید پوش تھا علی ہذا القیاس۔ اور تین سو ملازمان زرین کمر کے قریب ہمراہ تھے۔ ایک جوان نقابدار اُن کا سردار معلوم ہوتا تھا۔ کیونکہ تمام نقابدار اوس کی عزت وتوقیر کرتے تھے۔ ان جوانان نقابدار نے کمال ادب ولحاظ سے صاحبقران کو سلام کیا صاحبقران نے ایک حالت استعجاب مین اُن کے سلام کا جواب دیا اور بہ نرم زبانی وتفقد فرمایا۔ تم صاحبون نے کرم کیا جو اس بزم نشاط مین تشریف لائے۔ بسم اللہ یہ تخت اور کرسی وصندلیہائے زرنگار موجود ہین حسب قدر ومرتبہ

ان پر بیٹھے۔ وہ جوانان نقابدار اپنے اپنے مراتب و مناصب کے موافق پر تخت اور کرسیون پر بیٹھ گئے۔ صاحبقران نے ضمن مزاج پرسی مین نقابدارون سے انکے حسب و نسب اور وطن کا حال پوچھا۔ اُن کے سردار نے جس کا نقابدار یاقوت پوش لقب تھا التماس کیا۔ ہم پردہ کاف کے متوطن ہین اور محض بنظر تماشائے جشن عالی اور بنابر استماع تاریخ الاعظم متصیع اوقات اقدس ہوئے ہین اور حضور کے نیازمندون مین سے ہین اس سے زیادہ اظہار حال بالفعل مصلحت وقت نہین جمشید اور دیگر بادشاہان مخالف چراغدان سلیمانی کے ہاتھ آنے سے پہلے ہی آتش حسد مین جل رہے تھے اب ان نقابدارون کے آنے سے زیادہ متوحش ہوئے

صاحبقران اکبر نے حکیم ابوالمیاس سے فرمایا۔ مین لوح طلسم بینا کی اجازت سے مجاز ہون کہ جسکو چاہون خدمت کتاب خوانی دون اور مجھے بجز تمہارے اور حکیم نخشجان کے اور کوئی انسان اس خدمت کے لائق نظر نہین آتا۔ ہر چند تم حضرات کو شب بیداری اور کتاب خوانی کی علت مین تکلیف مالایطاق ہوگی اور اوقات شریف مین فرق آئے گا۔ الاچار و ناچار اس امر کو قبول فرمانا چاہیئے۔ حکیم ابوالمیاس نے کہا۔ ہم بجا آوری احکام صاحبقرانی کو اپنی سعادت سمجھتے ہین۔ یہ کہکر رشیدنامہ کو کہ لاتعلم جلی سے ورق پر اُسی خط مین یہ عبارت تحریر تھی جو خط اوس زمانہ مین رائج تھا اور چراغدان سلیمانی کی روشنی مین ہر حرف کتاب مثل ستارہ روشن و مجلی نظر آتا تھا

بعد حمد خداوند عالم و نعت انبیا علیہم السلام اور صفت و ثنا ستہ

صاحبقران اعظم و صاحبقران اصغر یعنی شہزادہ خورشید تاج بخش شہزادہ
بدر منیر اضعف العباد حقیر ترین بندگان آفریدگار جہان استقلینوس الہی التماس
کرتا ہے کہ جسوقت سلطان عرب العجم صاحب السیف والقلم انجم سپاہ گردون
حشم صاحبقران اعظم سلطان البغیا لعمر خورشید تاج بخش نے کشورستانی ہفت
اقلیم و طلسم کشائی پردہ قاف و پردہ دنیا سے فرصت کامل حاصل کی۔ جبھی بیگاہ
زاویہ نشین دامن کشیدہ تعلقات دنیاوی سے فرمایا۔ ہمنے اپنی مرضی سے کل وقائع
صاحبقرانی اور روزنامچہ سلطانی ہمسارے یوم تولد سے تا دم مرگ مفصل
و مشرح لکہ۔ ہم اس وقایع غریب اور سانحہ عجیب کو بطور تاریخ ایسے ایک مرد عالی
حسب الانسب بلند اقبال کے واسطے امانت رکہوایا چاہتے ہین جو سید النسب فخر
مخلوقات عالم پیغمبر آخر الزمان کی اولاد اور حسب مین پشت در پشت صاحبقران
بن صاحبقران روزگار ہوگا اور خدائے جلشانہ اُس سپہر مرتبت خورشید
رفعت کی ذات والاصفات کو مراتب صاحبقرانی و مدراج کشورستانی عطا فرمائیگا
بلکہ اُسکی والدہ ماجدہ کی ذات سے بہی اکثر کارہائے صاحبقرانی ظہور مین آئینگے
علاوہ ازین وہ موید من اللہ حکیم ارسطوئے الہی کے عجائبات یعنی طلسم اجرام
و اجسام کا منزل بمنزل سیر و تماشا دیکہے گا۔ بعد ازان طلسم سبع سباع کو جو ہم نے
بزور علم طلسم و نیرنجات بہزار سعی و محنت ترتیب دیا ہے بقوت اقبال فتح کرے گا اور کوہ
طوطی پر طوطی طلسم اُس والا قدر کی صاحبقرانی و جہانبانی کی حکم غیب کے روبرو گواہی
دے گا بلکہ اوسی کوہ پر اُسکا کواکب سیارات کا منظر یافتہ ہونا بھی شہرہ ہے

اور اسم گرامی المعز الدین اللہ اور کنیت ابو تمیم اور لقب المعز الدین مشہور آفاق ہوگا
اور خلائق صاحبقران اکبر خطاب کرے گی - وہی بلند اقبال خورشید فلک بختاوری
درباہ زاید النور اوج سلطنت و کامگاری خوانندہ لوح طلسم ہیچیا اور تزویج
ملکہ شمسہ تاجدار مہر سیما اور شکنندہ طلسم ہفت ہا ہے - یقین ہے کہ وہ صاحب
طالع بلند یعنی شہزادہ معز الدین اس تاریخ دلکشا کے مطالعہ سے جو دستور العمل
کشورستانی ہے کمال محظوظ و خورسند ہوگا اور ہمارے فرزند دلبند شہنشاہ صاحبقران
عذب البیان کی تعظیم و تکریم میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کرے گا ان فی ذلک
لعبرۃ لاولی الالباب - اس کمترین مخلوق کردگار نے تقدس الٰہی کے حسب ارشاد
صاحبقران اعظم وقائع صاحبقرانی اول سے آخر تک بشرح و بسط لکھا - ناظر
شہزادہ والا تبار معز الدین عالی وقار کو واجب ہے کہ شاہنامہ خورشیدیہ
کو بالاستیعاب خود پڑھے یا کسی رفیق جلیل القدر کی زبان سے گوش جان سے سنے اور
دستور العمل صاحبقرانی سے آگاہ ہو - وما التوفیق الا من اللہ [illegible] الحکیم

ذکر بادشاہ بہرام شاہ والد شہزادہ خورشید تاج بخش و شہزادہ بدر منیر

زمانہ قدیم میں ایک بادشاہ مسیحی المذہب فلک جاہ بہرام شاہ نام ملقب
بہ سیف الدولہ حضرت اسحاق علی نبینا محمد و علیہ السلام کی اولاد سے ملک مغرب میں

بعدل و داد فرمانروائی کرتا تھا اور یہ وجود بادشاہ عجم کا ہمعصر تھا۔ بہت کچھ جاہ و حشم رکھتا تھا اور سب طرح سے خوش و خورم۔ مگر بے اولاد تھا اور اس کاہش میں اوس کا کوئی دم خوش نگذرتا تھا۔ جبکہ اوسکی عمر ساٹھہ برس کے تجاوز کر گئی تو اس فکر میں اوس کا حال متغیر ہوا کہ امور ملک داری سے بھی نفرت کرنے لگا۔ آخر معطل محض ہوکر گوشۂ عزلت اختیار کیا۔ ارکان دولت نے ہر چند نشیب و فراز زمانہ سے آگاہ کیا مگر مایوسی کا بھی ایک عالم ہوتا ہے بادشاہ نے ایک نہ سنی

وزیر اعظم جسکا نام روشن ضمیر تھا بادشاہ کے اس رویہ سے بہت ہی پریشان ہوا۔ حتے کہ انہیں ایام میں اوس کے گھر لڑکا ہوا لیکن اسے دلی نعمت کی ملالت کی وجہ سے کچھ مسرت حاصل نہ ہوئی۔ اس اثنا میں اوس کا ایک قدیم دوست جسکا نام نجم الہدا تھا بعد مدت اس کے ملنے کو آیا۔ یہ شخص تیس برس کے ہوچکے کہ ایک عمدہ سوداگر اور بڑا مالدار تھا۔ طفلی سے خدا سے لو لگائے ہوئے تھا۔ ایک روز ولولہ عشق حقیقی میں اپنے زر و مال کے دو حصے کئے۔ ایک حصہ اپنے بھائی بہنوں کو تقسیم کیا اور دوسرا حصہ فی سبیل اللہ بانٹ دیا۔ وزیر اس پریشانی میں مدت کے بعد ایسے بندۂ خدا کے یک بیک پیدا ہونے سے خوش ہوا نجم الہدا نے دروازہ ہی پر سن لیا تھا کہ روشن ضمیر کے فرزند پیدا ہوا ہے لیکن اوس کے چہرہ پر بشاشت کا نشان تک نہ پایا۔ آخر مستفسر ہوا۔ اس باخلاص نے کہا کہ بادشاہ کے ہاں لڑکا نہیں ہے اور اس غم میں عزلت اختیار کرلی ہے پھر میں بیٹے کے ہونے سے کیسے خوش

ہوسکتا تھا بلکہ ایک قسم کا افسوس ہے کہ جس خواہش کے پورا نہ ہونے سے اسوقت
میرا دلی نعمت دنیا و مافیہا سے بیزار ہے وہ خوشی میرے نصیب ہوئی۔ نجم الہدا
روشن ضمیر کی مخلصانہ روش سے بہت خوش ہوا اور کہا کہ بجز ایزد متعال کسی
سے امیدوار ہونا عبودیت کے لوازم کے منافی ہے تاہم بقولے

مردان خدا خدا نباشند لیکن ز خدا جدا نباشند

اگر مردان خدا سے اس خصوص میں رجوع لایا جائے تو کچھ دور نہیں کہ اون کی دعا
سے بادشاہ کی مراد بر آئے۔ چنانچہ اندنوں جو میرا قدم سیاحت جزائر خالدات کی طرف
پڑا تو ایک جزیرہ پر فضا میں ایک برگزیدہ بارگاہ الٰہی سے ملاقات کا اتفاق ہوا۔ علاوہ
علم و فضل اور زہد و تقوے کے وہ عالی منزلت نسبت میں حکیم بطلیموس کا
پوتا ہے اور اسم گرامی حکیم استقلینوس الٰہی ہے۔ روشن ضمیر کے دل نے بھی گواہی دی
کہ ایسے بزرگ ایسے چارہ کار ممکن ہے۔ بےتامل سعد الدین اور نجم الدین اپنے دو سر
بر آوردہ سرہنگوں کو حکیم صاحب کے مسکن و احوال کے خبر لانے پر مامور کیا وہ
بھی فی الفور باد تند و تیز جزائر خالدات کی سمت راہی ہوئے۔ بعد قطع منازل
دریائے محیط پر پہونچے اور ایک عمد یعنی بیڑہ چوب تر کا بنایا اور اسی ذریعے سے سمندر
کو عبور کر کے جزائر خالدات میں داخل ہوئے۔ از اتفاق حسنہ سے اول اسی جزیرہ میں وارد
ہوئے جو ان دنون حکیم بزرگ کا معبد تھا۔ دونو سرہنگ سیر و تماشا کرتے ہوئے
اوس مقام میں پہونچے جہان حکیم صاحب ایک درخت کثیر الفروع کے سایہ میں لب
چشمہ عبادت آمرزگار میں مصروف تھے۔ دیکھا کہ خرقہ پوشون کی سی صورت اور پیشانی
نورانی مصداق آیۂ سِیمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ ہے۔ ان سرہنگوں نے

چنانچہ اُس بزرگوار کو بادب سلام کیا لیکن وہ ولی اللہ بعادت بزرگان مین ایسا
محو تھا کہ انکی طرف اصلا متوجہ نہوا۔ یہ دونو ایک درخت کے سایہ مین بیٹھ گئے۔
قریب غروب آفتاب حکیم صاحب عبادت معینہ سے فارغ ہوئے اُس وقت وہان
بکثرت اشجار اور بخارات دریائے شور کے سبب اسقدر تاریکی چھائی کہ آدمی
کو آدمی نظر نہ آتا تھا۔ حکیم صاحب نے انبان حکمت سے ایک چوب خشک نکالی
اور چراغ کے عوض چقماق سے اُسے روشن کیا۔ اُس چوب طلسمی سے ایک شعلہ
سرخ رنگ نکلا پھر وہ سبز ہوا اور ایک لمحہ مین چند رنگ بدل کر ستارہ کی مانند
روشن ہوگیا۔ حکیم صاحب نے اوسکی روشنی مین ان سرہنگون کو دیکھا اور
ایک نان خشک نکالکر بالمناصفہ دونون کو بانٹ دیا اور بدستور طاعت خالق
مین مشغول ہوگئے۔ دونون سرہنگون نے حکیم صاحب کے گفتگو کرنے اور نیم
نان خشک کے عطیہ پر طرح طرح کی مذاق آمیز باتین کین۔ لیکن جب کھایا تو نصف
کے نصف یعنی ربع نان مین ہر ایک شخص سیر ہوگیا۔ طرفہ یہ کہ دنیا کی نعمتون سے
لذیذ تر پایا۔ نہایت حیران ہوکر ایکنے دوسرے سے کہا کہ اگر حضرت عیسے علیہ السلام
کے بعد حضرت محمد خاتم الانبیا صلے اللہ علیہ وآلہ کے مبعوث ہونے کی اطلاع نہوتی
تو بلاشبہ ہم اس مقبول باری کو مرسل ربانی سمجھتے۔ اُس نان مقوی و لذیذ کو کھا کے
دونو سرہنگ ایسے غافل سوئے کہ صبح تک آنکھہ نہ کھلی۔ جب طلوع آفتاب کے
بعد جاگے حکیم صاحب کو بدستور بندگی مین مشغول پایا۔ ناچار اُس جزیرہ دلکشا کی سیر
مین دن بسر کیا اور سر شام آستانہ حکیم صاحب پر حاضر ہوئے۔ شام کو بدستور
تاریکی ہوگئی اور حکیم صاحب نے وہی چراغ حکمت روشن کیا۔ اب دونون نے بطلب طعام

گئے یہ بدرو گئے حکیم صاحب نے فرمایا کہ جیسے میں روزہ مریم علیہا السلام کا روزہ رکہتا تہا۔ اور اُس روزہ متبرک میں کلمہ و کلام کی ممانعت ہے۔ اسی سبب سے تمہاری خاطر تواضع اور استفسار حال سے معذور رہا۔ اب اپنا حال کہو۔ اُنہوں نے کہا کہ قبلہ و کعبہ ہم مسافرانہ اس جزیرہ خوش آب و ہوا میں وارد ہوئے تہے حضرت کی جو خوش قسمتی سے زیارت ہوگئی تو ملاقات بزرگان کفارہ گناہ سمجھکر سعادت ملازمت کی تحصیل پر دل مائل ہوا۔ یہ سنکر حکیم صاحب پھر رکوع و سجود میں مشغول ہوگئے۔ سعد الدین اور نجم الدین یہ حالت ملاحظہ کرکے دوسرے دن علی الصباح وہاں سے واپس ہوئے اور چند روز میں وزیر اعظم گنجہ متین پہونچ کر سب حقیقت بیان کی وزیر حکیم صاحب کے حالات سنکر نہایت مسرور ہوا اور اُسے یقین ہوگیا کہ ایسے صاحب ہمت و کرامات کی توجہ سے بادشاہ کا مطلب ضرور بر آئے گا۔ پس بادشاہ گنجہ متین حاضر ہو کر سب کیفیت بیان کی۔ بہرام شاہ نے کہا کہ اے مخلص صادق میرا دل بہی شاہد تہا کہ اُن قدسی صفات کی دعا سے اُمید ہے کہ مجکو دولت فرزند سے مالا مال کریں لیکن ایسے جلیل المرتبہ کو میں یہاں کیونکر بلا سکتا ہوں اور وہ کیوں یہاں آنے لگا بہتر ہے کہ خود سفر کو قدم رکھ کے اُنکی خدمت بابرکات میں حاضر ہوں۔ خوشمند بہی میں ہی ہوں۔ جزائر خالدات کی مسافت صحیح صحیح دریافت کرو

روانہ ہونا بہرام شاہ کا جزیرہ خالدات کو حکیم اسقلینوس الہی کے گنجہ متین اور حکیم صاحب کا دار السلطنت میں آنا اور اُنکی دعا و عمل سے بادشاہ کے ہاں فرزندان توام کا پیدا ہونا

وزیر نے بعد تحقیق عرض کیا کہ جزائر خالدات کی دو راہین ہین ایک قریب اور دوسری بعید

بعید چہل روزہ مسافت ہے اور قریب چند روزہ مگر نہایت دشوار گذار اور سخت پرخطر
بادشاہ نے فرمایا کہ مین جلد تر اُس جزیرہ کے قدمبوس ہوا چاہتا ہون۔
توکّلت علی اللہ راہ قریب اختیار کرتا ہون۔ اُسی وقت لشکر مین سے
ہزار بہادر سوار منتخب کئے اور سامان ضروری لیکر مجوزہ راہ سے جزیرہ خالدات
کو روانہ ہوئے۔ چہہ روز تو خیریت رہی۔ ساتوین روز ہنگام طلوع آفتاب انکو
ایک رہ کوہ سامنے پڑا۔ اور اُس سے چالیس شیر ببر غرش کنان اور نعرہ زنان
باہر نکلے اور انپر حملہ کیا۔ بہادران شیر افگن تیر و تفنگ سے مقابل ہوئے
اور بیشتر شیران مردم کش کو ہلاک کیا۔ مگر عجب ماجرا تہا کہ وہ حیوان جسقدر
ہلاک ہوتے تہے اُسی قدر بلکہ اور زیادہ درہ ہائے متفرق سے نکلکر مقابل ہوتے تہے
ایک طرف سے پنجہ و ناخن اور دوسری جانب سے تیغ و تیر کام مین آتے تہے۔
سینکڑون شیر مار ڈالے لیکن چار سو نفر سوار بہی کام آیا اور اُن درندون
کا اجتماع ہر آن ترقی پر تہا۔ اِس وقت بادشاہ و وزیر نہایت مایوس اور اِس
راہ کے اختیار سے بدل پشیمان ہوئے اور سر برہنہ ہوکر بصد عجز و زاری درگاہ
باری مین اُس بلائے بیدرمان کے دفع کی دعا کی۔ اِس پریشانی مین دیکہا کہ ایک
درہ سے قریب ہزار شیر ببر کے بصلابت تمام صف بستہ باہر آئے۔ اب تو
لشکر کے حواس اور بہی پراگندہ ہوئے لیکن جب اول الذکر شیرون نے
تازہ شیرون کو دیکہا مردم کشی سے دست بردار ہوکر اونہین کی
صف مین مل گئے۔ وہ تمام شیر اِس شان سے بڑہے چلے آتے تہے جیسے کوئی
آئینی لشکر جنگ و پیکار کے قصد سے حرکت کرتا ہے۔ اور اِس مشاہدہ سے تعجب زدہ

مجمع بن مارے ہلاک ہوا جاتا تہا - مگر بہ فحوائے اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا شیرون کی فوج کے عقب مین ایک پیر مرد محاسن سفید خضر صورت الیاس سیرت ایک اژدہا پیکر ببر کی پشت پر سوار پیدا ہوا گویا کہ وہ تمام شیر اُس تقدس مآب کی سواری کے جلوس مین تہے - اِس واقعہ کے مشاہدہ سے حیرت پر حیرت بڑہی لیکن سعد الدین اور بخسم الدین اُس بزرگ کو دیکھتے ہی شادمان ہوئے اور بادشاہ اور وزیر سے کہا کہ یہہ وہی حضرت تو ہین جنکی آستان بوسی کے لئے ہم سب نے سر کو قدم کیا ہے - یہہ سنتے ہی تمام قافلہ مرکبون سے اُتر پڑا - بادشاہ نے کمال ادب سے سلام کیا اور وزیر اور دیگر سردار قدمبوس ہوئے - حکیم صاحب نے اپنے باہہابت مرکب سے اُترکر فرمایا کہ اے شاہ آفاق و اے زینت اولاد حضرت اسحٰق ایسی کیا ضرورت داعی ہوئی کہ اِس کوہستان اجل کا قصد کیا - جہاں لاتعداد بندگان خدا کی جانین تلف ہوئین - بہرام شاہ نے دست بستہ کہا کہ اے خورشید آسمان حکمت و اے ماہ فلک معرفت ضرور ہے کہ میرا حال کثیر الاختلال بغیر از بیان ضمیر اشراق تنویر پر ہویدا ہو - حکیم صاحب نے بہ لب تبسم ریز فرمایا کہ ہاتف غیب نے مجہے تیرے حال سے آگاہ کیا تہا لیکن مین اسقدر جلد جزائر خالدات سے روانگی کا ارادہ نہ رکہتا تہا - ناگاہ دریافت ہوا کہ تم روانہ اور شیر سد راہ ہوئے - ناگریز مینے روانگی مین عجلت کی - اب مین تمہارے ہمراہ چلتا ہون بادشاہ شکر گویان حکیم صاحب کو شہر مین لایا - رعایا نے بشکرانہ سلامتی بادشاہ شہر کو آئین بند کیا اور جابجا جشن برپا کئے

بادشاہ حکیم عالیقدر کو باعزاز و اکرام دولتخانہ مین لایا اور بعد

طرف کسل را جب صحبت بے تکلف گرم ہوئی اپنے درد دل کا بالتفصیل اظہار کیا
حکیم بزرگ مسکرائے اور فرمایا کہ علم غیب خاصہ ایزدی ہے۔ انبیا علیہم السلام
کو بھی جو افضل الناس ہیں بے مرضی الٰہی اور توفیق ایزدی سے آگاہی نہیں ہوتی
اور ہم سے دنیا ہی مثل انکی معدود ہین۔ پھر بھی انصاف کرو کہ مجھ ضعیف
مخلوق کو کیا معلوم کہ تمہارے ہان بچہ پیدا ہونا مقدر ہے یا نہین۔ البتہ
مین تدبیر کر سکتا ہون کہ ایک عمل جلیل کرونگا۔ خدا نے قادر و توانا کی
جناب مین عرض کرتا ہون کہ اُس عمل بزرگ کی برکت سے یہہ دریافت ہوجائیگا
کہ تمہارے ہان اولاد شدنی ہے یا نہین۔ دوسرے دن حکیم بزرگ نے گوشہ
تنہائی اختیار کیا اور ساتوین روز ایک لوح منجر اسرار تیار کرکے ذی اقتدار
فرمایا کہ اہل تنجیم آفتاب کو نیر اعظم اور ماہتاب کو نیر اصغر کہتے ہین۔ یہہ
لوح تحفہ عالم خاص ان دونو نیرون کے قران کے ہنگام مین بنائی ہے۔ اسی
وجہ سے اسکا نام لوح قران السعدین ہے۔ تم شب پنجشنبہ اول ماہ کو اپنی اہلیہ
عالیشان کے محل مین جاؤ جو عالی خاندان اور تمہاری منظور نظر ہو۔ اُسکے
سینہ پر اس لوح کو رکھو اور پلنگ کے چپ و راست دو شمع کافوری روشن
کرو۔ یہہ اسم جلیل جو تمہین بتلاتا ہون لوح پر نظر قائم کرکے پڑھو۔ ایک
لمحے کے بعد زن و شوہر کو استغراق خواب کا غلبہ ہوگا کہ اُسی آئینہ بطون
عالم رویا مین جو امر شدنی ہے تم پر ظاہر ہو جائیگا۔ خواتین محل مین ملکہ
بنت قیصر روم خاندان و حسن و نجابت و عفت اور [illegible] غرض ہر بات
مین [illegible] یکتا تھی [illegible]

مذکورہ میں عمل مسطور کیا اور عالم واقعہ میں دیکھا:-

"آسمان پر مشرق کی جانب سے سورج اور مغرب کی طرف سے ماہ چار دہ طلوع ہوئے وسط آسمان میں آفتاب و ماہتاب باہم متصل ہو گئے۔ بعد ازاں دونوں کواکب نے علاوہ اس کے یہاں آسمان سے کرہ زمین کی طرف توجہ کی۔ ناگاہ دونوں نیر [illegible] کی طرف سے بادشاہ کے گریبان میں داخل ہوئے۔ ایک لحظہ گذرا تھا کہ سورج [illegible] بادشاہ کے دامن سے نکلا اور چشم زدن میں افق آسمان پر پہونچا اور مغرب کی طرف غروب ہو گیا۔ بعد ازاں چاند ملکہ کے دامن سے نکلا لیکن اُسکی بلندی سمت الراس تک نہ پہنچی یعنی قدرت [illegible] قطب جنوبی کی طرف مائل ہوا اور پھر [illegible] آیا۔ طرفہ تر یہ کہ آفتاب و ماہتاب کے غروب ہو [illegible] محل شاہانہ اسی طرح منور رہا اور غیب سے آواز آئی کہ یہ [illegible] کی ہے جنکا باہم قران ہوا"

صدمۂ غیبی سے بادشاہ کی آنکھ کھل گئی اور قلب [illegible] پایا۔ [illegible] نے باقی رات [illegible] خرم [illegible] میں بسر کی

جب شب [illegible] گذری۔ بادشاہ [illegible] صباح [illegible] بزرگ کے پاس تشریف لایا۔ حکیم صاحب نے [illegible] فرمائی اور سب ماجرا سُنکر بہرام شاہ کو دو فرزند گرامی [illegible] اقبال کے تولد ہونے کا مژدہ دیا اور فرمایا کہ اس عطیہ یزدانی کا سجدہ شکر بجالاؤ۔ بادشاہ نے اُس وقت ایک عالم بیخودی و از خود رفتگی میں حکیم

بزرگ کے قدم مبارک کو متواتر بوسے دیئے اور وزیر کو حکم دیا کہ خزانے کھلوا دو اور فقرا و مساکین کو اسقدر دو کہ غنی ہو جائین - بقدرت کاملۂ باری اُسی شب بلکہ اُسی ساعت ملکہ حاملہ ہوئی اور وہ بھی اِس عطیۂ کبریائی کا سجدۂ شکر بجالائی

اِس خبر کے بعد حکیم صاحب نے بطلب خصت فرمایا اے امیر جہانبان حکیم بطلیموس الٰہی تغمدہٗ اللہ بالغفرانہٖ حکیم اکمل و منجم بے بدل تھے۔ اُنھون نے زیچ جدید کے بنانے کی تیاری کی تھی بلکہ رصد بندی شروع کر دی تھی اور یہہ قصد تھا کہ رصد حال مین اور نجوم و ثوابت داخل کرین۔ حکمائے ماضیہ فقط ہزار ثوابت داخل کر چکے ہین۔ مگر جناب مغفور کی عمر نے وفا نہ کی۔ اب مین بمصداق

اگر پدر نتواند پسر تمام کند

قصد کرتا ہون کہ اُس رصد ناقص کو تمام کردن اور زیچ بطلیموسی انجام کو پہونچاؤن چونکہ ایک جائے اسباب رصد بندی کا بہم پہونچنا مشکل ہے اِس لیئے اطراف عالم کا گشت لگایا چاہتا ہون۔ بغیر جہان گردی ہر ولایت و اقلیم کے کواکب کا طلوع و غروب دریافت نہین ہوتا اور نہ افق ہائے مختلف نظر سے گذرتے ہین۔ ہمین عزم مدینۃ الحکما اپنے مولد سے جزائر خالدات کو آیا اور یہان سے ممالک شرق کا اور پہر بلاد فرنگ کا عزم رکہتا ہون۔ بہرام شاہ نے کہا کہ اِس صورت مین میرے فرزند دلبند کا زائچہ تولد دست مبارک سے مرتب ہوگا حکیم صاحب نے فرمایا کہ مجھے جدامجد سے یہ عمل پہونچا ہے کہ سقوط نطفہ سے زائچہ تولد لکہتا ہون اور اِس زائچہ کا نام طالع مسقطی ہے۔ یہہ کہکر حکیم صاحب گوشۂ تنہائی مین

تشریف فرما ہوئے اور بکمال محنت و ریاضت سے تین دن مین زائچہ طالع بطریق مذکور
تیار کیا اور بادشاہ کو خلوت مین بلا کر کہا کہ تمہارے ہان دو ساعت کے تفاوت
سے دو فرزند گرامی قدر بلند طالع پیدا ہونگے - جو بچہ کہ اول بطن مادر سے وجود
مین آئے اُسکا اسم گرامی "سلطان البیضا خورشید تاج بخش" رکھنا - وہ تحصیل علوم
اور تکمیل فنون ہنر کا بدل شایق ہوگا اور مبارزت و پہلوانی مین یکتائے روزگار
نکلیگا - مزید بران حسن و جمال مین یوسف ثانی ہوگا اور خورد سالی مین ایسے
کارہائے نمایان اور تردد ات بعید العقل اُس سے ظہور مین آئینگے کہ وقائع
رستم و افراسیاب صفحہ ہستی سے محو و سہو ہو جائینگے - خطاب اُسکا صاحبقران
اعظم ہوگا - سن یازدہ سالگی مین اُسے ایک مرض روحانی عارض ہوگا کہ
زندگی کی امید قطع ہو جائیگی - یہ تین لوحین اسم اعظم کی تکسیر سے مینے بمشقت
تمام بنائی ہین - ان الواح ثلاثہ کو تین بار پانی مین غوطہ دینا اور وہ پانی
شاہزادہ خورشید کو پلا دینا - بعد ازان ایک لوح اُسکے گلے مین ڈال دینا
اور دو لوحین بازو پر باندہنا - بادشاہ نے اُن لوحون کو دیکھکر بہ حفاظت
رکھوا دیا - ایک زمرد کی اور دو یاقوت کی تہین اور نقوش اُنکے پڑہے نجاتے
تہے - حکیم صاحب نے فرمایا کہ شاہزادہ کو ان لوحون پر جو اسمائے جلیلہ لکہے ہین
اُنکی برکت سے آپ ند کو صحت بخشیگا اور منزل مقصود کو پہونچیگا بلکہ اکثر عاشقان
خستہ جگر اور آوارگان وادی محنت و خطر اُس مویدمن اللہ کی سعی و کوشش
سے اپنے مقاصد دلی پر کامیاب ہونگے

فرزند دویم کو بدر منیر سے موسوم کرنا - ان دونو بھائیون کے حسن مین آفتاب

و اقبال ساری ہی نجست ہوگی۔ اسکا خطاب حضرت اصغر ہوگا اور رفتن جدید میں
صاحبقرانی بجالائے گا جو دریائے اتیانوس میں جیسے جزائر ہیں سب میں واقع ہے
بہ ہنر تیغ بازی اور تیر اندازی و دیگر فنون سپہگری میں بہ کمال طبع یکتا
ہوگا اور ہفت سالگی میں ایسے کام کرے گا کہ کسی مرد با ہمت سالخوردہ ہی سے ممکن نہ
ہو۔ سن ہشت کے سن میں اپنے وطن سے منقود الخبر ہو کر اقلیم جدید میں پہنچیگا اور
بعد ایک مدت کے بجاہ وحشمت والدین کی خدمت میں آئیگا۔ اسکے کئی فرزند ہونگے
مگر بحسب تقدیر زندہ نہ رہینگے البتہ خورشید تاج بخش کی اولاد سے فرزند نامدار
ممالک مغرب میں فرمانروائی کریگی

یہ سب حالات بیان کرکے حکیم صاحب بادشاہ سے رخصت ہوئے

بزم عالی عیش جشن نوروز کی شب اول کا برہم ہونا

جس وقت اہل نجوم نے کتاب تاریخ الاعظم پیانگ نہی افق خاوران سے صبح صادق کا
طلوع ہوا صاحبقران نے اسپر حکیم ابوالمحاسن سے فرمایا۔ اب کتاب خوانی موقوف
کرنی چاہئیے۔ حکیم ابوالمحاسن نے حسب الحکم کتاب کو غلاف کردیا۔ جمیع سلاطین و
حاضرین بزم جشن اپنے اپنے لشکر اور مقاموں میں چلے آئے۔ صاحبقران اکبر
بعد الفراغ نماز و وظائف بارگاہ گردون اساس میں تخت استراحت پر آرام
فرمایا

جمشید بھی چند ساعت سویا۔ جب آنکھ کھلی۔ قاعدہ کے موافق دو چار جام
شراب نوش کئے اور حالت بدمستی میں ناگاہ شیار سے کہا۔ کسی تدبیر

وفن ہے معزالدین کو لائے تو میری زندگی خوش گذرے - نہنگ عیار نے کہا
مین ایک مرتبہ سرو کو بھی لایا اور دوسری مرتبہ جعفروان جبل نشین کو - لیکن
تیری خوبی قسمت سے دونو ہمارے ہاتھہ سے نکل گئے - خیر مین اب معزالدین کی گرفتاری
کی فکر کرونگا

اِس گفتگو مین ایک عیار نے آکر کہا - یا صاحبقران خود پرستان ایک پہلوان
شجاع سمعاج اژدر نام کوہ ایلم سے تازہ آیا ہے - اُس پہلوان عفریت پیکر
کی درازی قد لا اقل ہتیر گز سے کم نہ ہوگی اور ہنگام جنگ اسلحہ حرب دونو ہاتھون
مین پنجہ ہائے فولادی خاردار پہنتا ہے اور ہر پنجہ دس من وزن کا ہے کہتے
ہین کہ سمعاج اژدر درد شخوار و نشخوار کا ماموں ہے جنکو اشبوط دیلمی دست قدرت
خطاب کرتا تہا اور جو امیرزادہ امیر حمزہ اور امیرزادہ سیف الدین کے ہاتہہ سے
قتل ہوئے تہے

جمشید اُسی وقت اشبوط کے لشکر کیطرف روانہ ہوا - اشبوط اور لقیم دیر اور
ابو حاکم اُس وقت ایک خیمہ مین بیٹہے تہے تینون بادشاہون نے جمشید کا استقبال کیا
اور نہایت اعزاز سے بارگاہ مین لائے - اُسی وقت نمرودان بہی اور دیگران شاہان
خارجی بہی ملاقات کے واسطے آئے - جس وقت یاران مجلس کی صحبت گرم ہوئی
جمشید نے کہا - آپ بادشاہ عظیم معزالدین عجب زادہ سے سمعاج کی ایک میدان آرائی
[illegible] اشبوط نے کہا سمعاج اسی غرض سے آتا ہے - لیکن اس نے یہ دو قرار کیا ہے کہ آج
کی تا اختتام مجلس کوئی جدائی ہنگامہ جنگ و جدال موقوف رہے - دیگران شاہان نے
[illegible] کہ ہم بہی [illegible] انتظار مین ہون کہ یہان پہلے وہان [illegible]

اپنی مادر مقتولہ کی تعزیت سے فارغ ہولے۔ نصرون نے کہا۔ عہد و قرار کے وہ لوگ پابند ہین جو اُس وقت موجود تھے۔ سمعاج تازہ آتا ہے۔ قصہ کوتاہ جمشید خود پرست و اشبوہ دیلمی و القیموس زنگی و بکران شاہ خارجی و ابو حاکم فردوسی و نصرون ربیعی نے اِس بات پر اتفاق کیا کہ بفور پہونچنے سمعاج کے بساط جنگ آراستہ کرا دین

یہان ظہر کے وقت صاحبقران اکبر نے بعد ادائے نماز ظہر بدولت و سعادت تخت صاحبقرانی پر جلوس فرمایا۔ تمام سلاطین باوقار و امرائے نامدار دربار معلے مین حاضر ہوئے۔ صاحبقران نے ابو الحسن جوہر سے فرمایا۔ محفل شب کے آراستہ ہونے کا پادری ایڈورڈس کو حکم پہونچا دو۔ اِس اثنا مین محمود خراسانی عیار دربار مین حاضر ہوا اور اُس نے کہا۔ آج جمشید خود پرست اور بکران شاہ خارجی اور ملک نصرون ربیعی اور القیموس زنگی اور ابو حاکم فردوسی اشبوہ دیلمی کے خیمہ مین جمع تھے اور یہ قرار پایا ہے کہ سمعاج اژدر در کے آتے ہی اہل اسلام سے جنگ محاربہ شروع کیا جائے۔ ابو الحسن نے صاحبقران اکبر کی طرف مخاطب ہوکر یہ شعر پڑھا

خوور ابشہ بپارہ و عدد را بہ فرو الفقار انگہ بہ بین کہ دست ولایت چہ میکنند

ابو الحسن نے صاحبقران کا پیام پادری کو پہونچایا اور عصر کے وقت صاحبقران اکبر خیام مرفع عتا مین تشریف لایا۔ دونو حکیم اور تمام سلاطین و امرائے ذی شان ہمراہ رکاب تھے

پادری ایڈورڈس نے بدستور شب گذشتہ اول حمد الٰہی و نعت انبیا علیہم السلام مین خطبہ بلیغ پڑھا اور ثواب فاتحہ صاحبقران اعظم و صاحبقران اصغر کی ارواح کو بخشا۔ بعد ازان نقل و میوہ اہل مجلس کو تقسیم ہوا۔ جب فاتحہ خوانی و تقسیم نقل سے فرصت

فرصت پائی یعقوب حرانی اور محمود خراسانی نے حکیم ابو المحاسن اور حکیم اخشیجان کے حکم سے چراغدان سلیمانی روشن کیا اور حکیم اخشیجان نے کتاب تاریخ الاعظم غلاف سے نکالی اور جہان سے حکیم ابو المحاسن نے داستان ختم کی تہی وہان سے شروع کی

جب ملکہ پادسیما کے ایام حمل منقضی ہوئے ایک شب قاعدہ کے مطابق زہ زہ شروع ہوا۔ خواجہ سرایان محلی نے اِس حال کی بادشاہ کو خبر کی۔ بادشاہ نے فی الحال شہر کے تمام منجم اور ستارہ شناسون کو دربار مین بلایا۔ منجمین نے اصطرلاب وغیرہ آلات زائچہ کشی درست کیئے اور مولود کی ولادت کے منتظر رہے۔ قریب طلوع صبح صادق طالع اسد مین اول شاہزادہ خورشید تاج بخش کی ولادت ہوئی۔ اُس وقت از روئے حساب علم ہیئت آفتاب اسد مین اور مشتری سرطان مین اور زہرہ حوت مین اور زحل میزان مین تہا۔ یہ ساعت بغایت سعید اور محمود سمجھی جاتی ہے۔ ایزد سبحانہ تعالےٰ نے خورشید تاج بخش کو ایسا جمال جہان افروز اور حسن گلوسوز عطا فرمایا کہ دایہ کی آنکھین خیرہ ہوئی جاتی تہین۔ دوسرا مولود طالع میزان مین تولد ہوا اُس وقت کوکب قمر نہایت قوت اور سعادت مین تہا۔ اِسکا حسن بہی بے نظیر تہا اگر تفاوت تہا تو اسقدر جسقدر کہ آفتاب و ماہتاب مین پایا جاتا ہے۔ جس وقت سیف الدولہ بہرام شاہ نے فرزندان عالیقدر کے پیدا ہونے کی خبر فرحت اثر سُنی اِس عطیہ کبرےٰ کا بدرگاہ کبریا شکر بجالایا اور بہ عجز و انکسار سجدہ کیا بعد ازان شہر کو آئین بند کرایا اور امرا اور رؤسا کو حسب قدر و منزلت خلاع فاخرہ اور مناصب عالی اور فقرا و مساکین کو زر و جواہر بخشا

دران جشن عالی زا مو الہا گدا گشت سلطان و سلطان گدا

چالیس دن تک جا بجا بزم سرور و طرب آراستہ رہین اور ان ایام مین ہر غریب و امیر مطبخ شاہی سے کہانا پہونچتا رہا دو دائیان شریف النسب نجیب الطرفین اُن ہر دو نیرین فلک حسن و دولت کی پرورش کے واسطے مقرر ہوئین - بدر منیر اپنے برادر کلان شاہزادہ خورشید کی نسبت جسامت اور تنومندی بدن مین قدرے قوی تہا

منجمین طالع شناس نے اپنی کارروائی ختم کرکے بادشاہ کی خدمت مین عرض کیا کہ زائچہ سے یہ دریافت ہوتا ہے کہ شاہزادہ کلان کے اوقات بیشتر شغل عشق و محبت مین گذرینگے اور اس ضمن مین تسخیر ممالک کا بہی بہ کامیابی اتفاق ہوگا اور صاحب اقبال ہوگا - شاہزادہ خورد اکثر ممالک عظیم بقوت شمشیر جہانگیر فتح کریگا اور بہت سی زنان پری چہرہ و حور تمثال اُسکی سلک ازدواج مین داخل ہونگی اور ہر ایک سے اولاد ہوگی مگر اُنکی زندگی و مرگ کی خبر خداتعالےٰ کو ہے - بادشاہ نے اُس وقت بخشوع و خضوع **قادر ذوالجلال** کی درگاہ مین اُنکے حق مین دعائے خیر کی کہ دو اقبال سکندری کے ساتھ بلند اور داد گر ہون

جبکہ آٹھ برس شہزادون کی عمر پہونچی معلمان کاردان اور اُستادان خردمند جہان اُنکی اتالیقی پر مامور ہوئے - ازبسکہ عقل سلیم اور ذہن تند اور حافظ قوی رکہتے تہے ایک مہینے مین اسقدر علوم و فنون تحصیل کرتے تہے جو اور بچون کے واسطے ایکسال کا کام تہا - لیکن شاہزادہ خورشید کو مطالعہ کتب اور تحصیل علم کی طرف رغبت کمتی اور شاہزادہ بدر منیر زیادہ تر صید افگنی اور تیر اندازی اور اسپ دوانی مین مصروف رہتا تہا

شاہزادہ بدر منیر کا شکار کو جانا اور ایک ہرن کے پیچھے

ایک غار مین پہونچنا اور وہان ایک سنگ مربع پر بیٹھکر مفقود الخبر ہو جانا

جب سال دہم شروع ہوا ایک دن شاہزادہ بدر منیر بادشاہ سے اجازت لیکر بعزم صید شکار شہر باہر نکلا۔ شکار کے گون کے آدمی اور جانور اور مختصر سامان آسائش ہمراہ تھا۔ رفتہ رفتہ ایک ایسے صحرائے پر بہار مین پہونچا جو جنت کا ہم پلہ تھا۔ دن بھر چرند و پرند کا شکار کھیلا اور بوقت شب ایک عالیشان مکان مین جو زمانہ قدیم کا بنا ہوا تھا آرام لیا۔ ہنوز نصف شب گذری تھی کہ ایک عجیب خواب دیکھا:۔ "گویا تنہا اس ولایت سے ایک غیر ولایت مین پہونچا ہے۔ وہان بزور شمشیر اکثر جا بجا فتح کیئے۔ چند بادشاہ عالیجاہ صاحب ملک و لشکر مطیع فرمان ہوئے۔ وہان کی مخلوق اسی صاحبقران کہتی ہے۔ اسی قبیل کی اور چند واقعہ دیکھے"۔ اسکے بعد آنکھ کھل گئی اور پھر نیند نہ آئی۔ اُس وقت ایک قراول بچہ جمشید نامی جو نہایت ہوشیار اور ذوفنون تھا اور خلوت و جلوت مین حاضر رہتا تھا موجود تھا۔ اُسکو سواری کی تیاری کا حکم دیا اور شکار کے واسطے سوار ہوا۔ اثنائے شکار مین ایک آہوئے خوش رنگ حیا وحشی یا شرارہ وار سامنے سے گذرا۔ شاہزادہ نے کمند حلقہ در حلقہ کمر سے کھولی اور ہرن کے عقب مین کمیت برق رفتار کو جولان کیا۔ وہ غزال عین دوادوش مین ایک غار عمیق کے اندر داخل ہو گیا۔ یہہ بھی اُسکے سراغ پر غار مین داخل ہوا۔ ایک فرسنگ راہ غار مین طے کی تھی کہ ہرن ایک جانب گیاہ چرتا نظر آیا۔ شاہزادہ نے بایں قادر اندازی ایک تیر جانگیر ہرن کے پہلو مین مارا کہ دوسرے پہلو سے نکل گیا۔ جمشید قراول بچہ نے ہرن کو ذبح کیا اور چقماق سے آگ نکال کر شاہزادہ کے لیئے

کباب تیار کیے۔ شاہزادہ نے بخواہش نفس وہ کباب کہائے اور جمشید سے پانی مانگا۔ چہاگل کو دیکھا تو ایک قطرہ آب نہ تہا۔ لاچار جمشید پانی کی تلاش مین گیا۔ یہان شاہزادہ بنظر سیر و تماشا اُس غار رشک گلزار مین چند قدم پیشتر روانہ ہوا اور ایک سنگ مربع جوہر دار نظر پڑا کہ وسط میدان مین بعینہ تخت کی شکل رکہا تہا اور ایسے شفاف و مجلے تہے کہ آنکھ نہ ٹہرتی تہی اور جواہر اس ترکیب کے تہے کہ گویا کچہ لکہا ہے۔ شاہزادہ نے اُس پتہر پر بیٹہنے کا قصد کیا۔ ناگاہ ایک آواز آئی۔ "اے طفل ناتجربہ کار اِس سنگ سراپا اسرار پر قدم نہ رکہنا ورنہ جان ضایع ہو گی"۔ شاہزادہ متفکر ہوا۔ ایک لمحے کے بعد دوسری آواز آئی: "اے شاہزادہ مغرب زمین بسم اللہ اس سنگ طلسم پر بے خطر و وسواس جلوس فرما تاکہ مرتبہ صاحبقرانی کو پہونچے۔ ساعت سعید گذری جاتی ہے حکیم حقیقی کے طلسم سے حکیم افلاطون کی طلسم بندی کو کیا نسبت"۔ شاہزادہ خود آمادہ تہا۔ دوسری آواز کے گوشزد ہوتے ہی اُس پتہر پر متمکن ہو گیا۔ بمجرد بیٹہنے شاہزادہ کے اُس سنگ مربع نے تخت سلیمانی کی مانند پرواز کی اور بطرفۃ العین مین ہوا پر پہونچا۔

جمشید پانی لیکر آیا تو شاہزادہ کو غائب اور گہوڑے کو موجود پایا۔ اودہر اودہر دوڑا دہوپ کی کہین نشان تک نہ پایا تو دامن چاک کیا اور خاک بر سر افشان و نوحہ کنان لشکر مین پہونچا ہر چند تجسس کیا گیا جب سراغ نہ چلا شہر مین آکر بادشاہ کو اس حادثہ کی خبر دی۔ سیف الملوک بہرام شاہ اور ملکہ بدیع الجمال کے ہوش اُڑ گئے اور شہر ماتمکدہ بن گیا۔ شاہزادہ کے رشتہ کے قلب پر ایسا صدمہ پہونچا کہ دوپہر کا ہیچ ہو

رہے۔ بادشاہ اور ملکہ کی مفارقت فرزند مین جب نوبت بہ جنون پہونچی تو نجومون اور رمالون کیطرف رجوع لائے۔ اُنہون نے بقید قسم کہاکہ شاہزادہ انشاء اللہ کامیاب بار دگر والدین کی خدمت مین پہونچے گا مگر ہمے مدت کی قید لگائی نہین جاتی اُس وقت بادشاہ کو جناب حکیم اسقلینوس الٰہی کا یہ فرمودہ یاد آیا کہ بدر منیر نوسوین برس کے شروع مین یہان سے مفقود الخبر ہوکر ارض جدید مین پہونچے گا۔ لاچار صبر کیا

احوال خورشید تاج بخش

شہزادہ خورشید تاج بخش محل کے اندر اکثر اوقات مشاغل علمی مین مصروف رہتا ہی اور ورزش و ریاضت جسمانی کے واسطے بہی قصر کے اندر ہی انتظام کیا گیا ہی تاکہ چشم زخم سے محفوظ رہے۔ لیکن یہہ قید و شہزادو نکے لیئے کب تک ہوسکتی ہین۔ آخر ایکروز جبکہ آفتاب عالمتاب نے برج نوزدہم سے جو ترک الکواکب یعنی کوکب مریخ کا خانہ ہے طلوع کیا شہزادہ بادشاہ کے ہمراہ شکار کے لیئے سرا پردہ سلطانی سے باہر نکلا۔ جب باغ نشاط افزا کی طرف جو سواد اعظم کے بہترین مقامات سے ہی روانہ ہوئے رستہ مین ایک میدان وسیع و دلکشا دیکہا۔ اُس میدان مین سات درخت عظیم الشان باہم متصل واقع تہے مگر اُنمین ایک درخت بے شاخ و برگ نظر سے گذرا۔ فقط بیخ درخت پانچ گز بلند باقی تہی اور اُسکے تنہ کا دور دو گز سے زیادہ تہا۔ باقی چہہ درخت اور درخت ہائے متعارف کی صورت نہے۔ جب سواری ہمایون اُن درختہائے ہفتگانہ کے قریب پہونچی بادشاہ نے نظر حیرت و استعجاب سے درختون کو دیکہا۔ اور روشن ضمیر وزیر سے فرمایا بر کعبہ ہم ہزار بار

اِس راہ سے باغ نشاط مین گئے ہین الّا اِن درختون کا نشان تک نہین دیکھا خدا جانے
یہ کیا اسرار ہے - روشن ضمیر نے کہا غلام حضور سے زیادہ تر متعجب ہے

شہزادۂ خورشید تاج بخش کا ایک فرد بزرگ عالی قدر ہم استاد و ہم اتالیق
شہاموت دانا ہے - بادشاہ نے اُس بزرگ کو بوجہ زور ذاتی اور پہلوانی
و شجاعت کے شہاموت شجاع خطاب دیا ہے - شہاموت دانا کی عمر طبعی ایکسو برس سے
زیادہ تجاوز کر گئی ہے - تاہم ایک پہلوان کو تادیب کر سکتا ہے - اور علم وفضل مین
افلاطون دوران ہے - اور نسب مین حضرت طالوت علیہ السلام کی اولاد سے ہے
جو بنی اسرائیل کا پہلا بادشاہ تہا - بیشتر اوقات شہاموت دانا کے مطالعہ مین کتہای
متقدمین کی کتب حکمت رہتی تہین - ازانجملہ ایک کتاب بحر المراکز نام طالوت کے
زمانہ سے پشت در پشت شہاموت دانا کے ہان میراث چلی آتی تہی - ہر گاہ کوکبۂ خسروانی
اُن اشجار ہفتگانہ کے قریب پہونچا شہاموت دانا نے بہی درختون کو نظر غور سے دیکھا
اور آسمان کی طرف نظر کی - بادشاہ نے جو شہاموت کو متحیر دیکھا اپنے روبرو بلایا
اور پوچھا اے دانا ور ہم بھی اِن درختون کو دیکھکر حیران ہوئے ہین مگر تم بہت زیادہ
مشوش ہو - یہ کیا بات ہے - شہاموت دانا نے کہا - مینے کتاب بحر المراکز مین یہ عبارت
مشرح لکھی دیکھی ہے کہ مغرب کیطرف ایسا ایک مقام ہے جسکی زمین کا رنگ سبزی سے
مائل ہے اور وہان سات درخت باہم متصل واقع ہوئے ہین اُنمین تین درخت سفرجل یعنی
بہی کے ہین اور دو درخت امرود کے ایک درخت سیب کا اور درخت ہفتم سربید
ہے فقط بیخ درخت بطور نشان باقی ہے - دوئم کل درخت بار و ثمر سے خالی ہونگے - مگر
ایک درخت کی بلند شاخ پر ایک سیب مثل یاقوت رمانی لگا ہوا ہوگا - سبز و سی

تاریخ مستقبلہ مین یہہ جملہ لکھا تھا کہ دو صد و ہفتاد سال بعد از زمان حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کسی ملک کا ایک شہزادۂ بلند اقبال اُس مقام مین گذرے گا جہان وہ درختہائے ہفتگانہ ہونگے پس اُس شہزادۂ گردون وقار کو لازم ہے کہ گرز یا شمشیر کی تین ضربین بلا فاصلہ اُن ساتون درختون پر لگائے۔ ضرب چہارم کی تکلیف نکرے انہین ضرب ثلاثہ مین چھہ درختون کو آلات مذکورہ کی ضرب پہونچے اور درخت ہفتم جو بے شاخ و برگ ہے زمین کا پیوند ہو جائے۔ بعد ازان اُس سیب کو نیزہ سے اُتار کر اِس زور سے آسمان کی طرف پھینکے کہ نظر خلایق سے پوشیدہ ہو جائے۔ چند لمحہ کے بعد وہ سیب گوئے یاقوت کی صورت اوج آسمان سے زمین پر گرے گا اور گوئے چوگان کی مانند نہایت سرعت و تیزی سے ایک طرف روانہ ہوگا۔ وہ شہزادہ باوقار سیب کے عقب مین روانہ ہو اور سیب پر خوب نظر قایم رکھے تا کہ خیرگی چشم سے جو اُس وقت حدت آفتاب کے باعث عارض ہوگی نظر سے غائب ہو جائے۔ آخرکار وہ سیب غلطان ایک مقام مین پہونچکر زمین کے اندر داخل ہو جائے گا۔ شہزادہ موعود اُس موضع کو کھدوائے بقدرت کاملۂ ربانی وہان سے ایسی ایک شے نکلے گی جسکی برکت و بزرگی سے شہزادہ موعود بحیثیت حشمت و دولت اور باعتبار قدر و منزلت جملہ سلاطین عالم پر فوق ہوگا۔ اور خلق خدا صاحبقران اعظم خطاب دے گی۔ بشرطیکہ وہ شہزادہ بچندین صفات موصوف ہو۔ اول یہ کہ اُس عالی قدر کا ایک مرسل خدا کی اولاد مین ہونا شرط ہے دوئم عاقل و دانا اور فاضل یگانہ ہو۔ سوئم اُسکی بہادری و شجاعت کی جہان مین مثال نہ ہو۔ چہارم حسن و جمال مین یوسف ثانی ہو۔ پنجم تولد اُس بزرگ کا وقت ایسا ہو کہ ایک بزرگ وحید العصر کی کوشش و توجہ سے وقوع مین آئے۔ ششم

اِس حال کا بھی دریافت کرنا بہ ضرور ہے کہ اُس وقت کف الخضیب وسط السماء میں ہو گیا معنی کہ وہ وقت محل اجابت دعا ہے

بعد بیان کرنے اِس حقیقت سراپا اسرار کے شہاموت دانا نے کتاب الارکان بغل سے نکالکر بادشاہ کے روبرو رکھدی اور کہا جو عبارت میں نے گذارش کی ہے حضور بھی ملاحظہ فرمائیں مجھے گمان قوی ہے کہ بجز ذات والاصفات شہزادہ خورشید تاج بخش کے اور کوئی شہزادہ اِن صفات مذکورہ سے موصوف بردہ عالم پر نہیں یہی بلند طالع صاحب اقبال اِس عقدۂ مشکل کو حل کریگا شہاموت نے بار دگر آسمان کیطرف دیکھا اور کہا قبلۂ عالم قسم ہے خدائے عز وجل کی کہ اِس وقت کف الخضیب بھی وسط السما میں پہونچا ہے۔ بادشاہ نے فرمایا تم شہزادۂ خورشید تاج بخش سے کہو۔ یہاں خود شہزادۂ صاحب ہمت وجرات طلسم کشائی کے واسطے تیار تھا خندان وفرحان درختوں کے قریب آیا

بہرام شاہ نے شہاموت داناسے فرمایا اے بزرگ ہمنے تمہارے فرمانے کو تسلیم کیا اور مضمون کتاب بھی صحیح مگر یہ بات ہرگز عقل میں نہیں آتی کہ سات درخت تین ضرب میں قطع ہوں خورشید تاج بخش نے عرض کی حضور ناحق مشوش ہوتے ہیں مجھے اسوقت خود بخود بفضل الہی اور رہنمائی طالع سے سارے گویا القا ہوا ہے بعون ایزدی حضور کے روبرو اِس کام بہت آسانی سے انجام دونگا۔ بادشاہ نے فرمایا بسم اللہ

شاہزادہ بدر منیر کا تخت میں طلسم کے ذریعہ سے ارض الحدید میں پہونچکر حکیم تیریافلی کی بہت میں پیر دہنا اور ملکہ روشن جمال

شاہزادے نے اول بصد عجز و نیاز مسبب الاسباب کی درگاہ مین اپنے حصول مطلب کی دعا کی بارے وقت اجابت دعا کا تہا۔ تیر دعا شہزادے کا ہدف مراد پر پہونچا۔ بعد ازان خدنگ برق وش کو مثل شعلہ جوالہ اُن درختون کے گرد ایک کاوہ دیا۔ اور چند بار یا حضرت اسحاق مدد زبان سے کہا اور وہ گرز پارۂ کوہ البرز نہایت قوت سے اُس درخت پر شاخ و برگ پر مارا۔ بتائید یزدانی و مدد سبحانی بیخ درخت میخ آہنی کی مانند اسقدر زمین کے اندر غرق ہو گئی کہ نشان تک نہ رہا۔ بعد اسکے ایک تیر یازدہ مشتی چلہ کمان مین رکھکر اِس ضرب سے مارا کہ تین درختون مین سے صاف گذر گیا۔ اِسی طرح تین درخت باقیماندہ کو بھی تیر دوئم سے سوراخ کیا۔ بادشاہ اور سہا موت دانا نے شہزادہ کی قوت بازو پر آفرین کی۔ اور کہا الحق کہ بے اِس ترکیب کے اور کسی صورت سے تین ضربون مین سات درختون کا مضروب ہونا ہرگز عقل مین نہ آتا تہا

بعد شگاف ہونے درختون کے درخت سیب پر وہ سیب بعینہ گوئے یاقوت کی صورت نظر آیا۔ شہزادہ گردون سریر نے نیزۂ خطائی ہاتھ مین لیا اور مرکب پری پیکر کو پھر کاوہ دیا اور اُس سیب یاقوت رنگ کو نیزہ مارا۔ سیب ضرب سنان سے شہزادے کے ہاتھ مین آگیا۔ شہزادے نے اِس قوت دست سے سیب کو آسمان کی طرف پہینکا کہ نظر خلایق سے ناپدید ہو گیا۔ اور ایک ساعت مستقیمہ کے بعد گوئے یاقوت درخشان یا شعلۂ آتش کی مانند زمین پر گرا اور باین سرعت و تیزی ایک طرف روانہ ہوا کہ اُسکی رفتار پر نظر قایم نہ ہو سکتی تہی۔ شہزادہ بہی پشت مرکب سے اُتر کر پیادہ پا اُسکے عقب مین ہو لیا۔ حالانکہ وہ سیب نہایت تیزی سے روان تہا لیکن

تصحیح۔ صفحہ ۴۰ سطر ۳ کے آخر مین جو [illegible] غلطی سے چھپ گیا ہے وہ غلط [illegible]

اُس وقت ایزد سبحانہ نے شہزادے کو اِس ترتیب سے قوت رفتار عطا فرمائی کہ اُس سیب غلطان کے برابر بھاگا جاتا تھا - وہ سیب مثال ہوا صرصر ایک ہی رفت سے چار کوس کا مل گیا اور ایک سبز زمین سے سر سبز شگفتہ زار مین پہونچا - وہان ایک چشمہ آب جو تھا سیب جست زدہ چشمہ مین داخل ہوا جس وقت شہزادہ اُس چشمہ کے کنارے پر پہونچا خود بخود سر مبارک کو ایسی گردش آئی کہ چرخ کھا کر زمین پر گرا اور اپنے حال کا کچھ ہوش نہ رہا - بادشاہ اور شہباموت دانا بھی افتان و خیزان وہان پہونچے دیکھا کہ شہزادہ از خود رفتہ زمین پر افتادہ ہے - شہباموت نے عرق بہار گلاب شہزادے کے رُخ انور پر چھڑکا اور چند لمحے کے بعد شہزادہ ہوش مین آیا

بیلداروں نے حسب الحکم اول چشمہ کا پانی خالی کیا اور سبز زمین کو کھودا جب دس گز زمین چشمہ کی کھدی ایک تختہ مرمر مجلیٰ و مصفا کا نکلا - اُسکے وسط مین ایک حلقہ طلائی نہایت زبردست نصب تھا اور بخط جلی یہہ عبارت لکھی تھی جس وقت صاحبقران فاتح طلسم یہان پہونچے اِس حلقہ طلائی مین ہاتھ ڈال کر تختۂ سنگ کو اُٹھائے ایک نقب کا زینہ ظاہر ہوگا - زینہ کے راہ سے نقب مین داخل ہو - انتہائے نقب مین ایک مکان عالیشان ہے اور اُس مکان مین ایک صفہ مربع پر ایک صندوق کلان رکھا ہے - اُس صندوق کو نقب سے باہر نکال لائے - اور جو شئے صندوق مین امانت رکھی ہو اُسکو اپنی ملک خاص سمجھے کیونکہ اُس شئے کا بجز ذات صاحبقرانی اور کوئی مالک نہین - بعد دستیاب ہونے اِن تحائف کے لازم ہے کہ حکیم ذوالقرنین کی روح پاک کو ثواب فاتحہ سے شاد و خرسند کرے - اُس عالی منزلت نے خاص صاحبقران ہی کے واسطے یہ طلسم ترتیب دیا ہے - اور اشیائے طلسم امانت رکھی ہین - لیکن اُس صندوق

پر بطور نگہبانی ایک مار سیاہ یا کنچہ زہر آلود حلقہ زدہ بیٹھا ہوگا۔ اُسکے دفعہ کرنیکی یہ
صورت ہے کہ چشمہ کی قدرے خاک میں درخت سیب کے برگون کا عرق ملاکر سات عدد
گولیان بنائی جائین روئی علم یہ چال بھی نہ رہا ہو اسکا وہ صاحبقران طلسم کشا ہنوز ایک طفل دہ دوازدہ سالہ ہوگا اُسکی صاحبقرانی
کی اول ہی علامت ہے کہ بنفس نفیس اُس مار سیاہ کی طرف متوجہ ہو۔ ہر قدم پر وہ افعی طلسم بقصد ایذا رسانی منہ
کھولیگا صاحبقران ایک گولی چشمہ کی خاک کی مار سیاہ کے مونہہ مین ڈالدے جب تمام گولیان اُسکے شکم مین پہونچینگی
تو وہ صندوق کے پاس سے غائب ہوجائیگا پھر بےخوف و خطر صندوق کو نقب سے نکال لائے
شہزادہ نے بعد مطالعہ عبارت مذکورہ چند سرداران نامدارگان صاحب قوت زور مثل
اکلیل الملک جو ملک مغرب کا ایک شہزادہ ہے اور مشتری طلعت پیروز وزیر روشن ضمیر اور
شیر افگن کوہستانی اور صاولت فرخ روز بن شہاموت دانا وغیرہ کو حکم دیا کہ اول تم اس
تختہ سنگ کو اُٹھاؤ۔ ان دلاورون نے ہرچند سعی و جہد کی مگر تختہ سنگ نے جنبش
تک نہ کہائی حتے کہ شہاموت دانا نے بھی جو اپنی زورمندی کا دعوے رکہتا تھا چند زور
کیئے۔ بالآخر شہزادہ نے خود زور کیا اور زور اول ہی مین بآسانی تختہ سنگ کو بلند
کر لیا۔ بعد ازان زینہ کی راہ سے نقب مین داخل ہوا۔ فی الواقع ایک سفید مرابع پڑہ
صندوق متقفل رکہا تہا۔ اور ایک مار سیاہ یا کنچہ زہر آلود حلقہ زدہ صندوق کے
قریب بیٹھا ہوا تہا اور اُسکی آنکھین مثل شمع روشن تہین۔ بلکہ مرزا ہمتین تیغ قضا
تھی سرداروں نے جو اُس افعی عجیب الخلقت کی صورت دیکھی ہوش جاتے رہے۔ اور بیاختہ
بےتحاشا بہاگے۔ شہزادہ فولاد جگر موید من اللہ بےخوف اُس مار سیاہ کی طرف متوجہ
ہوا۔ افعی نے باین صلابت و ہیبت غار کی مانند مونہہ کہولا کہ رستم کا زہرہ بہی آب
ہوجاتا۔ شہزادے نے حسب ہدایت عبارت سنگ ایک ایک گولی کرکے سات گولیان

افعی کے سونہہ مین ڈالدین۔ وہ صندوق کے پاس سے غائب ہوگیا۔ مار سیاہ کے
غائب ہونے کے بعد ہر گوشہ مکان سے آواز آئی۔ اے شہزادہ مغرب زمین و اے صاحبقران
با تمکین مرتبہ صاحبقرانی تجھے مبارک ہو بسم اللہ اس صندوق کو نزدیک لیجا اور متاع
طلسم اپنے قبضہ مین لا۔ من بعد حکیم ذو القرنین کی حق مین دعای خیر کر۔ شہزادہ خورشید
تاج بخش نے صندوق کو باہر لاکر قفل اُسکا کہولا۔ تین چیزین صندوق سے نکلین
ایک شمشیر با قبضہ زمرد نگار جسکے قبضہ پر صاعقہ سکندری نام کندہ تہا۔ دویم ایک گوئے
یاقوت احمر سویم ایک لوح الماس کفدست کے برابر جسکی سطح مین بخط عبرانی چند سطرین
لکہی ہین۔ شہزادہ نامدار نے شمشیر کو غلاف سے نکالکر دیکہا شمشیر نہ تہی گویا ایک
پارچہ برق تہی جسکے شعاع سے نظر خیرہ ہوئی جاتی تہی۔ لوح اپنے استاد عالی نژاد شہباز ہوت
دانا کو دکہائی۔ شہباز ہوت دانا نے ایک نظر لوح کو دیکہا اور شہزادے کو دیکر کہا۔
بفضل الہی تم بہی خط عبرانی سے واقف ہو دیکہو کیا لکہا ہے۔ شہزادے نے لوح کو دیکہا
لکہا تہا۔ اے شہزادہ بلند اقبال آفاق گیر تو معمورہ دنیا مین صاحبقران اعظم
لقب پاویگا اور تسخیر کنندہ عالم و فاتح طلسم مشہور ہوگا۔ یہہ گوئے یاقوت خاص
اس علم کے واسطے امانت رکہتی ہے کہ علم صاحبقرانی پہ نصب کیجائے اور اُس علم کو ظفر پرچم
اور نشان ذو القرنین خطاب دین۔ حکیم ارسطوی الہی نے اس گوئے یاقوت کو سکندر
ذو القرنین کے حکم سے تسخیر ممالک اور فتح طلسم کے واسطے بنایا ہے اور یہہ لوح الماس
بعض مہمون و مقامات سخت مین کام آئے گی۔ آگاہ ہو کہ جس وقت ذو القرنین
نے بعد تیار کرنے سد یاجوج و ماجوج کے مراجعت کی یہہ طلسم ترتیب دیا اور کشایش
طلسم ایک شہزادہ زمین مغرب کے نام مقرر فرمائی۔ بس وہ شہزادہ موجود مراتب صاحبقرانی

اور درجات کشورستانی کا درگاہ ایزدی سے امیدوار ہو۔ مگر باانہمہ مرتبۂ عظمی و منزلت علیا دنیائے عاریت سرا کو نمود بے بود سمجھے اور مساکین و مظلومون کی دلجوئی و دادرسی کرے۔ اس احقر العباد بندۂ درگاہ حق یعنی سکندر نے مشرق سے مغرب تک معمورۂ جہان مین کوس صاحبقرانی کا بجایا اور بیشتر طلسم حکمائے ماضیہ فتح کیے اور اکثر اپنی طرف سے بنائے۔ بازہم باین قدرت و اقتدار اور ثروت و وقار جہان فانی سے تہی دست عالم جاودانی کو رحلت کی

جہان آسیائیست مردم ربا | کہ از خون دل گردد این آسیا
دو سنگ نہ بر زیر او را بہ بین | یکے آسمانست و دیگر زمین
تو بیچارہ اندر میان دانۂ | حذر کن اگر مرد فرزانۂ
بترس از خدا و میازار کس | رہ رستگاری ہمین است و بس

آیندہ اس حال سے بھی آگاہ ہونا ضروری ہے کہ اگر صاحبقران اعظم کو کوئی مشکل سخت یا عقدۂ قوی پیش آئے لازم ہے کہ طبیعت کو مستقل رکھے۔ پراگندہ نہ ہو۔ بلکہ اُس قرۃ العین کو والدین بھی درگاہ کارساز بندہ نواز سے مایوس و ناامید نہ ہون۔ جامع المتفرقین اپنے فضل و رحمت سے ہر کام کا انجام بخیر کرتا ہے والسلام

بادشاہ مع خورشید تاج بخش شادی کنان مع نقارہ نوازان باغ نشاط افزا مین تشریف لایا۔ اور تین روز و شب برابر جشن خوشی و ہنگامۂ بزم عشرت گرم رکھا۔ ملکہ ماہ سیما نے بھی فرزند ارجمند کی طلسم کشائی کا حال سُنکر محل عالی مین محفل شادی آراستہ کی اور زر کثیر فقرا و محتاجان شہر کو تصدق دیا

روز چہارم عصر کے وقت بادشاہ شہزادہ خورشید تاج بخش کو ہمراہ لیکر

باب السوداں سے شہر مین داخل ہوا حسب معمول خلایق شہر جوق جوق اور گروہ
گروہ بازار و دوکانین اور مکانات وسقف مکانات پر حد حصر سے زیادہ جمع تہی راوی
لکہتا ہے کہ اُسی بازار مین ایک سوداگر خواجہ ابراہیم نام کا مکان واقع تہا۔ اُسکی دو
دختر مین بالغہ ناکتخدا تہین۔ دختر کلان کا نام غیرت حور اور دختر کوچک کا رشک پری
نام تہا۔ وہ دونو نازنینین محل کے ایک غرفہ سے شہزادے کی سواری کا تماشا دیکہہ رہی
تہین۔ جب غیرت حور اور رشک پری نے شہزادہ کی صورت دلپذیر دیکہی ایک
تیر جانگیر اور خدنگ دلدوز شہزادے کے کمانخانہ ابرو سے رہا ہوکر اِن دونون
سوداگر زادیون کے سینہ بے کینہ مین تا سوفار غرق ہو گیا۔ بعد روانہ ہونے سواری
ہمایون کے غیرت حور اور رشک پری کا یہہ حال بد ہوا کہ دنیا و مافیہا کی خبر نہ رہی
کچہہ عرصہ اپنے حال کو ایک دوسرے سے چہپایا لیکن آخر رہ نہ سکین اور چار و ناچار
باہم افشائے راز کیا۔ بعد قیل و قال بسیار اِس فکر مین لگین کہ کسطرح شہزادہ کی
خدمت مین پہونچین

بزم عالی یعنی جشن نوروز کی شب دویم کا ختم ہونا

جب حکیم اخشیجان نے صاحبقران اکبر یعنی شہزادہ معز الدین اور حضار مجلس کے روبرو
یہانتک شاہنامۂ خورشیدی پڑہا صبح طالع ہوئی۔ شیخ احمد عرب کو جو موذنی کی خدمت
تہی اُس بزرگ نے نماز صبح کی اذان دی۔ بوقت صدائے واللہ اکبر حکیم اخشیجان نے کتاب
کو غلاف کر دیا۔ صاحبقران اکبر تخت جہانبانی سے اُٹہا اور بارگاہ گردون اساس مین
تشریف لاکر بعد نماز صبح بستر عز و وقار پر استراحت فرمائی۔ تمام سلاطین جو اپنے اپنے لشکر مین

پہ چلے آئے۔ ابو عامر اور پادری ایڈورڈس حسب معمول اُنہین خیام مرفوعات مین رہے

جمشید خود پرست اپنے خیمہ نکہت اثر مین دو چار ساعت سویا بعد ازان میکشی مین مشغول ہوا۔ اِس اثنا مین اشبوط دیلمی اور اقلیموس زنگی اور ابو حاکم فردوسی اُسکی ملاقات کے واسطے آئے۔ تہوڑے وقفہ سے ضابط بن اشبوط سمعاج اژدر در کو ہمراہ لیکر آیا۔ اور اشبوط کی پابوسی کے بعد کہا۔ بتاؤ کہ دشنخوار و دشنخوار میرے خواہر زادون کو کس بادشاہ کے سردارون نے قتل کیا ہے۔ جمشید نے کہا اے دلاور یہہ حال مجہسے پوچہ۔ آگاہ ہو۔ معز الدین بن اسمٰعیل عرب زادہ کے لشکر مین دو سردار زادے ہین ایک کا نام امیر محمد اور دوسرے کا نام سیف الدین ہے اُنہین کے ہاتہہ سے دشنخوار و دشنخوار قتل ہوئے ہین سمعاج نے کہا اب یقینا مین اپنے خواہر زادون کا انتقام نلے لونگا آرام نہین لینے کا۔ جمشید پلید نے کہا مرحبا مردان کینہ ور و بہادران باغیرت کا یہی قاعدہ ہے۔ اشبوط نے کہا اے سمعاج مین آجکی شب تجہے اپنے ساتہہ مجلس کتاب خوانی مین لے چلونگا جس وقت تمام بادشاہ دہان جمع ہو جائین گے مین تیری طرف دیکہونگا تو باآواز بلند شہزادہ معز الدین سے یہہ کہنا کہ مین یہان اپنے خواہر زادون کا انتقام لینے آیا ہون۔ تمام بادشاہ اِس امر پر متفق ہوئے۔ اور ہر ایک نے سمعاج کے بہکانے مین کوئی درجہ باقی نہ رکہا

ہنوز صاحبقران اکبر بزم جشن مین رونق افروز نہ ہوا تہا۔ اور اہل مجلس حرف و حکایات مین مصروف تہے کہ نفیل عیار نے سمعاج کے کان مین کہا اے پہلوان جہان جس نامدار نے دشنخوار منار قامت کو ابو عامر فردوسی کی دربار مین ایک ہی

ضرب شمشیر سے قتل کیا وہ فلان کرسی زرنگار پر متمکن ہے اور امیر زادہ امیر محمد اُسکا نام ہے۔ سمعاج نے اول ایک نگاہ قہر و غضب سے امیر زادہ امیر محمد کو دیکھا بعد ازان فضیل عیار کے سر پر ایک دھول ماری اور کہا چنمبر دیلم نے تجھے ایسا بے ادب اور گستاخ کیا ہے کہ مجھ سے بھی مذاق کرتا ہے۔ اے مردک بے وقوف ایسے جوان ناتوان حقیر القامت نحیف الاعضا کے ہاتھ سے دشنخوار کی مانند پہلوان دیو قامت کا قتل ہونا ہرگز عقل مین نہین آتا لاقل دشنخوار کے قاتل کا قد و قامت پچاس گز سے کم نہ ہوگا۔ عیاران لشکر اسلام فضیل کی بے آبروئی پر خوب ہنسے۔ بلکہ تمام اہل بزم نے بلند قہقہا مارا فضیل کو اپنی بے آبروئی پر بہت غصہ آیا۔ اور سمعاج سے کہا بے وقوف تو ہے جو میری بات کا باور نہین کرتا۔ سمعاج نے بار دگر امیر محمد کو غور سے دیکھا اور فضیل سے پوچھا شاید فرقہ اسلام مین سحر و ساحری کا بھی رواج ہے فضیل نے کہا اہل اسلام سحر کو کفر مطلق جانتے ہین اور ہمیشہ اس عمل بد فرجام کے عامل پر لعنت کرتے ہین۔ سمعاج نے کہا اگر ساحر نہین پھر تیرا بیان غلط ہے

جب امیر محمد نے دیکھا کہ یہ مرد تازہ وارد ہر بار مجھے دیکھتا ہے آواز مردانہ پوچھا اے پہلوان خیر ہے۔ سمعاج نے کہا خدا جانے اس فضیل عیار کو تجھ سے کیا عداوت قلبی ہے کہ بیوجہ اور بے سبب تجھے میرے مانند ایک مرد قوی ہیکل کے ہاتھ سے ہلاک کرایا چاہتا ہے۔ بار بار یہی کہتا ہے کہ اسی جوانمرد نے دشنخوار کو قتل کیا ہے۔ امیر زادہ نامدار نے کہا یہ عیار جو کہتا ہے واقعی کہتا ہے۔ بتوفیق یزدانی مینے ہی اُس دشنخوار ملعون کو واصل جہنم کیا ہے۔ تو بیان کر کہ اس تحقیق و تفتیش سے کیا مد نظر رکھتا ہے۔ اگر تجھے بھی دشنخوار کی مانند میرے ہاتھ سے جہنم واصل ہونا منظور ہے بسم اللہ۔ سمعاج از دست

جو یہہ گفتگو سُنے تہو. رانہ امیرزادہ کی زبان سے سنی فرط غضب سے چہرہ کا رنگ متغیر ہوگیا۔ اور غول صحرائی کی مانند کُرسی سے اُٹھا۔ امیرزادہ نے بہی قبضہ شمشیر پر ہاتہہ رکہا۔ سمعاج نے کہا مجبور ہون کہ یہ بزم جشن اور محفل کتاب خوانی ہے ورنہ ایسی گوشمالی دیتا کہ تمام عمر یاد رکہتا۔ خیر قصہ کو طول دینے سے کیا فائدہ حضار مجلس کے روبرو میرے اور تیرے زور و قوت کا فقط پنجہ کشی مین امتحان ہو جائے گا۔ امیرزادہ کی رگ شجاعت نے جوش کہایا اور سمعاج سے پنجہ درپنجہ ہوگیا۔ ہنوز طرفین سے زور کی نوبت نہ آئی تہی کہ صاحبقران کی آمد آمد کا محفل مین شور و غل ہوا امیرزادہ نے صاحبقران کے خوف سے اپنا پنجہ سمعاج کے پنجہ سے باین قوت نکالا کہ سمعاج فرش پر اوندہا گرا۔ اہل مجلس اس حرکت سے خوب ہنسے۔ اور ہر ایک نے یہہ مصرع پڑہا

شیر قالین دگر و شیر نیستان دگر است

سمعاج منفعل و خجل پھر اپنی کُرسی پر جا بیٹھا

جب صاحبقران اکبر نے تخت سلطانی پھر بہزار عز و وقار جلوس فرمایا یعقوب حرانی نے امیرزادہ اور سمعاج کی گفتگو اور پنجہ کشی کی حقیقت عرض کی۔ صاحبقران نے اوس سمعاج کے آنے کا قصہ سُنا تہا اب اُسکے تن و توش اور درازی قامت کو خوب غور سے دیکہا۔ اور اشبوط دیلمی سے فرمایا کہ بادشاہ دیار دیلم سمعاج اژدر در و شنخوار و نشتر وار مقتول تخت ماہون یہی جوان ہے۔ اشبوط نے کہا ہان اسی جوان کا نام سمعاج ہے۔ سمعاج تخت صاحبقرانی کے روبرو آیا اور دست بستہ کہا یا صاحبقران عالیشان اگرچہ یہہ بزم جشن و محفل کتاب خوانی ہے مگر مین تا وقتیکہ اپنے خواہرزادون کا اُنکے قاتلون سے انتقام نہ لونگا مجہے استماع قصّہ کا ہرگز لطف نہین آنے کا۔ لاجرم خدمت مبارک

مین التماس ہے کہ حضور امیر محمد شہ اور امیر سیف الدین دونون جوانون کو جنکے ہاتھہ سے میرے
جگر بند قتل ہوئے ہین دستہ بستہ مجھے دیدین - مین اول اُنسے قصاص لیلون بعد ازان
مجلس جشن مین شریک ہون - ورنہ در صورت دیگر ایسا نہ ہو کہ یہہ بزم عشرت مجلس ماتم
و عزا سے بدل ہو جائے - اور حضور منغص ہون - جمشید پلید نے بہی سماج کے قول کی تائید
کی - صاحبقران اکبر نے سماج سے فرمایا اے بے وقوف جاہل مطلق تو جوان سلاطین فارس
کے بہکانے اور ورغلانے سے یہ گفتگوئے ناجیانہ کرتا ہے - شاید ہمین تیری زورمندی
و پہلوانی یا تیرے بادشاہ اشبوڑ کے فوج و لشکر کا کچہہ خوف ہے - ہان ہمین یہہ امر بالطبع
منظور نہین کہ ایام جشن فرخندہ مین کسی کافر یا مسلمان کی خونریزی واقع ہو لیکن
معلوم ہوا کہ تو ہمارے قاعدۂ منضبطہ مین فرق لایا چاہتا ہے - خیر کچہہ مضائقہ نہین
مجلس کتاب خوانی وقت شب منعقد ہوتی ہے نہ ہنگام روز - علاوہ ازین یہ امر کچھ لازم
نہین کہ ہر شب محفل کتاب خوانی گرم ہو - یہ صحبت دو چار شب موقوف رہینگے
اول تیرا ہی قصہ پاک کرینگے - بسم اللہ جس پہلوان یا بادشاہ کے دماغ مین ہوائے جنگ
و سودائے مصاف ہو میدان حرب موجود ہے فوراً واقعی اپنے دل کی حسرت و آرزو نکال لے
ہمین کچھ عذر نہین - مگر اے کور باطن یہہ لفظ بیہودہ جو تو نے کہا کہ ان دونون شیران
بیشۂ شجاعت یعنی امیرزادہ امیر محمد اور امیرزادہ امیر سیف الدین کو دستبستہ
مجھے دیدو - خبردار پھر ایسا کلمۂ ناشائستہ زبان سے نہ نکالنا - ورنہ یہان سے تیرا اور
تیرے بادشاہ کا سلامت جانا محال ہو گا - تو کیا حوصلہ رکھتا ہے فلک بھی ان
جوانمردون کی طرف نظر تیز سے نہین دیکھہ سکتا - صاحبقران کی تہدید اور افروختگی
مزاج سے تمام سلاطین موافق و منافق مثل بید لرزنے لگے - کسی کو مجال دم زدن

دیا رسنے جواب تھوڑا سمعاج بہی اپنے دل مین بہت منفعل ہوا اور پہر اپنی کرسی پر جا بیٹھا

اس قضیہ کے بعد صاحبقران اکبر نے مغنیان دلکش اور رقاصان مہوش کو رقص و سرود کا حکم دیا۔ چار ساعت کامل صحبت رقص و سرود گرم رہی رود جوانان نقابدار جن کا اوپر ذکر ہوا ہے اور تمام سلاطین نیلی لجان محفل مین حاضر تہے جس وقت محفل رقص و سرود ختم ہوئی توشالوان نے بستر خوان بچہایا اور طعام رنگارنگ و فواکہ گوناگون سے صحن بستر خوان کو رشک بہشت کر دیا۔ جب تمام اونکے والیے آب و طعام سے فارغ ہوئے حسب قاعدہ باوری نے بعد حمد خدا و نعت رسالت غدا الملک شمشہ تاجدار اور صاحبقران کی ثناخوانی کی سارا اہل بزم کو نقل و میوہ تقسیم کرایا۔ آج کی شب حکیم ابوالمحاسن کی کتاب خوانی کی نوبت تہی اونہون نے بدست خود شاہنامہ خورشیدی کو غلاف سے نکالا اور چراغ سلیمانی روشن کرایا

شاہزادہ بدر منیر کا تخت مرصع طلسم کے ذریعہ سے ارض الجدید مین پہونچکر حکیم نورپاولی کی تربیت مین سپرد ہونا اور ملکہ روشن جمال دختر حکیم زرطوس دانا پر عاشق ہونا

ہمنے شاہزادہ بدر منیر کا قصہ یہانتک بیان کیا تہا کہ شاہزادہ غار مین بنگ مرصع پر بیٹہا اور سامس ہنگ مطلاء سنگ نے پرواز کی۔ لکہا ہے کہ چند لمحہ مین شاہزادہ تموج ہوا کے

سبب بیہوش ہوگیا۔ جب ہوش مین آیا اپنے کو ایک صحرا سرسبز و پر بہار مین پایا جہانتک نظر جاتی تھی ایک تختہ زمرد زمین نظر آتا تھا اور ہر طرف چشمہ آب صاف و شفاف جاری تھین نسیم عطر آمیز مشام جان کو قوت و فرحت بخشتی تھی شمیم نزاہت بیز دل و دماغ کو منبسط کرتی تہی۔ اور وہ سنگ جو ہر دار پہلو مین پڑا تھا۔ شاہزادہ نے جو اپنے کو غیر دیار مین پایا پدر و مادر و دوست و یار کی جدائی کا داغ برہجت صدمہ گذرا۔ مگر باوجود طفلی جو حق تعالی نے عقل دور اندیش اور رائے سلیم عطا فرمائی تہی مزاج کو مستقل کیا اور آنسوؤن کو ضبط کرکے ایک طرف روانہ ہوا عصر کے وقت ایک چاہ پر پہونچا۔ ارادہ کیا کہ کسی سے پانی مانگے اور راہ و دیار کا حال پوچھے ناگاہ دیکھا کہ ایک زن چار دہ سالہ حور وش شعلہ رخسار ایک ظرف طلائی اور ریسمان زرنگار کے وسیلہ سے بار بار پانی کہینچتی ہے اور صحرا کی طرف منتظرانہ نگاہ کرکے پہر پانی زمین پر پہینک دیتی ہے۔ شاہزادہ کو اُسکی وضع بہت پسند آئی اور اُسی کے پاس جاکر کہا کہ اتنی محنت کرکے پانی کہینچنا اور ہر بار زمین پر پہینک دینا کیا بیہودہ حرکت ہے بہتر ہے کہ مجھ مسافر تشنہ لب کو پانی پلا۔ مین تیرے حق مین دعائے خیر کرونگا۔ اُس عورت نے تین مرتبہ شاہزادہ نامدار کے سراپا کو غور سے دیکھا اور کہا استغفر اللہ

یا پیش من بیسن بہ بیابان دارم

اے شاہزادہ فرخندہ لقا شکر صد شکر کہ تو بہ سعادت و قبال اشریف فرما ہوا مین عرصہ دراز سے تیری تشریف آوری کی منتظر تہی۔ شاہزادہ نے اُسکے ہاتھ سے پانی پیا اور پوچھا کہ تو پانی کہینچکر کیون بہا دیتی تہی اور صحرا کی طرف کیون دیکھتی تہی

یہ بھی بیان کیا کہ تیرے گیا نکر تہا کہ میں شاہزادہ ہون۔ مجھے شاہزادہ نے دیکہا
اسنے کہا کہ میں بیچاری کس قطار مین ہون۔ میری خاتون عالیقدر سالہائے دراز سے
تمہارے قدوم کی مشتاق ہے۔ وہان تک قدم رنجہ فرمایئے۔ ہماری حقیقت
کی کیفیت دریافت ہوجائے گی۔ شاہزادہ اسکے ساتہہ ہولیا۔ وہ کنیز اسے
ایک مکان رفیع و وسیع کے دروازہ پر لے گئی جسکے صحن مین اکثر جوانان تنومند
وقوی الاعضا ورزش و پہلوانی کر رہے تہے اور ایک پیر مرد سالہ بشوکت تمام
ایک کرسی پر بیٹہا ہوا انکو فنون پہلوانی کی تعلیم دے رہا تہا۔ وہانسے ایک
مکان عالی منقش و مذہب مین لائی جسکے صحن مین ایک خانہ باغ نہایت پربہار
باکیفیت واقع تہا۔ اور ایوان مین ایک تخت زرنگار پر ایک پیرزال ادیم
صفات بشوکت و جلال متمکن تہی اور ایک دختر نوسالہ پری تمثال ماہ طلعت
اس مقدسہ کے پہلو مین کہیل رہی تہی۔ شاہزادہ بمقتضائے سن و سال اس دختر کی
صورت دلپذیر پر فریفتہ ہوگیا۔ اس کنیز نے کہ اسکا بشرانہ نام تہا اس مقدسہ
کی خدمت مین بآواز بلند کہا بشرٰیکم الیوم۔ اسنے بغور تمام شاہزادہ کو دیکہا
اور اس دختر کو ایک حجرے مین بہیجدیا۔ بعد ازان تخت سے اتری اور سلام مین
سبقت کی اور شاہزادہ کی سر سے پانون تک بلائین لیکر پیشانی کو بوسہ دیا بعد
توقیر تمام شاہزادہ کو تخت پر بٹہایا اور خود ایک کرسی پر دو بدو بیٹہی اور مستفسر حال
ہوئی۔ شاہزادہ نے اپنا حسب و نسب اور سرگذشت تا بع پر بیٹہنے اور اسکے پرواز کرنے
اور بشرانہ کے ملنے کی سب حقیقت بیان کی اور دریافت کیا کہ وہ پتہر کیا تہا
اور یہہ مکان کیا ہے اور آپ کو میرا کیون انتظار تہا۔ اس ضعیفہ نے جواب دیا کہ اے نوجوان

نام تہا کہا

اے شاہزادہ بلند اقبال اس ملک کا غربستان نام ہے اور دار الملک غرائب نگار
کہتے ہین - یہہ ملک براعظم امریکہ مین داخل ہے جسے ارض الجدید نئی دنیا کہتے ہین
یہی سرزمین حکیم آذرنوس کا مولد و منشا تہا جو لقمان کا شاگرد رشید اور حضرت
سلیمان علی نبینا و علیہ السلام کا ہمعصر تہا - حکیم موصوف نہایت بزرگ عامل اور جیسا کہ
چاہیئے باعمل تہا اور علم حکمت اور علم نیرنجات مین ثانی بقراط و فلاطون
تصور ہوتا تہا اور سیاحت دوست تہا - ایکدن آذرنوس نے غربستان کا زائچہ
طالع دیکہا - دریافت ہوا کہ چار سو برس کے بعد ایک شاہزادہ صغیر سن ملک مغرب
سے اس ملک مین وارد ہوگا اور ارض جدید کے اکثر ممالک کو فتح کرے گا اور
دین حق کو رواج دے گا - سب سے پہلے وہ اسکی اولاد سے ملاقات کریگا اور اسکی
صاحبقرانی اسی ملاقات سے شروع ہوگی - حکیم صاحب اس موہبت ایزدی کا سجدہ
شکر بجا لائے - بعد ازان بزور علم حکمت دریائے محیط کی راہ سے ملک مغرب مین
پہونچے اور سیر کنان اس غار مین گئے اور اس سنگ مربع کو دیکہا - زبان عبرانی مین
اسپر یہہ عبارت لکہی تہی کہ ایکدن حضرت موسیٰ کلیم اللہ اور حضرت یوشع بن نون
اس غار مین رونق افروز ہوئے اور اس سنگ متبرک پر بیٹہکر کچھ کہایا - اسی جلسے
حضرت خضر بہی انسے ملے - اس سنگ عالی درجہ کی یہہ خاصیت ہے کہ جو شخص ساعت
نیک مین اسپر جلوس کرے گا صاحبقران زمان اور مسخر کنندہ ممالک ارض الجدید
ہوگا اور برعکس اسکے خلاف ساعت اسپر قدم رکہنے والے کو موکلان غیب ہلاک
کردینگے - ہمین از روئے علم مکاشفہ معلوم ہوا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ

وعلیہ السلام کے زمانہ نبوت میں ملک مغرب کا ایک شاہزادہ حضرت اسحاق کی اولاد
سے یہہ نعمت حاصل کریگا۔ جب حکیم مغفور نے یہہ نوشتہ مطالعہ فرمایا اُسے یقین کامل ہوا
کہ شاہزادہ مغربستان ضرور ارض جدید میں کوس صاحبقرانی بجائے گا۔ اُسی وقت
حکیم صاحب نے بذریعہ اسمائے تسخیر اجنہ ایک جن زبردست صخرہ نام کو اُس سنگ پر
متعین کیا کہ تمہاری قوم کی نسل سے پشت در پشت اُس سنگ پر قدم رکھنے سے
باواز مہیب آدمیوں کو روکتا رہے۔ جب تک کہ شاہزادہ موعود وہاں پہونچ جائے
مدت دراز کے بعد حکیم آذر نوس اور صخرہ دونو تابع و متبوع عالم بقا کو سدہارے
صخرہ نے اپنے پسر کلان کو یہی منصب دیکر خدمت مذکور پر متعین کردیا اور اب تیسرا
صخرہ نگہبان تہا۔ جب تو نے اُس سنگ پر بیٹھنے کا قصد کیا تو مانع وہی صخرہ ہوا تہا
اور دوسری آواز موکل غیب کی تہی جسنے صخرہ کو تہدید اور تجکو جلوس کی تحریک کی
صخرہ میرے پاس آیا اور سبب سنا کر اپنے وطن کو رخصت ہوا۔ عند الضرورت
پہر خدمت سامی میں حاضر ہوگا۔ آگاہ ہو کہ خداتعالی نے حکیم آذر کو اٹہائی سو
برس کی عمر عطا فرمائی۔ اُسنے اپنے بیٹے زرطوس دانا کو کہ وہ بہی حکیم زمان اور علم و فضل
میں وحید روزگار تہا بوقت مرگ چند وصیتیں تمہارے معاملہ میں کیں۔ حکیم زرطوس
نے دو برس کی عمر میں رحلت کی۔ اُسکی نسل سے ایک سالہ دختر موجود ہے اور میں
اُس دختر کی والدہ مرحومہ کی جدہ ہوں۔ اُس دختر بلند اختر کا نام ملکہ روشن جمال
ہے۔ اے شاہزادہ عالیقدر حکیم آذر نوس کے وصایا میں سے ایک وصیت کردہ
یہہ تہی کہ فلان سال فلان چاہ پر ایک آدمی متعین رہے۔ وہ صبح و شام اُس چاہ پر
جاکر پانی کہینچے کہ شاہزادہ موعود یکایک بحالت تشنگی اُسی چاہ پر پہونچے گا

بشرانہ کو میں اُسنی وصیت کے مطابق زود وقت اُس کنبے پہ بھیجتی تھی۔اِس محلسرا کے دروازہ پہ جو ورزش خانہ تمنے دیکھا وہ حکیم بوریائے ولی کا ہے۔وہ حکیم زرطوس کا شاگرد ہے۔بوریائے ولی حکیم اور عابد و زاہد ہونے کے علاوہ فنون مہارزت مین رستم وقت ہے۔مین تمکو اُسکی فرزندی مین دیتی ہون۔اُسکی سعی و کوشش سے تم مدارج سلطانی اور مراتب صاحبقرانی کو پہونچوگے شاہزادہ یہ باتین سنتا تھا اور حیران ہوتا تھا اور بچون کی طرح مان باپ کو یاد کرکے زار زار مثل ابر نوبہار روتا تھا۔سرفراز خاتون نے شاہزادہ کو پیار کیا اور ہر طرح تسلّی و تشفی کی

سرفراز خاتون نے دوسرے دن حکیم بوریائے ولی کو بلایا اور شاہزادہ کے ورود کا سب حال سنا کر کہا کہ لیے اپنی فرزندی مین لو حکیم نے اول شاہزادہ بدرمنیر کے قامت سراپا قیامت کو بنظر غور دیکھا۔بعد ازان دست حق پرست کو بوسہ دیکر کہا حق کہ تو سلطان با اقتدار اور صاحبقران روزگار ہوگا۔دو چار دن کا ذکر ہے کہ ایک شب مینے اپنے اُستاد عالی نہاد یعنی حکیم زرطوس دانا کو خواب مین دیکھا انھون فرمایا کہ صاحبقران موعود کشندہ اشرار سرزمین غربستان مژدہ و فردا نزول اجلال فرمایا جاتا ہے۔خوشا نصیب تیرے کہ تجھسے علوم و فنون کی تحصیل کرے گا مجھے عالم خواب مین تیری صورت زیبا بھی دکھائی۔غرض بوریائے ولی نے شاہزادہ کو اپنی فرزندی مین لیا اور اُسی دن سے تعلیم و تربیت شروع کردی اور اپنے شاگردان قدیم مثل بہرام زور آور آسیاب کشتی گیر و اسفندیار فیل قوت وغیرہ کو سمجھایا کہ شاہزادہ کو اپنا مخدوم اور آقا تصوّر کرو کہ اِسکی طفیل تم بھی

مراتب اعلیٰ کو پہونچو گے - بوریا ولی کے تمام شاگرد امرا زادے ہین۔ شاہزادہ کو پہلے
سے ورزش و پہلوانی کا شوق ہے لیکن یہان از سر نو ریاضت شروع کی - حکیم کی منکوحہ
مہربان خاتون بہی بحالت لاولدی ایسے پسر بلند اختر کے حصول پر خوش ہوئی اور
اسکے لیئے خوابگاہ مکلف جدا مقرر کی - شاہزادہ نے حکیم کے گہر کو دولتخانہ شاہی
سے بہتر بارونق و آراستہ دیکہا - شاہزادہ چہہ روز حکیم کے ہان رہتا تہا اور سات دن
سرافراز خاتون کے پاس جاتا تہا - وہان شاہزادے کو اکثر ملکہ روشن جمال کا خیال آجاتا
ہے ایک مرتبہ وہان حسب معمول مہمان تہا - ملکہ روشن جمال نے خانہ باغ کے ایک چمن مین
صبح کے وقت قہوہ نوشی کا سامان کیا - شاہزادہ بہی سیر کنان وہان پہونچا - روشن جمال
شاہزادہ کو دیکہ کر سرافراز خاتون کے خوف سے اُس چمن سے اُٹہی مگر شاہزادہ دامنگیر
ہوا - کنیزون نے بہی کہا کہ یہان کوئی غیر شخص نہین ہے - آپ بیٹہین اور لمحہ دو لمحہ
ہنسین کہیلین - ناگزیر ملکہ شرم آلود نقاب افگندہ بیٹہ گئی - شاہزادہ نے اپنی تمام
سرگذشت سنائی - اتنے مین ایک کنیز افتان و خیزان آئی اور اطلاع دی کہ خاتون
بزرگ ورد و وظائف سے فارغ ہوکر اسی طرف تشریف لاتی ہین - ملکہ بعجلت تمام
مع سامان مجلس اپنے محل مین چلی گئی - خاتون آئی اور اُسی چمن مین شاہزادہ
کے ساتہہ حاضری کہائی - شاہزادہ تمام روز باغ کے سیر و تماشا مین مصروف رہا الا
قریب غروب حسب تاکید بوریا ولی کے ورزش خانہ کی طرف متوجہ ہوا لیکن ملکہ
روشن جمال کا خیال اب ہر وقت ترقی کرنے لگا

مخبرون نے سرافراز خاتون اور بوریا ولی کو شاہزادہ اور ملکہ کے اختلاط کی
خبر پہونچائی - ملکہ نے یہ انتظام کر دیا کہ دونون مین مگر کوئی امر غیر محل واقع ہونے نہ پاوے

اور حکیم بوریائی ولی نے شاہزادہ کو سمجھایا کہ تم دونو کا عقد منعقد ہو چکا ہے مگر سردست
علوم و فنون کی تکمیل مین بدستور ساعی رہنا چاہیئے

شاہزادہ کا بفیض بوریائی ولی پہلوانی و سپہ گری مین شہرہ حاصل کرنا اور بادشاہ غربستان کے دربار مین پہونچنا

رفتہ رفتہ شاہزادہ کی پہلوانی اور جوانمردی کی شہرت ہوئی یہانتک کہ سلطان رکن الدین غریب نواز شاہ غربستان نے ایک سردار معزز کے ہاتھ بوریائی ولی کو دربار مین شاہزادہ کے لانے کا پیام بھیجا۔ حکیم نے بجواب اسکو کہلا بھیجا کہ اس جوان جلیل القدر میرے فرزند خداندہ کا اس شکل سے حضور مین آنا اسکی شان مین مخل ہے البتہ شاہزادہ مظفر اپنے فرزند اکبر کو بطریق استقبال بھیجین۔ تب یہ والا قدر شاہزادہ کے ہمراہ دربار شاہی مین حاضر ہوگا۔ بوریائی ولی اس ملک مین بطور قطب اعظم کے مانا جاتا تھا اور سلطان کو بھی باآن شان و شوکت کہ بادشاہ اعظم خسرو خسروان کی اولاد سے تھا اور ارض الجدید کے سب بادشاہ اسکے تابع ہین اور ساٹھ لاکھ سوار دیا دوائی جمعیت رکھتا تھا حکیم کے حکم سے سرتابی کی مجال نہ تھی جب سلطان کو حکیم کا ارشاد ہو پہنچا۔ شاہزادہ مظفر کو جلوس شاہانہ حکیم کے مکان پر بھیجا۔ شاہزادہ موصوف شاہزادہ بدر منیر اور حکیم کو بعزت و احترام بارگاہ سلطانی مین لایا۔ شاہزادہ نے فرزندون کی طرح سلطان کو آداب گاہ بدستہ سلام کیا۔ سلطان نے دست بازو کے بدر منیر اس شیر بچہ جوان کا ایک شان رستم تو ان دیکھا کہ ہوش پیمانہ ہے آ

پاس بلا کر بحالت بے اختیاری سینہ سے لگایا اور فرزند عالیقدر خطاب دیکر شاہزادہ مظفر کے برابر ایک نیم تخت پر بیٹھنے کا حکم دیا اور بعد عطا فرمانے اسپ و شمشیر و خلعت شاہانہ کے بوریائے ولی سے پوچھا۔ اے بزرگ ہم اس نونہال گلشن حسن و جمال ور سرو جویبار شجاعت و جلال کو کیا منصب دین۔ حکیم نے کہا۔ شہریار صاحب معاملہ خود خدمت اقدس مین حاضر ہے حضور اسی سے دریافت فرمائین۔ سلطان شاہزادہ بدر منیر کی طرف متوجہ ہوا۔ شاہزادہ بلند ارادہ نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور بہ این تفقد و مہربانی تا قیامت سلامت رہین۔ میرے پدر بزرگوار حکیم بوریائے ولی کو اللہ جل جلالہ نے بادشاہون سے زیادہ جاہ و حشمت دیا ہے۔ لیکن اگر حضور کی خوشی اسی مین ہے کہ مین نمکخوار سلطانی کے زمرہ مین داخل ہوون تو مجھے کیا عذر ہو سکتا ہے۔ پر میری تمنا یہ ہے کہ جس سردار سلطنت یا پہلوان لشکر کو حضور بہتر و زور آور سمجھتے ہون اس سے آج فنون پہلوانی و ہنر مبارزت مین میرا امتحان کر لین۔ اگر مین اس پہلوان پر بہر صورت غالب آیا اسکا وظیفہ اور خدمت میرے نام ہو جائے بصورت دیگر مین اپنی صورت بھی حضور کو نہ دکھاؤنگا۔ سلطان رکن الدین نے فرمایا کہ تمام سردار دربار مین حاضر ہین جس دلاور سے تجھے امتحان منظور ہو دریغ نہ کر۔ شاہزادہ نے ایک نظر حضار دربار کو دیکھا اور کہا کہ مجھے کسی سے امتحان سے عذر نہین۔ شاہزادہ کی اس گفتگو سے سب حاضرین دربار کو خندہ آیا اور بہمن شمشیر زن اور شیر افگن آہن تاب دو پہلوان نہایت برہم ہوئے۔ شاہزادہ رستم توان نے ان پہلوانون سے کہا کہ فنون پہلوانی کا امتحان تو ایک جدا امر ہے سرِ دست مین ہوتا نہین ہے۔ حضور زیر تخت سلیمانی کبھی ہوئی ہے چار زانو بیٹھا ہوا ہون تم

بالاتفاق کشش و کوشش کرو۔ اگر مجھے تمنے اُٹھالیا مین تمہارا شاگرد ہونگا۔ اگر نہ اُٹھا سکے پہر تم دونو پہلوان پہلو بہ پہلو برابر استادہ ہوجانا۔ مین تمہارے کربند ون مین ہاتہہ ڈال کر زور کرونگا۔ یہہ کہکر شاہزادہ قالین پر بیٹھ گیا۔ بہمن نے قالین کے ایک گوشہ کو دونو ہاتہہ سے پکڑکر اسقدر زور کیا کہ قالین کا ایک پارچہ پہٹکر اُسکے ہاتہہ مین آگیا۔ مگر شاہزادہ کو جنبش تک نہ ہوئی۔ پہر بہمن اور شیرافگن سے متفق ہوکر اُس قالین پر چند بار ایسے زور کیے کہ اُنکے گوش و بینی سے دہوان نکل گیا اور قالین کے پُرزے ہوگئے لیکن شاہزادہ کو جنبش نہ ہوئی۔ اب شاہزادہ نے دونو کے زنجیر کمر بین دونو ہاتہہ بند کیے اور بہ آواز جگر شگاف " یا حضرت اسحاق مدد " کہا اور اُن دو دیو پیکرون کو باسانی سر سے بلند کرلیا گویا کہ پیکر ہائے کاغذی تہے سلطان نے مضطرب ہوکر فرمایا۔ اے قدرت مجسم کردگار ہمین تیرے زور خداداد کا حال بخوبی ظاہر ہوگیا۔ اُنکی جان بخشی کر۔ شاہزادے نے اُنکو آہستہ فرش پر رکھدیا اُن پہلوانون نے شاہزادہ کے دست حق پرست کو آنکھون سے لگاکر کہا۔ حقا تو صاحبقران موعود ہے جسکے وارد ہونے کی خبر اس مُلک کے بزرگ دے چکے ہین سلطان رکن الدین غریب نواز نے شاہزادہ کے چشم و رخسار کو بوسہ دیا اور ایک لاکھ تمن زر سرخ مشاہرہ مقرر کیا اور ایک قصر عالیشان محل شاہی کے قریب سکونت کے واسطے عطا فرمایا۔ شاہزادہ قاعدہ کے مطابق ورزش اور تیراندازی اور صید افگنی مین اوقات گذارتا تہا اور ہفتہ مین ایک بار سلطان کے پاس جاتا تہا

شاہزادہ کا ملکہ روشن جمال کی خواستگاری مین سرافراز ہونا

کورقعہ بھیجنا اور مہتر توفیق کا طلسم خسرو خسروان کے ملنے اور میل کو کندہ کرنا

جب شاہزادہ کو سال چہاردہم شروع ہوا حکیم بوریائے ولی کی اجازت سے سرفرازی
کو حکیم زرطوس دانا کی دختر نیک اختر ملکہ روشن جمال کی خواستگاری میں رقعہ بھیجا
اور اُسمین رواج کے موافق اپنا نسب وحسب ظاہر کیا۔ خاتون نے بجواب اُسکے لکھا کہ اس
دختر بلقیس مرتبہ کی زہے بلندی طالع و فرخندگی بخت کہ تیری مانند سلیمان حشمت سے
پیوند ہو مگر اول تمکو عروس کا جہیز حاصل کرنا چاہئیے۔ جو حکیم آذر نوس نے ایک مقام
مین رکھکے اُسپر طلسم باندہا ہے۔ کہتے ہین کہ حکیم آذر نوس نے بحکم خسرو خسروان جد
کلان سلطان رکن الدین ایک طلسم عظیم مرتب کیا تہا اور اُسکو طلسم خسرو خسروان
کے نام سے موسوم کیا تہا۔ وہ مقام اسی سرزمین مین ہے اور وہان ہفت اقلیم کا
زروجواہر اور بے شمار سامان و اسباب ودر زمانہ امانت ہے۔ اُس بادشاہ عالی مرتبہ
اور حکیم بلند درجہ نے بعد ترتیب طلسم اپنی اولاد کو وصیت کی کہ یہہ مال و سامان
ایک دختر بلند اختر کے واسطے بطور جہیز امانت رکہا ہے جو حکیم زرطوس کی نسل سے ہوگی
جو انسان اس طلسم کو فتح کریگا وہی اُس دختر کا زوج اور اِس متاع ہفت اقلیم
کا مالک ہوئگا۔ چنانچہ ایک تحریر بہی اسی مضمون کی خسرو خسروان اور زرطوس دانا
کی میرے پاس موجود ہے اور وہ تمہارے ملاحظہ کے واسطے بھیجتی ہون۔ شاہزادہ
نے جواب رقعہ اور وہ نوشتہ حکیم کو ملاحظہ کرایا۔ بوریائے ولی نے ایک اسم جلیل شاہزادہ
کو بتلایا کہ چالیس دن تک اپنے مکان خلوت خواہ کسی گوشہ صحرا مین اسکا ورد کرنا
چاہئیے۔ شاہزادہ نے صبح کا وقت اور ورد کے لئے مقرر کیا۔ جنگل مین جاتا اور کسی

مقام دلکشا مین زیر درخت اُس اسم کو پڑہتا
ایک دن شاہزادہ ایک کوہ کے دامنہ مین اور اد مین مشغول تھا کہ ایک آواز حزین گوشزد ہوئی گویا کوئی شخص نہایت سوز و گداز سے روتا اور مناجات کرتا ہے - بعد انفراغ اوراد اُس سمت کو گیا - دیکھا کہ ایک طفل دوازدہ سالہ ایک مرد کی لاش کے بالین پر مشغول نالہ و فغان ہے - شاہزادہ نے اُسکا حال کثیر الاختلال پوچھا - اُسنے کہا - اے جوانمرد یہ لاش میرے پدر کی ہے اِسکا نام مہتر سمیم خنجر باز تہا فن عیاری و کسب سپرہنگی مین اُستاد کامل تہا - قضائے کردگار مہتر سمیم بعالم سیاحت فریدون حصار مین پہونچا - ایک زن صاحب جمال پر فریفتہ ہوا - وہان دین آتش پرستی مروج ہے مگر اُس زن عفیفہ نے کہ میری مادر حقیقی تھی بپاس خاطر میرے والد کے اُس دین کو ترک کر کے اِسکے حبالہ نکاح مین آئی - فریدون حصار کے لوگ اِس حادثہ سے بہت برہم ہوئے اور ہمیشہ ایذا دیتے رہے - لاچار میرے والد نے سفر کا عزم کیا - اُسی شب عالم رویا مین ہم دونو پدر و پسر کو غرجستان کے سفر کی بشارت ہوئی کہ وہان جانے سے نفع عظیم ہوگا اور یہہ بچہ ایک صاحبقران گیتی ستان کا عیار خاص ہوگا - دوسرے دن میرا باپ مجھے ساتھ لیکر اِس طرف روانہ ہوا - گردش ایام سے اثنائے راہ مین والد بزرگوار ایک مرض مہلک مین مبتلا ہوا - جس وقت ہم بمشکل تمام اِس مقام مین پہونچے مرحوم چرخ کہا کر زمین پر گرا اور جان بحق تسلیم کی - شاہزادہ نے اُس طفل مصیبت زدہ کو سینہ سے لگایا اور ہر طرح سے تشفی کی - اور شہر سے اپنے خادمون کو بلوایا اور مہتر سمیم کی تجہیز و تکفین بطریق شائستہ انجام دیکر اُسے سپرد خاک کیا اور ایک عالیشان گنبد بنوا کر مختصر باغیچہ لگوا دیا - اُس بچہ نے جسکا نام رفیق

تہا شاہزادہ کے قدم مبارک کو بوسہ دیکر شکر احسان ادا کیا اور اُسکی رفاقت
اختیار کی۔

شاہزادہ بدر منیر ایکدن علے الصباح شکار کے واسطے سوار ہوا۔ مہتر توفیق
بہی ہمراہ تہا۔ عصر کے وقت ایک مقام مین پہونچا۔ وہان ایک میل ہفت جوش کے گرد
خلقت جمع تہی۔ میل سات گز بلند تہا اور دور اُسکا اسقدر تہا کہ ایک آدمی کی بغل
مین آجاے۔ چند پہلوان اُسپر زور کر رہے تہے۔ شاہزادہ اُس میل کے قریب
گیا۔ اُس میل پر لکہا تہا کہ جو انسان احمد و محمود دعوے صاحبقرانی رکہتا ہو اس میل
ہفت جوش کو بغل مین لیکر زور کرے اگر فی الحقیقت صاحبقران ہے میل کو پرکاہ
کی مانند زمین سے نکال لے گا۔ شاہزادہ شہر مین آیا اور حقیقت میل حکیم سے
بیان کی۔ بوریا ولی نے کہا اے فرزند ارجمند جس طلسم کے افتتاح کی سرافراز خاقان تجہے
طالب ہے وہ میل اُسی کا نشان ہے اور یہ امر تقدیری ہے کہ تو اُس میل کو اُکہاڑے
مگر ہفتہ پورا کرنا چاہیے جسمین تین دن باقی ہین۔ شاہزادہ نے وہ تین دن اسم
بزرگ کے ورد مین گذارے اور روز چہارم کہ پنجشنبہ تہا صبح کے وقت بعزم
فتح طلسم زیر میل تشریف لایا۔ حکیم بوریا ولی اور سلطان رکن الدین بہی جملہ عیان
مملکت و ارکان سلطنت کی جمعیت سے اُس مقام مین آیا۔ شاہزادہ بدر منیر
آفاق گیر نے باواز بلند کہا۔ ایہا الناس جس جس فرد کو اپنی زورمندی کا دعوے او
طالع آزمائی کا شوق ہو وہ اول اس میل پر آزمایش کرے۔ اکثر جوانان حمیت شعار
نے طاقت آزمائی کی مگر میل کو لغزش تک نہوئی۔ سب کے بعد شاہزادہ بلند اقبال
شیر غران کی صورت زیر میل تشریف لایا اور میل کو بغل مین دبا کر تین مرتبہ نعرہ

"یا حضرت اسحاق مدد" نارا۔ بتائید ذوالجلال و بقوت اقبال زور اول ہی مین وہ میل آہنی شال درخت موز زمین سے نکل آیا۔ اُس وقت ایسا گرد و غبار تارہ یک و تار متصاعد ہوا کہ حاضرین معرکہ کے ہوش پراگندہ ہوگئے اور بیابان کے ہر گوشہ سے صداہائے مخوف بلند ہوئین۔ چند لحظہ کے بعد جبکہ یہ ہنگامۂ حشر فرو ہوا زیر میل ایک چاہ عمیق بے آب اور اُسکے کنارہ پر ایک سنگ مصیقل نظر آیا۔ اُسپر لکھا تھا۔ جس جوانمرد نے اِس میل طلسمی کو کندہ کیا ہے۔ بے شائبہ ریب وہ صاحبقران زمان و سلطان عالیشان ہے بلکہ اُسکا برادر بزرگ بھی صاحبقران روزگار اور بادشاہ عالی مقدار ہے۔ اُس جوان کو لازم ہے کہ بے خوف و وسواس اِس چاہ مین داخل ہو اور جو امانت وہان رکھی ہے اپنے قبضہ مین لائے۔ چاہ مین بطور نقب چند زینہ پایہ تھے شاہزادہ چاہ مین اُتر گیا۔ زینہ زیرین پر پہونچکر دیکھا کہ ایک شیر فیل قامت سرخ چشم کی گردن مین ایک صندوق کلان آویزان ہے اور وہ درندہ مہیب گشت لگا رہا ہے جس وقت شیر طلسمی نے شاہزادہ کی صورت دیکھی صندوق کو گردن سے نکال کر ایک طرف پھینکا اور بلائے بے درمان کی طرح شورش و غرش کنان شاہزادہ پر حملہ آور ہوا۔ شاہزادہ نے بھی شمشیر خارا شگاف غلاف سے نکالی اور ایسی ضرب قوی شیر طلسم کی کمر پر لگائی کہ بے تفاوت دو حصہ ہو گیا۔ بارہ نگہ اُسی طرح کی تاریکی ہوئی۔ ایک لمحہ کے بعد شاہزادہ نے دیکھا کہ شیر کی لاش مفقود اور صندوق موجود ہے اُسے اُٹھا کر باہر لے آیا۔ تمام حاضرین شاہزادہ کی ہمت و جرأت کے معترف ہوئے۔ شاہزادہ نے صندوق بگشود

ہوا۔ اُسمین سے ایک شمشیر مشعشع اور ایک لوح الماس نکلی شمشیر کے قبضہ پر لکھا تھا۔ یہ شمشیر کا نام "برق دشمن سوز خسروی" ہے۔ لوح میں یہہ عبارت کندہ تہی: "شمشیر برق دشمن سوز کا مالک بے شک و شبہ صاحبقران گیتی ستان ہوگا۔ اور یہہ لوح طلسم خسرو خسروان کی لوح ہے۔ صاحبقران خورشید رفعت کو چاہیے کہ شمشیر مذکور کمر میں باندہے اور لوح کو بغل میں رکہے۔ بعد ازان اُس کوہ پر جائے جو روبرو نظر آتا ہے۔ چند قدم کے بعد ایک درخت عظیم البنیان صاحب برگ و بار کے پاس پہونچے گا جسکے پہول زر زر مطلق ہونگے اور زیر درخت ایک چشمہ کمال لطف و پاکیزگی سے جاری ہوگا۔ اُس درخت زرد گل کو بہی مثل میل آہنی بیخ سے کندہ کرے۔ درخت کے کندہ ہونے پر آب چشمہ اُس مقام میں داخل ہو جائیگا جہان درخت تہا۔ جب چشمہ بالکل خشک ہو جائیگا ایک مہ جبین چشمہ سے باہر نکلیگی۔ فاتح طلسم کو چاہیئے کہ اُسکے حسن و جمال اور شیرین گفتاری پر مائل نہو۔ درحقیقت وہ ایک زن ساحرہ کامل العمل جہرخ نام ہے۔ بہر حیلہ اس شمشیر سے اُسکا کام تمام کرے۔ اُسکے قتل ہونے پر ایک نقب کا دہانہ ظاہر ہوگا صاحبقران بے تامل نقب میں داخل ہو۔ جہان پہونچے وہان بار دگر لوح کو دیکہے اور موافق احکام لوح عمل میں لائے۔ والسلام"

داخل ہونا شاہزادہ جہانگیر بدر منیر کا طلسم خسرو خسروان میں جسے طلسم حکیم آذر نوش بہی کہتے ہیں اور اُس طلسم کو فتح کرنا

شاہزادہ بدر منیر نے جواب حکمت پیشین کے حکم سے صاحبقران دوبہ مقابلہ اپنے
برادر بزرگ شاہزادہ خورشید تاج بخش کے صاحبقران اصغر سے مخاطب ہوئے لوح طلسم
کو بغل مین رکہا اور شمشیر طلسم کمر مین باندہی اور حکیم بوریائے ولی اور سلطان
رکن الدین سے رخصت ہوکر کوہ متذکرہ پر گیا اور سیر کنان درخت گل۔ رد کے
پاس پہونچا۔ جب درخت کو مع بیخ و بن زمین سے نکال لیا اور چشمہ کا پانی بہ
غار مین داخل ہوا جو درخت کے کندہ کرنے سے پیدا ہوئی تہی۔ واقعی ایک
نازنین حور مثال باغنج و دلال بناز و ادا شیشہ و جام لیے ہوئے باہر آئی اور اس
گرمی سے باتین کین کہ شاہزادہ موم ہو چلا تہا مگر لوح کا فرمودہ بر موقع یاد آگیا
اور بہ چابکدستی اُسے قتل کیا۔ مہرخ ساحرہ کے قتل ہونے کے وقت بدستور طوفان
سیاہ متصاعد ہوا اور آوازہائے مہیب چار طرف سے بلند ہوئین۔ جب تاریکی
دفع ہوئی۔ اُس نازنین شمع رخسار کی جائے ایک زن عفریتہ زشت رو نود سالہ
کی لاش نظر آئی جسکے دہن ناپاک کی بوئے بد سے تمام میدان متعفن ہو رہا تہا۔
صاحبقران اصغر بعد بجالانے سجدۂ شکر کے چشمہ پر آیا اور رخنہ نقب مین داخل
ہوا۔ چند قدم کے بعد نقب سے باہر نکلا اور ایسے ایک بیابان ویران مین پہونچا
کہ کوسون تک درخت سایہ دار اور چشمہ پُر آب کا نشان نظر نہ آتا تہا۔ آخر
اس بیابان مرگ نشان مین تشنہ لبی سے غش کی نوبت پہونچی۔ ناگاہ دور سے
ایک سیاہی نظر آئی جب بہزار جبر و جہد وہان پہونچے عجب تماشا دیکہا کہ ایک
پہاڑ نہایت بلند و مرتفع ہے اور اُسپر بنیاد سے چوٹی تک انسان اور حیوانات
سنگ کے مجسمے کہڑے تہے گرد اُسکے نصب ہین اور ہر ایک چشمہ پانی کا کمال لطافت سے زیر پہاڑ

جاری ہے۔ شاہزادہ کو حیرت کسی کام کی اجازت نہ دیتی تھی مگر تشنگی کے
تقاضے سے چشمہ پر تشریف لایا اور کف دست سے پانی پینا چاہا۔ یک بیک کسی شیر
نے بہ مہابت تمام آواز دی۔ اے شیران بیشہ طلسم وزد طلسم آپہونچا ہے تمکو اُسکی
قرار واقعی مہمانی کرنی چاہیئے۔ اس آواز کے ساتھ ہی جہان جہان شیران صحرائی
شورکنان چار طرف سے جمع ہوگئے۔ صاحبقران نے خوف زدہ پانی چشمہ مین
پھینک دیا۔ اُس وقت وہ کلہ بھی چپ ہوگیا اور تمام شیر بھی گم ہوگئے۔ جب دوبارہ
قصد آبنوشی کا کیا کلہ خوک نے وہی صدا کی اور صحرا خوکون سے پُر ہوگیا۔ غرض
شاہزادہ جب پانی پینے کا قصد کرتا اُن کلون مین سے ایک دوسرا کلہ آواز دیتا
اور اُسی قسم کے جانور جمع ہوجاتے اور جب پانی پھینک دیتا تو وہ شورش بھی
جاتی رہتی۔ اس وقت شاہزادہ عجب مخمصہ مین گرفتار تھا۔ بہنمائی طالع سے عین اضطرار
مین لوح کا خیال آیا۔ لوح نے اُس پانی پینے کی ممانعت کی اور حسب ہدایت لوح چشمہ
کو پایاب اُتر کے قریب کے مینار کو دیکھا۔ سب کلون کی آنکھین داہنی اور بائین
ترکیب سے نصب ہین کہ گویا سب اسی کی طرف نگران ہین۔ صاحبقران اس تماشا کو حیرت کی
نظر اجمالی دیکھتا ہوا مینار کی اُس طرف گیا جہان ایک مرد پیر تاجدار بکمال ادب
تھا اُسکے روبرو بیٹھکر اسم کا ورد شروع کیا۔ وہ جادو بھی بالکل پُتلا سا تھا
آخر کلہ پیرمرد نے بزبان فصیح کہا۔ سلام علیکم۔ قتلی اللہ کہ تجھے حکیم آذر نوش کے طلسم
کی فتح مبارک ہو۔ اب بخیر و عافیت یہان تشریف لایا ہے بخت تیرا ثابت طلسم
آب نوشی سے بچایا ہوئے بعلت اُنکی قوم و جنس کے مین تجھے بہشت تو
دو آبرو سے پانی پلاؤنگا۔ میری داستان وحشت نشان ... چشمہ

ملتوی کر یعنی کہ آدمی کا خیال ایک ہی طرف ہو سکتا ہے۔ کلۂ تاجدار کی ایک طرف
ایک دختر مہ پیکر اور دوسری طرف ایک طفل مرد خورشید منظر کہ کلۂ عجب بنا
کلۂ طفل گویا ہوا۔ اے پدر تم اپنا درد دل کہنا شروع کرو۔ طلسم کشا نہ بسنے گا۔
تاجدار بولا میں قدیم الایام سے اس طلسم کا بادشاہ ہوں۔ اشرار نے مع دختر و
پسر و لشکر و حیوانات مجھے یہاں اس صورت سے قید کر دیا ہے۔ القصہ اُس
کلہ نے خوب طول دیکر بیان کیا اور پھر زار زار رو دیا۔ شاہزادہ نے کچھ جواب نہ دیا
اور ہمہ تن اوراد خوانی میں مصروف رہا۔ پھر تو تاجدار نے مضطرب ہو کر کہا
اس دختر کو کنیزی میں اور میرے اس پسر کو غلامی میں قبول کر مگر برائے خدا
ایک لمحہ اوراد خوانی موقوف کر۔ جب اس پر بھی شاہزادہ نے اسم خوانی موقوف
نہ کی تو بہ تہدید کہا کہ اسم کا پڑھنا موقوف کر ورنہ ایسی اور ایسی سزا دونگا۔
یہ کہکر ایک آواز دی۔ آواز کے ساتھ ہی ایک لشکر جرار مسلح و مکمل مع ہر قسم
کے حیوانات کے افواج کے لب چشمہ جمع ہوا اور طرح طرح سے دھمکانا شروع
کیا۔ تین ساعت مستقیم یہی ہنگامہ برپا رہا۔ جس وقت صاحبقران نے صفحے اعداد اسم
تمام کیئے کلۂ تاجدار نے جمائی لی اور زبان باہر نکل آئی جو بیا و شق تھی۔ صاحبقران
والا شان نے اُس سمت ایک تیر چلایا مگر اُسکی زبان پر مار کر زبان دوز ہو کر سوراخ
کرتا ہوا پشت سر سے نکل گیا۔ اُس کلہ نے بآواز سخت ایسا نعرہ مارا کہ
بیابان گونج گیا۔ اس قدر اس شکل کا طوفان سیاہ برپا ہوا کہ زمین و آسمان نظر نہ
آتا تھا۔ جس وقت وہ ظلمت دفع ہوئی سب انسان و حیوان ناپید تھے الا مینار اب
جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ مینار چوبی ہے اور انسان و حیوانات کی تصویریں

تا بہ گردن کاغذ کی تراشی ہوئی لگی ہین صاحبقران نے لوح کے حکم سے مینار کو جلا دیا اور اُس چشمہ سے پانی پیا۔ اتنے مین لکہ ہاے ابر آسمان پر نمودار ہوئے اور اُنسے گروہ گروہ نازنینان مہ طلعت و پریزادان خورشید صورت نازل ہوئین۔ اُنمین ایک زن پریزاد معمر اور ایک نازنین پانزدہ سالہ زہرہ جبین کمال شان و وقار سے پیشاپیش چلی آتی تہین۔ ضعیفہ صاحبقران کے روبرو آئی اور سر کے پاس ہاتہ بلائین لین اور کنیزون کو فرش و روشنی کا حکم دیا۔ صاحبقران نے اُسکا حال پوچہا ضعیفہ نے کہا کہ اس مقام کی سرحد داری پشت در پشت میرے خاندان مین مقرر ہے اور شکست طلسم کے وقت حضور کی مہمانی ہمارے ذمے ہے۔ میرا نام گلعذار اور اس دختر کا نام رشک بہار پری ہے۔ یہہ صخرہ کی منسوبہ ہے جو حکیم آذر یونس کے صاحب الحکم برج رابع کا موکل تہا صخرہ بھی حاضر ہوتا مگر وہ سنگفیل دیو کی قید مین ہے۔ اُس دیو نے رشک بہار کی نسبت کا پیام دیا تہا اور جب اِدہر سے انکار ہوا صخرہ کو دستگیر کیا اور میرے شہر گلشن آباد پر حملہ کیا چنانچہ مین شہر بند تہی کہ مینار کے فتح کی خبر پہونچی پس اُسکے بے خبر ایک راہ غیر متعارف سے یہان پہونچی۔ اسی باعث سے میرے پہونچنے مین ایک دو ساعت کی تاخیر بہی ہوئی امید کہ حضور معاف فرمائینگے۔ شاہزادہ اُسی وقت باجازت لوح گلعذار پری کے ہمراہ گلشن آباد مین پہونچا جو قاف مین واقع ہے اور سنگفیل دیو کو قتل کر کے رشک بہار پری کا ساعت نیک مین صخرہ جنی سے نکاح کر دیا۔ جب صاحبقران بہ مقام مذکور مین پہونچا گلعذار نے تین روز و شب بڑے تکلف سے محفل مہمانی آراستہ کی اور چوتہے روز رخصت ہوئی

شاہزادہ مینارہ کلہ سے روانہ ہوکر بعد طے کرنے مسافت بعید ایک گنبد دربند پر پہونچا۔ حسب ہدایت لوح لوح کو دروازہ پر مارا۔ دروازہ وا ہوا اور صاحبقران گنبد مین داخل ہوا دیکھا کہ ایک پیرمرد قفس آہنی مین بند اور انجیل حفظ پڑہ رہا ہے۔ صاحبقران کے استفسار پر اُس نے عرض کیا کہ مین اقوام شاہ بادشاہ طلسم کا وزیر ہون۔ زاکان جنی میرا نام ہے۔ دریغا ایک ساحر زبردست مرلاس ازرق چشم بزور سحر خارج طلسم سے اُسکے پاس پہونچا اور اپنی دختر شیطانہ کو بادشاہ کی نذر کرکے اُسے ابلیس پرست بنادیا۔ اکثر اہل شہر بھی بہ خلوص خواہ بہ نفاق ابلیس پرست ہوگئے ہین اور مین خداپرستی کے جرم مین اس شکل سے قید ہوا۔ طلسم کشائی بزور بازو اُس قفس کو توڑا اور لوح کو زاکان کے بدن پر ملا جس سے تمام بند سحر کھل گئے۔ یہ دونو گنبد سے باہر نکلے ہی تہے کہ نیلاب دیو محافظ گنبد نے شاہزادہ پر وار شمشاد سے حملہ کیا۔ صاحبقران اصغر نے بہ جست عیارانہ اُسکی ضرب کو خالی دیکر نیلاب کو شمشیر دشمن سوز سے شش خیار تر قلم کیا۔ بعد ازان صاحبقران زاکان کی رہنمونی سے طلسم کے دارالخلافہ کی طرف روانہ ہوا اور شہر کے باہر پہونچکر ایک بلند جگہ پر قیام کیا

اقوام شاہ کو مینارکلہ کے فتح ہو جانے کی خبر پہونچ چکی تہی۔ اب جو جاسوسون نے یہ خبر دی کہ زاکان رہا اور نیلاب مارا گیا اور فاتح طلسم شہر کے باہر پہونچ گیا ہے بہت سراسیمہ ہوا۔ دیگر تحائف کے علاوہ ایک لاکہ سلاح ویراق جواہر نگار زنجف عالم امانت طلسم تہے جنمین سے بیس ہزار یاقوت نگار اور بیس ہزار الماس نگار وعلی ہذا زمرد وغیرہ جواہر مختلف کے تہے۔ اس پریشانی مین مرغوبہ

جادو ملعون کے مشورہ سے اقوام شاہ نے برخلاف وصیت بانی طلسم وہ اسلحہ
توشہ خانہ طلسم سے نکلوائے۔ اُنمین سے اعلےٰ درجہ کے اسلحے لیے اور جادوگرون کے
لیے مخصوص کیے اور دیگر اسلحہ پہلوانان نامی و سرداران گرامی کو تقسیم کیے
اور لشکر کو مقابلہ کے لیے شہر کے باہر میدان کارزار مین حاضر ہونے کا حکم دیا
صاحبقران نے دیکھا کہ بیشمار فوج شہر کی مختلف اطراف سے آکر جمع ہوئی۔
پھر قلعہ کا دروازہ کھلا جسکے فصائل و بروج سنگ سبز کے تھے اور ارتفاع مین
فلک ثریا سے ہمسری کرتا تھا اور اُسمین سے تین فوجین بتیس بتیس ہزار کی جنکا
سردار علیحدہ علیحدہ تھا نکلکر میدان مین آئین۔ ایک فوج تو مروارید پوش
دوسری الماس پوش اور تیسری لعل پوش تھی صاحبقران اصغر اس جاہ و جلال
کو دیکھکر حیران و ششدر رہگیا۔ اتنے مین پردہ بیابان سے ایک گرد تیرہ و تار
بلند ہوئی اور دامن گرد سے ایک مرکب ابلق شیر پیکر جسکا ہر نقش زر خالص کی
مانند چمکتا تھا مثل شرارۂ آتش جست کنان ظاہر ہوا اور براہ راست فوج کفار مین
در آیا۔ اقوام شاہ اُس توسن برق صفت کو دیکھکر بیقرار ہوگیا اور اہل لشکر
کو حکم دیا کہ اسے گرفتار کرو۔ لشکر کے ادنے و اعلے اُس اسپ خوش جمال و باہیبت
کے درپے ہوئے۔ لیکن کوئی ضرب لگد سے اور کوئی زخم دندان سے مجروح و ہلاک
ہوا۔ آخر خدمت خاص پہلوان اُسکے گرفتار کرنے پر متوجہ ہوئے جب اُنمین سے
بھی اکثر ہلاک و زخمی ہوئے۔ مرطاس جادو سحر و ساحری کے نشہ مین اسپ طلسمی کے پاس
گیا۔ بہت کچھ لب جنبانی کی پر وہ بھی لگد استخوان شکن سے محروم نرہا۔ اہل لشکر زر
بدست ساحر کو باگ دینے سے ڈرگئے اور وہ اسپ خوش خرام وہان سے نکلکر [illegible]

عالم تبار کے پاس آیا۔ صاحبقران نے لوح کے مطالعے سے خاطر جمع کر کے اُسکے
یال و دُم پر ہاتھ پھیرا اور اُسپر بے زین و لجام سوار ہو کر لشکر کفار کے رو برو ایک
دم دیا۔ اِسی اثنا مین ایک جوان وجیہ تنومند سر پر ایک پشتارہ رکھے ہوئے
حاضر ہوا اور بکمال ادب شاہزادہ بلند اقبال کو سلام کیا۔ صاحبقران نے اُس سے
پوچھا کہ تو کون ہے اور مجھسے کیا تعارف رکھتا ہے۔ اُسنے کہا شہریار غلام کا نام فارس
جنی ہے۔ مدت دراز سے اس مرکب طلسم کا نگہبان ہون۔ اِسکا نام سمند زر افشان
ہے۔ بانیان طلسم کا مجھے حکم ہے کہ جو صاحب اقبال اسپر سوار ہو وہ صاحبقران اور فاتح طلسم
ہوگا اُسکی خدمت مین اسکا ساز و سامان حاضر کر دینا۔ یہہ عرض کر کے پشتارہ کھولا
واقعی وہ زین و لجام وغیرہ ساز اُسی اسپ بے نظیر کے قابل تھا۔ ہر ایک شے مرصع نگار
تھی اور ہر ایک موتی خراج مُلک کی قیمت تھا۔ صاحبقران نے وہ ساز بدست خود
سمند زر افشان کی پشت پر باندھا اور بدولت و سعادت سوار ہوا۔ اب توام
شادے سے صبر نہو سکا۔ فی الحال ایک پہلوان نامی جالوس نام کو حرب کے لئے بھیجا۔
طلسم کشا بعد جنگ شمشیر و نیزہ شام کے وقت اُسے رشتہ کمند سے باندہ کر لے آیا
گلعذار پری با خیمہ و خرگاہ مع سامان مہمانی حاضر ہوئی۔ صاحبقران عیش و عشرت
مین مشغول ہوا اور جالوس کو ایک خیمہ مین قید کر کے پاسبانی زراکان کے ذمہ کی
اور خیمے کے گرد ایک اسم جلیل سے دایرہ کھینچدیا تاکہ اسیرون اور نگہبانون پر سحر و
ساحری اثر نہ کرے۔ دوسرے دن طاؤس جمود گردان اور تیسرے دن استقام
تیغ زن کو صاحبقران نے اسیر کیا۔ آخر شب لوح کو دیکھا۔ یہ ہدایت ہوئی کہ آج جن
اشخاص کو گرفتار کیا ہے درخت سے معکوس لٹکا دینا۔ اِدھر مہر لامس جادو نابکار

نے اقوام شاہ کو آمادہ جنگ کیا اور کہا کہ مین اعمال سحر سے
تیری مدد کرون گا خواستہ ناخواستہ اقوام شاہ صاحبقران
سے ہم نبرد ہوا - مرطاس نے یہ منصوبہ کر کے کہ اقوام شاہ
قتل ہو تو بے شرکت غیرے بہ امداد اعمال سحر طلسم کشا
سے محفوظ رہ کر طلسم مین سلطنت کرون گا برعکس وعدہ کچھ
بھی اُسے امداد نہ دی - اقوام شاہ یہ کیفیت دیکھکر بہت پشیمان
ہوا مگر اب کیا ہوتا تھا - صاحبقران نے تھوڑی سی کشش
و کوشش مین اُسے باندھ لیا اور حسب فرمودہ لوح ایک درخت مین سرنگون لٹکا کر
ایک اسم اسمائے الٰہی سے اُسے مرقوم کیا تا کہ اپنی ہیئت اصلی تبدیل نہ کر سکے - اب مرطاس میدان
مین آیا اور کہا اپنی راہ لے ورنہ ایک ہی جنبش لب مین تمام سامان طلسم کشائی
غارت کر دونگا - صاحبقران نے کہا - مین موجود ہون - جو کچھ تجھسے ہو سکے دریغ
نہ کر - یہہ سنکر اُس موذی نے ایک اسم سحر پھونکا - ہر طرف اژدہائے آتش فشان
اور شیر و گرگ وغیرہ طلسمات پیدا ہوئین - پر ہر وقت صاحبقران کے قریب آنے
بہ برکت اسمائے بزرگ خود بخود غائب ہو گئے - یہہ دیکھکر خود اُٹھا اور لشکر کو چار طرف
سے حملہ کرنے کی ہیبت دی - مگر سلاح طلسمی کی لشکر پر یہہ تاثیر ہوئی تھی کہ چاہتے
تھے پر حرکت نہ کر سکتے تھے - گویا بیجان قالبون کی ایک دیوار کھڑی تھی - اُدھر مرطاس
جسقدر بلند ہوتا تھا سلح طلسم بدن مین سنگین ہوتے جاتے تھے - آخر معلق زنان
میدان جنگ مین گرا - صاحبقران اسی وقت کا منتظر تھا - اُسے بھی اقوام شاہ کے
برابر ایک درخت مین اُلٹا لٹکا دیا - وہ فوج بے سردار بدستور بے حس و حرکت

کھڑی تھی بعد صاحبقران نے برمطاس کو ترک سحر و قبول اسلام کی ہدایت کی۔ اسنے
کہا کہ یہہ پیش ملت زردشتی اور طریق سامری مین سپید کی ہے۔ اب ابلیس کی
خدائی سے انکار نہین ہوسکتا۔ صاحبقران نے فرمایا لعنت خدا کی تجھپر اور تیرے
معبود باطل پر۔ بعد ازان خود زمرد نگار اُسکے سر پر سے اُتار لی۔ حسب پیشینگوئی
لوح کے بیس ہزار سوار زرد پوش نے اپنے سرون پر سے خود طلسمی اُتار کر دیئے
اور سر برہنہ ہوگئے۔ صاحبقران اور زرکمان اس تماشہ کے دیکھنے سے بہت ہنسے۔ اسیطرح
شمشیر و خنجر و زرہ و دستانہ کل سلاح طلسم برمطاس کے لیئے تو اُس فوج نے بھی تمام سلاح
طلسم میدان معرکہ مین پھینکدیئے اور لشکر سے الگ استادہ ہوگئے۔ طلسم کشا نے بعد چند
اُنکے سلاح طلسم برمطاس جادوگر کو بعذاب سخت قتل کیا۔ بمجرد قتل ہونے برمطاس کے
لشکر سر برہنہ وبے اسلحہ مین جنگ لگد و مشت شروع ہوئی۔ صاحبقران بادشاہ طلسم
کے پاس تشریف لایا اور فرمایا۔ اے اقوام شاہ تجھے معبود حقیقی کی بندگی مین کیا
عذر ہے۔ اُسنے کہا جو لذت مینے ابلیس پرستی کے مشرب آزاد مین پائی ہے وہ
خداپرستی مین کہان۔ صاحبقران نے بعد اتمام حجت اُس سے بھی اسلحہ طلسم لے لیئے
اور تیغ سے دو پارہ کرکے ابلیس کے پاس روانہ کیا۔ اُسکے قتل ہونے پر سوار زرق یاقوت
پوش نے بھی سلاح بطریق متذکرہ میدان مین پھینکدیئے اور زمرد پوشون سے
جنگ لگد و مشت آغاز کی۔ بعد ازان صاحبقران والاتبار نے سپہ سالاران لشکر
جالوس و طالوس و سقانقہ کو جو آدم زاد مین قید تھے اپنے پاس بلا کر اُنکا حال اور ارادہ
پوچھا۔ جالوس نے کہا یا طلسم کشا مین زمین نگور کا شاہزادہ ہون۔ والد میرا
عمود گردان ہے۔ سقانقہ میرے باپ کے سپہ سالار کا فرزند اور استقام تیغ زن وزیرزادہ ہے۔ ہم تینون

ایک دن جنگل مین صید افگنی اور چوگان بازی مین مشغول تہے کہ مرطاس جادو چوگان بازی
مین آکر شریک ہوا ہم اس سے واقف نہ تہے۔ اُسنے اعمال سحر سے ہمکو بیہوش کیا اور طلسم
مین لے آیا۔ جب ہمین ہوش مین لایا تو ہمنے وطن اور والدین اور اقارب احباب کی
یاد مین واویلا شروع کیا مگر اُسنے بجائے وطن پہونچانے کے ایک ایک کاسہ آب سحر
پلایا۔ اُسکے پینے سے ہمین سب کچہ فراموش ہو گیا اور آج سات برس کے بعد حالات
ماضیہ یاد آئے ہین بعد ازان اُن ہمیون نے کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ عیسیٰ روح اللہ
پڑہا اور بہ صدق عقیدہ مسلمان ہوئے۔ صاحبقران اُسی مقام بلند پر آیا جہان اول پرندہ
سے مقید ہہے اور بآواز بلند کہا۔ یا معشر الجن والانس اب حق پرست اہل بت پرستون
سے علیحدہ ہو جائین بلکہ کفار سے جہاد کرین۔ پہر حسب الحکم لوح ایک نیزہ بلند پر علم
کو باندہا اور وہ نیزہ میدان جنگ مین نصب کر دیا۔ خدا پرستان اوسکے نیچے
جمع ہو کر بلیس پرستون سے جنگ مردانہ کی اور ستانیزہ پر غالب آئے۔ راوی لکہتا ہے کہ اوس
روز بارہ ہزار انسان اور چالیس ہزار اجنہ شرف اسلام سے مشرف ہوئے یہہ کیفیت
مشاہدہ کر کے اقوام شاہ کی زن خبیثہ شیطانہ دختر مرطاس مع اپنی دختر دو سالہ کے
لیکر سر و پا قلعہ سے بہاگی اور شہزادہ منصور و مسرور قلعہ طلسم مین داخل ہوا۔
ارکان جنی نے کہ ایک مرد واقفکار تہے ہر کارخانہ طلسم کا قفل کہولا اور تمام اموال
و اسباب بنظر انور سے گذرانا۔ صاحبقران نے تمام سامان خسروانہ دیکہکر خدا کا
شکر ادا کیا اور دل مین کہا کہ ملکہ روشن جمال ایک حکیم کی دختر ہے لیکن یہ مال
و اسباب کسی بادشاہ ہفت اقلیم نے بہی اپنی دختر کے جہیز مین نہ دیا ہوگا۔ ذات
ہمہ رفع نجات مین ایک بے مثال بارگاہ دیکہی۔ صاحبقران نے خیمہ طلسم کی

لیئے اُسکے برپا کرنے کا حکم دیا۔ قوم اجنہ نے طرفۃ العین مین وہ بارگاہ فلک رتبہ برپا کی اور سوا ایک تخت رشک تخت سلیمانی اور چارسو تخت دو دو ہزار صندلی اور کئی ہزار طلائی اور نقرئی کرسیان بشکل ترتیب چارطرف بارگاہ مین بچہا دین علیٰ ہذا القیاس ہزار نقارے زرین مع کرنا و نفیر اور سوا ایک لاکہ سلاح مرصع کار برآمد ہوئے فی الجملہ صاحبقران نے بفیروزی و کامرانی اُس بارگاہ عالی مین جلوس فرمایا اور تین روز و شب برابر ہنگامہ جشن و شادی برپا رہا۔ چار طرف سے بجز صدائے نقارہ شادمانی و نداے تہنیت و کامرانی دوسری آواز نہ آتی تہی چوتہے روز صاحبقران والاقدر نے سلطنت طلسم نالکان جنی کو عنایت فرمائی اور شاہزادہ جلوس اور طاؤس و اسقام کو مع ہزار سوار آدمزاد کے اپنے ہمراہ لیا۔ بعدازان گلعذار پری اور صنوبر جنی وغیرہ ارباب سلطنت کو حکم دیا کہ شبا شب تا طلوع صبح صادق کل کارخانجات و فوج و لشکر سلطان رکن الدین جہان خسرو کے دارالملک سے دو فرسخ اِس طرف پہونچا دو اور خود بہی بشکل انسانی و قامت زیبا ہمراہ چلو

صاحبقران اعظم نے دوسرے دن ایک مراسلہ بکمال ادب بلحاظ فتح طلسم کی کیفیت مین سلطان رکن الدین غریب نواز کو لکہا اور سیر لشکر و ملاحظہ سامان و قبول دعوت کی درخواست کی۔ جمیل جنی ایک وجیہہ و حسین جوان کی صورت مین صاحبقران کا شقہ لیکر دربار سلطانی کو روانہ ہوا۔ اُس وقت سلطان رکن الدین بوریائے ولی سے شاہزادہ بدرمنیر کا ذکر کر رہے تہے کہ آج از روئے حساب بدرمنیر کو طلسم مین گئے ہوئے پندرہ روز کا عرصہ گذرا ہے اور کوئی خبر نہین آئی۔ بوریائے ولی نے کہا کہ ایک حکیم زبردست و منجم کامل ہے اُس نے

اُسی وقت زائچہ دیکھا اور سلطان سے کہا۔ شہریار بموجب ارشاد علم زائچہ معلوم ہوتا
ہے کہ شاہزادہ بفضل ایزدی سے خوش و خرم ہے۔ کوئی آسیب اُسے نہیں ملا۔ اُس بلند اقبال
کو نہیں پہونچا اور قریب تر مقتضی المرام خدمت اقدس میں حاضر ہونے والا ہے
اِسی گفتگو میں بہتر رفیق چند جاسوسوں کو لیکر حاضر ہوا۔ اور کہا۔ قبلہ عالم طرفہ
حیرت کی بات ہے کہ شبا شب ایک لشکر قیامت اثر با ساز و سامان جنگ
پیدا ہوا ہے اور فلان مقام میں مخیم ہے۔ سلطان نے مضطرب ہو کر وزیر
اعظم کو لشکر سلطانی کے تیار ہونے کا حکم دیا۔ اتنے میں درگاہ سلطان نے
عرض کی کہ ایک سفیر بامعنی تو تیر لشکر نو وارد کے بادشاہ کا حضور میں باریابی کا
ملتجی ہے۔ سلطان نے فرمایا کہ نہایت اعزاز و احترام سے اُسے ہمارے
پاس لاؤ۔ ایک نوجوان خوشرو باریک اندام جس کے سراپا سے آثار
چستی و چالاکی عیان تھے بارگاہ میں آیا اور با ادب تمام نامہ دیا۔ نامہ
پڑھ کر سلطان نہایت مسرور ہوئے اور حکیم نور بائے زلی کے احکام زائچہ کی نہایت
تعریف کی۔ سلطان نے جمیل کو ایک خلعت گرانبہا عطا کیا اور فرمایا کہ یہ جواب نامہ
اپنے بادشاہ فلک جاہ کو ہمارا اسلام کہو ہم ایک دو ساعت میں وہاں آتے ہیں
جمیل چینی نے سلطان رکن الدین کا پیغام شاہزادہ کو دیا۔ حسب الحکم
گلعذار پری اور ارکان اور صحرہ نے از سر نو بارگاہ کو زینت دی اور
حد لشکر سے بارگاہ تک مخمل و کمخواب کا فرش کر دیا۔ اسی طرح دعوت کا
سامان بہ تکلف تمام کیا اور صدہا لگن طلائی و نقرئی و ظروف چینی و غوری
دسفندان و پاندان و نرگس دان جواہر نگار لگائے۔ جسوقت سلطان

رکن الدین مع لشکر ظفر پیکر مین داخل ہوئے - صاحبقران سمند زرافشان پر سوار ہوکر استقبال کے واسطے تشریف لے گیا اور سلطان کو بارگاہ مین لاکر تخت پر اور حکیم لوریائے ولی اور شاہزادہ مظفر کو نیم تختون پر بٹھایا اور خود ایک صندلی جواہر نگار پر شیر ببر کی مانند متمکن ہوا - باقی اعیان والاشان پر دو سرکار حسب دور رویہ طلائی اور نقرئی کرسیون پر بیٹھ گئے - مغنیان سیمین ساق با سازہا سے غنا می و نغمہ حیات سے مرصع کار محفل مین حاضر ہوئے اور جام ہائے ارغوانی کو جو اُسوقت حرام نہ تھی گردش مین لائے - مطربان خوش آواز و رقاصان سراپا ناز نے ترانہ مبارکبادی گایا - ہر طرف لخلخہ ہائے عود و فتیلہ ہائے عنبر روشن تھے جن سے اہل مجلس کا دماغ معنبر و معطر ہو رہا تھا - منتظمان محفل نے ہر ایک سردار و امیر کے روبرو طبقہ ہائے رنگ و نقل میوہ ہائے گوناگون تر و خشک شیرین و نمکین برشتہ و غیر برشتہ اور کباب ہائے نمکین نہایت نفیس اور قیمتی قابون مین رکھے - سلطان اور اُس کے ہمراہی کبھی بارگاہ کی عظمت دیکھکر حیران ہوتے تھے گاہ اُس کے سامان پر شیفتہ ہو جاتے تھے جسکی قیمت ہفت اقلیم کے شہنشاہ کے خزانہ سے نہ لگ سکتی تھی اور پری زادون کے رقص و سرود کے لطف و کیفیت مین محو ہو جاتے تھے - آخر طرفین سے کلمہ و کلام کا سلسلہ شروع ہوا - پیر طلسم کشا کے کارنامون کو سنکر حاضرین محفل کی ہوش اُڑ گئی اور حکمائے ہیئت بین کے علم و عمل کے قائل ہوئے اسی اثنا مین حسب الحکم صاحبقران اصغر کے حبشیان چابکدست اور فراشان سلیقہ شعار نے دسترخوان بچھا کر

ظروف بوقلمون در اطعمہ گونا گون سے اُسے مثل گلستان ارم آراستہ کیا اور سلطان نے مع حاضرین خاصہ نوش فرمایا ؀

کہانے سے فراغت حاصل کر کے صاحبقران نے کل سامان و اسباب طلسم سلطان کی نظر سے گذارا اور فرد اُسکی نذر کی - سلطان نے ملکہ روشن جمال کا سامان جہیز تو سرا فراز خاتون کے پاس بہیجدیا اور باقی تمام مال و اسباب بارگاہ خسروانی شاہزادہ بدیع ضمیر کے حوالہ کیا اُسی شب اپنے جدکلان خسرو خسروان اور حکیم آذر زمین کو سلطان نے خواب مین دیکھا - اُنہوں نے کہا - اے رکن الدین اگرچہ بحسب ظاہر بدیع ضمیر نے تیری فرزندی اختیار کی ہے پر اصل مین وہ تیرا مربی اور پیشوائے طریق ہے - آئندہ شاہزادہ نامدار اور حکیم پوریائے ولی کے بے صلاح و مشورہ کوئی کام نہ کرنا ؀

کتخدا ہونا صاحبقران اصغر شاہزادہ بدیع ضمیر کا ساتھ ملکہ حسن جمال ملکہ روشن جمال سے اور حاملہ ہونا ملکہ کا شاہزادہ روشندل اور روشن جان سے

جب صاحبقران اصغر سلطان کی خاطر و تواضع سے فارغ ہوا بہمہ تن درخشان بہ ہمراہی ہمہ کر سرافراز خان کے پاس تشریف لے گیا - خاتون سیاست بار بار گردان معنوی

اور حکیم زرطوس کے قبیلہ کی عورتون کو بلاکر شاہزادہ کے لئے مجلس نشاط آراستہ کی اور اپنے ہاتھہ سے انگشتری یاقوت رمانی بطور شگون شاہزادہ کی انگشت کوچک مین پہنائی اور صندل سینہ مبارک پر ملا - اور عقد کی تاریخ و وقت مقرر کردیا - تمام رات شاہزادہ گردون سریر نے خاتون بزرگ کے ہان عیش و طرب مین گذاری اور صبح لوریائے ولی کے مکان مین تشریف لایا - مہربان خاتون اپنے لخت جگر کو مل کر حد سے زیادہ خوش ہوئی اور نہایت آرائش و تکلف سے دعوت کی - شاہزادہ وہان سے سلطان کی خدمت مین آیا - سلطان کی ابادالدین نے تمام شہر کو مثل گلستان ارم آراستہ و آئین بند کرا یا اور حکم دیا کہ تقریب نکاح محل شاہی مین واقع ہو :۔

راوی بیان کرتا ہے کہ ملک غوبستان کے مختلف سرحدون پر کوہستان کے اندر سات قلعے نہایت فلک رفعت مستحکم قدیم الایام سے واقع ہین - زمانہ سابق مین وہ قلعے ہاے سر بفلک کشیدہ شاہان مختلف کے قبضہ مین تھے - لیکن کچہ مدت سے اُن پر سات برادر قزاق بُت پرست قابض ہین اور ہزار ہزار سوار کی جمعیت سے اُن قلعون مین باستقلال حکومت کرتے ہین - مسافر اور سوداگر انکے ہاتھہ سے بہت تنگ آئے ہین سلطان نے بارہا اُن پر فوج کشی کی لیکن کوہستان کی دشوار گذاری اور قلعون کے استحکام اور قزاقون کی بہادری کے سبب سے کچہ پیش رفت نہ گئی - انہون نے

جو سنا کہ ایک شاہزادہ کمسن نوواردو نے ایک طلسم فتح کیا ہے اور زر و جواہر بیشمار پایا
ہے صاحبقران اصغر کیخدمت مین لکہا- اے شاہزادہ نووارد اگر تو فی الواقع صاحبزاد
ہے چند ہمراہیون کے ساتہہ فلان کوہستان کو تشریف لا- ہم بہی آتے ہین- فرداً فرداً
تجہسے مقابلہ کرین گے اگر مغلوب ہوئے ہم تیری اطاعت کرین گے اور اگر غالب ہوئے
تجہکو ہمارے سردارون کے زمرے مین داخل ہونا پڑے گا- اگر خوف کرے اور نہ
آے تو نصف مال ہمکو بہیجدے- درصورت دیگر ہم بہر حیلہ تیرا سب زر و مال لے جائینگے
صاحبقران اصغر بے خوف ہہتر توفیق کو ہمراہ لیکر وعدہ گاہ مین پہونچا اور بہ آسانی
قزاقون کو مغلوب کیا- اور وہ بہی باخلاص دل مطیع ہوئے اور بست پرستی ترک کی
سلطان رکن الدین غرنیخانہ کو ان لٹیرا قزاقان تسم توانکے مغلوب ہونیکا اور بت پرستی ترک کرنیکی خبر سنکر مسرت قلبی حاصل ہوئی
بارگاہ خسروانی کے دروازہ سے سلطان کے محل معلے تک دورویہ روشنی
چراغان کے علاوہ حد حصر سے زیادہ قنادیل و فانوس ہائے زمردی و یاقوتی و شیشہای
طلائی و نقرئی برابر اور خط کش نصب تہین اور ہر قندیل و فانوس کی روشنی
بے مبالغہ کواکب افلاک کو خجل کرتی تہی- ایسی طرح آتشبازی نادرہ زمانہ تہی جسکے تیار
کرنے والے بردہ قاف کے آتشباز کامل فن تہے- چالیس دن تک ہنگامہ
شادی برپا رہا- صاحبقران گیتی ستان ساعت سعید مین سمند زر افشان
زرین نعل پر سوار ہوکر بہ جلوس شاہانہ دولتخانہ شاہی کیطرف روانہ ہوا- بزم عقد
مین ایک تخت مرتفع نوشاہ کے لئے آراستہ تہا- اُسپر شاہزادہ نے بہ
تمکنت تمام جلوس فرمایا- رقاصان پریزاد و نغمہ سرایان آدم زاد نے اپنی
اپنی طرز خوش آئیندپر ترانہ مبارکباد گایا اور صاحبقران سکندر شان نے اونکی

اور جشن شادی کے سامان [illegible]

حشمت اشتے سے زیادہ انعام دیا۔ مجد الملک قاضی سلطنت نے سلطان کی اجازت سے
شاہزادہ بدر منیر بن بہرام شاہ اور ملکہ روشن جمال بنت ملکہ تمغاطوس کا ساعت
سعید اور آوان حمیدہ میں عقد باندھا۔ اسی مجلس میں ہوش افزا کا جو ملکہ روشن
جمال کی ایک خواص محتانہ تھی جعفر توفیق ذوفنون سے حسینہ ایام عقد میں آیا۔ صاحبقران
بعد ادائے رسم عقد محلسرا میں تشریف لے گئے اور مانند مہ چاردہ تخت عروسی پر
جلوہ افروز ہوا۔ خادمان محل نے ملکہ روشن جمال کو دلہن کی طرح آراستہ
کر رکھا تھا اُسے تخت ند کو پر صاحبقران کے متصل بٹھا دیا۔ جب آئینہ مصحف کی
رسم مع دیگر رسوم کے اختتام کو پہونچی شاہزادہ والاجاہ مع عروس رخصت ہو کر
اپنی بارگاہ میں آیا اور عیش و عشرت میں مصروف ہوا۔ راوی کہتا ہے کہ ملکہ روشن
جمال شب اول ہی حاملہ ہوئی

صاحبقران نے صخرہ اور زلکان اور دیگر پریزاد اور اجنہ کو بعد اختتام
جشن شادی رخصت کیا۔ صخرہ بھی اور جعفر توفیق میں عقد برادری منعقد ہوا تھا
اوس نے بوقت رخصت ایک منکا شکل مہرہ توفیق کو دیا کہ جب ضرورت ہو اس
مہرہ کو تھپکنا میں فوراً آحاضر ہو جاؤنگا۔ القصہ شیر اندام نے حسب الحکم
صاحبقران اپنے دو بھائیوں تجبر اور آربق کو ملکوں میں بھیجا کہ بتخانے برباد
اور مساجد تعمیر کرو

صاحبقران کا چوتھی کی رسم میں ملکہ خورشید بکا

بیتنا سلطان رکن الدین کا عاشق ہونا اور صیدگاہ میں ایک ہرن کا فریفتہ ہو کر مفقود الخبر ہو جانا اور سلطان کو فیروز شاہ کی طرف سے ہیجی کا پہونچنا

روایت ہے کہ ملک آذر چہر کے بعض سے رکن الدین غریب نواز کے ہاں ایک لونڈی خورشید نگار نام اسقدر حسین وجمیل ہے کہ گویا خیاط قدرت نے جامہ زیبائی اور خلعت رعنائی خاص اوسی کی قامت با کرامت پر قطع کیا ہے۔ ایسا حسن جہاں سوز اور جمال عالم فروز رکھتی ہے کہ دیدہ بکشر اوس کے دیکھنے کی تاب نہیں [illegible] آفتاب اوس سے [illegible] جب شاہزادہ بدر منیر [illegible] غریب سلطان [illegible] حسن یوسف کمال اور چہرہ خورشید مثال کا جابجا شہرہ ہوا تو [illegible] بھی سنا اور دیکھنے کی خواہشمند ہوئی [illegible] خورشید نگار [illegible] جذبہ دل کا تھا کہ ملکہ روشن جمال کی شادی کی تقریب [illegible] مقرر ہوئی [illegible] عقد [illegible] خورشید نگار [illegible] دیدار سے فرحت اندوز ہو سکے [illegible]

حسب دستور بہ موجودگی عروس کے گلبازی کا ہنگامہ برپا کر رکھا تھا۔ خورشید نگار نے جو بالمشافہ بدر منیر کی صورت دلپذیر دیکھی قریب تھا کہ بیخود ہوکر ہائے کا نعرہ مارے اور چرخ کھا کر زمین پر گرے۔ لیکن بہزار مشکل دل کو سنبھالا اور دل مین کہا سبحان اللہ :- بیت

مجھسے یان پہلے تھا موجود مری مرگ کا سا کھولی جب آنکھ تو اک فتنۂ محشر تھا بپا

بہت کچھ فکر و غور کے بعد مصلحت وقت کے لحاظ سے یہ قرار دیا کہ اس موقع پر تو بھی کسی تقریب سے اپنی صورت شاہزادہ کو دکھا۔ عجب نہین کہ اس جوان کو بھی میلان پیدا ہو اور سلطان سے خواستگاری کرے۔ پس ایک گیند گل سرخ کی لی اور ہم عصرون کے گروہ مین داخل ہوئی اور اسطرح نشانہ وار بدر منیر کے رخسار رشک ماہ پر ماری کہ پاش پاش ہو گئی اور تمام برگ گل شاہزادہ کے دامن پر گرے شاہزادہ نے جو ادہر غور سے نظر کی دیکھا کہ ایک نازنین حوروش خورشید جبین نازک اندام برق حرکات گیند مار کر شعلہ جوالہ یا برق لامع کی مانند خواتین کے مجمع مین مخفی ہو گئی۔

صاحبقران اصغر نے جو اُس آفت جان بلائے جہان کو دیکھا شکل آئینہ حیران و ششدر رہ گیا اور دل مین کہا معاذ اللہ یہ کیا آتش عالم سوز تھی جس نے ایک ہی شعلہ مین دل و جگر خاکستر کر دیا۔ ملکہ کا حال تھا کہ گاہے بے صبر ہوکر بہ نظر دزدیدہ و بہ لب تبسم بہ زیر صاحبقران کو دیکھتی تھی اور کبھی خجالت زدہ مستورات کے مجمع مین پوشیدہ ہو جاتی تھی۔ شاہزادہ اوسی حال مین متحیر تھا۔ آخر ہر قرینہ سے دریافت کیا کہ نازنین مستور ملکہ خورشید جمال بنت سلطان

رکن الدین ہے اور تجھسے تعلق خاطر رکھتی ہے۔ اُس وقت صاحبقران عشق پیشہ سے ضبط نہ ہوسکا اور ایک عالم بے اختیاری مین یہ شعر پڑھا

مانند ذوالفقار بیک دم دل مرا یعنے نگاہ دنیم تبسم دونیم کرد۔

اب شاہزادی بہ اندیشہ رسوائی اُس مجمع سے الگ ہوئی اور محزون و مغموم اپنے خوابگاہ مین چلی آئی۔ شاہزادہ بھی جو تھے رسوم کے اختتام پر ملکہ روشن جمال کو ساتھ لیکر اپنے لشکر مین تشریف لایا مگر ملکہ کا خیال کسی وقت دل سے جدا نہ ہوتا تھا اور صبح و شام درگاہ ایزدی مین اوسکی مواصلت کی بہزار التجا دعا کیا تھا۔ اسی پریشانی مین ملکہ روشن جمال کو اوس کے دولتخانہ مین بھیجدیا۔ گاہ گاہ اوسکے پاس جاتا اور باقی اوقات اپنی رنج و غم کو شکار وغیرہ کے شغل مین ڈالتا

قضارا ایک دن اثنائے شکار مین ایک ہرن فیل گاہ کے برابر روبرو پڑا۔ پہلے متامل ہوا کہ اس قامت و جسامت کے بھی ہرن ہوتے ہین پھر دل سے وہم دور کرکے کمند کمر سے کھولی کہ زندہ گرفتار کیجے۔ اُس آہوئے برق رم نے شام تک شاہزادہ کو حیران و سرگردان کیا اور آخر خود بخود پاس چلا آیا اور ملنگون کی طرح ناچنے لگا۔ شاہزادہ نے قصد کیا کہ اُسے اسیر کمند رہا کرے۔ مگر اوس نے ایک ایسا اشارہ کیا جس کے یہ معنے تھے کہ مین حاضر ہون گرفتار کرنے سے کیا حاصل اور اتنا قریب ہوا کہ اوس کا موہنہ شاہزادہ کے موہنہ کے برابر پہونچا۔ صاحبقران نے اوسے پیار کیا اور موہنہ چوما۔ اوس وقت ہرن کے موہنہ سے ایک غبار غلیظ نکلا اور صاحبقران

کے حلق میں در آیا۔ بمجرد اس کے صاحبقران مدہوش ہو گیا۔ راوی
لکھتا ہے کہ وہ آہو نہ تھا ایک عفریت تھا۔ اس نے فی الفور شاہزادہ کو چادر میں
باندھا اور باد صرصر کی مانند بیابان کی راہ لی

صاحبقران کے اہل لشکر سرگردان و پریشان ہوتے ہوئے
اس مقام پہنچے وہاں سمت نورافشان کو نہ سوار پایا اور پا پیادہ نالان
شہر میں آئے اور اس واقعہ جانگزا سے سلطان رکن الدین کو مر
حلہ وار آگاہ کیا۔ دربار میں ایک قیامت برپا ہوتی مگر حکیم بوریائے ولی نے
زائچہ دیکھ کر کہا کہ شاہزادہ بخیریت آئے گا اُن پروردگار عالم نے جس قدر
ممالک اور طلسمات کی تسخیر و کشائش اس کے ہاتھ مقدر
کی ہے وہ ہر حیلہ سے ظہور میں آئے گی۔ حکیم کے اس فرمانے
سے سب کی تشفی ہوتی مگر مہتر توفیق نے کہا اگر تسلی تو ہوتی پر میں تا
تو صاحبقران کی خبر نہ رہوں گا۔ بوریائے ولی نے فرمایا
کہ تیری بھی مرضی ہے۔ شہر سے نکل کر فلاں طرف روانہ ہو دارہ
جیحون ہوتا ہوا صاحبقران کی خدمت میں پہنچ رہے گا۔ توفیق
اسی وقت سر بصحرا نکل گیا

تین روز صاحبقران اصغر کے گم ہونے کو گذرے تھے کہ ایک قاصد
خسرو دین شاہ بادشاہ فریدون حصار کا نامہ بدین مضمون لے کر آیا
بادشاہان فریدون حصار فریدون فرخ کی اولاد میں سے ہیں۔ اور مدت
مدید سے شاہان ملک خرمستان اون کے باجگذار تھے۔ زمانہ قدیم

میں خسرو خسروان عمادالدولہ نے ایک زبردست حکیم آذر نوش کے عوض ملت آتش پرستی ترک کی اور واثوق کی امت میں شامل ہوا۔ اور اسی حکیم کی امداد سے ہمارے جد بزرگ جہان کشا پر غالب آیا اور بہ عکس اس خاندان ذیشان پر خراج مقرر کیا۔ وہ بفضل خدائے آتش عالم افروز اور بہ اسکے پیغمبر زردشت کی عنایت سے ہماری سلطنت از سر نو ترقی پر ہے خزانہ موفور اور لشکر بیقیاس ہے۔ علاوہ بریں بہت بڑی تعداد پہلوانان فولادبازو کی جمع ہوئی ہے۔ ایک ایک جوان اس قدر وشان کا ہے کہ اگر اس زمانہ میں رستم دستان اور سام نریمان زندہ ہوتے اُن کی رکاب کو بوسہ دیتے۔ ہم مروت کی راہ سے زیادہ دخل نہیں دیتے لیکن اسقدر ضرور ہے کہ ہر سال بطور خراج ایک رقم بھیجا کرو۔ ورنہ حملہ کے منتظر ہو۔ سلطان نے بعد تامل اور مشورہ کے لکھا کہ یہاں بدستور لشکر جرار بہادران ہنر شعار موجود ہیں۔ اگر بہ دستور مستمرہ کے مطابق خراج بھیجتے رہیئے بہتر ورنہ جو کشت و خون ہوگا تم اُسکے جوابدہ ہوگے

جشن نوروز کی شب سوم کا خاتمہ

جب حکیم ابوالمعانی نے شہزادہ معزالدین ابوتمیم کے روبرو داستان یہ جو ہم شیدی یہاں تک پڑھا صبح صادق طلوع ہوئی اور موذن نے نماز صبح کی اذان دی۔ صاحبقران مع امرائے نامدار اور حکمائے

عالی وقار بعد ادائے نماز بارگاہ گردون اساس مین داخل ہوا۔ تمام سلاطین و امرا بھی اپنے اپنے لشکر مین چلے گئے۔

اشبوط دیلمی نے حکم دیا کہ آج ہمارے لشکر مین سمعاج اژدر کے نام طبل جنگ بجواؤ۔ عیاران لشکر اسلام نے خبر دی کہ آج شبوط دیلمی کے لشکر مین سمعاج کے نام طبل جنگ بجا ہے صاحبقران اکبر نے بھی لشکر ظفر پیکر مین کوس رعد آواز کے بجانے کا حکم دیا۔ قاعدہ مقرر تھا کہ جب لشکر صاحبقرانی مین کوس رعد کے بجانے کا حکم ہوتا تھا۔ ابوالحسن جوہر اپنے خیمہ مین ایک طبل زرین کو چوب نقرئی سے بجاتا تھا۔ بمجرد صدائے طبل زرین کوس رعد آواز کی صدا لشکر ہمایون میں بلند ہوتی تھی۔ سمعاج اژدر اشبوط کی مجلس مین شراب پی رہا تھا کہ یکایک کوس رعد آواز کی صدا اس صلابت و مہابت سے آئی کہ بے اختیار جام شراب ہاتھ سے گر پڑا۔ اور صور قیامت کا گمان گذرا۔ سمعاج نے اشبوط سے کہا اے پیغمبر دیلم عجب طرح کی یہ آواز جگر شگاف ہے کہ آسمان شق ہو گیا۔ اشبوط نے کہا اے بندۂ خاص خداوند یہ کوس رعد آواز کی صدا ہے اور یہہ نقارہ زہرہ شکن روز جنگ لشکر اسلام مین بجتا ہے۔ سمعاج نے وحشت زدہ کہا الحق عجیب صنعت اور آواز شدید کا نقارہ معز الدین کو ہاتھ آیا ہے جس کی آواز سے مغز پریشان ہوتا ہے۔ مین یہ کوس معز الدین سے طلب کرتا ہون۔ اور فضیل نیب سے کہا تو اسی وقت لشکر اسلام مین جا اور میری طرف سے معز الدین سے کہو کہ سمعاج اژدر جہان پہلوان نے کوس رعد آواز طلب کیا ہے اور کہا ہے کہ فقط اس نقارہ کے دے دینے سے امیر محمد اور

ضمیمہ شحنہ ہند مطبوعہ ۹ دسمبر ۱۹۰۳ء

امیر سیف الدین دو سرداروں کی جانین بچتی ہین اور مجلس کتاب خوانی
مین بھی فرق نہین آتا۔ فضیل نے کہا مجھے جان عزیز ہے میری کم بختی نہین آئی کہ یہ
پیام حماقت آمیز شہزادہ معز الدین کو پہونچاؤن اس کام کے لئے کوئی پہلوان زبردست
اپنے لشکر کا مقرر کرو وہ پیام تمہارا پہونچا دے گا۔ ایک پہلوان تنا ور و مغرور عقل و
شعور سے معرا الکوس دیلمی صمعاج کے ہمراہ ملک دیلم سے آیا تھا اُس نے کہا اے پہلوان
جہان بجز میرے اور کوئی سردار اس خدمت کے قابل نہین صمعاج نے کہا آفرین تیری ہمت
و جرات پر اسی وقت لشکر اسلام مین جا۔

الکوس صاحبقران اکبر کی خدمت مین حاضر ہوا اور صمعاج کا پیام مذکورۂ بالا صدر ادا
کیا۔ الواح بن التوم نے کہا اے پاجی دو آقا تیرا عجب خر ناشخص ہے کہ تیری مانند ارذل
بدزبان کے ہاتھ یہ پیام ناشائستہ بادشاہوں کی خدمت مین بھیجا۔ الکوس نے شمشیر غلاف
سے نکالی اور چاہتا تھا کہ الواح کے سر پر مارے مگر الواح نے بہ قوت پنجہ دست اسکے ہاتھ
سے شمشیر چھین لی۔ اور اس زور سے ایک مشت پنجہ اُسکے گلے پر مارا کہ کبوتر مذبوح کی مانند زمین
پر لوٹ گیا۔ یعقوب حرانی نے الکوس کے ہاتھ پاؤن کمند سے باندھ لئے اور بارگاہ سے باہر
لا کر اسکی ریش کج و واکج یعنی کم زیادہ مقراض سے تراشی اور چہرہ پر تا بہ گردن دیا ایک روغن
سیاہ دقیق ملا کہ بالکل ہیئت تبدیل ہو گئی۔ اور ایک دف اُسکے سر پر مضبوط باندھ کر ایک خر
بے دم دراز قد پر معکوس سوار کیا اور چند تخفہ ون کو حکم دیا کہ اُس دف کو بجاتے سخت بجا دے۔ صمعاج
نے جو نقارہ کی آواز سنی سمجھا کہ الکوس کو مجلوس لشکر اسلام نے بھیجا ہے۔ دل مین بہت خوش
ہوا۔ جب الکوس اپنی ہیئت بارگاہ مین پہونچا صمعاج نے بمشکل اُسکی شکل پہچانی اور اپنے
ہاتھ سے الکوس کو قتل کیا۔ بعد ازان وہی شمشیر خون چکان نہایت قوت سے یعقوب حرانی کے

سر پر لگائی۔ یعقوب نے ضرب شمشیر رد کی اور عوض مین ایک خنجر جان ستان سمعاج کو مارا
مگر اتفاق سے ضرب خنجر خالی گئی۔ یعقوب جست و خیز کنان برق لامع کی مانند لشکر حریف
سے محفوظ و سلامت نکل آیا۔ صاحبقران اکبر نے اس کار نمایان کے صلہ مین یعقوب کو
ایک خلعت گران بہا عطا فرمایا۔

دوسرے دن علی الصباح تمام لشکر میدان مین صف آرا ہوئے۔ اور سمعاج نے رزمگاہ
مین پہونچکر لشکر اسلام سے مرد مقابل طلب کیا۔ سیدی سلیم سیدی سالم کا برادر خورد صاحبقران
سے بہ منت اجازت حاصل کرکے سمعاج کے مقابل آیا۔ سمعاج نے سیدی سلیم سے حرب آلات
مناسب تیغ جان گزا کی زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالا اور زور اول ہی مین سر سے بلند کر لیا۔ اور
دست بستہ نفیل عیار کو دیدیا۔ اسکے بعد سیدی سعید رزمگاہ مین آیا۔ سمعاج نے سیدی
سلیم کی طرح سیدی سعید کو بھی گرفتار کر لیا اور تا غروب آفتاب سیدی عبداللہ و سیدی
رشید و سیدی بلال وغیرہ چندرہ پہلوان و سرداران لشکر اسلام سمعاج اژدر دم کے
ہاتھ گرفتار ہوئے۔ شام کے وقت لشکرون مین طبل بازگشتی بجے۔ اشبوط نے چند خوان زر و سیم
بطریق تصدق فقرا کو دئے۔ بلکہ جمشید اور ابو حاکم اور القیموس زنگی نے بھی دو دو
چار چار خوان زر نقد سمعاج کے سر پر سے نثار کئے دوسرے دن پھر لشکر عرصہ مصاف مین
صف آرا ہوے سمعاج اژدر دم بہ شان و تجمل میدان حرب مین آیا۔ لشکر اسلام سے طیفور
نیزہ باز عمر انی مقابلہ کے واسطے گیا۔ اور نیزہ دری شروع کی۔ سمعاج نے طعن اول
ہی مین طیفور کے ہاتھ سے نیزہ چھین لیا اور اس چالاکی سے نیزہ مارا کہ سنان نیزہ
ایک بالشت کامل طیفور کی ران مین اتر گئی۔ طیفور کے بعد سیفور تیغزن مقابلہ کے واسطے
گیا۔ سمعاج نے سیفور کو بھی زخمی کیا۔ شام تک دس سردار نامی اسیر اور سلت پہلوان تیغ

کے ہاتھ سے زخمی ہوئے - روز سیوم بارہ پہلوان مثل زرنیل و سرخیال و برطیل وغیرہ سمعاج کے
ہاتھ سے قتل و اسیر ہوئے - روز چہارم الواح بن التوم عرصہ معرکہ میں گیا سمعاج نے الواح
کے سر پا اور تن و توش کو نظر غور سے دیکھا اور آخر نام پوچھا - الواح نے کہا مجھے الواح
بن التوم کہتے ہیں سمعاج نے کہا اے دلاور زمان کمال حیرت کی بات ہے کہ تو نے باین قامت
اور زور و شوکت ایک شہزادہ خفیف الاعضا کی اطاعت اختیار کی سچ بتا کہ تجھے کس پہلوان
دیو پیکر رستم وقت نے بقوت دست و بازو مغلوب کیا ہے - الواح نے جواب دیا کہ بجز ذات والا
صفات سر دفتر سلاطین جہان شہزادہ معز الدین صاحبقران گیتی ستان اور کسکی تاب و طاقت کہ
میری مانند پہلوان جہان کو مطیع کرے - سمعاج نے کہا میں اول متعجب تھا کہ امیر محمد ایک طفل نادیدہ
روزگار کے ہاتھ سے دشخوار منا قوت قتل ہوا - اب زیادہ اس بات نے تعجب میں ڈالا کہ تجھے
شہزادہ معز الدین نے مغلوب کیا - آخر سمعاج نے التوم کو اپنا حریف و مرد مقابل دیکھکر نیزہ بازی
شروع کی - اور چار ساعت مستقیم باہم نیزہ دری کرتے رہے مگر ایک کو دوسرے پر غلبہ میسر نہ آیا
آخر نیزے ہاتھوں سے پھینک کر شمشیرین ہاتھوں میں لیں - جب ان سے بھی کار برآری نہوئی
ناچار شمشیرون کو غلاف کیا اور مرکبون کی پشت پر ایک دوسرے کا گریبان گیر ہوا - سمعاج اژدر در
نے الواح دلاور کی زنجیر کمر میں ہاتھ ڈالکر ایسا زور کیا کہ تمام منافذ بدن سے دھوان نکل گیا -
ہر چند الواح بن التوم نے سنگینی تنکے باعث جنبش تک نہ کھائی - الا الواح کا مرکب لنگر کی
سنگینی کی تاب نہ لاسکا چار رو زانو زمین پر بیٹھ گیا - اور الواح او سمعاج مرکبون سے
اُتر کر دو روز و شب کلہ بکلہ اور پشت بپشت جنگ مردانہ کرتے رہے - آخر شدید الشداد
میدان میں آیا اور سمعاج سے کہا - اے دلاور آفرین صد ہزار آفرین ہم خوب جانتے ہیں
کہ تیرے مرتبہ کا تمام دیار دیلم میں کوئی پہلوان نامور نہ ہوگا - مگر اب ہماری خوشی ہے کہ تم

دونو جوان مرد جنگ سے دست بردار ہوے۔ دو روز و شب تم کو جنگ و پیکار میں گذرے
ہیں اور ایک کو دوسرے پر غلبہ نہیں ہوا۔ اس صورت میں ایک دو روز آرام لینا واجب ہے
پھر اپنے لشکر میں طبل جنگ بجوانا اس دفعہ میں تیرے مقابلہ کے واسطے آؤں گا۔ شدید الشداد کے
کہنے سے دونو پہلوان ایک دوسرے سے جدا ہوے اور اپنے اپنے لشکر میں چلے گئے۔ [illegible] اکبر
نے الواح سے پوچھا کہو سمعاج کس رتبہ کا پہلوان ہے۔ الواح نے کہا شہریار سچ عرض کرتا ہوں
حضور مبالغہ نہ سمجھیں بخدا سمعاج کو بنی نوع انسان میں تصور نہ کرنا چاہیے۔ ایک غول صحرائی
ہے۔ غلام نے اپنی عمر میں اس زور و طاقت کا کوئی پہلوان نہیں دیکھا۔ اسیطرح سمعاج نے اشبوط
و لیلی اور القیموس زنگی وغیرہ بادشاہوں کے روبرو الواح کی زورمندی کی تعریف کی۔ اور کہا
کچھ مضایقہ نہیں ایک دو دن آرام لے لوں اس دفعہ شدید الشداد کو میدان جنگ میں بلاؤں گا
دیکھوں کہ وہ تن و توش کے قابل زور و قوت بھی رکھتا ہے یا نہیں۔ مگر اتنے بغیر خداوند دیکھا نہیں
درازی قد و سطبری دست و پا شدید کا بیان ہے کہ شہزادہ معز الدین نے ہم تمام سرداروں کو
ہمدردی و مردانگی اپنا حلقہ بگوش کیا ہے۔ اشبوط نے کہا شدید کا بیان غلط نہیں۔ میرے روبرو
شدید نے معز الدین سے تین روز و شب برابر جنگ شمشیر و نیزہ کی اور زد و بند دست و سینہ میں
کوئی درجہ باقی نہ رکھا مگر روز چہارم شہزادہ معز الدین شدید الشداد کو گرفتہ و بستہ اپنے لشکر
میں لے گیا۔ سمعاج نے کہا تمہارے بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ شہزادہ معز الدین کو سحر [illegible]
میں بھی کچھ دستگاہ ہے۔ اشبوط نے کہا اگر اعمال سحر کا معاملہ درمیان ہوتا معز الدین اول
ہی روز شدید پر غالب آتا۔ سمعاج نے کہا کچھ نہ کچھ اسرار ضرور ہے۔ القیموس زنگی نے کہا اے
دلاور شاید تو نے یہ روایت نہیں سنی کہ معز الدین ان سرداروں کا مغلوب کرنا محض اپنے
دین متین کی بزرگی بیان کرتا ہے۔ سمعاج نے کہا کہ اگر جہان میں غالب و مغلوب ہونا محض دین پر

آگے جو فتح و شکست پر موقوف ہے خیر ہم بھی خداوند دلیمکے بندگان خاص از نظر یافتہ ہین
کچھ عجب کہ تمام جنگ و پیکار خداوند ہماری مدد و اعانت کرے۔

اس گفتگو کے بعد سمعاج نے ایک رقعہ صاحبقران کی خدمت مین بدینمضمون لکھا کہ شب فردا
بدستور محفل کتاب خوانی کے منعقد ہونے کا حکم دین کیونکہ بالفعل معرکہ آرائی مین دو چار دن کا
توقف معلوم ہوتا ہے۔ صاحبقران نے بعد مطالعہ یہ جواب لکھوایا۔ اے سمعاج تو بیان تازہ
وارد ہے اور ہمارے دستور قدیمہ سے واقف نہین۔ ہم تاوقتیکہ ایک کام کو انجام نہین
دیتے دوسرے کام کیطرف متوجہ نہین ہوتے۔ حیف کی بات ہے کہ اکثر سرداران لشکر اسلام تمہاری
قید مین گرفتار رہون اور ہم بیفکر و ترتیب بزم جشن منعقد کرین۔ فضیل عیار نے جواب رقعہ سمعاج
کو دیا۔ سمعاج نے اوسی وقت کل مقید سرداران لشکر اسلام کو ایک علیحدہ خیمہ مین بلایا اور اپنے
ہاتھ سے انکی بند قید کہولدیئے۔ اور ہر ایک کو خلعت فاخرہ دیکر مرکبان عربی نژاد پر سوار کیا
بلکہ خود انکے ہمراہ اردوے معلے کیطرف روانہ ہوا۔ وقت طلوع آفتاب لشکر اسلام کے عیارون نے
سمعاج کے آنے کی اطلاع دی۔ صاحبقران اکبر نے شدید اللہ اد کو سمعاج کے استقبال کیواسطے
بہیجا اور اوسکی زبردست ایک کرسی سمعاج کو عطا فرمائی اور پوچہا اے جوان مرد بیان کر
کس مطلب کے واسطے یہان تکلیف کی۔ سمعاج نے دست بستہ التماس کی سواے اسکے کہ حضور
کے سردارون کو پہونچانے آیا ہون کوئی مطلب نہین جسوقت غلام نے حضور کا جواب پڑہا
خیال آیا ہر چند کہ ان سردارون کو تو نے بمردی و مردانگی دستگیر کیا ہے مگر انکے قید کرنے
یا زندان مین رکہنے سے کیا حاصل۔ بارگاہ صاحبقرانی ایک دریاے ذخار نہنگان تہور شعار سے پر
ہے۔ ان چند سردارون کے قید ہونے سے لشکر ظفر پیکر مین کچہہ کمی واقع نہ ہوگی۔ علاوہ برین
ہمین نے شدید اللہ اد سے وعدہ جنگ کیا ہے۔ دو چار روز آسودہ ہولین حضور ہر او غلام

نوازی و بندہ پروری آج کی شب بزم جشن کے منعقد ہونے کا حکم دیں۔ صاحبقران اکبر نے
بلکہ مہلت نہ دیا مہ جبینوں نے رخ جمیع نازنینان تمام شب غزنی خاص ہی سواری کا عطا فرما
رخصت کیا۔

جب دن گذر شام کے وقت صاحبقران اکبر و حکما و جمیع پہلوانان شیر دوسران سلطنت خیار بہ توقعات کیطرف روانہ ہو۔ دیگر سلاطین بہی پس و پیش صفہ بارگاہ پر پہونچے۔ صاحبقران نے بدستور تخت خسروانی پر جلوس فرمایا۔ اس شب حکیم خسیجان کی کتاب خوانی کی نوبت ہے کیونکہ صاحبقران اعظم خورشید تاج بخش کی داستان متواتر بیان کا سلسلہ اس حکیم عالی منزلت کا منصب تہا۔

احوال شاہزادہ خورشید تاج بخش عشق غیرت حور رشک پری

یہانتک یہ احوال بیان ہوا ہے کہ تشنہ رہتے واپس آتے ہوئے شہزادہ خورشید تاج بخش کو غیرت حور رشک پری نے دیکہا اور عاشق ہوگئیں۔ اب بہی بدستور دہجور ہیں درد فراق میں مبتلا ہیں اور صورت حصول مراد کی نظر نہیں آتی۔ اتفاقات قضا و قدر سے انہیں ایام میں خواجہ ابراہیم کی خواہر صفیہ خاتون اپنے برادر کلان کی ملاقات کے واسطے ملک روم سے یہان آئی۔ صفیہ خاتون صفوان بہادر قیصر روم کے سپہ سالار کی زوجہ ہے اور اس قصد سے یہاں آئی ہے کہ بہائی کی ایک دختر سے اپنے فرزند خنطلہ کی نسبت کرے۔ راوی کہتا ہے کہ صفیہ خاتون جب ملک مغرب سے آتی تہی ملکہ دسیما کے پاس بہی ضرور جاتی تہی بلکہ اوسکو ملکہ کی خدمت میں ایک طرح کا رسوخ تہا کیونکہ ملکہ دسیما قیصر روم کی دختر ہے۔ چنانچہ اب بہی صفیہ خاتون روز چہارم محل شاہی میں گئی اور رشک پری اور غیرت حور بہی اوسکے

ہمراہ گئین۔ اثنائے گفتگو مین ملکہ نے غیرت حور و رشک پری کا حال پوچھا۔ صفیہ نے کہا۔ میری برادرزادیان ہین۔ ملکہ نے چند رقوم جواہر بطریق بخشش رشک پری و غیرت حور کو دین۔ اور کمال مہربانی سے گلے لگایا۔ اس صحبت مین ایک بار شہزادہ خورشید تاج بخش بھی اپنی مادر بزرگوار کے پاس تشریف لایا۔ اور ایک لمحہ ٹھہر کر چلا گیا۔ غیرت حور اور رشک پری نے بھی شہزادہ کو دیکھا۔ مگر صفیہ خاتون نے نہین دیکھا۔

صفیہ خاتون نے بوقت شام رخصت طلب کی۔ مگر ملکہ عالم نے اسے نہ قبول کیا۔ اور کہا کم از کم ایک ہفتہ مین رخصت نہ ملیگی۔ غیرت حور اور رشک پری نے اس امر کو غنیمت سمجھا اور شہزادہ کے داروغہ کتب خانہ سخن فہم سے بہناپا منعقد کیا۔ اس طرح انہون نے جلد شہزادہ کی خدمت مین رسوخ حاصل کر لیا۔ سبار کا شہزادہ بعوض سخن فہم کے غیرت حور اور رشک پری سے کتاب طلب کرتا۔ غیرت حور کو گر اسکا عشق بمقابل رشک پری کے جنون کی حد تک تہا نظارہ پر صابر و شاکر رہی اور یکہ و تنہائی مین شہزادہ کے قدمون پر سر رکھکر زار زار روئی۔ شہزادہ تو کچھ نہ سمجھا مگر سخن فہم جو عین وقت پر کتب خانہ مین پہونچ گئی تاڑ گئی کہ سوداگر زادیون کا مقصد کیا ہے۔ اسنے بے اسکے کہ غیرت حور اور رشک پری راز فاش کرے جلد صفیہ خاتون کے رخصت کی تقریب کرا دی۔

جب صفیہ خاتون محل شاہی سے رخصت ہو کر مع برادر زادیون کے خواجہ ابراہیم کے گھر مین گئی اپنے بھائی سے کہا کہ غیرت حور کو خنظلہ سے منسوب کر دو اور مع عیال و اطفال ملک روم مین چلو۔ بعد عقد واپس تشریف لے آنا۔ خواجہ ابراہیم کو یہ امر پسند نہ تھا مگر ہمشیرہ کے اصرار سے راضی ہو گیا۔ چند منزل خشکی مین راہ قطع کی بعد ازان کشتیون مین سوار ہو کر روم کیطرف روانہ ہوئے۔ غیرت حور اور رشک پری کو محل شاہی سے خارج ہونے کا جو صدمہ پہونچا

وطن اور دیار معشوق کو ترک کرکے جوگی ہو گیا۔

صفیہ خاتون کے پسر حنظلہ نوجوان بن صفوان بن زبیر کا احوال

حنظلہ نوجوان کو اپنی مادر صفیہ خاتون سے محبت مفرط تھی۔ جب وہ سواد عشق (?) [illegible] ہوئی حنظلہ اگرچہ پریشان خاطر رہتا تھا۔ ابونعیم نام ایک مرد ذی عزت صاحب [illegible] کا استاد و ہم اتالیق تھا۔ جتنے جو اُسکو ملوں نے تماشہ و شکار کی ترغیب دی۔ ایک روز دریا میں استاد و شاگرد کشتی میں سوار ایک قصر عالیشان کے قریب پہنچے۔ حنظلہ نے جو [illegible] کی طرف نظر کی تو غرفہ میں ایک نازنین کو ماہ چہاردہ کی مانند جلوہ افروز دیکھا [illegible] گیا تھا ایک قیامت تھی جو اس نازنین کے سر پر نازل ہوئی۔ اس طرف وہ نازنین [illegible] عنان صبر و شکیب ہاتھ سے دے بیٹھی۔ مگر کنیزوں کے خوف سے [illegible] اور در غرفہ بند کر دیا۔ بروقت بند ہونے غرفہ کے حنظلہ نے ایک آہ سرد بھری اور [illegible] رویا۔ ابونعیم نے اُسے بہت سمجھایا مگر کچھ اثر نہ ہوا۔

دوسرے روز پھر استاد و شاگرد کشتی میں سوار ہو کر وہاں پہنچے تو غرفہ بند تھا حنظلہ بحال پریشان شہر میں چلا آیا اور بار بار یہ شعر پڑھتا تھا۔

بر در دوست چہ گویم بچہ عنوان رفتم ہمہ شوق آمدہ بودم ہمہ حرمان رفتم

جب ابونعیم نے دیکھا کہ حنظلہ اس نازنین غرفہ نشین کے عشق سے دست بردار نہیں ہوتا تو اُس قصر کا حال دریافت کیا۔ بعد ازاں حنظلہ سے کہا کہ یہ مکان خواجہ ایوب سوداگر کا ہے اور [illegible] روز سے خورستان کی سوداگر مقیم تھا اور وہ نازنین اُسکی دختر تھی جسکا نام [illegible] بہمن بادشاہ عجم کی نسل سے ہے اور اُسکے طریق رہتی ہے جو [illegible] آباد ہوں کہ حنظلہ کو کیا نسبت

یہ کہ آتش پرستون سے نسبت کرنے کا خیال کرو دوسرا یہ کہ یہی اور مگر یہ کہ ہنوز
مین ہمین مطلب کے لئے آگئی ہے کہ تم کو تمہارے ماموں کی دختر کلان سے منسوب کیجے
جسکو خدا نے اسوقت اسقدر دولت و حشمت دی ہے کہ بادشاہون کو بھی مشکل سے میسر ہے
یہ بھی تمکو واضح ہو کہ غیرت حور دختر کلان خواجہ ابراہیم ایسی حسین ہے کہ شکر شیرین
سخن اسکا مقابلہ نہین کرسکتی۔ زیادہ تر ناامیدی کی بات یہ ہے کہ ہم اپنے ملک کو
روانہ ہوگئے۔

حنظلہ نے کہا۔ اور کوئی بات تو میری سمجھ مین نہین آئی۔ الا یہ کہ شکر شیرین
سخن اپنے وطن مالوف کو روانہ ہوگئی۔ بہر حیف ہے کہ مین یہان پڑا رہون۔ یہ کہکر
حنظلہ نے پیراہن چاک کیا اور جنگل کی راہ لی۔ صفوان بیچارہ نے باستماع اس خبر کے
بیٹے کا تعاقب کیا اور بہت کوششین کین کہ شہر مین واپس آوے۔ لیکن حنظلہ کے خیال
مین نہ آیا۔ لاچار صفوان جدا آیا اور ابو نعیم کی منت کی کہ حنظلہ کا خبرگیران رہے
اور جسطرح بنے شہر مین لے آئے۔ حنظلہ نے بعد روانگی صفوان کے ابو نعیم سے کہا۔
مین دیار معشوق کا عازم ہون۔ اگر تم تاب رفاقت رکھتے ہو بسم اللہ میرے ہمراہ چلو
ورنہ تم بھی شہر مین تشریف لیجاؤ۔ ابو نعیم نے کہا۔ ہرچند مین تمہارے باپ کی جانب
سے سفر کا مجاز نہین ہون۔ لیکن مینے تمکو تربیت دی ہے اور صفوان سے زیادہ
تم سے محبت رکہتا ہون۔ لاچار ہر حال مین تمہارا رفیق ہون۔ آخر استاد و شاگرد
جسطرف دلنے راہ دی روانہ ہوگئے۔

شہزادہ بلند ارادہ خورشید تاج بخش کا شکارگاہ مین جانا

اور شہزادہ کیطروس کا اسیر ہونا +

شہزادہ بلند اقبال خورشید تاج بخش غالب اوقات تحصیل علوم و فنون میں مصروف رہتا ہے اور ریاضت جسمانی کا شغل بھی محل کے اندر ہی کرتا ہے بادشاہ کو بقدر شہزادہ کا خیال ہے کہ جب کبھی اُسکو شکار کا شائق پاتا ہے خود ہمراہ جاتا ہے شہزادہ کے مزاج میں بھی اطاعت و فرمانبرداری کوٹ کوٹ کر بھری ہے لیکن تابکے پابند رہتا۔ آخر بتقاضائے طبیعت انسانی ایک دفعہ عرض کی کہ جہان پناہ مجکو ہفتہ عشرہ کے لیئے تنہا سیر و شکار میں جانے کی اجازت بخشیں - بادشاہ قبول نہ کرتا تھا - مگر وزیر اعظم روشن ضمیر نے عرض کیا کہ حضور اب شاہزادہ پر سے اس قسم کی قیود اُٹھا دیں لاچار بادشاہ نے رخصت دی اور وزیر اعظم و مشتری ستارہ شفاعت بن روشن ضمیر و شہاموت و دانا و اکلیل الملک شاہزادہ ملک گنبد گویاق اور صاولوت فرخ روز بن شہاموت و دیگر چند امرا و امیر زادگان جلیل القدر کو ہمراہ رکاب کر دیا۔

شاہزادہ صیدگاہ خاص میں تشریف لے گیا جب وہاں شکار نے کمی کی ایک اور صحرا سے یا فضا میں گیا رفتہ رفتہ دشت خرم میں موکب اجلال کا نزول ہوا جو سواد اعظم سے بارہ کوس پر دریائے شور کے کنارے واقع تہا اتفاقاً شاہزادہ کیطروس فیل زور پسر التوم کج کلاہ بادشاہ فرنگ کا ادہر سے گذر ہوا التوم ایک بادشاہ عالیجاہ صاحب فوج و لشکر ہے مگر بہرام شاہ کا باجگذار ہے اس وقت تیس ہزار سوار و پیادہ و متعدد پہلوانان تہور شعار شاہزادہ کیطروس کے ہمرکاب تہے اُسنے جو جاسوسوں سے سُنا کہ بہرام شاہ کا پسر دو تین ہزار سوار کے ساتھ بعزم شکار یہاں وارد ہے بہت خوش ہوا اور دل میں یہ سودا پکایا کہ شہزادہ کو گرفتار کر کے لیجائیے اور تب واپس کیجئے کہ بہرام شاہ

خراج لینے سے باز آئے۔ بلکہ خراج دیا کرے۔

شاہزادہ عالیجاہ اُس وقت کیطروس کے ورود اور اُسکے ارادہ سے آگاہ ہوا جبکہ وہ ساحل پر اُترکر حملہ کرنے کیواسطے روانہ ہو پڑا۔ بمجرد استماع اس اخبار کے سلاح طلسم ذوالقرنین جسم مبارک پر لگائے اور لشکر کو صف بستہ کیا جسوقت کیطروس کا لشکر قریب پہونچا جنگ تیر و تفنگ شروع ہوئی اور رفتہ رفتہ شمشیر و نیزہ کی نوبت پہونچی۔ اس لشکر قلیل نے ایسی ہی مردانگی کی کہ اہل فرنگ کے دل چھوٹ گئے شاہزادہ کے ایک ایک سردار و پہلوان نے کیطروس کے چار چار و پانچ پانچ پہلوان قتل کئے اور خود شاہزادہ کے ہاتھ سے قیصلاج تیغزن سپاہ سالار زادہ ہشتم قتل ہوا اُسوقت کیطروس فیل زور شاہزادہ فرنگ شاہزادہ مؤید من اللہ کے مقابل آیا اور کہا کہ شمشیر غلاف میں کر میں چاہتا ہوں کہ تجھسے فن پہلوانی اور قوت دست و بازو کا امتحان کروں اگر تو مجکو مغلوب کریگا اُسی وقت تیری اطاعت اختیار کرونگا اور اگر میں غالب آیا تجکو بمثل خراج کے پیداوار دہائی دونگا شاہزادہ خورشید تاج بخش نے شمشیر صاعقہ سکندری غلاف میں کرلی اور کیطروس فیل زور سے کُشتی میں مشغول ہوا۔ دونوں لشکر جنگ و حرب سے باز رہے اور ان شاہزادگان دلاور کی زورآوری کا تماشا دیکھنے لگے۔

ایک پہر کامل کیطروس فیل زور اور شاہزادہ خورشید تاج بخش میں باہم کُشتی کی کشمکش ہوتی رہی بالآخر شاہزادہ عالیجاہ نے بقوت اقبال صاحبقرانی کیطروس کو ہاتھ پر علم کرلیا اور ایسا پٹخ دیا کہ بے تکلف سطح زمین پر آ رہا۔ عیاران لشکر نے کیطروس کے دست و پا خوب مضبوط باندھے۔ اور [illegible] پہلے تسمے بر وقت گرفتار ہونے شاہزادہ کیطروس کے فوج فرنگ نے باہم حملہ کیا لیکن [illegible] میں پسپا ہوئے۔

اس ہنگامہ کے بادشاہ بہرام شاہ کو بھی خبر پہونچی دوسرے دن نہایت مضطر و پریشان با لشکر گراں دشت خرم میں تشریف لائے اور فرزند کی پیشانی کو بوسہ دیکر فرمایا۔ عقل انسانی کو [illegible]

تجکو مرتبہ صاحبقرانی عطا فرمایا ہے انشاءاللہ تعالےٰ حکیم استقلینوس الہٰی کے اخبار کے مطابق تو شہنشاہ زماں ہوگا۔ بادشاہزادے کو شادی کنان و نقارہ نوازان شہر میں لایا ہر ایک خورد و کلاں نے نعرہ شادی بلند کیا اور بزم طرب آراستہ کی۔

دوسرے دن بادشاہ نے شاہزادہ فرنگ کو دربار میں بلایا اور فرمایا اے کیطروس جو حرکت ناشائستہ تجسے ظہور میں آئی۔ ہمنے معاف کی مگر اب جان بچنے کی یہ صورت ہے کہ تو حضرت عیسےٰ کو ابن خدا سمجھے اور اس عقیدہ باطل سے باز آئے کہ خدا تین ہیں مثل میں سمجھ کر ستہ و خمسہ ہیں تو نظام دنیا کس طرح قائم ہے کیطروس نے کہا میں اب دل سے شاہزادہ خورشید تاج بخش کا مطیع ہوں اور اس عقیدہ باطل کو بھی ترک کرتا ہوں کہ تین میں ایک اور دو ایک میں تین ہیں بادشاہ شاہزادہ کیطروس کی سلامت روی سے نہایت خوش ہوا اسکے بند کھولدیئے اور ایک محل شاہانہ سکونت کو دیا۔

چند روز کے بعد ملک القوم کا ایک سردار نامہ لایا۔ اسمیں لکھا تھا کہ مینے تحقیق سنا کہ باعث ہنگامہ جنگ و جدل کا بانی کیطروس تھا خدا تعالے شاہزادہ خورشید تاج بخش کی عمر و دولت میں ترقی بخشے کہ اس احمق مجرم نے اوسکو جان سے مارا اب الطاف خسروانہ سے توقع ہے کہ بپاس خاطر اس خیر اندیش کے اس طفل نادیدہ روزگار کی خطائیں معاف ہوں اور بعزت و آبرو میرے پاس پہونچ جائے بہرام شاہ نے اسی وقت ایک خلعت معہ اسپ عربی با ساز و سامان مرصع کار عطا فرمایا اور باعزاز و احترام ملک فرنگ کیطرف روانہ کردیا مگر ہنگام رخصت یہہ عہد لے لیا کہ اپنے باپ ملک القوم کو بھی کلمہ گو دین حق کی ہدایت کرے۔

قصہ وحشت آثار خواجہ ابراہیم ملک التجار وغیرہ کا

جو سوادِ اعظم سے ملک روم کو روانہ ہوئے تھے

جس وقت خواجہ براہیم عمدۃ التجار مع اہل و عیال کشتیوں میں سوار ہوکر ملک روم کی طرف روانہ ہوا۔ ایک ہفتہ کے بعد اس طرح کا طوفان باد تیرہ و تار اس بحر زخار میں پیدا ہوا کہ اُس کی کشتیاں طریق مقصود سے سدا فرسخ دور نکل گئیں اور چند ساعت میں بلاد سوڈان کی سرحد تک جا پہنچیں۔ بلاد مذکور کی سرحد پر ایک جزیرہ وسیع قاردنیہ نام واقع ہے وہاں جزیرہ کا حاکم قاردن زنگی ملقب بہ سفید ریش رہزنی میں نامور ہے کہ جو سوداگر و مسافر اُس طرف نہیں جاتے اور جو بے اختیار وہاں پہونچ جاتے ہیں قتل و غارت ہوتے ہیں۔ جب خواجہ براہیم کی کشتیاں جزیرہ مذکور کے قریب پہونچیں اُس نے اپنے ایک سردار تاتار زنگی کو حکم دیا اُس نے حکم کی تعمیل کے مطابق خواجہ براہیم کے ہمراہ بھی فوج تھی۔ مگر بیس ہزار اور نگار کے دس ہزار۔ مگر بہادران خواجہ نے داد مردانگی دی۔ اور تین دن تک جنگ مردانہ کی نتیجہ یہ ہوا کہ خواجہ براہیم اور تمام ہمراہی کام آئے اور تمام مال و اسباب اور زن و بچہ قاردن کے قبضہ میں آئے۔ اُس نے رشک پری کو اپنے محل سرائے میں بھیجا اور رشک حور کو طاعون سپہ سالار اور دلکشا خاتون اور صفیہ خاتون کو سعدون وزیر کے حوالے کیا۔

قاردن مع اپنی فوج و رعایا کے بت پرست تھا مگر سعدون وزیر مسلمان یعنی عیسائی تھا اور مثل باشندگان سواد اعظم کے خدا کو لاشریک اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مرسل خدا جانتا تھا اُس نے جو دلکشا خاتون اور صفیہ خاتون کا وقائع جانستان سنا۔ زار زار رویا اور اُن دونوں سے صیغہ اخوت پڑھا اور اُس وقت دلکشا خاتون کی گود میں ایک طفل دو سالہ تھا۔ سعدون نے براہ عاقبت اندیشی اُس شیر خوار کو مصرع زنگی حاکم جزیرہ شتاقل کے ہاتھ بیچ دیا جو مسلمان اور سعدون کا دوست صادق تھا۔ مصرع زادہ تھا اور سنا جو خواجہ براہیم کے فرزند مسعود کو متبنی کیا اور اُسکی پرورش

اور ترتیب میں مشغول ہوا۔

طاعون ایک مرد عیش پرست ناعاقبت اندیش تھا وہ اس فکر میں لگا کہ غیرت حور سے ہم بے تکلف ہو۔ حالانکہ اس کی جان حزیں درد آلام جانکاہ میں گرفتار تھی وہ کسی طرح متوجہ نہوئی۔ شب ہفتم طاعون نے اس قدر شراب پی کہ بدمست ہوگیا اور بارادہ فاسد غیرت حور کے پاس آیا اُس وقت وہ مظلومہ اپنی خوابگاہ کے ایک غرفہ میں بیٹھی تھی اور شاہزادہ خورشید تاج بخش کی مفارقت اور پدر کی شہادت کے صدمہ سے نالہ و افغاں کر رہی تھی۔ طاعون سنگدل نے قبل اسکے کہ غیرت حور سنبھلے اُسکی طرف دست ہوس دراز کیا وہ بغرض حفاظت پیچھے ہٹی اور غرفہ سے نیچے جا رہی۔ اور طاعون بھی اسکے ساتھ ہی غرفہ سے گرا جسکے نشہ کے سبب سے پاؤں قائم نہ تھے اور کامل زور سے غیرت حور کیطرف جھک چکا تھا۔ اُس محل کی صحن زمین سنگلاخ تھی ظالم و مظلوم دونو گرنے کے ساتھ ہی مر گئے البتہ ایک کی روح مالک جہنم کی تفویض ہوئی اور دوسرا بہشت میں مکین ہوا۔

جس شب غیرت حور نے غرفہ سے گر کر انتقال کیا اُسی شب رشک پری نے کہ بہزار حیلہ و بہانہ قارون ملعون کے ہاتھ سے اپنا ناموس محفوظ رکھتی تھی عالم خواب میں دیکھا کہ ایک بازار وسیع دو رویہ میں چلی جاتی ہے اور خلقت کا ہجوم ہے اور شاہزادہ خورشید تاج بخش ایک قصر عالی کے غرفہ میں بہزار عز و وقار مثل خورشید تابان جلوہ افروز ہے رشک پری نے ہرچند چاہا کہ کسی طرح شاہزادہ کے پاس پہونچے مگر اژدہام خلائق کے باعث نہ ہو سکا اس تردد میں دست راست کیطرف ایک پل اس قدر وسیع و عریض نظر آیا جسپر ایک باغ دلکشا رشک ارم واقع تھا اور باغ کے اندر چار طرف مکانہائے رفیع الشان منقش و مذہب بنے ہوئے تھے اور ان مکانوں میں حد حصر سے زیادہ غرفے پایہ ہائے زر بفتی و زردوزی بلور نشیمن تھے

اور ہر غرفہ میں زن و مرد بہ احسن جمال بیٹھے ہوئے تھے ایک غرفہ میں اُنکی خواہر غیرت حور بھی سر سے پا تک لباس فاخرہ و زیور مرصع و الماس نگار پہنے ہوئے بہ شوکت تمام و آرائش مالا کلام متمکن تھی۔ رشک پری نے بآواز بلند کہا اے خواہر گرامی قدر۔ تم اس مکان رشک جنان میں کس تقریب سے پہونچیں۔ برائے خدا مجھے اس غرفہ کی راہ بتاؤ تاکہ تمہارے پاس آؤں۔ غیرت حور نے بہ لب تبسم خیز جواب دیا کہ تمکو ہنوز اس مکان میں داخل ہونے کا حکم نہیں رشک پری نے کہا اگر مجھے تم وہاں نہیں بلا سکتیں تمہیں میرے پاس تشریف لاؤ۔ فلاں غرفہ میں شاہزادہ بھی بہ سعادت و اقبال رونق افروز ہے میں اور تم باتفاق اُسکے جمال خورشید مثال کا نظارہ کرینگی غیرت حور نے بنہایت افسوس و حسرت سے آہ سرد کا نعرہ مارا اور کہا۔

تا قدم را از میان برداشتم عیش دنیا را بہ تو بگذاشتم

اے رشک پری آگاہ ہو عشق میرا درجۂ مجازی سے اور کام میرا دنیا سے درگذرا یقین ہے کہ صبح میری حقیقت تجھے بخوبی معلوم ہو جائیگی مگر تجھے دو وصیتیں کرتی ہوں۔ اول جب تک وقت موعود نہ پہونچے قاردن سے بہ مدارا پیش آنا۔ خدا تیری عصمت و عفت کا نگہبان ہے اور وہ تجھے منزل مقصود تک پہونچائیگا۔ دوم جسوقت اپنے مدعائے دلی پر کامیاب ہو شاہزادہ سے بصد عجز و نیاز یہہ کہنا کہ وہ خانمان آوارہ تیرے سودائے عشق میں رنگہرائے عالم بقا ہوئی لاجرم ایکبار تجھے بہ منت و جلال میری تربت پر آنا اور کشتہ تیغ محبت و جاندادہ فراق کو براہ عاشق نوازی ثواب فاتحہ سے شاد کرنا واجب ہے۔

غیرت حور نے ابھی سلسلہ کلام قطع نہ کیا تھا کہ رشک پری کی آنکھ کُھل گئی بے اختیار اس آہ دردناک سے روئی کہ تمام مردمان محل بیدار ہو گئے قاردن دہشت زدہ اپنی خوابگاہ سے رشک پری کے پاس آیا اور بہ منت و لجاجت پوچھا کہ ایسا کیا سانحہ ہوش خراب میں نظر آیا کہ اس طرح

فریاد کرتی ہے۔ رشک پری نے کہا چند بیتا کیا سبب شغل صبح خود بخود مجھے میرے ملال
و پریشانی کا حال ظاہر ہو جائیگا۔

اس گفتگو میں ایک کنیز محل سرائے قارون کے پاس آئی اور کہا تمہارے سبب سے سانحۂ عجیب
کا ایک خواجہ سرا کا حال تباہ ہوا ہے قارون محل سرائے سے باہر آیا اور پوچھا ایسا کیا ہنگامہ برپا
ہوا کہ تو اس وقت شب میں میرے پاس آیا ہے اور زار زار روتا ہے خواجہ سرا نے دستار
اپنی سر پر سے زمین پر پٹک دی اور کہا طاعون نے غیرت حور سیمت طرفہ سے اُڑ کر قضا کی
قارون پھر رشک پری کے پاس آیا اور کہا اے نازنین ہیہات زبان میں کیا تاثیر تھا کہ تیرے خواب
کی تعبیر کا اس قدر جلد ظہور ہو گا۔ رشک پری نے جو سنا کہ غیرت حور بمرض طاعون ظالم کی بے اعتدالی
سے گزر گئی اس صدمہ سے تا بہ سینہ گریبان چاک کیا اور زلف رخسار پر تمام ہوتی سر پریشان کر دی۔
جب گریہ و بکا سے فارغ ہوئی قارون سے کہا آج میں تجھکو اپنی سرگذشت سناتی ہوں
بہ توجہ دل سماعت کر۔ میری جد بزرگوار کا نام فرخ بانو تھا اور اسکا تولد جائے جاہ بہمن کیوقت
عجیب شکل سے وقوع ہوا یعنی جس وقت پیدا ہوئی نصف پیشانی اور ایک طرف کا کر یک نصف
بدن سر سے پا تک عدل بے تفاوت سپید و براق اور نصف مثل آبنوس سیاہ مطلق تھا
فرخ بانو نے ابوالطاہر کو بلایا جو اس شہر میں منجم و ستارہ شناس کامل تھا اُسنے کہا یہ دختر برج
جنت کے طالع میں پیدا ہوئی ہے جسکو ذوجسدین یعنی صاحب دو پیکر کہتے ہیں مگر کیا اس
دختر کے والدین کے تولد کے وقت برج جوزا انکو اپنے مرکز پر قوت تمام تھی اسی سبب سے
یہ ایسی ہیئت پیدا ہوئی ہے اسکی پانچ پشت تک نسلاً بعد نسلٍ یہی اثر باقی رہے گا اور ہر
بچہ اس دختر کی اولاد خاص میں پیدا ہوگا بلا تفاوت اسکی یہی ہیئت ہوگی جب پشت ششم کی
نوبت آئے گی حسب قاعدہ دو دختریں حسین و صاحب جمال پیدا ہونگی کیونکہ ان دختروں کے

ضمیمہ اخبار نمبر ۔ مطبوعہ ۱۴ دسمبر

تو یہ کوکب مشتری کے حمل میں واقع ہو گا چونکہ فلک مشتری سے تا افلاک عطارد پانچ کا بعد ہے بنابران تمہارے ان پانچ پشت تک یہ اثر باقی رہیگا لیکن اون دو دختروں کے والدین کو چاہئے کہ جب دو دورے مشتری کے نہ گذریں اور اون دختروں کی عمر چوبیس برس کی نہ ہولے اونکو کتخدا نکریں اگر احیاناً فرط محبت یا طعن وتشنیع خلائق کے باعث اسکے برخلاف عمل کیا پھر یاد رکھو کہ جسوقت شوہر اسکے قریب آئیگا دونوں زن وشوہر مر جائینگے ۔

اے بادشاہ قارون آج تک تمام امور ابوالماہر کے احکام کے مطابق واقع ہوئے ۔ حتے کہ غیرت حور اور رشک عون دونوں مر گئے اب میری اور تیری نوبت ہے میری عمر پندرہ برس کی ہے اگر نو برس تک صبر کرے بقیہ عمر تو اور میں عیش وعشرت سے بسر کرینگے ورنہ مثل غیرت حور میں اور تو ایک دم میں راہی عالم بقا ہونگے ۔ قارون زنگی یہ قصہ سنکر دہشت زدہ مجلس سے باہر آیا اور اوسی وقت سعدون وزیر کو جو منجم و ستارہ شناس بھی تھا بلایا اور رشک پری کی داستان از اول تا آخر بیان کی ۔ سعدون سمجھا کہ اس دختر عاقلہ نے محض اپنے حفظ ناموس کیواسطے یہ عبارت وضعی قارون کے روبرو بیان کی ہے لیکن قارون سے کہا کہ علم احکام زائچہ کی تصدیق تمکو ہوئی ہے پھر نسبتی قدیمہ ۔ نہ کہ ایک منجم کے قول کی تکذیب مجھسے چاہتے ہو ۔ مزید براں غیرت حور اور رشک عون کا نتیجہ تمنے اپنی آنکھ سے دیکھ لیا ہے ۔

سعدون وزیر کی شہادت سے قارون کو رشک پری کے بیان کی کامل تصدیق ہوگئی اور دل میں کہا یہ نو برس آنکھ بند کرنے میں گذر جائینگے کیوں رشک پری کی بد اپنی جان ضائع کروں ادھر رشک پری نے قارون کی مزاج دانی کے واسطے تامتر

کوشش کی مگر نتیجہ کچھ نہ ہوا سوس میں وہ نجیل ہوگئی اُس نے خواجہ بہجت کی قبر پر ایک گنبد رفیع بنوایا اور غیرت حور کی لاش زنبیوں کے گورستان سے منگوا کر دریا کے کنارے ایک میدان وسیع دلنشین میں نشان کرکے مزار بنا دیا اور دو زمین پاک عشاق مقرر کئے کہ رات دن ہمیں عاشقہ صادقہ کی قبر پر توریت و انجیل پڑھتے رہیں ۔ شہناز پری سب ہی دن وہیں پر سے بہی آتی تہی اور مسعودی عمر و تنہائی کو گوارا کرتی تہی ۔

شاہزادہ خورشید تاج بخش کا جشن سال پانزدہم اور متواتر خواب میں دیکھنا ایک نازنین مجہول الاحوال کا

جب شاہزادہ خورشید تاج بخش کا سن شریف سال چہاردہم کو پہونچا اور دنیا کے دیگر نیرنگوں کے ساتھ عشق و محبت کی لذت سے بہی قدرے قلیل آگاہ ہوا ایک دن اک بیک غیرت حور اور رشک پری کا تہیان آیا سخن فہم کنیز داروغہ کتب خانہ اوس وقت حاضر تہی ۔ شاہزادہ نے پوچہا غیرت حور میرے پاؤں پر سر رکہ کر کیوں روتی تہی اور اُس کے بعد دونوں بہنیں کہاں غائب ہوگئیں سخن فہم نے بعد بڑا گردانی عرض کیا دونوں کنیزیں یقیناً حضور کی عاشقی کا دم بہرتی تہیں جب مینے دیکہا کہ وہ مست ہوکر جرأت میں گستاخ ہوتی جاتی ہیں مینے ان کو رخصت کرادیا مجہے خوب یاد ہے کہ غیرت حور بوقت رخصت اس شعر کا تکرار کرتی تہی ۔

بہ بین داغ سبز کہ مرا سوختہ است آنکہ داغش بدل از غم ہو پنہان کردم

شاہزادہ خوب ہنسا اور فرمایا سخن فہم تو سمجہی کہ غیرت حور بجائے خود مجہے لفریبی کی ہے اور بدو بانہی ہے لیکن مجہے کیوں کسی سے عشق ہونے لگا جبکہ تبسم نا شنا

حاصل ہے اور طبیعت مطالعۂ کتب اور فنونِ مبارزت کی طرف کم رغبت رکھتی ہے۔
شاہزادے کا یہ قول بالکل صحیح تھا مگر از بسکہ درگاہِ کبریا میں غرور و کبر پسند نہیں
ہے نیز غیرتِ حور عاشقۂ صادقہ کا تیر دعا ہدفِ اجابت پر نہایت ٹھیک بیٹھ چکا تھا عین پندرہویں
سال کے آغاز پر کہ ہنوز جشنِ سالگرہ کے جلسے اور داد و دہش بند نہوئی تھی ایک نازنین
غارتگر دین و خود داری کو بوقتِ شب عالمِ رویا میں دیکھا اور بے قرار ہوگیا۔
عالمِ واقعہ میں ایک صحرا سبز و خرم رشکِ نزہتِ بہار کا دیکھا کہ

زیک سو شاخِ ریحان بر دمیدہ — ز دیگر سو درختان سر کشیدہ
بپائے سرو سنبل در فتادہ — بنفشہ پیشِ سوسن سر نہادہ

شاہزادہ بلباسِ سبز ایک توسنِ خوش خرام پر سوار اس مرغزارِ رشکِ جنت
کا تماشا دیکھتا تھا ناگاہ ایک ہرنِ خوشرنگ و خوش جمال روبرو سے گزرا۔ شاہزادے
کو اس آہو کی رنگینی خط و خال سے حیرت ہوئی۔ در کمند حلقہ در حلقہ مثلِ جعدِ معشوقان
فتراک سے کھولی اور اس عزم سے اسکی طرف متوجہ ہوا کہ زندہ گرفتار کیجیے۔ آہو نے
رم کیا و آتش کی مانند تا بہ بیابان روانہ ہوا۔ شاہزادے نے بھی مرکبِ برق رفتار
کو جنبش دیا ہرن دوڑاں خیزاں ایک باغ کے دروازے پر پہونچا اور جست زدہ
باغ میں داخل ہوگیا شاہزادہ بھی باغ میں در آیا۔ باغ اس صحرا سے بھی بکیفیت
تر تھا۔ ؎

زہر سو نرگسِ سرمست و لالہ — بدستِ خود چو مستان پیالہ
شقائق بر لبِ کشتِ عطشان — ز شبنم کردہ داغستان کا ندمان
بنفشہ گشتہ با سنبل ہم آغوش — ز عشقِ زلفِ خوباں حلقہ در گوش

بسان نوعروسان نرگس تر — منور و چشم پست از ظرف چادر

ہرن تو باوجود جستجو کے پھر نظر نہ آیا لیکن وسط باغ میں ایک دریاچہ دیکھا۔ دریاچہ میں ایک برج مدور مرتفع اس شکل کا بنا ہوا تھا کہ گویا آب دریا منجمد ہو کر بصورت برج ہو گیا ہے۔ اس برج میں ایک تخت عاج نگار بچھا تھا اور اس پر ایک نازنین زہرہ جبین حور پیکر خورشید منظر سیزدہ سالہ سپید پوش سر سے پانؤں تک پور الماس نگار پہنے ہوئے بہزار تمکین و وقار جلوہ فرما تھی۔ حالانکہ وہ گنبد خود مجلی و مشعشع تھا مگر اس ناہید سپہر حسن رخسار پر انوار کے پرتو سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ آفتاب جہانتاب برج شرف میں داخل ہے۔

جمالے دیدہ از حد بشر دور — ندیدہ از پری نشنیدہ از حور
دو شکر از عقیق آب دادہ — دو گیسو چون کمند تاب دادہ
بہ نفس مبتلا آشفتہ حالاں — بہ چشمش منفعل مشکین غزالاں
لبش یاقوت را بنشاند در خون — دہانش حقہ از در مکنون
ز اوج ماہ برتر پایۂ او — ندیدہ دیدۂ خود سایۂ او

زیادہ تر حیرت و استعجاب کی یہ بات تھی کہ باوجود بعد مسافت خط و خال و چین جبین اور حرکت چشم و ابرو تک صاف ہویدا تھی۔ شاہزادہ دیر تک مثل آئینہ اسکی طرف یکساں نگراں رہا کہ کسی وقت آنکھہ بلند کرے اور نظر التفات دیکھے گر اُس کان شرم و معدن حیا نے نگاہ بلند نہ کی۔

شاہزادے کو اُس نازنین غارت گر صبر و شکیب کا طرح طرح نہ سمجھی بسمہ ذانی کہ فریفتگی کی نوبت پہونچی آخر اُس کے حسن عالم آرا اور جمال جہاں سوز کے مشاہدہ کی

تاب نہ لاسکا اور اُسی عالم خواب میں بیہوش ہوگیا۔ جب چند ساعت کے بعد آنکھ کھلی اپنے کو بستر خواب پر موجود پایا اور وہ سامان ہوش ربا در تماشائے حیرت افزا نظر ناپیدا تھا۔ شاہزادے نے بہت غور کی اور دل میں کہا یا خدایا اس کو خواب و خیال سمجھوں یا امر واقعہ۔ اس سامان خوش سے ثابت ہوتا ہے کہ غیرت حور جنت خواجہ ابراہیم کی دعائے بد میرے حق میں بہت جلد مستجاب ہوئی۔

چالیس روز شاہزادے کے اس طرح گذرے کہ جس وقت مطالعہ و سیر و شکار سے فارغ ہوتا تھا۔ نازنین صاحب خواب کا خیال دل پر محیط ہوجاتا تھا۔ شب چہل و یکم پھر اُسی صحرائے با فضا میں بحالت خواب پہونچا اور وہی آہوئے نادر الحال روبرو آیا۔ اس دفعہ اُس حیوان شوخ چشم نے نگاہ کر اشارتاً کہا کہ میرے ساتھ چل۔ شاہزادہ بشوق تمام اُسکے ساتھ ہولیا اور اسی باغ میں داخل ہوکر اُسی دریاچہ کے کنارے پر پہونچا۔ آج اُس گنبد آبی کو جو بعینہ گنبد بلوری کی صورت تھا نوبت اول سے نزدیک تر دیکھا اور بدستور اُس ماہ کامل افق خوبی کو اُسی لباس و زیور الماس نگار سے آراستہ تخت الماسی پر متمکن پایا مگر چہرہ دلکشا دوسری طرف تھا شاہزادے نے ایک حالت شوق و اضطراب میں مارے کا نعرہ مارا اور باواز بلند یہ بیات پڑھے

بدا حوالم نظر فرما کہ چون ست   دلم از دست عشقت پر ز خون ست

ندانم کیستی از بہر خدا ئی   چنین نامہربان با من چرائی

اُس تیغ بازہوش کا رنے شب تشکر پا سے کچھ جواب نہ دیا۔ البتہ یک نگاہ لطف آمیز و تبسم زیر لب سے منہ پھیر کر دیکھا وہ نگاہ نہ تھی گویا ایک خدنگ جگر دوز تھا کہ دل و جگر کو مجروح کرتا ہوا پشت سے صاف گذر گیا۔ شاہزادے کو اُسی طرح بیہوشی طاری ہوئی

جس وقت آنکھ کھلی اپنے کو بستر گل پر نہ پایا اور بے اختیار آنکھ سے
اشک حسرت جاری تھے شاہزادے نے دل میں کہا خدا جانے یہ کیا اسرار ہے
اور کس طرح کا خواب ہے کہ وہ بہار کی سامان موحش نظر آیا۔ اب شاہزادے کو نیند
خواب ترک ہوا اور اوقات منضبطہ میں فتور کامل آیا اور ظاہر اسکا چرچا ہوا۔ بادشاہ
روشن ضمیر وزیر و ارسطو طبیب سے فرمایا۔ تم نے بھی خورشید کو دیکھا کس خیال
میں روز و شب آلودہ رہتا ہے طبیب نے کہا چند علامات سے ثابت ہوتا ہے کہ
شاہزادے کی طبیعت کا کسی طرف میلان ہے مگر یہ معلوم نہیں کہ وہ مطلوب و مرغوب
دل کون ہے۔ بادشاہ نے خلوت میں شاہزادے کو بلایا اور بدلا سا حال پوچھا۔
مگر شاہزادے نے مہر و محبت سے مطلق ناآشنائی ظاہر کی بلکہ عالم اسباب نے جس
کنیز اور خواص کو حسین دیکھا نوبت بنوبت شاہزادے کے پاس بھیجی۔ مگر اس عاشق
صادق نے کسی عورت کو بنظر خریداری نہ دیکھا۔

جب خواب اول کو چند روز کم نو مہینے اور خواب دوم کو سات مہینے کا عرصہ گذرا
شاہزادے نے بدستور عالم واقعہ میں وہی سحر سے پہاڑ پر آہوان تتار دیکھا
اور وہی ہرن رہبر طریق ہوا پہونچایا اور بدستور شہزادے سے کہا کہ میرے ہمراہ چل
اس دفعہ اسکی پشت پر ایک طرح کی مرواریدوں کی جڑی ہوئی تھی اور خلخال دست طلائی
دست و پا میں تھیں۔ شاہزادے نے بہ رغبت تمام آرزو اس حیوان صحرائی سے گھوڑا
چھوڑا اور اسکے تعاقب میں ہو لیا۔ وہ حیوان نشان سمت شاہزادے کو کشتی تک
میں لایا اور اس دفعہ خلاف دستور غائب ہوا جب شاہزادہ دریا سے کنارے
پر پہونچا اسپ کو ایک درخت سے باندھ دیا ہرن نے اول شاہزادے کو

غور سے دیکھا بعد ازاں سشدر و تشویش کی مانند ایک جست کی اور دریا میں داخل ہو گیا
شاہزادے نے دیکھا کہ ہرن سطح دریا کو بایں سبک خرامی طے کرتا ہے کہ سُم پا
تک تر نہیں ہوتا۔ جب ہرن وسط دریا میں پہونچا اُسنے شاہزادے کو اشارے سے
بلا لیا۔ شاہزادہ چونکہ حال و استقبال سے غافل تھا اُس نے ثبات سے بھی
بے تکلف دریاچہ میں داخل ہوا اُس وقت معلوم ہوا کہ جس کو دریا سمجھا تھا وہ زمین ہے
صاف و شفاف گویا بلور کی سطح ہے اور کنارہ پر سے پانی محسوس ہوتا تھا۔ اس مشاہدے
کمال حیران ہوا اور شاداں و فرحاں اُس گنبد بلور کے قریب پہونچا وہ حور وش بدستور تخت
الماس نگار پر خاموش و سر نگوں رونق افروز تھی۔ شاہزادے نے چاہا کہ گنبد میں داخل
ہو اور محبوبہ کے پہلو میں بیٹھے لیکن گنبد کا دروازہ کسی طرف نظر نہ آیا۔ ناگزیر اُس آفت
جہان اور غارت گر جان کے روبرو آیا اور بزبان عجز و نیاز کہا اے سرخیل خوبانِ
زماں و اے آرام جان عاشقان الحمد للہ تلاش دروازہ میں تیرے تصدق ہوا۔ مگر
افسوس کہ بخت ناسازگاری کی بدولت دولت قدمبوسی سے محروم رہا۔ خدا را بتلا کہ میں کس طرح
تیرے قدموں میں پہونچوں۔ اُس عالی دماغ نے ایک نگاہ غضب سے دیکھا لیکن بجز
لب تبسم زیر کچھ جواب نہ دیا شاہزادے نے فرمایا اے ماہ جہان آرا والہ یہ
وہی مثل ہوئی۔

گفتم چہ گونہ مار کشتی و زندہ کردی   کرد از غضب نگاہے زد و بر در تبسم

للہ اپنے وصال حقیقی کا کوئی طریق مجھے بتلا۔ اُس خورشید جمال نے بانداز تمام و غرور
مالا کلام یہ جواب دیا۔ اے جوان ناتجربہ کار تو نے یہ نہیں سنا۔ کل امر مرھون
باوقاتھا۔

تا در نرسد وعدۂ ہر کار کہ ہست   سودے نکند یاری ہر یار کہ ہست

تا ابر بہار رنگین گستر نشود   پر گل نشود دامن ہر خار کہ ہست

شاہزادے نے فرمایا کہ یہ سچ مگر مشکل یہ بات ہے کہ میں تیرے اسم گرامی سے واقف نہیں اور نہ شہر و دیار سے آگاہ۔ ملکہ تخت نشین نے کہا یہ عذر بیہودہ مردان بوالہوس و خام مزاج کا ہے دگر نہ جو بندہ پابندۂ شہود ہے یہ جواب اس حور لقا نے ناز محبوبانہ اور انداز معشوقانہ سے دیا کہ جو نیم جان شاہزادے کے جسم ناتوان میں باقی تھی وہ بھی جاتی رہی دربار دگر گفت و شنید کی جرأت نہ ہوئی بار خرق عادت کے موافق بیہوش ہوگیا۔

جب آنکھ کھلی اپنے کو بستر خواب پر دیکھا نہ دریا نہ گنبد نہ ملکہ۔ اس دفعہ جوش وحشت سے ہائے صد ہائے بلند ہوئے کی کہ تمام محل میں آواز پہنچی جملہ خواتین محل مع ملکہ ماہ سیما بے سر و پا شاہزادے کی خوابگاہ میں آئیں انہوں نے شاہزادے کو عجب حال بد میں مبتلا دیکھا۔ طائر عقل و ہوش نے قفس دماغ سے پرواز کی تھی۔ اور آنسو مثل سلک گوہر متواتر آنکھ سے جاری تھے ملکہ ماہ سیما زار زار روئی اور کہا اے نور چشم خدا کے واسطے اپنے راز دل اور سوز دروں سے ہمیں آگاہ کر شاہزادے نے بجز اسکے کچھ جواب نہ دیا۔ کل امر ہمون باوقاتہا۔ بادشاہ بھی شاہزادے کی ناساز طبیعت کا حال سنکر مضطرب الحال وہاں آیا اور بہت کچھ منت کی مگر شاہزادے سے اسکے سوا کچھ نہ سنا۔

بہر کارے کہ ہمت بستہ گردد   اگر خارے بود گلدستہ گردد

قصہ کوتاہ طبیب آئے عاملوں نے تعویذ کئے مگر شاہزادہ نہ سنبھلا۔ جب

تین روز بے آب و دانہ گذر گئے بادشاہ اور ملکہ نہایت مایوس ہوئے اور شہر سواد اعظم ماتمکدہ بنگیا۔

احوال حکیم اسقلینوس الٰہی اور صحبت پانا شاہزادہ خورشید تاج بخش کا اور روانہ ہونا تلاش جان باین

حکیم اسقلینوس الٰہی شاہزادہ خورشید تاج بخش و شاہزادہ بدر منیر کے طالع کے زائچے سقوط نطفہ سے لیکر جو سیف الدولہ بہرام شاہ سے رخصت ہوئے تو زیچ بطلیموسی کی تجربہ و تکمیل کی غرض سے اول جانب مغرب تشریف لیگئے اور پھر سمت مشرق سیاحت اختیار کی۔ بر و بحر کا تماشا دیکھتے ہوئے اور ہیئت و جغرافیہ کے متعلق حالات ضروری جمع کرتے ہوئے دو سال کے بعد شہر ختا میں پہونچے۔ اس زمانہ میں ایک بادشاہ عالی جاہ ملک اوزنگ خاں فولاد کر سوار و پیادہ کی جمعیت سے ملک ختا کا فرمانروا تھا اسکی بارگاہ میں یونان کا ایک حکیم قرطاس ذوفنون ایک منصب بزرگ پر ممتاز تھا اور وہ ایک رشتہ بعید سے حکیم اسقلینوس الٰہی سے قرابت رکھتا تھا۔ حکیم بزرگ قرطاس کے مہمان ہوئے حکیم قرطاس نے جو حکیم صاحب سے اثنائے گفتگو میں لوح نیرین کے اثر اور شاہزادہ خورشید و بدر منیر کے سقوط نطفہ کا حال سنا نہایت ادب سے التماس کی کہ ملک اوزنگ خاں کے حال پر بھی کرم فرمائیں کہ وہ بھی باوجود اس جاہ و حشم کے دختر و پسر نہیں رکھتا حکیم بزرگ نے قرطاس کی التماس کو مشاغل ضروریہ کی بنا پر منظور نہ کیا قرطاس نے ملک اوزنگ خاں کو حکیم صاحب کی رونق افزوری اور انکے کمالات صوری و معنوی سے مطلع کیا۔ اوزنگ خاں کہ آرزوے اولاد میں دیوانہ ہو رہا تھا بلا توقف قرطاس کے مکان پر

تشریف لایا اور حکیم بزرگ کی خدمت میں مشرف ہوکر اس ہور دست بدستہ دیا کہ حکیم صاحب محجوب ہوئے اور فرمایا - چالیس روز کے بعد برج حوت میں قران السعدین ہونے والا ہے میں تمہارے واسطے بھی بہ مشقت ایک لوح بناؤنگا - دیکھو کہ منظور الٰہی کیا ہے بادشاہ حکیم صاحب کا مشکور ہوا

حکیم اقلیموس الٰہی نے جسطرح لوح نیرین بہرام شاہ کے واسطے بنائی تھی اسی طرح علم ہندسہ اور علم نجوم سے لوح قران السعدین بادشاہ ختا کیواسطے بنائی اور وہی مراتب ملک اورنگ خاں کو سمجھائے ملک اورنگ خاں کی خاتون اول کا نام ملکہ مہر افروز تھا وہ حسین بھی تھی اور مغفور منظور نظر بھی - ملک اورنگ خاں نے شب معینہ ملکہ مہر افروز کے محل میں آرام فرمایا - ملک اورنگ خاں نے لوح کو ملکہ کے سینہ بے کینہ پر رکھا اور لوح پر نظر جماکر اس اسم جلیل کا ورد شروع کیا جو حکیم بزرگ نے بتایا تھا ہنوز اسم ختم نہ ہوا تھا کہ بادشاہ اور ملکہ کے حواس ظاہری پر ایک حالت بیخودی طاری ہوئی اور بے اختیار آنکھیں بند ہوگئیں - عالم واقعہ میں کیا دیکھتے ہیں کہ سپہر برین پر سعد اکبر اور سعد اصغر کا قران ہوا اور ایک لمحے کے بعد زہرہ نے مشتری سے مفارقت کی اور اوج فلک سے کرۂ زمین کی طرف نزول کیا ناگاہ وہ کوکب منور پشت کی طرف سے بادشاہ کے گریبان میں داخل ہوا اور طرفۃ العین میں ملکہ مہر افروز کے دامن کے نیچے سے نکل کر افق آسمان پر پہونچا - اسی وقت نیر اعظم یعنی آفتاب بھی مشرق سے طالع ہوا اور آفتاب و زہرہ کا وصال ہوگیا -

وقت صباح اورنگ خاں بعد غسل و تبدیل لباس حکیم بزرگ کے پاس آیا اور واقعہ شب بیان کیا حکیم صاحب نے فرمایا اے بادشاہ ختا مبارک ہو تیرے خاندان ذی شان میں دختر کی اولاد سے سلطنت کو رونق ہوگی - انشاءاللہ تعالیٰ بعد گذرنے ایام حمل کے ملکہ مہر افروز کے بطن سے ایک دختر پیدا ہوگی جسکے حسن و جمال اور عفت

عصمت کی دنیا میں نظیر دیں گے اور زیادہ تر خوشی و مسرت کی یہ بات ہے کہ وہ گوہر تاباں ایک ایسے شاہزادہ خورشید جمال فلک مرتبت سے پیوند ہوگی جسکو خلائق عالم صاحبقران اعظم خطاب دیگی بادشاہ نے جو یہ روائت مسرت بخش سُنی دست بستہ کہا اے عقدہ کشا بخدا کہ میں اُسکی خدمت زنگیں اختر کو ہزار پسران رشید سے افضل و اعلیٰ سمجھوں گا۔

حکیم صاحب ختا سے چین میں اور چین سے ماچین میں اور وہاں سے ہندوستان میں آئے اور ہندوستان سے فرنگستان کا رُخ کیا اور قبل اسکے کہ مدینۃ الحکماء کا عزم کریں اُس دلی تعلق کی وجہ سے جو بہرام شاہ سے بوجہ اسکے خدا پرست ہونے کے پیدا ہوگیا تہا ٹہیک اُس وقت سواد اعظم میں تشریف لیگئے کہ شاہزادہ خورشید کیطرف سے بادشاہ کو نا امیدی ہوگئی تہی حکیم صاحب نے شہر کو ماتمکدہ دیکھکر معلوم کیا کہ خورشید کسی حال میں گرفتار ہے بہ قدم استعجال دیوان عام کے دروازے پر رونق افروز ہوئے بہرام شاہ برہنہ پا باختہ آیا اور حکیم صاحب کو محلسرا میں لیگیا حکیم اسقلینوس الٰہی نے شہزادے کو عجب حال بد میں مبتلا پایا اور بہرام شاہ سے کہا تم عجیب بے پروا ہو کہ باوجود اس تکلیف کے وہ الواح جو میں دے گیا تہا اس دلریش عشق کے گردن و بازو میں نہ باندہیں بادشاہ نے عذر کیا اور اون تختیوں کو حکیم صاحب نے بدست خود دو لوحیں شاہزادہ کے دونو بازو پر باندہیں اور تیسری کو گلاب کے شیشہ میں غوطہ دیا اور وہ گلاب شاہزادہ کے حلق میں ٹپکایا شاہزادہ نے بمجرد اسکے آنکہیں کہولدیں۔

حکیم صاحب نے لوح سوئم کو شاہزادے کی گردن میں ڈالا اور بہ تفقت تو بہ جہاں تہہ اسے سے جو سنا کہ اس بندگی کی توجہ سے اسکے تولد ہوا تہا تینوں

خوابوں کا احوال سب علم و کاست بیان کیا اور دست بستہ عرض کیا کہ ازراہ کرم نازنین صاحب خواب نے نام و نشان سے مطلع فرمائیں۔ حکیم صاحب نے فرمایا۔ ایسے سوالات لاطائل سے مجھے معاف رکھو اور حسب اشارہ نازنین سطور توکل بر خدا آوارہ عالم ہو۔ اگر مزاج کو مستقل اور در مندوں کے راستہ کا پوشیدہ رکھا تو منزل مقصود پر پہونچ جاؤ گے اور لوس عاجبقران بجاؤ گے یہ فرما کر حکیم صاحب رخصت ہوئی۔

شاہزادے کو پھر اب چین نہ آیا اور سفر کی تیاری کی۔ بادشاہ نے لشکر و فوج اور بعد اسکے اپنے دونوں پسران رشید کو ہمراہی کے لئے پیش کیا مگر شاہزادے نے منظور نفرمایا البتہ مشتری ستارہ طلعت اور شاہزادہ اسمٰعیل الملک اور صاقو فرخ زادہ جرأۃ مجبوراً ہمراہ ہو لئے اور شاہزادہ خورشید نے بوجہ محبت مفرط انکی جرات سے اغماض کیا۔

ہر چند کہ شاہ و ملکہ کو بموجب ارشاد سفینوس الہی کے حق الیقین کا مرتبہ حاصل تھا کہ دونو نور بصر کامیاب و کامران واپس آئیں گے مگر دل کب مانتا تھا۔ فرزند مہین کی روانگی نے فرزند کہیں کی جدائی کا داغ تازہ کر دیا۔ بادشاہ کہ مرد تھا اور بہ بنائی آزمودہ پھر بھی کم و بیش صبر و شکر پر مائل تھا مگر ملکہ عالم ناشکیبا نے اس طرح از خود رفتہ ہو کر ماتم کیا کہ گویا دو لخت دو فرزندوں کے غم جدائی یا سینہ زنی ہو گئی کے لئے بنے تھے

دربار پر علاوہ بہرام شاہ اور امرائے وفادار کے رعایائے اطاعت کیش کا وہ ہجوم ہوا کہ بیشمار دانشمار کی جگہ کنارہ آدم زار ہو گیا ایک ایک شخص روکنے کیواسطے زنجیر وسلاسل کا حکم رکھتا تھا مگر جوش دیوانگی نے تمام علائق کو توڑا اور شاہزادہ خورشید تاج بخش مع رفقائے

شلمشہ کے ین پانزدہ سالگی میں مع بہ شمس و پنج کشتی میں سوار ہوگیا اور تمام بادبان کشتی کے کہولدیئے۔ شہزادے کی کشتی چار رات دن تو ہوا سے ایک رخ پر ایک صورت سے چلی گئی۔ روز پنجم اس طرح کا طوفان باد تند و ابر تیرہ و تار متصاعد ہوا کہ تمام دریا کو متلاطم کردیا اور اس طوفان بادمیں کشتی مثل تیر خدنگ ایک طرف روانہ ہوئی اور چند فرسنگ کے بعد ایک کوہ سے ایسی ضرب کہائی کہ تمام اجزائے کشتی جدا ہوگئے اور چند تختہ ہائے شکستہ پر شاہزادہ دل دادہ اور مشتری اور راکمیل الملک اور فرخ زاد جدا جدا بہ نکلے۔

احوال بندہ برگزیدہ وادجہ صاحبقران اکبر شاہزادہ معزالدین ابوشکیم۔

راوی کہتا ہے کہ حکیم اخشیجان نے سات شب متواتر صاحبقران اعظم کا قصہ سنایا۔ جب شب ہفتم ختم ہوئی اور صاحبقران اکبر نے واسطے نماز اور آرام کے اختتام مجلس کا حکم دیا سمعراج اژدر درجہان پہلوان نے ایک جام لبریز شراب ہاتھ میں لیا اور جملہ اہل مجلس کی طرف مخاطب ہوکر کہا اے حاضرین جشن عالی یہہ جام شراب اُس صاحبقران اعظم عاشق صادق کے نام نامی کا پیتا ہوں جسنے تن واحد بے سروسامان راہ عشق میں قدم رکہا بعد ازاں آگاہ کرتا ہوں کہ آج آرام کرکے روز فردا شدید الشداد سے میدان مصاف میں حرب وضرب کرونگا۔

اسکے بعد مجلس برخاست ہوئی اور صاحبقران اکبر بعد ادائے نماز بارگاہ میں داخل ہوا اور تخت استراحت پر آرام فرمایا شام کے وقت اشبوط دیلمی کے لشکر میں طبل جنگ بجا۔ صاحبقران اکبر نے بھی کوس رعد آواز کے بجانے کا حکم دیا۔

علی الصباح جملہ لشکر میدان مصاف میں صف آرا ہوئے اور اشبوط کے لشکر سے سمعاج اژدر درایک مرکب فیل پیکر پر سوار بہ کر و فر تمام جنگ گاہ میں آیا۔ لشکر اسلام سے شدید الشداد حسب وعدہ اسکے مقابلہ میں گیا اور کہا بہ گردیم۔ سمعاج نے کہا اے پہلوان اگر تو مجھسے فن کشتی یا ہنر سپاہ گری میں مغلوب ہوا پھر بے عذر تجھے دین خداوند دیلم کا اختیار کرنا پڑیگا۔ شدید نے کہا اگر برعکس میں تجھپر غالب آیا سمعاج نے کہا ایسی حال میں بھی سمجھنا چاہئے۔ اس عہد و قرار کے بعد۔

ہر دو در ابرواں خم افگندند نیزہ در نیزہ ہم افگندند

چند ساعت میں ان نامداروں کے نیزے مثل خلال ہوگئے نیزوں کو خاک معرکہ پر پھینک دیا اور شمشیر ہائے آبدار غلاف سے نکال کر ایک نے دوسرے کے ترک دتارک اور خود مغفر پر لگائی مگر دونوں نے اس طرح بالمقابل ضرب شمشیر فولادی پر دفع کی کہ دونوں محفوظ رہے جس وقت شمشیر تیغ آرہ ہوگئیں تو انہیں غلاف کیا اور عمود بازی شروع کی جب اس میں بھی مساوی رہے زورآزمائی میں سرگرم ہوئے۔

تین شبانہ روز برابر ان پہلوانوں نے اسقدر گاؤزوری کی کہ اہل معرکہ انکے جمشید نے ضرغام منکوس سے کہا ہر چند میں ایک کو تو نہ ہوں گر ستہ میں شدید الشداد اور سمعاج دونوں کو کہا یہ مغلوب کرنا اپنی طاقت سے خارج سمجھتا ہوں

اور ایک صورت میں کہ تو مجکو سحر سے مدد دے ضمار منکوس نے کہا اگر تیری بہی یہی خواہش ہے دیر نکر جمشید زرحزہ خوانان ان پہلوانوں کے قریب آیا اور کہا۔ الحق تم دونو اپنے وقت کے رستم و اسفندیار ہو لیکن اب ہماری خوشی ہے کہ جنگ سے دست بردار ہو ورنہ بہ زور بازوے صاحبقرانی جدا کردونگا شدید اور سمعاج اسوقت کشتی میں ایسے محو تہے کہ انہوں نے یہ بہی نہ جانا کہ کون آیا ہے۔

ادہر یعقوب نے ضمار منکوس کی حالت پر ایک نگاہ غائر ڈالی اور اسکی وضع سے دریافت کر گیا کہ سحر خوانی پر مائل ہے اور سمجہا کہ جمشید کی جسارت بے وجہ نہیں ہے بے درنگ ضمار منکوس کے پاس آیا اور کہا اے جناب طبعی اس وقت کس خیال میں ہو لیا تارک بن تمیم یاد آیا ہے میں اوسکو حاضر کروں اس سے گفتگاری کا عوض لو ضمار منکوس نے یعقوب کی جانب سے مونہہ پہیر لیا یعقوب جست زدہ اسکے روبرو آیا اور کہا کیا اسوقت ناہید چنگی کے فراق نے ستایا ہے لیکن وہ تو آخر جمشید سے مالوف ہو گئی تہی ضمار منکوس نے اس طرف سے بہی مونہہ پہیر لیا یعقوب بہی اسی طرف آگیا اور کہا اے لعنت ماب کیا طلسم سبع سباع کی ذلت و خواری یاد آئی ہے فی الجملہ یعقوب نے اس مردود کو اسقدر عاجز و حیران کیا کہ اوسکے سحر میں غلطی واقع ہوئی یہاں جمشید نے شدید اور سمعاج کے کمر بندوں میں ہاتھ ڈال کر اس قدر زور کیا کہ تمام بدن سے دہواں نکل گیا مگر ان پہلوانوں کو زمین سے بلند نہ کر سکا ناگاہ جمشید کی مقعد سے ہنگام زور اس آواز بلند سے ریح صادر ہوئی کہ تمام حاضرین معرکہ نے بخوبی سنی اور ہنسی کی شدت سے میدان گونج گیا۔ جمشید نادم و منفعل میدان جنگ سے بہاگا۔ اس وقت

بمعجوب ہی باز پستان میں اٹہہ در برو ستے چلا آیا حبشیہ سے سینہ سنگدہ کو تپید سے کہ
اور سینے مذمار بناگوش کو ستو رگفتاری کی کہ وہ بے دم ہوگیا ضمار نشکوہ سے پاس سنے
اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ میری خیمہ خاص میں آگ لگا دو اب ایسے ناحق شناس کے
پاس رہنے کو جی نہیں چاہتا نجاشی اور بے دین مستقطی درمیان آئے اور زال
اُستاد و شاگرد میں صلح کرائی۔

شدید الشداد اور سمعاج اژدر کو بہی شدت خندہ سے تاب نہ رہی۔ چار
ساعت مستقیمہ آرام لیا اور پہر جنگ دست بازو میں مشغول ہوئے اس مرتبہ ایک
روز و شب کی کشش و کوشش کے بعد شدید الشداد نے بزور سینہ و بازو
سمعاج کو سر سے ملبند کرلیا اور دست و بالستہ صاحبقران اکبر کی خدمت میں
حاضر کیا صاحبقران اکبر نے سمعاج کے بند کہلوا دئے اور شدید سے کہا
آج شب تم اس پہلوان نامدار کو اپنے ہاں مہمان رکہو کل دربار میں ہمارے
حضور میں لانا شدید الشداد سمعاج اژدر کو نہایت تعظیم و تکریم سے اپنے
خیمہ میں لے گیا اور کمال تکلف سے دعوت کی اثنائے صحبت میں چند مرتبہ شدید الشداد
نے اسلام کے فضائل بیان کئے سمعاج نے بتوجہ سنا مگر کچھ جواب نہ دیا۔

دوسرے دن شدید نے سمعاج کو دربار میں حاضر کیا صاحبقران
اکبر نے سمعاج کو شدید الشداد کے زیر دست کرسی عنائت فرمائی اور
پوچہا کہ تجکو خدا کی توحید اور اسلام کے قبول کرنے میں کیا عذر ہے سمعاج نے
بدو دست ادب عرض کیا جو کچہہ مینے سمجہا تہا بخوبی سمجہہ لیا ہے مگر میرا مشرف
بہ اسلام ہونا ایک شرط سے مشروط ہے اور وہ یہ ہے

کہ میں اولاد صلبی سے محروم ہوں میرے دشمنخوار و غمخوار اور اُنکی بہن منورہ بانو کو بجائے فرزند پرورش کیا تھا وہ دو نو تو امیرزادہ امیر محمد ابو منصور سیف الدین کے ہاتھ سے قتل ہوئے اُس وقت سے میری تمام خوشی منورہ بانو سے وابستہ تھی مگر وہ نامراد ایک ایسے مرض صعب میں گرفتار ہو گئی ہے کہ آرام وعیش دنیا اُسکو تلخ ہو گیا ہے۔ ایک شب منورہ بانو بے خبر بام خانہ پر سوتی تھی کہ اُسکا نصف بدن طول میں بالکل سیاہ مطلق ہو گیا۔ اور اُسی نصف حصہ میں حس و حرکت باقی نہ رہی میں نے اطبائے نامی گرامی کو علاج کیلئے بلایا اُنہوں نے بالاتفاق کہا کہ یہ مرض باقسام فالج میں سے معلوم ہوتا ہے مگر کسی مفلوج کے عضائے ماؤف کو اس طرح سیاہ مطلق تغیر دیکھا نہ سنا۔ صد ہا بلکہ ہزاروں علاج کئے مگر افاقہ نہوا لہذا التماس ہے کہ بندگان عالی اس دختر کے علاج کی کوئی سبیل فرماویں۔ بندہ اُسوقت بے عذر اسلام قبول کریگا۔ باقی رہی ملازمت و اطاعت سو مجھے کسی ملازم سے اخلاص میں کم نہ سمجھیں۔ یہ گفتگو ختم کر کے سمعان نے دو تصویریں منورہ بانو کی پیش کیں جنمیں سے ایک زمانہ صحت کی تھی اور دوسری بحالت مرض کھینچی گئی تھی سدیدالشداد منورہ بانو کی صورت زیبا پر بہ دل و جان فریفتہ ہو گیا۔

حضرت صاحبقران اکبر نے حکیم خشیجان اور حکیم ابو المحاسن سے پوچھا کہ حضرات کے نزدیک اس مرض کا سبب اور علاج کیا ہے حکیم خشیجان نے کہا اس مرض کا نام حکمائے فالج نوری اور فالج ظلمی ہی لکھا ہے شاذ و نادر آدمی کو عارض ہوتا ہے مہلک نہیں مگر ناقابل العلاج ہے جزیرہ افریقہ کے ایک جنگل میں ایک جانور پیدا ہوتا ہے

وہ رات دن پانی سے باہر نہیں نکلتا البتہ یک سال کے بعد شب تاریک میں دریا سے نکل کر تمام شب مشرق کی سمت پرواز کرتا ہے اور پھر اپنے مسکن میں چلا آتا ہے ہنگام پرواز جو ذی روح اُس کے سایہ میں آئے گا وہ اس مرض صعب میں مبتلا ہو جائیگا اسکا کسی دوا سے کامل دفعیہ نہیں ہوتا الا درخت علاج کے عرق سے درخت علاج بعینہ درخت کاج کی شکل ہوتا ہے جسم صنوبر سے ہے اور جزیرہ آفاقیہ میں ہوتا ہے ہر سال موسم بہار میں ایک بار علاج کے تنہ میں سے بطور مستی عرق ریزی ہوتی ہے اور اس جزیرہ کا بادشاہ جو آفاق شاہ کہلاتا ہے اُس عرق کو اپنے عرق خانہ میں بحفاظت جمع رکھتا ہے ہر گاہ وہ جانور اسی جزیرہ کے قرب میں ہوتا ہے تابستان میں بیشتر اہل جزیرہ اس مرض سخت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ بادشاہ اُس وقت وہ عرق تقسیم کرتا ہے اگر اس دختر کے بدن پر بھی وہ عرق چالیس دن برابر ملا جائے اور ہر تیسرے روز قدرے عرق آب گرم میں جوش دے کر غسل کرایا جائے پھر شافی حقیقی کے فضل سے امید قوی ہے کہ مرض مذکور کا نشان تک باقی نہ رہے

شدید الشداد کا عشق ستورہ بانو کے حق میں لحظہ بہ لحظہ ترقی کر رہا تھا اُسنے جو یہ قصہ حکیم اخشیجان کی زبان سے سُنا کمال خوش ہوا اور جزیرہ آفاقیہ کے مہم اپنے ذمے لی۔ صاحبقران اکبر نے پچاس ہزار سوار جرار شدید الشداد کے ہمراہ کیا۔

صاحبقران اکبر نے بعد روانگی شدید کے یادری ایڈورڈس کو انعقاد مجلس کا حکم بھیجا اور حسب معمول عصر کے وقت مع امرا و سرداروں کے خیام مرفوعات میں داخل ہوئے۔ جملہ بادشاہ بھی آئے تھے مگر جمشید بہ دیر آیا جسنے اس دن سے

کہ ہر میدان شدید و سمعان جس کے جدا کرنے میں ریح خارج ہوئی تھی ندامت سے دربار تک نہ گیا تھا جس وقت حضار مجلس کی نگاہ جمشید پر پڑی اغلبی و دنیئے سے ایک ایک خندہ ریسا کیا ہے کہ مطرب قوال بھی بہتی سے نہ چوکے الا صاحبقران اکبر کہ اس عالی وقار نے تبسم تک نہ کیا جمشید بے حیا ذرا نادم ہوا اور بہ آواز بلند یہ شعر پڑھ کر

چو باد اندر شکم پیچد فرو ہل　　کہ باد اندر شکم باریست بر دل

اپنی کرسی معینہ پر بیٹھ گیا اس سے خندہ یاران دوبالا ہوا

بعد نماز مغرب حکیم ابوالمحاسن نے شاہنامہ خورشیدی کو غلاف زربافت سے نکالا اور صاحبقران اصغر شاہزادہ بدر منیر کی داستان فرحت نشان شروع کی

صاحبقران اصغر کا عیار آہو شکل کی حرکت سے ملک الطاقیہ میں وارد ہونا اور طاقان بن الطاق شاہ کا چارہ کار کرنا۔

جس وقت شاہزادہ کے دماغ سے دارو بیہوشی کا اثر زائل ہوا کیا دیکھتا ہے کہ نہ وہ لشکر ہے اور نہ وہ صید گاہ ایک بتخانہ وسیع میں موجود ہے طلائے احمر کا نہایت دراز قد بت تخت زرنگار پر نصب ہے اور ایک شاہ صاحب تاج و کلاہ ملول و غمزدہ اس بت کے روبرو کرسی طلائی پر متمکن اور ایک نوجوان خوش صورت بت کے روبرو سجدے دردناک نالہ و انفعال کر رہا ہے بادشاہ نے باعزاز و احترام اپنے پہلو میں ایک دوسری کرسی پر صاحبقران کو بٹھایا اور بعد عذر و معذرت کہا راست بتاؤ دلاور شاہزادہ والا گوہر تم

ملک کا نام الطافیہ ہے اور میرا نام الماق شاہ ہے میں نے وقائع عالی مفصل
سنے ہیں کہ تم نے ممالک غربستان میں داخل ہو کر بہ قوت اقبال سلطان
رکن الدین کو اپنا فریفتہ اور بہ زور بازو صاحبقرانی طلسم خسرو خیطران
کو فتح کیا۔ مگر جوانمردان عالی درجہ اور صاحبقران بلند مرتبہ کا قاعدہ کلیہ ہے کہ
سرومان درماندہ کی حاجت روائی اور مشکلہائے سخت کی عقدہ کشائی کریں میں
بھی ایک مصیبت سخت میں گرفتار ہوں اگر تم میری مشکل آسان کرو تو اسی وقت
مع حشم و خدم جو ستر ہزار سوار جنگ گذار کے قریب ہیں تیری اطاعت
اختیار کرونگا اور بصدق دل مسلمان ہونگا میں نے پہلے سلطان کی خدمت میں
تمہاری طلب میں مراسلہ لکھنا چاہتا تھا لیکن پھر مصلحت وقت یہی سمجھا کہ اپنے
عیار سیم سبک پا کو کہ تاہوگمبی اسکا لقب ہے اس مہم پر متعین کیا اور وہ ہرن
کی شکل میں جلوہ گر ہو کر تجھ کو یہاں تک لے آیا صاحبقران کو الماق شاہ کے طریق
طلب سے سخت ناگواری و خفگی ہوئی لیکن اس خیال سے کہ وہ انفصال مہم پر بہ اہتمام
قبول کرینگے متوجہ ہو کر کہا کہ وہ مصیبت جو آپکو ہے کیا ہے۔

الماق شاہ نے کہا یہ نوجوان نامراد جو بت سے روبروزاری کر رہا ہے
خاقان زرین کمر میرا فرزند دلبند ہے بیشتر اوقات صید و شکار کے شغل
میں رہتا تھا ایک دن ایک درہ کے قریب پہونچا ملازموں نے کہا شاہزادہ عالم
اس درہ کوہ میں ایک شیر ببر رہتا ہے اور اس پر حربہ کارگر نہیں ہوتا۔
بہتر ہے جلد گریز فرمایئے شاہزادہ نے ایک نہ سنی اور بے خوف و خطر
درہ میں داخل ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد شاہزادہ کی سواری کا مرکب بے سوار

درہ سے باہر نکلا بوقوع اس واردات کے تمام ملازم بحال خراب میرے
پاس آئے یہ سنکر مجھے فرزند کی حیات و ملاقات سے یاس کلی ہوئی اور گوشہ
آزوا بصورت ماتم کدہ اختیار کیا ناگاہ تیسرے روز خبر پہونچی کہ خاقان دہنہ
درہ پر بیہوش افتادہ ہے میں اُسی وقت موقع پر پہونچا دیکھا کہ مثل باران اُسکی
آنکہوں سے اشک حسرت جاری ہیں اور پیہم ہائے ہائے کر رہا ہے مجھے دیکھکر
خاقان نے بمشکل اپنے کو سنبھالا اور اس طرح ماجرا کہا۔

میں چند قدم درہ میں گیا تھا کہ ایک شیر فیل قامت غرش کنان ایک
طرف سے پیدا ہوا اسپ اُسے دیکھکر رم خوردہ درہ سے باہر چلا آیا اور
میں ازین گرا۔ تاہم میں نے بقائمی حواس چند تیر جانستان شیر کو مارے مگر اُس کے
بدن پر کارگر نہوئے آخر اُسنے مجھے دست و پنجہ ہوکر اپنے پشت پر بٹھالیا
چند قدم کے بعد روبرو سے ایک قلعہ سر بفلک نظر آیا اور زیر قلعہ ایک میدان
مسطح و وسیع الفضا میں شمار سے زیادہ خوک اسپ قامت جمع ہو رہے تھے
انمیں سے ایک خوک دراز دندان قوی الجثہ کی پشت پر زین زرنگار بندھا ہوا تھا
اور ایک نازنین خورشید طلعت شمع رخسار بصد ناز و ادا اسپر سوار تھی میں بمجرد
دیکھنے کے اُس آفت جان پر عاشق ہوگیا شیر مجھے اُس خوک دراز دندان کے
پاس لے گیا اور کہا کہ اس شخص نے درہ میں داخل ہونے کے علاوہ مجھپر تیر
بھی برسائے خوک نے بنگاہ قہر و غضب مجھے دیکھا اور کہا کہ اس کشتنی کو
بفعل قید کردو میں نے زندانخانہ میں عموماً الطاقیہ کے باشندے مقید دیکھے
تیسرے روز مجھے دیوان شاہی میں لیگئے ایک بادشاہ بلباس شاہی و تاج

مہر سپہر تجرید تخت پر بیٹھا تھا اور ارکین درجہ بدرجہ بیٹھے تھے ۔
تب بادشاہ ہمیشہ بہار شیر روشن کیا ۔ جب جوانان اجل رسیدہ درمیان محل
سے ... قدرت کو تیر مارنے کی حالت میں تیر سے ... مجرا ستقل
تجویز ہوئی ... نقاب ... روبرو ایسے نظارہ
... میری ... اور مجھے دست گرفتہ بارگاہ سے باہر لایا اور
اسکی ... جو مجھے نظر آیا تھا تاکہ دروسے باہر کر دے ... سے
متعلق ہوا تھا ۔ میری شفیعہ وہی نازنین خوش رو تھی جسکا میں عاشق
زار ہوں ۔

طاقان کا قصہ سنکر میری نوبت یہ جنون پہونچی اور اُسے وہاں سے بمشکل
شہر میں لایا مگر یہ طفل جنون زدہ بدستور شب و روز اس نازنین کے سودا میں
زار زار رویا کرتا ہے اور کہتا ہے ۔

نالہ را ہر چند می خواہم کہ پنہاں برکشم ۔ دل ہمی گوید کہ من تنگ آمدم فریاد کن

صاحبقران اصغر کو شاہزادہ طاقان کے حال پر اختلال پر کمال رحم آیا اور کہا
اے بادشاہ الطاقیہ میں عاجز ترین مخلوقات الٰہی ہوں توکل بر خدا تمہاری روائی
حاجت میں سعی کرونگا لیکن یہ کیا حرکت بیہودہ ہے کہ ایک سنگ تراشیدہ سے
استعانت کرتے ہو خدا کے لئے قادر مطلق کو اپنا معبود سمجھو اور اُسی کے فضل کے
امیدوار رہو ۔ اس گفتگو میں لطاف شاہ کا ایک سپہ سالار جو عرصہ سے کسی مہم پر گیا
ہوا تھا بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا اول شاہزادہ کے حال پر متاسف ہوا ...
پھر صاحبقران کو بنظر غور دیکھا اور کہا اے جوان غریب الوطن ...

زر روحانت پر صاحبقران کہلانے کا آرزومند ہے میرے پاس اس وقت بجز ایک چوب دست آہنی کے اور کوئی حربہ نہیں ہے لیکن میں اسی سے تجھے صاحبقرانی اور طلسم کشائی کا مزہ دکھاتا ہوں یہ کہکر چوبدست بقوت تمام صاحبقران اصغر کے سر پر لگائی صاحبقران رستم توان نے شمکول کے ہاتھ سے چوبدست باسانی چھین لی اور زنجیر لحم میں دست حق پرست بند کیا بعد ازاں بتائید ربانی پر کاہ کی مانند سر سے بلند کر لیا اور گرد سر چکر دیکر نہایت زور سے زمین پر مارا اور پائے راست اپنا اُسکے سینہ پر رکھکر فرمایا۔

خاکساران جہاں را بہ حقارت منگر تو چہ دانی کہ درین گرد سواری باشد

شمکول شیر گیر نے بہ خلوص عقیدت قدم صاحبقرانی کو بوسہ دیا اور اُسی وقت بہ صفائی نیت مسلمان ہوا۔

دوسرے دن ملک الطاق شاہ زرین کلاہ صاحبقران کو اُس درہ پر لے گیا شاہزادہ بدر منیر سکندر توقیر نے ایک خیمہ مختصر عبادت کیلئے استادہ کرایا اور وقت شب بعد عبادت کردگار بزرگان دین اور حکمائے پیشین کے ارواح مطہرہ سے امداد چاہی۔ یلین اوراد اسمائے الٰہی میں آنکھ لگ گئی عالم واقعہ میں حکیم یونس تیغ شیدا لائے اور فرمایا اے فرزند بخت بلند آگاہ ہو اس درہ میں ایک ساحر زبردست مہراق جادو دس ہزار جادوگروں کی جمعیت سے باستقلال تمام حکمرانی کرتا ہے شیفانہ سمساہرہ جو ہمسر طاس جادو کی دختر اور اقوام شاہ طلسم خسرو خسرو ان کی ہے جب تو نے طلسم مذکور کو فتح کیا مع اپنی دختر گل افروز کے مہراق کے پاس چلی آئی ہے حالانکہ خود مہراق سے بصورت بد مختلط رہتی ہے لیکن گل افروز

کی اُسی مہراق سے دامن بندی کرنا چاہتی ہے گل افروز صبح سیحر اور ساحروں سے نفور ہے اس لئے وہ بہر حیلہ اُس سے محترز رہتی ہے مہرق اسکے خوش کرنیکو ہفتہ بھر ایکبار مع اپنے ہو تابعین کے جھوک سحر ائی کی صورت ہوتا ہے اور گل افروز بہ پنی پشت ناپاک پر سوار کرکے کوہستان کی بہار و فضا کا تماشا دکھاتا ہے چنانچہ ساحروں نے وہاں سحر و ساحری سے بہت کچھ سامان کر رکھا ہے مگر جو طلسم سحر سے بنایا جائے وہ پائدار نہیں ہوتا ہم یہ کاغذ سربستہ تجھے دیتے ہیں توکل ہند درہ میں داخل ہو اور ہر ایک امر میں کاغذ کی ہدایت پر عمل کر حبیب صاحبقران کی اس خواب رحمانی سے آنکھ کھلی بستر خواب کو معطر اور علیم اوزنوس کے کاغذ کو سرہانے سوجود پایا علے الصباح کاغذ کو دیکھ کر الطاق شاہ سے فرمایا کہ میں درہ میں داخل ہوتا ہوں تم معہ لشکر و خرگاہ دہنہ درہ پر مقیم رہو دوسرے نعرہ پر بے تکلف درہ میں داخل ہو جانا۔ الطاق شاہ نے طاقان کو تبخانہ ہی میں رہنے دیا اور چند معتمد پاسبانی پر مامور کئے اور خود حسب الامر دہنہ کوہ پر مع لشکر خیمہ زن ہوا۔

داخل ہونا صاحبقران اصغر کا درہ کوہ میں اور بعد ہنگامہ ہائے بسیار مہرقیہ کا فتح اور گل افروز کا حاصل کرنا

جسوقت صاحبقران والاشان درہ کوہ میں داخل ہوا تین روز و شب ہر طرف کوہستان میں سرگرداں رہا اور بجز میوہ صحرائی اور کوئی چیز کھانے کو میسر نہ آئی چوتھے روز علے الصباح وہی شیر کوہ پیکر جسکا دلہایت جادو نام تھا تقریباً نہ سمجھ سکا غرش کرکے جست زدہ صاحبقران پر حملہ آور ہوا صاحبقران نے حسب ہدایت

کا مذنب نے مرزا پر ایک اسم جلیل دم کیا اور نہایت چالاکی سے وہاں کے پنجہ ہائے دست کو اس زور سے پیچ دیا کہ دونوں بازو شانوں میں سے نکل آئے وہاں فریاد کرتا ہوا وہاں سے بھاگا اور مہراق جادو کو اس سانحہ سے آگاہ کیا وہ بہت مشوش ہوا شیطانہ منبت مرطاس نے مہراق سے کہا غالب قیاس ہے یہ وہی جوان ہے جسنے طلسم خسر خسروان جیسے طلسم ستوار کو فتح کیا۔ ور میرے باپ اور شوہر کو جان سے مارا مہراق جادو نے کہا ایسی پریشان نہو وہ طلسم صاحب لوح تہا۔ لوح اوسے دستیاب ہوگئی اور کامیاب ہوا میں ہر دم اعمال سحر سے ہر دم ایک طلسم تازہ باندھتا ہوں اگر ہزار جانیں ہونگی ایک بھی یہاں سے سلامت نہ لے جائیگا۔ آخر گیتال جادو کو درہ کی طرف سو جادوگر کی جمعیت سے روانہ کیا اور اُس کی متصلہ حدود کی حفاظت کا امروتن دھر دق دسو فال ساحروں کو سو سو ہمراہیوں کے ساتھ امر دیا۔ اُس طرف وہ ستاصل کنندہ ساحران ناکارچار نکا ہوا پیاسا ایک پیرزال کے دروازہ پر پہونچا جو اُسوقت نان خمیری پکا رہی تھی شہزادہ اوسکی طرف متوجہ ہوا اور اوسکی حقیقت پوچھی اسنے کہا میں ایک مصیبت سخت میں گرفتار ہوں ایک جادوگر ظالم یہاں کا حاکم ہے اسنے میری دختر چھین لیا ہے اور مجھے یہاں قید کر رکھا ہے منتظر لطیفہ غیبی ہوں کہ کوئی مرد خدا پرست آوے اور میری دختر کو اور مجھے رہائی دلاوے صاحبقران اصغر نے فرمایا تجھے مژدہ ہو کہ میں ان ساحروں کے قتل کیلئے درہ میں داخل ہوا ہوں تیری دختر بھی بخیر و عافیت تیرے پاس پہونچائی جائیگی بڑھیا نے سر سے بیک صاحبقران کی بلائیں لیں اور کہا اگرچہ اشفتہ حال ہوں اس نان خمیری سے شغل کرو دروغ خانہ ساز تیا ہے وہ بھی لائق ہوں شاہزادہ نے نے نقمے کہانے ستھے کہ یکایک شکم و سینہ میں درد شدید پیدا ہوا اُسوقت خیال آیا کہ بعد تحقیق

ساحرہ سے فی الفور کاغذ کو دیکھا یہ مضمون لکھا تھا۔ شیر سے بھاگنے کے بعد ایک
قطرہ مے سے ملے گا ہمزبان جو پُر تاثیر ہوگی ہرگز نہ ماننا آخر نہ کہا اگر وہ زن ساحرہ
میں سوچے پھر زندگی محال ہے شاید دو تین لقمے کھانے کے بعد درد شکم پیدا ہو
اُسکا جلد علاج کرنا۔ اس ساحرہ کے مکان کے روبرو ایک درخت ہے اُسکے چند
برگ سبز کھا لینا فوراً استفراغ ہوگا اور سحر کا اثر جاتا رہے گا۔ اُس بڑھیا کا نام دمرقہ
ہے اور دلہاب کی زن ملعونہ ہے بعد صحت مکان میں داخل ہوکر اُسے قتل کرنا والسلام
صاحبقران اصلاح مزاج کے بعد اُس مکان میں در آیا۔ دمرقہ نے فوراً تبدیل ہیئت
کی اور مادہ شیر کی شکل میں حملہ آور ہوئی صاحبقران نے ایک ہی ضرب تیغ میں اُس ملعونہ
کے سر سے پا تک دو حصے کیے۔ دلہاب بھی اپنے گھر میں بستر رنجوری پر دراز تھا
اُسے بھی جہنم واصل کیا۔

صاحبقران وہاں سے روانہ ہوکر چند قدم کے بعد ایک باغ وسیع الفضا
پُر بہار میں پہونچا وہاں یہ طرفہ تماشا دیکھا کہ درخت کی ہر شاخ پر ایک نازنین پری چہرہ بیٹھی ہے
وہ درختوں میں سے میوہ کھاتی تھیں اور پھل باندازِ معشوقانہ صاحبقران کے مونھ پر
مارتی تھیں صاحبقران تازہ زخم خوردہ تھا فی الفور کاغذ دیکھا اُس میں لکھا تھا باغ زنان کی
تماشائے غیر مکرر پر دل نہ دینا وہ گیتال کی شعبدہ بازی ہے جسکو مہراق جادو نے
تیرے مقابلہ کیواسطے بھیجا ہے زنانِ درخت نشین میں سے کسی عورت کو درخت پر سے
اُتار کر فلاں حوض میں زبردستی پھینک دے حوض سے ایک شعلہ پیدا ہوکر باغ کو مع
اشجار و زنان جلا دیگا تو بہت جلد باہر نکل آنا دروازہ پر ایک اژدہا آتش فشاں
سدِ راہ ہوگا اُسپر یہ اسمِ بزرگ پھونکنا وہ بھی جلکر خاک سیاہ ہوجائیگا اُسوقت یہ عمل

سے بجز جنگ وحرب اور کچھ بن نہیں آئیگا تو بھی شمشیر وگرز سے اس ملعون کو جواب
دینا اگر اثنائے جنگ میں بزور اسمائے سحر پرواز کرے خدنگ جانسوز سے اسکا کام
تمام کرنا۔

صاحبقران ترکیب مذکورہ سے گیطال کو تنبیہ دل کر کے پیشتر روانہ ہوا۔ تمام دن
گرسنگی تشنگی میں گذرا شام کیوقت ایک کاروان سرا میں پہونچا کہانے کے فکر میں
تہا کہ ایک مرد نے آکر کہا اگر تو مسلمان ہے پیارے دینار سرخ مجھے دے میں تہیدست
اور ناچار ہو رہا ہوں صاحبقران اسے مسلمان سمجھ کر نہایت مسرور ہوا اور کہا میں چار دینار
کے عوض دس دینار دونگا بشرطیکہ اپنے مکان میں لیچل اور کہانا کہلا کہ بھوکھ کی شدت
سے حال میرا غیر ہوا ہے تب اسکے گہر پہونچا اخفیا کانذ کو دیکھا حسب ہدایت
اوس منافق کو مع اسکی عورت کے ابلیس کے پاس پہونچایا اور کہا کہ سورماہیچ کو
اہل محلہ ان مرد و زن نے قتل کے جرم میں شاہزادہ کو امرد قی عمر دوزق ساحروں کے
پکڑ بلائے۔ صاحبقران نے اپنے سراپا پر اسم بزرگ دم کر لیا تہا امرد قی عمر دوقی
نے کہ ایسے تخت پر بکاد بیٹھے تہے ایک ورق تصویر کا منگایا ہر گاہ اسم بزرگ
کی برکت سے تصویر صاحبقران کی شکل سے مطابق نہ دیکہا اسکو عوام میں سے
قرار دیکر سبب قتل دریافت کرنے لگے اسوقت صاحبقران نے ایک بند
آہستہ پڑھ اور کہا اینک بنیست بر شکنند طلسم خسرو خسروان کشندۂ ساحران جہان
صاحبقران دوران کی آہ بکم نامزد ہوئے ہو کہ چشم کہو دیکھو کہ تمہارا ملک الموت تمہیں
[illegible] ساحروں نے جو کچہ جسکو سنا ہوش گم ہو گئے ومضطربانہ اہل دربار
سے کہا [illegible] یہی دشمن جان ساحران ہے اسے زندہ نہ جانے حاضرین نے

اول سحر سے مدد لی اور پیر پابوس ہو کر شمشیر و خنجر سے حملہ آور ہوئے لیکن اُس مؤید
من اللہ سے کچھ پیش رفت نہ گئی صاحبقران نے ازرق و ارزق کو سر سے بلند کر
کیا اور اِس ضرب سے زمین پر مارا کہ اعضائے بدن ریزہ ریزہ ہو گئے بعد ازاں
حسب ارشاد کاغذ تخت فرماندہی بارگاہ سے باہر پھینکدیا ان جادوگروں کے ہلاک
ہونے اور تخت کے خارج ہونے پر زمانسے ایک چشمہ پھوٹ کر بہ شورش جاری
ہوا صاحبقران نے ایک حکمنامہ الطاف شاہ کے نام لکھا کہ یہ چشمہ جو محض اسمائے
الٰہی کی برکت سے جاری ہوا ہے جس وقت دروازے سے باہر نکلے اپنے جمیع اہل لشکر
کو یہ پانی پلانا اور بے خوف و خطر درہ کوہ میں داخل ہو جانا اس چشمہ کے پانی کی
یہ تاثیر ہے کہ کسی اہل لشکر کو آسیب سحر نہ پہونچیگا صاحبقران اصغر نے یہ رقعہ
اُسی چشمہ میں بہا دیا اور وہ چشمہ خدا کی مرضی سے بمجرد اس عمل کے نظر سے غائب
ہو گیا اس ہنگامہ میں مہران سخت کمان چار پہر کامل صاحبقران سے حرب و ضرب
کرتا رہا بالآخر دائرہ اطاعت میں داخل ہو کر بصدق دل مسلمان ہوا کئی اور ساحر بھی جو شمشیر
اجل کے طعمہ نہ ہوئے تھے مسلمان ہوئے۔

اس بعد صاحبقران بطریق سیر و تماشا دیوان خاص سے باہر نکلا ایک حجرہ
گلدستہ کے اندر سے اس طرح کی آواز حزین کان میں آئی کہ قلب ہل گیا فرط رحم
سے ضبط نہ ہو سکا اور دروازہ کھولکر ایک نازنین چاردہ سالہ پری پیکر کو تنہا بیٹھے
ہوئے اُس پہ روتے اور نالہ و زاری کرتے دیکھا اُس سے بہ نرمی زبان پوچھا
تو کون ہے اور کس بلا میں مبتلا ہے اُسنے کہا کیا تم صاحبقران ہو کہ بدیں
ملاطفت مستفسر حال ہوتے ہو اگر ایسا ہے تو تم آذر نوش کا کاغذ جو بشارت

خواب میرے عارضہ مہلک کا علاج ہے تیرے پاس ہوگا صاحبقران نے فرمایا
تیرا قیاس درست ہے تو اپنا حال بیان کر اُسنے بہ آن ضعف و نقاہت سجدہ شکر
بجا لاکر بصدق الحکیم مردان خدا رسیدہ [illegible] ہوتے اسے شاہزادہ بلند
اوہ میں گل افروز اقوم شاہ بادشاہ [illegible] کی دختر ہوں جب حضور نے
طلسم فتح کیا تو شیطانہ مریم بادو ملعونہ نے مجھے مہراق کے پاس بھیجی تو اُس نے
سنت سامری علیہ اللعنہ کے مطابق [illegible] مجھے [illegible] کے حوالہ کر دیا
اور [illegible] میرے یزدان پرستی مجھے [illegible]
نہیں سمجھی۔ مہراق نے ناچار ہوکر مجھے امرق و دمرق کے حوالہ کیا انہوں نے مجھے
درد دل میں مبتلا کیا شب گذشتہ عالم واقعہ میں ایک بزرگ ریش سپید نے مجھے
بشارت دی کہ یہ مرض صاحبقران کی توجہ سے حکیم آذرنوش کے کاغذ باندھنے سے
جاتا رہے گا اور تو اپنے مطلوب کے پاس پہونچ جائیگی یہ سُنکر اُس رحم مجسم نے
بے تامل کاغذ ادی ایک پارچہ سپید میں باندھ کر اُس عورت مکار کے دل پر باندھ
دیا۔ بروقت باندھنے کاغذ کے اُس حریفہ نے شکل آہوئے صحرائی جست کی اور بہ ندا
اسمائے سحر پڑھتی ہوئی آسمان کیطرف پرواز کر گئی اے جوان۔ واں میں امرق
و دمرق کی مادر ہوں اور میرا نام [illegible] ہے تو نے میرے دو فرزند دلبند قتل کئے
لیکن تیرا ذریعہ کامیابی میرے ہاتھ سے ضائع ہوا دیکھوں بے کاغذ تجھسے
کیا کارگذاری ہوتی ہے یقین کہ مہراق شاہ جادو ان کے ہاتھ سے بہ عذاب تمام
قتل کیا جائے گا۔

قضائے کردگار اس روز گل افروز بعد صید افگنی ایک [illegible] بندے کے قلعہ

ہرچند محرم راز کنیزوں کے ساتھ خاقان کی یاد میں سینہ کوبی کا شغل کر رہی تھی ۔ در حقیقت دل میں
صاحبقران کی کامیابی کی خدا سے مستدعی تھی ۔ اندرونہ کا بہی اُدھر سے گذر ہوا
گل افروز نے دریافت کیا کہ کہاں سے آئی ہے ۔ اُسنے بچشم اشکبار بدرقہ زرق
کے قتل ہونے اور پھر آن جیلہ صاحبقران سے کاغذ لینے کی حقیقت گذارش کی ۔
گل افروز نے بظاہر اسکی کارسازی کی ستائش کی مگر دل میں کمال متردد ہوئی
کہ اس کافرہ فاجرہ نے اُس شہسوار عرصہ شجاعت و گل بوستان سلطنت کی حیات
کا کوئی درجہ باقی نہیں رکھا بہر حال بہ یکی مدارت میں مصروف ہوئی ۔ اور اپنے
ہاتھ سے پے در پے جامہائے بیہوشی آمیز پلائے ۔ جسوقت اثر بیہوشی غلبہ
کے آثار ظاہری پیدا ہوا اُسنے قتل کر کے کافرہ کو بیا اور لاش ناپاک اُسکی
آگ میں جلوادی ۔

راوی کہتا ہے کہ گل افروز عقیلہ زمان نے مہراق جادو کے توشک خانہ سے
ایک شمشیر تحفہ عالم جادوکش نام اور ایک بازو بند سحر پناہ حاصل کیا تھا اور پچاس کنیز
غلام کو اپنے ساتھ متفق کر رکھا تھا کنیزان تمیز دار ایک وہی جو گل افروز کی دایہ کا فرزند
ہے اُسے گروہ مومنین میں داخل کیا اُسنے طالب کے وہ کاغذ اور ایک رقعہ
مشتمل بر حالات مذکور صاحبقران کی خدمت میں پہونچانے کیلئے حوالہ کئے ۔ صاحبقران
نے وہ کاغذ حاصل کر کے جان تازہ پائی اور درگاہ خدا میں پے در پے سجدہ
شکر کئے پھر اُس رقعہ کو بہ نگاہ عبرت مطالعہ کیا اور اپنی غفلت پر متنبہ ہوا اور
یہ بات دریافت کر کے بہت مطمئن ہوا کہ گل افروز زن مومنہ ہے اور اُسکی خاطر
بھی خاقان سے متعلق ہے ۔ بعدازاں صاحبقران نے تخت مرصع پر جلوس فرمایا

اور نومسلموں کو خلعت ہائے فاخرہ بخشے اور انکے مرد زمہران تحت شاہان کا امرق جادو کی دختر بارند گلگز ن پوش سے حسب شریعت محمدی نکاح کردیا۔

جب مہراق جادو کو دہاب شیر پیکر اور اُسکی زن ملعونہ دمرقہ دامرزق ودمرزق کے قتل ونہب کی خبر پہنچی دربار ہی میں سر دربار دو دو ہاتھ مونھ پر مارے اور بہت سی داد بیداد کرکے یہ تجویز کی کہ سوفال جادو التاق شاہ کے مقابلہ کیلئے دیرن درہ جائے اور خود صاحبقران کی مدافعت کیلئے قلعہ مہراقیہ اور وہاں کے لشکر و فوج کی تیاری کرے۔

التاق شاہ صاحبقران اعظم کے حسب الحکم مع لشکر ونگا ہنوز دمنہ درہ پر مقیم تھا کہ سوفال جادو دو سو ساحر اور پانچ ہزار سوار و پیادہ کی جمعیت سے درہ کوہ کے باہر نکلا اور فوج التاقیہ کے دست چپ اپنے لشکر نکبت اثر کے خیمہ و خرگاہ برپا کروائے دوسرے دن قمہور جادو کے ہاتھ التاق شاہ کو نامہ بھیجا کہ تم برخلاف دیکھو اس درے کے مونہہ پر خیمہ زن ہوئے ہو اس جرم میں تمکو مہراق جادو شاہ جادوان کا حکم ہے کہ سرزمین التاقیہ سے خارج ہو جاؤ یا معرکہ جنگ آراستہ کرو۔ بجواب اسکے التاق شاہ نے لکھا کہ ضرور یہ شگفتہ ہے کہ درہ کوہ کسی بلائے سخت آدم کش ہو سکتی ہے لیکن اس حال سے لاعلم تھے کہ یہ کوہستان بادشاہ جادوان کے قبضہ میں ہے بااینہمہ درہ کے اندر داخل نہیں ہوئے کہ مجرم ٹھہرائے جائیں اور یہ جو جلاوطنی تجویز ہوئی ہے یک بیک قبول نہیں ہو سکتی گو جنگ میں عذر نہیں لیکن اگر حریف مرد نبرد ہے تو سحر و ساحری کو کارزار میں دخل نہ دے سوفال نے اس بات کو منظور کیا کہ لڑائی میں جادو سے کام نہ لیا جائیگا اس قرار داد کے بعد شب کو

دونوں لشکروں میں طبل جنگ بجا اور بیچ میدان میں شمول شیر گر کے ہاتھ سے لشکر ساحران کے سات پہلوان یکے بعد دیگرے دوزخ کو رخصت ہوئے دوسرے دن سوفال خود معرکہ جنگ میں آیا اور اسکے ہاتھ سے چھ پہلوان التاق شاہ کے قتل ہوئے اور تیسرے دن شمول دلاور کو بعد قتل کرنے چند پہلوانان لشکر حریف کے سوفال کے ہاتھ سے زخم کاری آیا شمول کے مجروح ہونے پر التاق شاہ نے ملک سرافراز وزیر کے مشورہ سے سوفال سے چند روز کی مہلت لی۔

طاقان نوجوان بدستور ملکہ گل افروز کے عشق میں جنون زدہ بتخانہ میں پڑا ہی ایک شب عالم واقعہ میں یہ آواز کان میں آئی اے طاقان ستر برس کامل تو نے عبادت اصنام کی اور دو برس سے بنظر روئے مطلب اس بت سنگی کے روبرو سجز نیاز کرتا ہے مگر کچھ کاربرآری نہوئی اگر ایک بار بھی یا صنم کے عوض یا صمد کہتا بالیقین اپنی مراد دلی کو پہونچ جاتا۔ وقت حصیل شہر سے باہر فلان کوہ سبز پر ایک چلہ خانہ نبی اسحاق کا بنا ہوا ہے۔ اس چلہ خانہ میں از خود اختیار کرکے برابر تین روز و شب بصدق دل بصفائی نیت یا صمد زبان سے کہہ بعد ازاں جو ارشاد ہو عمل میں لا بفضل الٰہی سے تمام عقدے حل ہونگے اس خواب رحمانی سے آنکھ کھلی تو طاقان نے اپنے دل کو نہایت قوی اور ہوش وحواس کو بجا پایا اور اعلے الصباح ملک ظریف وزیرزادہ کو ساتھ لیکر چلہ خانہ مذکور میں پہونچا اور عمل پڑھا شب سوم عالم خواب میں کسی بزرگ برگزیدہ درگاہ حق نے بدلائل واثق طاقان نوجوان اور وزیرزادہ کو مسلمان کیا اور التاق شاہ کے پاس درہ کوہ پر جانے کی ہدایت کی صبح کے وقت دونوجوان التاق شاہ کی خدمت میں پہونچے اور مجملاً اپنے ہدایت

پانے کا قصہ سنا ئے اسنے بھی مع لشکر مسلمان کیا۔ شاہزادہ طاقان کی اصلاح مزاج اور قبول اسلام کی خوشی میں لشکر الطاقیہ میں نقارہائے شادیانی بجے سوفال نے جو یہ بات سنی کہ مردان الطاقیہ مسلمان ہو گئے ہیں آتش غضب تمام بدن میں مشتعل ہوئی اور الطاق شاہ کو کہلا بھیجا کہ ملت سامری میں سے مردمان بت پرست بندگان ابلیس میں داخل ہیں اسلئے تمکو مہلت دی گئی تھی اب مہلت منسوخ کیجاتی ہے۔ اس پیغام پر ہر دو طرف حرب کی تیاری ہوئی اور صبح ہنگامہ جنگ گرم ہوا۔ شاہزادہ طاقان نے ساحروں کے دس نامی پہلوانوں کو بہ حربہائے مختلف اسفل السافلین میں پہونچایا آخر سوفال خود میدان میں آیا۔ جب جنگ شمشیر و نیزہ سے کچھ کاربراری نہوئی دونو جنگ جر زور دست و بازو میں در آئے طاقان نوجوان نے بعد کشش و کوشش سوفال کو ہاتھ پر علم کر لیا اور بہ قوت تمام سطح زمین پر مارا۔ سوفال سخت جان چند غلطکیں کھا کر بار دگر شاہزادہ سے دست و گریبان ہوا اور اس دفعہ اُس ملعون نے خلاف عہد اسمائے سحر سے کام لیا اور طاقان کو رشتہ کمند سے باندھ کر طیفوق جادو عیار کے حوالہ کیا۔ اور وہ شاہزادہ کو لیکر مہراق جادو کے طرف روانہ ہوا۔ ناگاہ اثنائے راہ میں ایک نقابدار پلنگینہ پوش بلائے آسمانی کی صورت پہونچا اور طیفوق عیار کو تیغ آبدار سے قتل کیا اور شاہزادہ کو اُسکے لشکر میں پہونچایا۔ اس عرصہ میں سوفال دو پہلوانان الطافیہ کو خاک معرکہ میں ملا چکا تھا اور تازہ پہلوان کا منتظر تھا کہ وہی نقابدار آیا اور اُس سے نیزہ بازی شروع کی۔ سوفال نے نقابدار پر متواتر اسمائے سحر دمے گئے مگر کچھ نتیجہ نہ نکلا۔ آخر پشیمانہ ہو کے شمشیر نے ایک ہی ضرب

بیدریغ میں سوفال جیسے قوی ہیکل جوان کو مع مرکب چار پرکالہ کر دیا۔ سوفال کے قتل ہونے کے بعد دونو لشکروں میں ایسی جنگ مغلوبہ واقعہ ہوئی کہ دست و گریباں کی نوبت پہونچی اور ہر طرف میدان جنگ میں کشتوں کے پشتے لگ گئے۔

جب ساحروں پر عرصہ جنگ تنگ ہوا بالاتفاق باشکال مہیب ناک صورت لائے مخوف سحر خوانی شروع کی شمکول اسوقت ایک طرف بباعث زخمداری اپنے خیمہ میں موجود تھا کہ اس سیل نے جو تخت امر رقیہ کے نیچے سے ظاہر ہوا تھا صاحبقران کے نامہ کو اسکے خیمہ کے پاس پہونچایا اور سیل مع نقطہ روانی سے ناپدید ہوا۔ شمکول نے وہ رقعہ نکلوایا دیکھا کہ پانی نے اُس میں مطلق سرایت نہ کی تھی۔ متعجب و حیران اُسے کھولا۔ جب مضمون سے آگہی حاصل ہوئی مسرور و فرحان اول خود پانی پیا اور پھر سب لشکر کو پانی پلایا اور پھر ساحروں پر حملہ کیا اب وہ تاب مقابلہ نہ لائے اور بے محابا بھاگ کر دروہ میں داخل ہوئے اور مہر اقبہ کی راہ لی۔

ہزیمت یافتہ ساحروں نے مہراق جادو کے پاس پہونچکر تمام حالات سن وعن عرض کئے وہ ملعون نہایت مشوش ہوا اسوقت شیطانہ دربار میں موجود تھی اُس سے کہا۔ اے شیطانہ تو بھی فن ساحری میں دستگاہ کامل رکھتی ہے مگر عجیب کی بات ہے کہ اس ہنگامہ آرائی میں تیری ذات پاک سے کوئی کاردست لبستہ ظہور میں نہ آیا۔ شیطانہ ہنسی اور کہا لعنت ایسے مرد اور ایسی جوانمردی پر کہ عورت سے استمداد کیجائے لیکن خیر میں جاتی ہوں شاید

تیرے مدد طال سے کوئی تدبیر بن آئے - دوسرے دن شیطانہ بہ صورت تبدیل بارگاہ صاحبقرانی میں پہونچی لیکن جیسے اُس تائید یافتہ الٰہی کے سامنے ہوئی صورت مصنوعی کا زائل ہونا شروع گیا - شیطانہ یہہ دیکھہ کر باندیشہ افشائے راز بے محابا وہانسے بھاگی بمصداق "ضرب الغلام اہانت المولیٰ" الطاق شاہ کے لشکر کی تخریب کی نیت سے درہ کے باہر آئی - اُسوقت لشکر مظفر حسب الحکم صاحبقران اُس چشمہ کے کنارہ دیر سیخیم اور صاحبقران کی خدمت میں روانہ ہونے کو تیار تھا شیطانہ نے ہرچند چاہا کہ تمام اہل لشکر کے دست و پا بے حس و حرکت کرکے امراض مختلفہ میں گرفتار کردے مگر اُس چشمہ آب حیات کی برکت سے اُس مردود کے اعمال سحر نے کچھہ تاثیر نہ کی لاچار ہوکر بہ تبدیل صورت شاہزادہ الطاقان کے پاس پہونچی اور کہا تیری محبوبہ گل افزا اسوقت اس کوہ کے پس پشت فقط تیرے ملنے کی خاطر آئی ہے اور صحبت سنگینی آہستہ کرکے بیتابانہ وحشت میں بار بار یہ شعر پڑھتی ہے -

نہ قاصد ہے نہ صبا ہے نہ مرغ نامہ بر ہے
کسے نہ بھیجے کسی ہاتھ پر خبر ہے

مجھے کہ میں اسکی دایہ ہوں تمہارے بلانے کو بھیجا ہے اور بعد سلام عرض کیا ہے -

یاد فرما سکینی ز یاد دم نہ می روی
عمرت دراز باد فراموش کار من

اس مفتون سبکسار نے جسوقت یہہ تمہید محبت خیز از نہ بکمال دل آویز سنی بلا تشکیک سے خبر تنہا اُس ملعونہ کے ہمراہ ہو لیا جب درہ کوہ کے نشیب میں پہونچی اُس چشمہ روان سے لشکر کی سرحد سے گذر گیا - شیطانہ نے باقبال

سحر طاقان کو بیہوش کیا اور چادر میں باندھ کر بادصرصر کی مانند روانہ ہوئی اور فرحان و شادان اپنے محل میں پہونچی اور شہزادہ کو چادر سے کھول کر ایک طرف رکھدیا گل افروز یہ امر مشاہدہ کرکے نہایت متوہم ہوئی آخر ایک تدبیر سوچ کر اور دایہ کو باشارات شامل و متوجہ کرکے شیطانہ کے سینہ پر کینہ سے لگ گئی اور کہا اے مادر مہربان تم نے برا کام کیا اگر یہ شہزادہ مجھ تک نہ پہونچتا میری زندگی محال تھی۔ شاہ بادوزان کے دربار میں مجھے اسکے عشق کی متہم کیا جاتا ہے اب میں اسے بدست خود قتل کرونگی تاکہ بدگوؤں کی زبان بند ہو یہ کہکر شمشیر کو غلاف سے نکالا اور چاہتی تھی کہ شاہزادہ کے سر پر لگائے مگر نرگس دایہ نے اسکے ہاتھ سے تلوار چھین لی اور شیطانہ سے مخاطب ہوکر کہا کہ اصل دشمن جسکا کچھ تدارک نہیں ہو سکتا وہ جوان ہے جسے صاحبقران کہتے ہیں۔ اسکا قتل زمانہ کرنا مساوی ہے۔ لیکن اسکے قتل نہ کرنے اور قید رکھنے میں ایک طرح کا فائدہ ہے یہ کہ تمہارا دشمن اسکی فکر میں ہے اگر جوان صاحبقران بنام مہراق پر بھی غالب آیا تو ہم شاہزادہ کا زندہ موجود ہونا تمہاری اور دختر کی جان بخشی کا ذریعہ ہوگا۔ شیطانہ اس بات پر قائل ہوگئی اور گل افروز کو بہزار منت طاقان کے قتل سے باز رکھا اور خود مہراق جادو کے پاس گئی مہراق نے پوچھا کہو کیا کارسازی کی۔ شیطانہ نے کہا بس یہ سمجھو اپنی زندگی دوبارہ حاصل کی۔ اس جوان صاحبقران پر میرا سحر کیا اثر کرتا کہ خود میری ہیئت بدلنے لگی تھی لاچار بار سحر پارہ وہاں سے فرار ہوئی۔

ادھر جس وقت استغاق شاہ کو شاہزادہ کے گم ہونے کی اطلاع ہوئی۔

حد سے زیادہ داد بیداد کی۔ لیکن بجز صبر و شکیب چارہ نہ تھا۔ اگرچہ لشکر چشمہ کے کنارے کنارے پیشتر کوچ کیا جب صاحبقران کو التاق شاہ کے آنے کی خبر پہونچی مہران سخت کمان کو استقبال کے واسطے بھیجا۔ التاق شاہ نے مع ملک سرافراز وزیر اور شمول شیر گیر سپہ سالار وغیرہ سرداران حاضر ہو کر سعادت قدمبوسی حاصل کی اور علے قدر مراتب زر و جواہر نذر گذرانا اور طاقان کے گم ہونے کا واقعہ سنایا۔ صاحبقران نے کاغذ کو دیکھ کر بادشاہ کی تشفی کی اور جلد تر اسکے بصحت و عافیت ملنے کا مژدہ دیا تین روز وہاں مقام کیا اور چوتھے روز مراقبہ کی طرف کوچ فرمایا۔

مہراق جادو کو جب یہ خبر پہونچی کہ حریف بالشکر خونخوار و فوج قہار چڑھا چلا آتا ہے وہ مردود بھی چالیس ہزار ساحروں کی جمعیت دانبوہ سے بہ قصد حرب و پیکار مراقبہ سے باہر نکلا اس اثنا میں ایک ساحر زبردست خنار ریز نام جو اسکا استاد ہے اور ایک عرصہ سے سیاحت میں مصروف تھا مہراق کے پاس پہونچا اسنے سب حقیقت سنکر مہراق کی تشفی کی اور کہا کہ اس جوان صاحبقران کی مہم کو میں انجام دونگا گو وہ باطل السحر کا مالک ہو اور اسکے لشکر نے اس چشمہ کا پانی پیا ہو جو عرصہ دراز سے لوگوں کی نظر سے مخفی تھا اور جسمیں ابلیس کا ایک سخت دشمن نے جو بقول اہل اسلام مرسلان حق میں سے تھا وضو کیا ہے لیکن میں ایسا زبردست ساحر ہوں کہ اس چشمہ کے پانی پینے والوں کو قتل کر سکتا ہوں باقی رہا وہ جوان سو جب اکیلا رہجائے گا تو اسکا قید و اسیر کر لینا کوئی بڑی بات نہیں۔ اس خبیث نے دو سو ساحر کامل کو روئین تن کیا

اور برور سحر انکو خوک اور فیل اور شیر وغیرہ جانوران درندہ قوی ہیکل کی صورت
بنایا۔ بعد اسکے بوقت نصف شب بآسانی ناگہانی کی صورت ہر طرف سے لشکر
اسلام پر شبخون مارا۔ عالم بے خبری میں تمام لشکر اسلام درہم برہم ہوگیا جسوقت مشعل
و مہتاب کی روشنی ہوئی ان درندوں کی ان درندوں کی صورتیں دیکھ کر اہل لشکر
کی جانیں قالب سے نکل گئیں۔ دلاوران لشکر اور غازیان باظفر تیغ و تیر اور
گرز وغیرہ سے اُن ساحران حیوان صورت کی قرار واقعی دعوت کرتے تھے
لیکن اُنکے جسم فولادی پر کوئی حربہ کارگر نہ ہوتا تھا اور وہ جدھر حملہ کرتے تھے
صفیں کی صفیں الٹ دیتے تھے اس شوروغل سے صاحبقران کی بھی آنکھ
کھلی لیکن جب اُس نامدار کا نعرہ جاں شگاف سُنا خنازیر معہ ہمراہیان بھاگ
نکلا۔ دوسری شب بھی خنازیر نے اسی جمعیت وہیئت سے لشکر اسلام پر شبخون
مارا اور کم وبیش ہزار آدمی اور اسی قدر اسپ وشتر ہلاک کئے۔ صاحبقران
اصغر نے حکیم آذر نوش کے کاغذ کو دیکھا اسمیں لکھا تھا کہ یہ کارستانی خنازیر
جادو کی ہے شبخون مارنیکے وقت سے پہلے یہ اسم جلیل پانی پر دم کر اور
ایک ایک جام آب تمام لشکر کو پلا اور اسی پانی سے ایک دائرہ لشکر کے
گرد کھینچ سے فقط ایک طرف درآمد برآمد کے واسطے رہے اُس جگہ بذات
خود با تیغ مدوکشل مستعد وہوشیار رہنا۔ جب جادوگر آوینگے سوائے اُس فاصلہ
کے سب جگہ ایک دیوار ظلمانی پائینگے لاچار اُسی راہ سے داخل ہونگے جب خود
خنازیر جادو ہوگا جب وہ اُس راہ میں قدم رکھے تو اُسے بضرب بعد کشش زبانی نا
مسکے سر پر تمام جادوگروں کی روئین تنی دفع ہوجائے گی زور مشکل شبخون

مردان لشکر کے ہاتھ سے قتل ہو گئے۔ شب کو صاحبقران نے جادو گردن کے اسنے پر وہی عمل کیا اور خنازیر کے قصہ کے طے کرنے کے بعد چوتھے روز مہراقیہ کی طرف کوچ فرمایا۔ جب مہراق کو خنازیر کے قتل ہونے کی خبر پہونچی تاتار زرگریان نے لشکر ابتر کا بغرض مقابلہ کوچ کروایا۔ شیطانہ بھی اسکے ہمراہ تھی۔ اب گل افروز کو موقع ملا کہ خاقان کو قید سے رہائی دے۔ دونو عاشق معشوق بہ ہزار شوق و تمنا بغلگیر ہوئے اور صحبت اختلاط گرم کی اور اپنا اپنا قصہ جانسوز و وقائع جاں دوز بیان کیا۔ خاقان کو اس صحبت میں یہ بھی دریافت ہوا کہ تقاہداد پلنگینہ پوش گل افروز ہی تھی۔

مہراقیہ سے بیس فرسخ پر تلاقی عساکر واقع ہوئی۔ صاحبقران والا تبار نے ایک نامہ مشتمل نصائح و پند مہراق کو شمکول دلاور کے ہاتھ بھیجا کہ سحر و ساحری سے توبہ کر اور بہ صدق نیت طریق اسلام میں داخل ہو ورنہ بصورت دیگر ہامروق و دمروق اور سوفال و خنازیر کی طرح داخل جہنم ہوگا۔

مہراق بظاہر بہت تملق سے پیش آیا اور شمکول سے کہا کہ تین دن ہمارے مہمان ہو اس عرصہ میں غور کر کے جواب لکھا جائے گا اور پوشیدہ فرہوت اتہ ورخواد سے جسے شمکول کا مہماندار مقرر کیا تھا کہا کہ جس طرح بنے بغیر اسکے کہ میری سازش پائی جائے اس نومسلم سپہ سالار الطاقیہ کو قتل کر۔ وہ مردود شمکول شیرگیر کو باعزاز و احترام اپنے خیمہ میں لایا اور ہر طرح سے خاطر داری کی اور آخر ایک دن بہ بہانہ شکار دور تر لے گیا وہاں مجلس شراب و کباب گرم کی اور پے در پے جام ہائے مرد افگن دئے۔ جب دیکھا کہ شمکول مست و لایعقل ہو گیا ہے تو کردوں سے اوپر حملہ کرا دیا

پھر مرزبہ در دن توجہ ان ہوا۔ آخر شمشیر کشیدہ اُسکے نزدیک میں در آیا لیکن جب لڑنے لگا اُستے قریب ہلاکت پہنچ درگاہ باری میں بہ خضوع قلب دعا کی یک نقابدار سرخ پوش گوشۂ بیابان سے برسر وقت پہنچا اُسکی ضرب سے فرتوت قتل ہوا۔ یوسف روئین تن کے شمکول کے ہاتھ سے بہمہ وجوہ محفوظ رہا تھا۔

دوسری طرف سے مہران سخت کمان کو کہ وہ بھی تنہا شکار کے لیے نکلا تھا۔ کسی مرد غیب نے اس ہنگامہ میں پہنچ دیا انہیں بہادروں نے شامل ہوکر چار پانچ سو ساحر قتل کیے باقی اسیقدر جادوگر اپنے لشکر کی جانب فرار ہوئے۔ نقابدار جدھر سے آیا تھا چلا گیا۔ اور مہران شمکول کو صاحبقران کی خدمت میں لایا۔ صاحبقران نے اُسی وقت بدست مہیم عیار کے ہاتھ مہراق کو کہلا بھیجا کہ تو نے سخت نامردی کی حرکت کی ہے۔ تیار ہو طبل جنگ بجوا۔ اجادو نے اُسی شب اپنے لشکر میں طبل جنگ بجوایا لشکر اسلام میں بھی نقارہ حربی کی صدا بلند ہوئی۔

صبح دونو لشکر معرکہ مصاف میں صف آرا ہوئے۔ جادوگروں کے لشکر سے دو پہلوان پس پیش لڑنے کو بڑھے۔ اور دو جوانان نقابدار سبز پوش و سرخ پوش نے گوشۂ صحرا سے پیدا ہوکر انہیں قتل کیا۔ اور خود مثل خدنگ کی طرح جدھر سے آئے تھے اُسی طرف چلے گئے۔ دونو لشکروں کے عیاروں نے تجسس کے لیے اُنکا تعاقب کیا مگر ساحروں نے اُن جگردوں سے دعوت کی اور اسلامیوں کو بذریعہ اشارہ کے تعاقب سے باز رکھا۔ اِن دونو نقابداروں نے بارہ دن تک میدان داری میں ساحروں کے پچیس پہلوان واصل جہنم کیے۔ مہراق کو اس امر عجیب کے مشاہدہ سے کمال پریشانی لاحق ہوئی۔ اور دو چار دن کے لیے جنگ موقوف رکھی۔

راوی کہتا ہے کہ طاقان گل افروز کے ساتھ باطمینان خاطر اسکے محل مین
مقیم تہا لیکن ہر وقت یہ ارادہ کرتا تھا کہ کسی تقریب سے ناگہان میدان میں
پہونچے اور کوئی خدمت مسلمانوں کی حمایت میں انجام دے۔ ایک شب
اسی خیال میں سو گیا۔ عالم خواب میں حکیم آذر نوس رونق افروز ہوئے اور
فرمایا اے طاقان مژدہ ہو کہ تیر خیال تیرا ہدف مراد پر پہونچا۔ جلد بیدار ہو
اور اسی ہنگام شب میں اُس درہ کوہ میں داخل ہو جو یہاں سے دو فرسنگ ہے
چند قدم کے بعد ایک بیشہ سبز و خرم میں پہونچے گا کسی درخت سربلند
کے سایہ میں اس اسم بزرگ کو بایں تعداد پڑہنا بالقدرت کاملہ ربانی
گوشہ بیابان سے ایک اسپ پری نژاد کبودی رنگ اشہب تیز گام نام تیری
روبرو آئے گا۔ اُس مرکب طلسمی سے کہنا ہر چند کہ تو صاحبقران اصغر کی امانت
ہے مگر مجھے حکیم آذر نوس کے حسب ارشاد فلاں مقام میں پہونچا دے کہ جہاں
سلاح طلسم کا صندوق رکہا ہے جب تک صاحبقران فلک قدر اور مہراق
جادو میں باہم معرکہ آرائی رہے گی میں تیری پشت پر سوار ہونگا بعد ازاں
صاحب امانت کی نذر کر دونگا۔ اشہب تجہے مقام مذکور میں لیجائے گا۔ اُس
صندوق میں سے سلاح نکالکر اپنے قامت پر لگانا اور محل میں مع مرکب کے
چلے آنا۔ گل افروز کے نشست کے مکان میں ایک نقب قدیم ہے جو میدان
کارزار کے قریب ایک جا بئے قلب میں جا نکلتی ہے اُس راہ سے میدان
میں پہونچکر مع گل افروز کے فرداً فرداً کارہائے مردانہ کرنا۔ بفضل الہی اور ان
اسلحہ متبرکہ کے سبب سے کسی جادوگر کا سحر اور کوئی حربہ تجہپر اثر نہ کرے گا

اور گل افروز بازو بند سحر پناہ اور شمشیر بند کشی کی وجہ سے محفوظ رہے گی اور کامیاب ہوگی والسلام۔ طاقان اور گل افروز نے یہی عمل کیا۔ نقابدار سرخپوش طاقان ہے اور سحر پرور شہر گل افروز

جب مہراق جادو نے جنگ کو ملتوی کیا تو نیلوفر جادو بھی محل میں رہکر عیش و عشرت میں مشغول ہوئی۔ ناگہان ایک روز شعیلہ اشکار گل افروز کی خبرگیری کی غرض سے محل میں آئی کیا دیکھتی ہے کہ دونوں پہلو بہ پہلو مسند زرنگار پر متمکن ہیں اور بے تکلف دور شراب چل رہا ہے۔ اس حادثہ سے زمین و آسمان اُس ملعونہ کی نظر میں سیاہ ہوگیا اور دونوں کو دشنام دیتی ہوئی مجلس میں آئی شاہزادہ نے فی الفور دوا سلحہ حافظ السحر تن پر لگائے اور اسکے مقابل ہوا۔ اُسنے چند اسمائے سحر طاقان کے سراپا پر پہونکے مگر کچھ اثر نہوا ناچار یہ فکر کی کہ گل افروز کو لیکر بقوت سحر اُڑ جائے پر طاقان نے اُسے بھاگنے کی فرصت نہ دی اور ایک ہی ضرب تیغ بیدریغ میں اُسکے دو حصے کردیئے۔

اس عرصہ میں تیزان تیز رو نے چند سرداران لشکر مہراقیہ کو جو شہر کی حفاظت پر مامور ہیں مسلمان کر لیا شعیلہ شیطانہ کی ہلاکت کے بعد شاہزادہ طاقان کے روبرو اُسنے اپنے اس کارنامہ کا ذکر کیا طاقان نے اسکی صادق الاعتقادی اور تدبیر رسا کی حد سے زیادہ تحسین کی اور کہا کہ مجھے اعتقال جادو قلعدار کی خوابگاہ میں لے چل کہ اُسے قتل کروں اور شہر پر اپنا تسلط کرلوں۔ تیزان اُسی شب اُن سرداروں کے پاس پہونچا جنکے لشکر کے افسر کا نام اشطار خاں تہمتن تھا

اور اسکو شیطانہ کے قتل ہونیکا فردہ دیکر شہزادہ کے ارادہ سے آگاہ کیا اور پھر طاقان کو اقبال کی خوابگاہ میں پہونچایا۔ شاہزادہ نے حسب قاعدہ اہل اسلام اقبال کو جگایا اور قبول اسلام کی تلقین کی۔ اُسنے کہا میں ساحری کو ترک اور اسلام اختیار نہیں کر سکتا اسلئے آلات حرب کے پہننے کی اجازت دیجئے تاکہ جنگ سر انہ کروں۔ شاہزادہ نے کہا جلد تر مسلح ہو۔ ساحر مسلح ہوکر شاہزادہ سے حرب و ضرب میں سرگرم ہوا وقت صباح شاہزادہ نے ایک ضرب شمشیر آبدار اقبال کے سر پر لگائی کہ کام تمام ہوا۔ اس عرصہ میں قلعہ کا تمام لشکر وہاں جمع ہوگیا تھا اقبال کے قتل کے بعد کئی ہزار جادوگر شاہزادہ پر تاخت لائے اشتلار خان و نیز دیگر ناموران اسلام بھی اسوقت موقع پر پہونچ گئے تھے ایسی لڑائی ہوئی کہ ایک دوسرے کو شناخت کرنا تھا بیشمار ساحر قتل ہوئے اور بقیۃ السیف قلعہ سے بھاگ گئے طاقان نے فی الفور قلعہ کا بندوبست کیا اور اس فتح کے حالات میں ایک عرضی مفصل لکھکر تیزپران کے ہاتھ حضرت عالی منزلت کی خدمت میں ارسال کی۔

یہاں مہراقی نے چوتھے روز پھر ہنگامہ کارزار برپا کیا اُس روز ساحروں نے اپنی صورتیں خوک و شیر و پلنگ و اژدہا و نیز جانوران درندہ و موذیہ کی شکل سے تبدیل کی تھیں جو انبوہ ان حیوانات کا غول کے مقابل آیا اور شیر و سے بکے چہرے میں بہت سے سپاہی لشکر اسلام کو خاک و خون میں ملایا

بوقوع اس معاملہ کے مہراق شاہ جادوان ایسا مضطرب و پریشان حال ہوا کہ عمامہ سر سے زمین پر پھینک مارا اس اثنا میں تلوہ مہرقیب کے فراری پاس اسکے حاضر ہوئے اور شیطانہ اور اغفال جادو کی ہلاکت اور طاقان کی فیروزمندی کا حال سنایا مہراق کو اب زوال سلطنت میں کچھ شبہ نرہا اور دیوانہ وار اُسی میدان میں اپنے سینہ میں خنجر مار کر مرگیا اور کفار نے جنگ مغلوبہ کر دی۔ غازیان نیک فرجام نے ساحران نابکار کا اسقدر کشت وخون کیا کہ ان کے خون نجس کا ایک دریا سوائے روانہ ہوا بقیہ ساحر ظلمات کو بھاگے اور بیس ہزار سوار جنکے ابو شمشہ نقوش سحر سے مبرا تہیں بصدق دل دائرہ اسلام میں داخل ہوئے اس مہم کے سر ہونے کے بعد خیام لشکر وہاں سے روانہ ہوکر مہرقیب میں برپا ہوئے طاقان زرین کمر بجلوس شاہی ملازمت کیواسطے بصد عقیدت حاضر ہوا اور وہ امانت یعنی اشہب تیز گام اور اسلحہ حافظ السحر نذر گذرانے صاحبقران نے اُس اشہب اور اسلحہ کو بہت پسند کیا اور طاقان سے فرمایا اے فرزند انشاء اللہ تعالی ہم تجھے ان اسلحہ کے عوض وہ ہتیار دینگے جو طلسم خسرو خسروان سے ہمارے ہاتھ آئے ہیں اور حکیم آذر نوش نے اُس طلسم میں خاص ہمارے لئے امانت رکھے تھے شاہزادہ نے گل افروز کو بھی حاضر خدمت کیا صاحبقران ذیشان نے اسکی پشت پر ہاتھ رکھا اور اسکے صدق و وفا کی تعریف کی ملاقاتوں سے فراغت حاصل کر کے شاہزادہ جلد تا سنبھلے نے بتخانے منہدم اور مساجد و مدارس تعمیر کرائے اور بعد ایک ہفتہ کر

جشن کے گل افروز کو ہمراہ لیکر الطاقیہ کو واپس ہوئے حکومت مہراقیہ مہران سخت کمان کو بخشی۔ مگر چونکہ اسنے اور اسی طرح اشطار خان تہمتن نے صاحبقران کی خدمت سے جدا رہنا منظور نہ کیا اسلیئے موخر الذکر کا خواہر زادہ سہمائل خان حکومت مہراقیہ پر نامزد ہوا

الطاق شاہ نے اپنے دارالحکومت میں پہونچ کر جمعہ کے روز سلطان رکن الدین غریب نواز اور صاحبقران اصغر کے نام خطبہ پڑھوایا اور حسب الارشاد سلطان کی شادی کتخدائی کا سامان شروع کیا گل افروز کو مہراق نے اپنی فرزندی میں لیا اور ایک باغ فردوس آئین حرالکشا نام اُسے اس تقریب کے واسطے ملا۔

آوارہ ہونا توفیق کا صاحبقران اصغر کی تلاش میں اور پانی پینا عین الطمع کا اور پہونچنا حکیم افلاطون ثانی کی خدمت میں اور حاصل کرنا اشیاء متبرکہ کا اور رہنا صاحبقران کی خدمت میں

مہتر نامدار توفیق عیار شہر غرائب نگار سے نکل کر اُس سمت کو روانہ ہوا جو سیم لوہر پائی ولی نے تبلائی تھی چار روز و شب قطع راہ کرنے کے بعد ایک ایسے ریگستان جانفرسا وحشتناک میں پہونچا کہ جہانتک نظر جاتی تھی دریاے ریگ موج زن نظر آتا تھا اور ہر قدم پر اتنا نکان

معلوم ہوتا تھا گویا ایک کوس مسافت طے کی ہے جب ایک قدم رکھتے
تھا تھا جا دو سرا قدم تا بہ زانو ریگ میں غرق ہو جاتا تھا صبح کا وقت تھا چند
قدم بدشواری راہ طے کی جب آفتاب عالمتاب وسط السما میں پہونچا
ذرہ ذرہ ریگ مثل شرارہ آتش ہو گیا اسوقت تمام دشت ایک
تابہ آہنی کا حکم رکھتا تھا جو آگ میں رکھا ہو۔ توفیق سوز تشنگی اور خشکی حلق
سے چرخ کھا کر ریگ سوزاں پر گرا اور بیہوش ہو گیا۔ اسی بیتابی میں کچھ
خیال آیا کہ خنجر سے زمین کھودوں شاید اندر سے نیچے کچھ سردی نکلے اور
اس طرح سردست جان بچنے کا سامان ہو جائے بہ قدرت کاملہ ربانی
اسیوقت تین گز زمین کھودی ایک تختہ سنگ مربع نکلا اسکے وسط میں
ایک حلقہ آہنی نہایت مضبوط لگا ہوا تھا حلقہ میں ہاتھ ڈال کر سنگ کو اٹھایا
ایک چشمہ مثل چشمہ حیوان صاف و شفاف جاری پایا [illegible] پختہ
اور سنگ [illegible] جو ہری دار [illegible] مرتبہ توفیق [illegible]
کارساز کی درگاہ میں سجدہ شکر بجا لایا [illegible] پانی پیا [illegible]
[illegible] اقبال و خیزاں [illegible] ہوا [illegible]
پر ایسی ہوا [illegible] ہو گیا [illegible]
ہو گئی [illegible] بولا [illegible] پار [illegible]
سے [illegible] تھا۔
[illegible]
[illegible]

دیکھنے سے توفیق کے دل کو نہایت تفریح ہوئی اور خیال کیا اس گنبد
میں بہار ہی بیٹھا ہوگا جب پاس اُسکے گیا وہاں دیکھا کہ گنبد کے رو برو ایک
حوض سنگ مرمر کا دریائین سے آراستہ ہے اور ایک طفل بہ لباس مکلف بغل میں
چبوترہ پر بیٹھا ہے نخستین جی میں فساد پیدا ہوا اور نگاہ ہی نظر سے پوشیدہ
درختوں کے بیچ میں داخل ہوا اور اُن درختوں کے تمام برگ و گل پر دارو
بیہوشی ملی جس وقت ہوا کے جھونکے سے ان پھول پتوں کی بو اُس
لڑکے کے دماغ میں پہونچی فوراً بیہوش ہو گیا توفیق نے فقط پاجامہ
وہی باقی اسکے جسم میں رکھا اور تمام لباس اُتار کر ایک جگہ نشان رکھ
کر دفن کر دیا پھر دوسری طرف گنبد کے پہونچا وہاں ایک مرد بزرگ ملائکہ
صورت کو یاد الٰہی میں مستغرق پایا - وہ طفل بھی گریاں و سرگرداں وہاں آیا
اور فریاد کی - پیر مرد نے برسبیل خبر کہا اسکو کب فکر نہ کر تیرا لباس فلاں
جگہ سے دفن سے نکال لا - توفیق اُس بزرگوار کی فضیلت کا قائل اور
اپنی شرارت سے نادم ہوا لا ساتھ ہی یہ وسوسہ شیطانی دل میں پیدا ہوا کہ اگر
دفعۃً خادم و مخدوم دونو کو دارو کے بیہوشی سونگھاؤں اور جو مال و اسباب
گنبد میں رکھا ہو بے خطر و اندیشہ چرالو اتنے میں کوئی ایک دیگچی لایا
اُس میں سے پیر مرد نے قدرے گوشت یخنی خود لیا اور باقی ایک
ظرف میں بہتر کر دیا - توفیق نے فوراً ایک کاغذ بیہوشی آمیز بغل سے
نکالا اور کہا گوشت سے پان کیا مزا دیگا یہ کاغذ جو عنبر ہے اس تواضع سے
وہ بزرگ ہنسا اور کہا اے شخص ایک روز اُٹھ سن - بعد وفات

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بنی اسرائیل کو حکم الٰہی پہونچا کہ قوم
جباران کی تقسیم تفصیل کرو بنی اسرائیل چند منزل گئے پر ان کی
درازی قامت اور شعار شجاعت کا شہرہ سن کر ہٹ آئے سرداران
قوم کو بارگاہ ایزدی سے فرمان ہوا کہ فلان موضع میں ایک چشمہ اس
خاصیت کا ہے کہ انسان کی طبیعت پر اسکا پانی پینے سے جز و طمع
غالب آجاتا ہے اپنی قوم کو اسکا پانی پلاؤ اور مال غنیمت کا طمع دو بحکم
وہ باشندہ رضا آمادہ حرب ہو گئے اس چشمہ کا پانی پی کر بنی اسرائیل
نے بطمع غنیمت جباران کے قلعہ کو فتح کیا خدا کی قدرت سے وہ
چشمہ نظر خلائق سے غائب ہو گیا لیکن میری جد امجد حکیم سقراط
مغفور نے از روئے علم نجوم خبر دی ہے کہ اس قدر زمانہ کے
بعد اس چشمہ کا پانی پینا ایک مرد عیار توفیق نام کی قسمت میں لکھا ہے
جو ایک شاہزادہ بلند ارادہ بدر منیر کا رفیق ہوگا وہ شاہزادہ کی تلاش
میں فلاں دشت ریگ سے گذرے گا اور خدا کی مرضی سے
اوسپر وہ چشمہ ظاہر ہوگا حکیم موصوف نے از روئے زائچہ یہ بھی
دریافت کیا کہ توفیق کا اس کوہ پر بھی گذر ہوگا سو ذات شریف یہان
پہونچے اور کوکب کا لباس چرایا اور اب یہ کلمہ بیہوشی آمیز اس جہت
سے ہمیں کہلاتا ہے کہ ہمارا مال و اسباب بھی چرلے مگر ہم تجھے
مژدہ دیتے ہیں کہ تیرا آقائے نامور قریب تر طلسم فریدون کو
فتح کریگا اور بے اندازہ دولت پائیگا وہاں تیرے لئے بھی ایک

کتاب نادر زمانہ بہ طریق تحفہ امانت رکھی ہے۔ مہتر نے یہ سن کر ایک آہ سرد کھینچی
اور کہا پیر و مرشد خدا ابھی بہتر توں ہی کو بہتر ہا ہے۔ بلاد مینلو کو آفرینوس
کے ملک سے شاید کچھ علم ہوا ہے کہ وہ طلسم فریدون کے اندوختہ کا بھی مستحق
ہے مجھے وہاں سے کے مال و اسباب میں سے ایک حبہ نہیں ملا اور یہاں چند روز تک
کا وعدہ ہوتا ہے۔ تمہاری مانند صاحب فضل و کمال ایسے شے کے قدرداں
ہوتے ہیں اُس نسخہ غریب کا ابھی حضرت کے ہاتھ سودا کرتا ہوں جو امانت البیت
آپ کا اس گنبد میں رکھا ہے بہ عوض اسکے غلام کو مرحمت فرمائیں۔ اُس مرد
بزرگ نے فرمایا کہ آج کی رات میرے ہاں مہمان رہو صبح اس مقبرہ میں سے بھی جو کچھ حکیم
مغفور نے تیرے لئے امانت رکھا ہے سپرد کیا جائیگا۔ مہتر یہ سن کر
خوش ہوا اور کہا کہ حضرت کا نام مبارک کیا ہے اور حضرت کہاں تک اپنی جد بزرگ
کی تقلید میں مجھ سے سلوک فرمائیں گے پیر بزرگ نے کہا مجھے افلاطون
ثانی کہتے ہیں اور میں بھی اپنی باپ دادا کے مطابق کوئی شے کم نہ دونگا
صبح کے وقت حکیم افلاطون ثانی بعد عبادت کردگار گنبد میں سے ایک
صندوق مقفل لائے اور اسے کھول کر ایک جامہ عجیب و غریب ترکیب و جنس
کا اسمیں سے نکالا توفیق نے جو جامہ کو غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ [illegible]
سر تا سر منقش ہے اور ایسے حروف میں لکھا ہوا ہے کہ ہرگز فہم میں نہیں [illegible]
کہ مال و اسباب کی نسبت کیا تھا [illegible]
اور کہا اے نادان اس کا جامہ منقش [illegible]
کے بعد کچھ نہیں سمجھا ایسے [illegible]

جامہ کو پہن کر بے زحمت فن عیاری تبدیل ہئیت پر قادر ہوگا۔ دوئم جب مسافت
بعیدہ درپیش اور اُسے جلد طے کرنا منظور ہو دونو ہاتھ اُسکے دامن میں مارنا دونو
جانب سے کھل جائیں گے اور اُنمیں ہوا بہر جائیگی اور یہہ جامہ طرفۃ العین میں
تجھے منزل مقصود پر پہونچا دیگا۔ سوئم دشمنوں کے زغہ میں آجاسکے تو اس جامہ
کی برکت سے سوگز سے زیادہ جست کرے گا۔ چہارم کیساہی دریائے ذخار
طوفان خیز سدراہ ہو اور کشتی میسر نہ آئے بے وسواس اپنے کو دریا میں ڈال
دینا ایسے عبور کروگے کہ جیسے کشتی میں ہو۔ پنجم جسقدر بارگران منظور ہو باندھ
کر کندھے پر رکھہ لینا بوجھل معلوم نہوگا۔ ششم صاحب جامہ کو آتش مشتعل
اثر نہیں کرتی۔ ہفتم کوئی شخص تجھ سے اس جامہ متبرک کے لینے پر قادر نہوگا
اگر تم دشمنوں کے ہاتھ گرفتار ہو جاؤ تو یہہ حریفوں کو نظر میں بعینہ جلد بدن کے
مانند محسوس ہوگا اور تا بہ مرگ بدن سے جدا نہیں ہونیکا۔ اس جامہ کے یہہ
خواص سن کر توفیق خوش نصیب نے غایت خوشی و فرح سے حکیم صاحب
کے قدم کو بوسہ دیا۔ فلاطون ثانی نے توفیق کو غسل کروایا اور بدست خود جامہ
منقوش پہنایا۔ سپہر نے فی الحال بطریق امتحان خوب جست و خیز کی اور اُس
بزرگوار کو محظوظ کیا۔ حکیم صاحب نے اسی صندوق سے ایک چادر برد استبری نام کی
اور کہا اسکی یہہ خاصیت ہے کہ اگر فی المثل چالیس شتر قوی کا بوجھہ اس چادر میں
باندھ دے گا با آسانی بندھ جائے گا اور اٹھانے کے وقت بہمہ وجوہ دس
سیر سے زیادہ وزن معلوم نہوگا۔ حکیم افلاطون ثانی نے پیر ایک انگشتری
دیکر کہا کہ یہہ جامہ اور یہ چادر حکیم سقراط نے تحفہ تیرے واسطے اس گنبد

ہیں جو اُس مغفور کا مقبرہ ہے امانت رکھے تھے اور میں امانت دار تھا لیکن یہ
انگشتری اپنی طرف سے دیتا ہوں۔ بظاہر اسکا خانہ نقرئی اور نگین آہنی ہے
لیکن اسکا مرتبہ سلیمان علی نبینا و علیہ السلام کی انگشتری سے کم نہ سمجھنا۔ حکیم
اسقلینوس اول نے جو حکیم افلاطون الٰہی کے جد بزرگ تھے اس
انگشتری کو اعمال طلسم سے بنایا تہا۔ اسکی خاصیت یہ ہے کہ جب صاحب
انگشتری اسے کف دست کی طرف پہرا ئے کسی کو نظر نہ آئے اور جب برعکس
عمل کرے تو ظاہر ہو۔ ایک مرتبہ یہ انگشتری ایک چرواہے کو مل گئی اور اُسنے
اسکے ذریعے سے دعوی پیغمبری کیا۔ حکیم سقراط نے اسکو جان سے مارا اور انگشتری
حاصل کر کے اُسپر اپنی طرف سے ایک نقش مثلث کندہ کیا۔ اس نقش کی یہ تاثیر
ہے کہ صاحب انگشتری سے عالم غفلت میں کوئی شخص انگشتری نہیں چھین سکتا
اس انگشتری کا نام خاتم الاسرار ہے۔ توفیق نے انگشتری لیکر اسی وقت اُسکا
امتحان کیا اور نہایت ممنون ہوا

تیسرے دن حکیم صاحب نے ایک آتار پختہ اس باغ کے ایک جوب مخصوص کی
منگوا کر اُسپر ایک اسم جلیل دم کیا اور توفیق کو کہلایا اور کہا کہ اپنا گانا سناؤ اب
تو ایسا نغمہ سرا ہو گیا ہے کہ وحوش طیور پر تیرے گانے کی تاثیر ہو گی۔ توفیق
پہلے ہی علم موسیقی سے ماہر تہا لیکن اب جو نغمہ سرائی کی تو اسکا کچھ اور ہی عالم تہا
واقعی اس باغ کے تمام طیور توفیق کے گرد و پیش جمع ہو گئے اور حکیم صاحب کو
وجد ہوا توفیق نے حکیم افلاطون ثانی کی ایک ایک شفقت بزرگانہ اور لطف
مربیانہ کی علیحدہ علیحدہ شکر گذاری کی اور کہا

کارہا بموافقت خدا ساز شود   گر قطرہ بہ دریا چو رود باز شود

مہتر توفیق نے حکیم افلاطون ثانی سے عرض کی کہ مجھے از روئے ناشفقت کچھ حال صاحبقران کا بتلائیے۔ حکیم صاحب نے فرمایا کہ بدر منیر دولت واقبال العالیہ میں کامران ہے۔ بخیر رخصت ہوا اور صاحبقران کی خدمت میں پہونچ۔ مہتر رخصت ہو کر گنبد میں گیا اور حکیم سقراط کی مزار مقدس کا طواف کیا اور انکی روح کو ثواب ناتجہ پہونچایا اٹھا ٹکٹکی لگا کر دیکھا کہ سقف گنبد میں ایک لعل رمانی چالیس مثقال سے زیادہ وزن کا آویزاں ہے اور اسکی روشنی سے تمام گنبد روشن ہو رہا ہے لعل کے دیکھنے سے توفیق کے مونہہ میں پانی بھر آیا اور اس لعل کو اتار لیا گنبد سے نکل کر حکیم صاحب کی صورت سے اپنی ہیئت تبدیل کی اور کوکب کے پاس آیا اور کوئی الزام لگا کر اسکا لباس اتار لیا اور ایک درخت سے باندھ کر اسکی شکل کو کب حکیم صاحب کے پاس آیا اور بچشم اشکبار کہا قبلہ وکعبہ ایک مرد اجنبی وزد دمکار کو حضرت نے وہ نعمت ہائے گوناگون عطا فرمائیں اور مجھے ایک چیز بھی نہ بخشیں۔ حکیم صاحب نے فرمایا کہ وہ اشیا اسی کا حق تھیں لیکن میں تجھے بھی ایک شے تحفہ دیتا ہوں چنانچہ ایک لباس اُسے دیا اور فرمایا کہ یہ لبوس حضرت موسیٰ علی نبینا علیہ السلام کا ہے اسکی خاصیت ہے کہ نہ پرانا ہو اور نہ جلے بلکہ میلا ہو جائے تو آگ میں ڈالا جاتا ہے اور مرتبہ اول سے زیادہ تر صاف وبراق ہو جاتا ہے

لبوس تحفہ سے کوکب کا نیز منور تقدیری سے سب بے خبر ہیں

راہ لی۔ تمام دن دشت کوہ میں راہ قطع کی مگر شام کو خود کو اسی کوہ پر پایا یہ
دیکھ کر سمجھا کہ مقدسوں سے دغا اچھی نہیں۔ یہ لعل وغیرہ مجھکو نہیں جانے نہ
دینگے۔ بہت پشیمان ہوا اور ناچار نادم و منفعل حکیم صاحب کے پاس
آیا اور وہ لعل حکیم صاحب کے سامنے رکھدیا۔ حکیم صاحب نے فرمایا کوکب
کو بھی جانثر کر جسکا لباس لیا اور اُسے باندھ گیا۔ یہ سن کر توفیق سخت
شرمندہ ہوا اور کوکب کو درخت سے کہول کر لایا اور اپنے قصور کا عذر
کیا۔ حکیم نے ارشاد کیا کہ اب تجھے صاحب مزار سے رجوع لانا چاہیے
مہتر گنبد کے روبرو بیٹھ گیا اور وہ شب آہ وزاری اور دعا و مناجات
میں گذاری۔ بار بار یہی دعا کرتا تھا بار الہا صدقہ اپنے عزوجلال کا
طمع کی مرض سخت سے مجھے شفا بخش۔ آخر شب توفیق کی آنکھ لگ گئی
خواب میں حکیم سقراط تشریف لائے اور فرمایا اے توفیق ملول نہو یہ لعل
ربانی بھی تیرے ہی واسطے تھا اور اس جزو طمع کو مرض مزمن سمجھہ خدا جل
شانہ کو منظور ہے کہ تو کفار ذات شداد سے بہ فن عیاری اور اہل اسلام کی
بہ رضامندی زر و مال لے اور فقیر او مساکن کو فی سبیل اللہ دے۔ انشاء
اللہ العزیز ہر شہر و بلاد میں مسافر خانے تیری طرف جاری ہونگے اور تیرا
لقب تمام عالم میں کریم العصر ہوگا تو ایسا سخی ہوگا کہ بوقت مرگ ایک حبہ
تیرے پاس نہو گا حتے کہ گور و کفن تیرا لوگ عند اللہ کر دینگے۔ توفیق
اس خواب سے کہ بہ از بیداری تھا بیدار ہو کر حکیم صاحب کے پاس آیا حکیم
صاحب نے حقیقت خواب سن کر لعل توفیق کے حوالہ کیا مہتر نے کوکب

عذر معذرت کی اور اُسے اپنا برادر دینی کیا

وہاں سے روانہ ہوکر توفیق چوتھے روز ایک آبادی کے قریب پہونچا وہاں ایک شادی شاہانہ کا سامان ہورہا تہا۔ ایک شخص سے پوچھنے پر دریافت ہوا اُس شہر کا شیروان اور بادشاہ کا بہرام شاہ نام ہے اُسکی دختر ملکہ سرو آزاد کی شادی عروسی ہے اور بہزاد شاہ بادشاہ ملک شہرستان ملکہ سے منعقد ہونے کیلئے آیا ہے۔ شاہ ہال شہر بت پرست ہیں توفیق نے جو زودانت سنی دل میں کہا اگر تیری سعی اور حسن تردد سے بہرام شاہ وغیرہ مسلمان ہوجائیں البتہ یہ امر صاحبقران کی خوشنودی کا باعث ہوگا۔ یہ قرار دیکر مہتر نامدار ایک زن گل فروش کی صورت سے بہرام شاہ کے محل سرا میں پہونچا اور عندالفرصت گلدستہ بیہوشی سے ملکہ سرو آزاد کو بیہوش کرکے لوگوں سے مخفی محل سے لے آیا اور ایک غار کوہ میں لیجاکر اُسے ہوش میں لایا اور بہ فصاحت مذہب بت پرستی کے نقائص اور ذمائم اور آئین خدا پرستی کی خوبیاں بیان کیں۔ سرو آزاد ازبسکہ عقلمند و فہیم تھی چند مرتبہ کی تلقین وہدایت سے توحید و نبوت کی قائل اور از ہمہ صدق مسلمان ہوئی یہاں محل سرائے شاہی اور بہزاد شاہ کے لشکر میں ملکہ کے گم ہوجانے سے ہنگامہ حشر برپا ہوا حسب گریہ وزاری اور تلاش و تجسس سے کچھ فائدہ نہ نکلا بہرام شاہ اور بہزاد شاہ شہر کے باہر بتخانہ زرین میں آئے اور داد وزاری میں مصروف ہوئے مہتر نامور نے بعد دریافت حال اپنی شکل مجاوران بتخانہ کی صورت سے مشابہ کی اور بتخانہ میں داخل ہوکر

وقت فرصت فتیلہاے عنبر و عود پر جو تخت بت کے گرد و پیش بکثرت روشن تھے دارو ئے بیہوشی چھڑکی - ایک لمحہ میں سب مردمان بیہوش ہوگئے مہتر نے پیکر بت کو پاش پاش کیا اور اُسے تخت کے نیچے پھینکدیا - جب چند لمحہ کے بعد حضار بتخانہ ہوش میں آئے اور وہ سامان موحش دیکھا بہت حیران اور خائف ہوئے - مہتر انگشتری کو کف دست کی جانب پھرا کر حاضرین کی نظر سے غائب ہوگیا اور بہ آواز مہیب کہا - اے بہرام شاہ و بہزاد شاہ وغیرہ کب تک ایک بت تراشیدہ کو اپنا معبود سمجھو گے اور اپنے ہاتھ کی بنائی ہوئی شے سے برلانے حاجت چاہو گے - قابل پرستش فقط خدا لے لاشریک ہو لایماند ہے جسنے حیوانات اور نباتات اور جمادات کو بنایا وقت صباح اس صورت و شان کا ایک آدمی بتخانہ میں آئے گا جو دین حق و بندہ ایزد تمکو تلقین فرمائے بہ صدق نیت قبول کرنا ورنہ تم سب ایک دم میں فنا کئے جاؤ گے اُسی مرد عالی قدر کی مہربانی سے تمہاری مشکل بھی آسان ہوگی یعنی مہر و آزاد بہ خیر و عافیت اپنے تخت سراہیں پہونچ جائیگی - ہنگام طلوع آفتاب توفیق بصورت اصلی بکمال عظمت و جلال سے بتخانہ میں آیا اور معلق زنان بت بزرگ کے تخت پر جو اب خالی پڑا تھا جلوس فرمایا اور بہ زبان فصیح خالق کون و مکان کی وحدت و عظمت اور انبیا کی رسالت میں وعظ و نصیحت کی - بہرام شاہ نے کہا کہ جو کچھ جناب عالی نے فرمایا ہمنے بہ گوش ہوش سنا اور دل سے ہر ایک فرمودہ کی تصدیق کرتے ہیں گذشب مرد غیب نے یہ بھی کہا تھا کہ مہر و آزاد بھی دستیاب ہو جائیگی - توفیق نے مہر و آزاد کو محل میں پہونچا چکا ہے

ہوا لمحہ دو لمحہ میں یہ بشارت بھی پوری ہوتی جاتی ہے اتنے میں محلسرا سے خبر آئی کہ ملکہ مہر و آزاد صبح اپنے پلنگ پر خیر و عافیت موجود پائی گئی۔ بہرام شاہ مع لشکر در مایا اُسی وقت مسلمان ہوا۔ بہزاد شاہ بولا کہ مینے بچائے خود یہ عہد کیا تہا کہ جو عمر وزید مجھے زور دست و بازو اور فنون پہلوانی میں مغلوب کریگا وہی میرا مرشد ہوگا آپ میری حجت بھی قطع کریں۔ مہتر اُسی وقت میدان میں جاکر اُس سے زور دست و بازو میں در آیا دو روز تک باہم کشش کوشش کرتے رہے آخر جامہ منقوش کی برکت سے توفیق غالب آیا اور بہزاد شاہ باخلاص مسلمان ہوا۔ اس ہنگامہ کے بعد توفیق نے اپنا اور صاحبقران کا سب احوال بیان کیا اور بہت کچھ مال و اسباب دونو بادشاہوں سے لیا بہرام شاہ نے از سر نو شہر کو آئین بند کروایا اور بہ تزک شاہانہ حسب شرع عیسوی بہزاد شہر شانی سے مہر و آزاد کا نکاح کر دیا۔ بہزاد شاہ نے مہتر والا گوہر سے اپنے ملک میں جانے کی رخصت لی اور وعدہ کیا کہ وہاں دین اسلام کی اشاعت کے بعد صاحبقران گیتی ستان کی خدمت عالی میں حاضر ہونگا بہرام شاہ تیس ہزار سوار و پیادہ کی جمعیت سے توفیق کے ہمراہ ہولیا

جب الطاقیہ ساتھ منزل رہا توفیق نے ایک جگہہ پر بہرام شاہ کے لشکر کا مقام کرایا اور خود تنہا الطاقیہ کو روانہ ہوا۔ اسوقت وہاں طاقان زرین کمر کی کتخدائی کا چار طرف ہنگامہ شادی برپا اور صاحبقران کی بارگاہ میں ارباب نشاط کا ہجوم ہو رہا تہا۔ توفیق بھی اُسی گروہ میں مل گیا ایک سہرداز حمراق ہمراہی جو علم موسیقی میں دستگاہ رکہتا تہا اُسوقت بارگاہ میں داخل ہوتا تہا

اسنے اندر پہونچ کر عرض کی یا صاحبقران ایک پیر مرد گوژہ پشت دہقان صورت خستہ لباس ایک ساز بصورت ستار در بارگاہ پر بجا رہا ہے۔ مینے آجتک اس صدا کا ساز اور ایسا استاد کامل نواز نہیں دیکھا۔ گویا ایک بلبل ہزار داستان بہ نوا ئے خوش چہک رہا ہے۔ کسی وقت کچھ گاتا بھی ہے۔ اسوقت سامعین کو محویت کا درجہ حاصل ہوتا ہے۔ صاحبقران نے حکم دیا اسے لباس فاخرہ پہنوا کر حاضر کرو۔ اس مطرب ضعیف نے سامنے ہوتے ہی یہ شعر پڑہا

خاکساران جہان را بہ حقارت منگر تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

صاحبقران نے پوچھا اے شخص تیرا نام کیا ہے۔ پیر مرد نے دست بستہ کہا غلام کو استاد غیر مکرر کہتے ہیں۔ جملہ اہل مجلس خوب ہنسے بلکہ صاحبقران سے بھی ضبط خندہ نہو سکا۔ پیر مرد نے کہا خداوندا غلام بہ حسب صفات غیر مکرر ہے پھر حضور اس نام سے ناحق متعجب ہوتے ہیں۔ صاحبقران نے فرمایا خیر اب کچھ گاؤ۔ پیر مرد نے وہی ساز خستہ حال غلاف کہنہ سے نکالا اور سر ملا کر اس انداز و صدائے خوش سے ترانہ مبارکباد گایا کہ چہار طرف سے تحسین و آفرین کی صدا بلند ہوئی۔ صاحبقران اصغر کے دل پر بھی صدائے خوش نے ایسی تاثیر کی کہ بے اختیار اشک گرم چشم مبارک سے جاری ہوئے اور اسوقت ملکہ خورشید نگار کا تصور دل پر غالب آیا اور استاد غیر مکرر کو ملبوس خاص مع جواہر بخشا اور فرمایا اے غیر مکرر جسقدر تعریف تیرے نغمہ کی ہمنے سنی تھی اس سے دہ چند لطف آیا۔ اسنے کہا میرا نغمہ ایسا نہیں ہے کہ کوئی تعریف کرے ہاں میرا استاد ایسا ہے کہ اسکی جسقدر تعریف کیجائے بجا ہے اگر حکم ہو تو اسے خدمت عالی مین بہیجوں۔ صاحبقران نے پوچھا۔ تیرے

استاد کا کیا نام ہے اور اسکی عمر کتنی ہوگی۔ پیر مرد نے کہا اسکو اُستاد بے مثل کہتے ہیں۔ عمر اسکی دو سو برس کے قریب پہونچی ہوگی۔ صاحبقران نے فرمایا حیرت کی بات ہے کہ اس عمر میں اُسکا دم قائم رہتا ہے۔ کل اُسے ضرور بھیجدینا۔ اُس عیار طرار نے ایک مقام محفوظ میں جاکر تمام مال و اسباب دفن کردیا اور دوسرے دن صورت اپنی ہیئت اول سے بھی زیادہ نحیف و ضعیف بنائی اور ستار کے عوض ایک طنبورہ جو طول میں چار گز سے زیادہ تھا اور دوسرے ہاتھ میں ایک عصا لیکر لرزاں و لغزاں بارگاہ میں پہونچا۔ جسوقت صاحبقران عالی وقار اور الپاق شیلہ اور طاقان وغیرہ سرداروں نے اسکی صورت مضحک دیکھی ہنسی کی شدت سے غش ہوگئے۔ صاحبقران نے پوچھا تیرا نام کیا ہے اور اس سن میں سیدھا کھڑا ہونا اور صاف بات کرنا مشکل ہے کس غرض سے یہاں آنے کی تکلیف اٹھائی۔ اُس مطرب عمر خوردہ نے بزبان فصیح و بلیغ دعائے طویل دی اور کہا مجھے استاد بے مثل کہتے ہیں۔ شاید صاحبقران نے اُس طفل غیر مکرر کے ہاتھ مجھے بلایا تھا۔ صاحبقران نے فرمایا تو اپنے شاگرد غیر مکرر کو ساتھ نہ لایا۔ استاد بے مثل نے کہا اُس چھوکرے کو گانے بجانے میں کچھ دقوف نہیں میرا اُسے حکم ہے کہ کسی مجلس میں میرے ساتھ نہ آئے۔ حضور مجھے تنہا نہیں لیکن میں اس شرط سے نغمہ سنایا کرتا ہوں کہ جو شخص حضار مجلس سے میرے ساز و نوا کی تعریف کرتا ہے یا بہ طریق تعریف گردن ہلاتا ہے میں اُس سے بقدر اسکی حیثیت کے زر نقد لے لیتا ہوں اور علاوہ اسکے اُسکا لباس بھی میرا ملک ہوجاتا ہے۔ اگر اہل مجلس تمام رات میں دس بار میرے گانے کی تعریف کرینگے اُتنی ہی مرتبہ اُنسے انعام لونگا خواہ خوشی

دل دین خواہ بہ اکراہ - سب نے کہا نہ ہم تعریف کرینگے نہ انعام دینگے - بعد عہد و پیمان استاد بے مثل نے طنبورہ کندھے پر رکھا اور اس لطافت سے تارون کو ملایا کہ تمام اہل طرب نے اسکے ہاتھ کو آنکھوں سے لگایا - ادھر اہل مجلس بے اختیار بول اٹھے کہ اس پیر فرتوت کے گانے کا حال فقط تارون کے ملانے سے ظاہر ہو گیا - اُستاد بے مثل نے طنبورہ کندھے پر سے رکھدیا اور صاحبقران سے کہا خداوند "الکریم اذا وعد وفا" حسب الحکم سب امرا نے حسب قدر زر نقد و لباس مع جواہر بے مثل کو دیا - بے مثل آداب و مجرا بجا لایا اور عرض کی یا صاحبقران اپنے سرداران کو بار دگر سمجھا دیجیے کہ تعریف سے باز رہیں ورنہ ہر بار انعام دینا ہوگا - بے مثل نے پھر طنبورہ کے تار ملائے اور یہ غزل حافظ علیہ الرحمۃ کی شروع کی ؎

ساقی بہ نور بادہ بر افروز جام ما — مطرب بگو کہ کار جہاں شد بکام ما

ہنوز دو ہی شعر اس غزل کے گائے تھے کہ جام منقوش کے اثر سے چار طرف بارگاہ میں تحسین و آفرین کا شور و غل مچا اور سب کو رقت طاری ہوئی - اُستاد نے پھر کندھے پر سے طنبورہ رکھ دیا اور پہلے سے زیادہ انعام حاصل کیا - غرض سات بار یہی نوبت گذری - راوی کہتا ہے کہ ہر بار صاحبقران کا انعام تین چار لاکھ روپیہ ہوتا تھا اور اسکے قریب قریب باقی امرا دیتے تھے - جب قلیل شب باقی رہی توفیق بے مثل اس اصول اور صدائے خوش سے گایا کہ بے اختیار اہل بزم کی آنکھیں بند ہو گئیں اور کسی واحد کو ہوش نہ رہا - مہتر نے تمام مال از اسباب اور زر نقد چادر استبرق میں باندھا اور بارگاہ سے نکل کر صحرا کی راہ لی - میاں نبب

صبح کو سب چلے گئے ہر ایک بجائے خویش بے عقل کے مقدمہ میں حیران تھا صاحبقران
نے سپہ سبک پا اور تیزان تیزرو کو دیہات اطراف میں بھیجا مگر کہیں غیر کمر را اور
بے مثل کا نشان نہ ملا۔ وقت شب بدستور محفل عیش و نشاط اور بزم رقص و سرود
گرم ہوئی۔ مہتر ذوفنون نے اس روز ایسے ایک پیر ناتوان کی صورت بنائی
کہ الف قامت مثل دال خم تھا اور ایک قانون کہنہ و شکستہ کندھے پر رکھ کر ہر قدم
پر ہلتے ولتے گرتا ہوا گرتا پڑتا چلا آتا تھا۔ تمام اہل بارگاہ اسکی طرف متوجہ ہوئے
وہ بہ دو دست ادب رسم ادب کورنش بجالایا اور بہ فصاحت و بلاغت صاحبقران
اصغر کو دعا دی۔ صاحبقران نے پوچھا تو کون ہے اور یہاں کس غرض سے آیا
ہے۔ اسنے کہا بیکس نواز امیری قوم نغمہ سرا ہے اور غلام کو استاد بے مانند
قانون نواز کہتے ہیں۔ وطن میرا جزیرہ النسیب ہے جو دریائے محیط میں واقع ہی
وہاں خاص ہمارے ہی پیشہ کے آدمی رہتے ہیں۔ سال میں ایک بار ہماری تمام
قوم ساحل پر جاتی ہے اور وہاں بالاتفاق گاتی بجاتی ہے۔ ماہیان خورد و کلاں
دریا سے نکلتی ہیں اور صدف ہائے پر از مروارید اور مرجان وغیرہ جواہر
بحری گران قیمت کا ہمارے روبرو انبار کردیتی ہیں۔ اُس گنج درو جواہر سے ہم
لوگ تمام سال ایام زندگی بنہایت عیش و آرام سے گذارتے ہیں۔ میں ایک مرد
ہفتصد سالہ ہوں لیکن کبھی تنگدستی کی زحمت نہیں اٹھائی اور نہ کبھی وطن سے
کہیں گیا ہوں البتہ آج ایک امر ضروری کے باعث بندگان عالی کی خدمت میں
حاضر ہوا ہوں۔ وہ امر یہ ہے کہ میرا ایک فرزند خوردسال ناتجربہ کار بے مثل نام
ایک سہل بات پر مجھ سے آزردہ ہوکر گھر سے نکل گیا سنتا ہوں ایک مرد گوشہ نشین ہیچ ان

مگر محبت فرزند اس امر کی مقتضی ہوئی کہ اسکی تلاش میں کنج عافیت سے آوارہ ہوا
اثنائے تجسس میں سنا کہ اس طفل نامعقول نے جسے خود گانے بجانے میں وقوف
نہیں ایک دہقان زادہ کو علم موسیقی کی تعلیم دی اور وہ دونو استاد و شاگرد پیش
خدمت عالی میں باریاب ہوئے اور اپنے ناقص فن کے مطابق ناچیز انعام لے
گئے۔ حضور مجھے اس کم بخت کا پتہ دیں کہ قرار واقعی تنبیہ و سرزنش کروں۔ زیادہ
تر اندیشہ کی یہ بات ہے کہ اگر مچھلیاں یہ حال سن لینگی کہ ہمارا فلاں میراثی فلاں
بادشاہ کے روبرو گایا اور اتنا قلیل انعام پایا ہمارا مقررہ وظیفہ بند کر دینگی صاحبقران
نے فرمایا کہ ہمنے یہ بیان ہزل سن لیا کہ ماہیان دریا نغمہ سنتی ہیں۔ آج کی شب
تم ہمیں سناؤ۔ دیکھیں بے مثل سے کسقدر بہتر گاتے ہو اور اس پیرانہ سالی
میں تمہارا دم کہاں تک قائم رہتا ہے۔ بے مثل کہیں نہیں ہوگا ملجائیگا۔ بے مانند
نے کہا ہر گاہ ماراں دشتی نغمہ سنتے ہیں ماہیان دریائی کا نغمہ سننا کس دلیل سے
حضور کے نزدیک صحیح نہیں ہے۔ اور بے مثل گانا بجانا کیا جانے۔ شاید برس
اور تعلیم پائے تو کسی لائق ہو۔ لیکن میرا گانا حضور نہیں سن سکتے کہ میں مچھلیوں
کا خاص قانون نواز ہوں اگر انہوں نے میری نسبت یہ بات سن لی کہ میں کسی
کے روبرو گایا تو میری ہلاکت میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھینگے۔ قطع نظر اسکے میرا
گرانبہا انعام شاید حضور گوارا نہ کریں الغرض اسنے بعد وعدہ وعید بسیار اس قانون شکستہ کو غلاف سے نکالا اور عرض
کی کہ میرے ساز کے شکم کو تین بار جواہر گرانبہا اور زر سرخ سے بھر دیں تاکہ صدائے ساز کو رونق ہو صاحبقران
اسکی اس فرمائش نامعقول سے دل میں معقول ہوا لیکن بہ پابندی وعدہ اسکی درخواست کو قبول فرمایا بے مانند
زر و جواہر اپنے قبضہ میں لاکر اس لطافت سے قانون بجایا کہ ستمگر ماہیان کے کان بہی بہرے ہو گئے اہل مجلس کو سکتہ

کی نوبت پہونچی۔ صاحبقران نے پانسو تومان زر سرخ خود استاد قانون نواز کو انعام دئے اور حسب حیثیت ہر ایک سردار و امیر سے انعام دلوایا۔ اُس مطرب فیلسوف نے بار دگر قانون کی تاروں کو ملا کر ایسا باج بجایا کہ اہل مجلس ہنستے ہنستے بے دم ہو گئے۔ اسی طرح بار سیوم جمیع سرداران کو مع صاحبقران خوب رولایا اور ہر بار پہلے سے زیادہ انعام پایا پھر یک حجرہ میں گیا اور ایک طفل امرد حسین مزلف کی شکل سے مینا سے مے گلفام اور جام الماس تراشیدہ ہیں لیے کرایں انداز معشوقانہ و جلوہ ہوشربانہ حجرہ سے نکلا کہ اہل دربار بیتاب ہو گئے اور ہر گوشہ سے صدائے "فتبارک اللہ احسن الخالقین" بلند ہوئی۔ جامہ منقوش کی برکت سے توفیق کو ایسا کمال دیدنی اسوقت حاصل ہوا تھا کہ صاحبقران فریفتہ ہو گیا۔ اُس طفل مزلف نے ایک جام لبریز بادہ روح بخش کا نہایت انداز و غمزہ سے صاحبقران کو دیا اور عقد مروارید انعام میں تو سل کی مین بعد الطلاق شاہ اور خاقان اور سرداران حاضر کو نوبت بہ نوبت بہ ناز و عشوہ شراب پلائی اور ہر ایک سے انعام معقول لیا۔ دوسری مرتبہ ایک زن چاردہ سالہ رشک کی دغیرت حور کی شکل سے برآمد ہوا اور ایسا ناچا اور ایسا گایا کہ ہر ایک ضرب اور ہر ایک تان کشندہ اور زندہ کرنے والی تھی۔ اس مرتبہ سے چند چار چند انعام پایا تیسری مرتبہ تو وہی پیر مرد منحنی قامت قانون نواز تھا۔ در آداب بجا لا کر نہایا اس ہیئت اصلی کا انعام مانگا۔ صاحبقران نے پانچ ہزار تومان دیے استاد بے مانند نے اس دفعہ ایسا قانون بجایا کہ کسی بشر کو اپنے حال کی خبر نہ رہی حتے کہ پاسبان بھی غافل محض ہو گئے۔ توفیق تمام زر و جواہر

چادر اسبقرق میں باندھ کر باد صرصر کی مانند لشکر ظفر پیکر سے باہر نکل گیا، وزیب
دستور اُس مال کو مغارت کوہ میں دفن کر کے باغ دلکشا کی راہ لی جہاں ملکہ
گل افروز کی مجلس عروسی گرم تھی

مہتر توفیق نے اول باغ کی سیر کی پھر موقع پاکر نرگس دایہ کو بیہوش
کیا اور دایہ کی صورت سے گل افروز کے پاس پہونچا۔ گل افروز کو ایک گلدستہ
بیہوشی دیا کہ شاہزادہ طاقان نے بطور تحفہ بھیجا ہے۔ گل افروز نے بے دسواس
اُس گلدستہ کو سونگھا اور بیہوش ہو گئی۔ توفیق ہزار کارہ نے خواتین محل کی نظر
سے مخفی اسے چادر عیاری میں باندھا اور بہرام شاہ کے لشکر میں پہونچا کر ایک خیمہ
عالی شان میں ملکہ گل افروز کو ہوش میں لایا۔ ملکہ پہلے بہت مضطرب ہوئی لیکن
جب مہتر مہتران نے اپنا نام و نشان اور قصد و منشا ظاہر کیا خاموش ہو رہی
توفیق نے اُس لشکر کو قافلہ تجار کی صورت بنایا اور اپنے کو ملک التجار بنا کر
خواجہ سپید بخت نیکو روز کا خطاب دیا اور دریا کی راہ سے الطافیہ کو روانہ
ہوا

یہاں صبح کے وقت نماز و وظائف سے فراغت حاصل کر کے صاحبقران
نے دنگل صاحبقرانی پر جلوس فرمایا اور بے مانند کے شعبدوں کا تذکرہ ہوا
اس گفتگو میں تیز ان عیار ملکہ گل افروز کا برادر رضاعی گریبان چاک بارگاہ میں پہونچا
اور عرض کیا کہ گل افروز نصف شب کے بعد خود بخود گم ہو گئی غلام نے اوسوقت
سے ایک عالم کو درہم و برہم کر دیا ہے پر کہیں پتہ نہیں لگا۔ اس خبر سے
دربار کی کیفیت دگرگوں ہو گئی اور طاقان نے یہی حالت ایسی تباہ کی کہ الفاظ

کی آنکھوں سے بھی اشک حسرت و افسوس جاری ہوئے صاحبقران
یہ مشاہدہ کر کے خیمہ عبادت میں تشریف لایا اور حکیم بوریا نی لی کا بتایا ہوا
ایک اسم باعداد معین پڑہا اور بعد اوراد اپنے دل کو نہایت قوی اور مطمئن پایا
شاہزادہ طاقان کو اسی جگہ بلایا اور کہا اے عزیز القدر مضطر ہو خدائے عز و جل
کی درگاہ سے امید قوی ہے کہ گل افروز سلامت و محفوظ تیرے پاس ہو تجھے
تمکو لازم ہے کہ اسکی جستجو میں عیاروں کو چار طرف روانہ کرو

صاحبقران اس اداسی میں ایک دن تنہا شکار کو گیا۔ صید و شکار کے بعد
واپس آتا تھا کہ ایک باغ سے ایک نوجوان خوش رو بے ریش نکلا اور آداب
مجرا بجا لاکر باغ کے اندر لے گیا۔ بارہ دری کے صحن کی کرسی پر ایک کرسی زرنگار
بچھی تھی اُسپر صاحبقران اصغر کو بٹھایا اور سامان مے کشی حاضر کیا۔ جب بادہ ناب
سے دماغ گرم ہوا صاحبقران پر ملکہ خورشید نگار بنت سلطان رکن الدین خریداز
کے عشق و محبت کے خیالات نے ہجوم کیا اور حسرت زدہ نالے کہ نعرہ دلی
میزبان نے عرض کی حضور کوئی مطلوبہ رکھتے ہیں جسکے فراق میں ایسی آہ و نالہ
سوز کھینچی ہے یہاں بھی ایک مظلوم مہجور ہے اسکا معشوق سقدر تند طبع و
نالی دماغ واقع ہوا کہ اسکے خوف سے اپنی سوزش دل کا اظہار کرنا مصلحت
نہیں سمجھتا۔ حضور کو ایسے نامرادوں کے حال زار پر رحم فرمانا ضرور ہے
انشاء اللہ العزیز بفحوائے "اَحۡسِنۡ کَمَاۤ اَحۡسَنَ اللّٰهُ اِلَیۡکَ" پروردگار عالم آپکا
کے بھی تمام مقاصد دینی و دنیوی بر لائے گا۔ صاحبقران نے فرمایا ہم بھی
دیکھیں وہ کون ہے وہ جوان ایک گوشہ باغ میں چلا گیا ایک لمحہ کے بعد

صاحبقران کیا دیکھتا ہے کہ اُس جانب سے صدہا کنیزان خوش جمال و خواصان پری تمثال لباس ہائے پُر تکلف و زیور گوناگون صف بہ صف چلی آتی ہیں اور انکے حلقہ میں ایک نازنین مہ جبین ملبوس شاہانہ و انداز شاہدانہ بہ آہستہ قدمی و سبک خرامی ادہر آرہی قریب آکر بہ ناز و انداز سلام کیا اور زیر کرسی فرش پر خاموش و سرنگون بیٹھ گئی اندک عرصہ میں ایک زن جوان چُست و چالاک وہاں آئی صاحبقران نے ترکیب اعضا سے صاف پہچان لیا کہ یہی شعلہ رو بہ صورت مردانہ مجھے باغ میں لائی ہے۔ آخر پوچھا کہ یہہ کیا ہنگامہ آرائی ہے وہ مظلوم کون ہے اور ظالم کہاں ہے۔ اس خواص نے کہا وہ مظلوم خستہ جان فراق زدہ یہی ملکہ ماہ افق خوبی ہے اور گستاخی معاف ظالم بے پروا آپ کی ذات عالی سے مراد ہے جب سے حضور کے حسن یوسفی کا شہرہ اس مصیبت زدہ نے سنا ہے زلیخا وار پریشان و سوزان ہے۔ آخر مین نے اس حیلہ حضور کی خدمت مین اُسے باریاب کیا۔ صاحبقران اصغر ہنسا اور کہا یہہ روایت راست ہے یا دروغ ہمنے سن لی۔ اب اپنا نام معہ ملکہ کے حسب و نسب کے بیان کر۔ اس پرکالہ آفت نے کہا کنیز کو ظرافت کہتے مین۔ اور ملکہ کا نام سرو سیمین ہے ملک لطاق شاہ کی دختر نیک اختر اور شاہزادہ طاقان کی خواہر مہر پرور ہے۔ صاحبقران نے ملکہ سرو سیمین کا حسب و نسب دریافت کرکے اُسپر بہت مہربانی فرمائی اور وہ رات اُسی باغ مین میگشی اور عیش و نشاط مین بسر کی

جب مہتر توفیق مع لشکر بصورت قافلہ تجار الطاقیہ مین داخل ہوا۔ تیز ان تیز رو چہار طرف ملکہ گل بافروز کی تلاش کر آیا تھا اُس قافلہ مین گیا جسوقت سیر کنان اُس کاروان عالیشان کے چارسو بازار مین پہونچا کیا دیکھتا ہے کہ خاص چوک مین ایک خیمہ عظیم استادہ اور اسکے گرد پیش خاعت ہائے بانائی کشیدہ مین۔ شہزادہ تماشا نے مجمع بیتا اور خیمہ کے اندر جاتے ہیں تیز ران

بھی خیمہ مین گیا دیکھا کہ خیمہ کی چار طرف مردان خوش جمال اور زنان پری تمثال کی تصویرین نصب ہیں اور انمین ملکہ گل افروز کی تصویر بھی ہے یہہ دیکھکر تیز ان براہ راست بارگاہ صاحبقرانی مین پہونچا اور اُس قافلہ اور خیمہ تصاویر مین گل افروز کی تصویر کے نصب ہونے کا حال سنایا اور کہا کہ حسب بیان مردمان قافلہ وہ تصویرین اُن کنیز و غلام کی ہین جو معرض بیع مین ہین۔ صاحبقران نے بعد تامل فرمایا کہ اُس قافلہ مین گل افروز کی موجودگی بظاہر باور نہیں آسکتی لیکن خداوند کارساز کے الطاف سے کچھ بعید نہیں کہ اُسی قافلہ سے ہماری مراد برآئے۔ پس الطاف شاہ اور طاقان اور چند امرا کو ہمراہ لیا اور بصورت مبدل اُس قافلہ مین پہونچے اور خیمہ تصاویر مین داخل ہوکر تصویروں کو دیکھنا شروع کیا جسوقت طاقان نے اپنی محبوبہ جانواز اور مطلوبہ دمساز کی تصویر دیکھی ہائے کا نعرہ مارا اور کہا ضرور گل افروز اس قافلہ مین ہے۔ صاحبقران مع اپنی جماعت کے خواجہ سپید بخت ملک التجار کے خیمہ مین تشریف لایا اور اُس تصویر کا پتہ دیکر فرمایا کہ ہم صاحب تصویر کے خریدار ہین جو قیمت کہو حاضر کرین۔ خواجہ نے فیروز دارو غہ خیمہ تصاویر کو بلاکر بہت سخت سست کہا اور صاحبقران سے عرض کی کہ وہ تصویر میری لڑکی کی ہے۔ اس نافہم نے سخت خطا کی کہ وہ تصویر نکلا مول اور کنیز و نکی تصاویر کے ذیل مین نصب کردی کسی شریف نے اپنی لڑکی کو فروخت کیا ہو تو مین بھی اپنی دختر کو بیچدون۔ میرا ارادہ ہے کہ اُس نیک اختر کو کسی شاہزادہ سے منسوب کرون۔ طاقان کو اپنے دل کی گواہی سے حق الیقین کا درجہ حاصل ہوا تھا کہ وہ تصویر گل افروز کی ہے بے تامل اُس سے منعقد ہونے کو راضی ہوگیا کہ سوداگر کے اصرار سے ایک نوشتہ مہری اس مضمون کا لکھدیا کہ ہم تم ... مہر کی ... دادا کرونگا۔ اس کار روائی کے بعد دونوں طرف سامان

شادی شروع ہوگیا اور مہتر توفیق نے باغ دلکشا اس تقریب کے لیئے لیا جس سے گل افروز گم ہوئی تھی۔ ہر چند کہ صاحبقران اور طاقان غور کرتے تھے کہ گل افروز کیونکر اس سوداگر کے ہاں پہونچی اور اگر گل افروز وہان نہیں ہے تو وہ تصویر کسکی ہے مگر کچھ فہم میں نہ آتا تھا ناچار میران کو تجسس پر مامور کیا اور وہ وقت شب اس باغ میں پہونچا اور یہ خوشخبری لایا کہ واقعی گل افروز باغ میں بہ لباس عروسی موجود ہے۔

ایک ہفتہ کامل ہنگامہ جشن و سور برپا رہا۔ عقد کے روز حسب دستور ملک التجار محفل میں نہ آیا اور کہلا بھیجا کہ نکاح خوانی کیواسطے ہماری طرف سے قاضی صاحب تشریف لائینگے۔ چنانچہ دو ساعت کے بعد ایک پیر مقدس ملائک صورت سپید ریش دراز شملہ تسبیح ہزار دانہ ہاتھ میں لیئے ہوئے بہ تکبر تمام مجلس مقدس مین آیا۔ پہلے چند فقرے پر تاثیر معرفت الٰہی و معرفت انبیا علیہم السلام مین بیان کیئے پھر ایک خطبہ طویل العبارت پڑھ کر بساعت سعید مین شاہزادہ طاقان زرین کمر کا ملکہ گل افروز کے ساتھ عقد باندھا۔ نکاحنامہ مین بشرائط فریقین ممالک الطاقیہ و مہرافیہ کا مجموعہ رخصت سایہ عروس کے مہر میں لکھا گیا اور قاضی صاحب نے فرمایا کہ گل زر مہر اسی وقت یکمشت ادا ہونا چاہیئے۔ طاق شاہ نے بادل ناخواستہ زر مہر کا بارگاہ مین انبار کرا دیا۔ قاضی صاحب نے اس زر کثیر کو بآسانی اپنی چادر مین باندھ لیا اور باآن بزرگی و تقدس یا آن و دگٹھری کندھے پر رکھ بغیر اسکے کہ رخصت حاصل کرین یا کسی سے سلام علیک کہین مجلس سے غائب ہوگئے۔ تمام اہل مجلس اُس چادر اور قاضی صاحب کے معاملہ مین حیران تھے نکاحنامہ مین عروس کا نام گل افروز درج ہوا تھا یہ امر اور بھی موجب استعجاب ہوا۔ اُسوقت استاد خیر مکرر اور بے مثل اور بے مانند کے کارنامے بھی ہر ایک شخص کی آنکھوں کے سامنے تھے۔ محل شاہی مین جو عورت گل افروز کو دیکھتی تھی اُس سے اسکے حالات سابقہ کا

تذکرہ کرتی تھی لیکن وہ بہ ترشروئی جواب دیتی تھی اور اپنے کو ملک التجار کا فرزند قرار دیتی تھی
ملک التجار نے دوسرے روز حسب رسم سمدھیوں کو خلع فاخرہ پہنائے جب صاحبقران
اور ملک الطاق شاہ وغیرہ امرا و روسا نے خلعتوں کو غور سے دیکھا پہچان لیا پہچان لیا
کہ یہی خلعت جواہر وہ مطربان بازار اس لے گئے تھے جنکے داو استاد نے خود کو
جزیرہ النعیب کا باشندہ ظاہر کیا تھا۔ صاحبقران سے ضبط ہو سکا اور ملک التجار سے فرمایا
آخر ہلاسے روز کار سچ بتا یہ کیا شعبدہ بازی ہے کہ ایک بار تو غیر مرد کھا یاں دو دیکھ
بے مثل ہر تبہ سوم استاد بے ماتند بن آیا اور آخر گل افروز بیچاری کو چرا کر لے گیا اور اب
ملک التجار کہلاتا ہے۔ بہتر توفیق نے بہ جواب اسکے ایک خندہ رسا کیا اور مایک گوتہ میں
جاکر بہئیت اصلی مجلس میں آیا اور قدمبوس ہو کر سب سرگذشت اپنی سنائی۔ صاحبقران
نے جو مدت کے بعد توفیق کی صورت دیکھی جان عزیز کی مانند سینہ سے لگایا اور
اسکے واسطے جشن عالی کیا

ملک الطاق شاہ کا خود ارادہ تھا کہ ملکہ سر وسیمین کو صاحبقران سے منعقد کرے لیکن جس
وقت سے اُسنے اپنی خاتون کی زبانی یہ سنا تھا کہ سر و صاحبقران پر بہزار جان تو عاشق
ہے اس فکر میں تہا کہ کسی عمدہ تقریب سے یہ درخواست پیش کیجائے۔ اب جو صاحبقران
کو توفیق کی ملاقات سے نہائت شگفتہ خاطر پایا وزیر کے ذریعہ سے اپنا عندیہ ظاہر کیا
صاحبقران نے بعد عذر بسیار اس درخواست کو منظور فرمایا اور یہ شادی اس شوکت
و شان اور ساز و سامان سے ہوئی کہ اُس ملک میں ایسا ہنگامہ کبھی برپا ہوا تھا۔ شب عقد
قاضی عبد الباری عربی الاصل فاضل عصر وحید زمانہ نکاح خوانی کیواسطے مجلس میں آیا۔ اسے
صاحبقران نے ممالک الطاقیہ و صبراقیہ کا قاضی القضات مقرر کیا تہا ساعت نیک میں

قاضی نے صاحبقران اصغر کو ملکہ سرو سیمتن سے منعقد کیا اور اسی مجلس میں مہتر توفیق کا ظرافت سے صیغہ پڑھا گیا

روانہ ہونا مہتر توفیق کا غرائب نگار کو آنا بادشاہ اخلاقیہ کے سرداروں کا برسم رسالت صاحبقران اصغر کی خدمت میں

صاحبقران اصغر ایک شب ملکہ سرو سیمتن کی خوابگاہ مین استراحت مین تھا کہ قریب طلوع صبح صادق عالم واقعہ میں اپنے کو ایک باغ جنت نشان مین دیکھا۔ ناگاہ ایک تخت زرنگار اُس باغ مین اُترا اور تخت پر ایک نازنین چاردہ سالہ قمر دیدار متمکن ہے صاحبقران نے اُس ناہید آسمان حسن وجمال کو نظر امتیاز سے دیکھا پہچانا کہ ملکہ خورشید نگار بنت سلطان رکن الدین غریب نواز ہے۔ بے اختیار تعظیم دی اور بعد مدح وستائش کہا جس دن سے مینے تمہاری شکل دل آویز دیکھی ہے تمہارا تصور کوی لحظہ دل سے دور نہیں ہوتا۔ ملکہ خورشید نگار نے بہ تبسم خیر کہا سبحان اللہ یہ ہی مثل ہوئی "دروغ گویم بروے تو" اے شاہزادہ عیش دوست بے مروت ناشناس مین خوب جانتی ہوں کہ دن تیرا تسخیر ممالک کی فکر میں اور رات نازنینان عشوہ گر کے ساتھ صحبت ناز ونیاز میں بسر ہوتی ہے۔ صاحبقران نے فرمایا یہ شکایت تمہاری بجا ہے مین خود اپنی حرکات سے نادم ہوں لیکن سلاطین اپنی دختران ناکتخدا کو بجبر میری گردن سے باندھ دیتے ہیں پھر بھی قسم ہے رب ذوالجلال کی کہ جام دل میرا تمہاری بادہ محبت سے لبریز رہتا ہے۔

میرزا غالب ؎ چون برخیزم از سجدۂ بیسا جو بند — داغ سوئے تو نا جام بسر بنمایم

صاحبقران کچھ اور پوچھا چاہتا تھا کہ اس واقعہ جانگزا سے آنکھ کھل گئی ملول و مغموم بستر خواب سے اٹھ کر حمام میں گیا اور اسی جگہ سے رفیق توفیق کو بلایا اور درد دل سنا کر کہا ہم چاہتے ہیں کہ تو ملک غربیستان میں جا اور ہماری صحت و سلامتی کی خبر حکیم لولوبائی دلی اور سلطان کو پہونچا اور یہ خبر لا کہ ملکہ روشن جمال جو حاملہ تھی اسکے ہاں دختر و پسر کیا پیدا ہوا چلتے پھرتے سلطان کے محلسرا میں بھی جانا اور دیکھنا کہ دلبر دلارا خورشید نگار کس شغل میں ہے مجھسے کچھ نسبت التفات باقی رکھتی ہے یا نہیں۔ یہ سن کر توفیق نے بغور تمام اپنے کفش کہنہ کو دیکھا اور کچھ جواب نہ دیا۔ صاحبقران نے سوچا کہ اس موذی کا کام طمع اتنا کچھ حاصل کرنے پر بھی نہیں بھرا۔ پانچ ہزار تومان دیے اور اس حریص کو غربیستان کی طرف روانہ کیا

یہاں ایک دن دربار برخاست ہوا چاہتا تھا کہ ایک شخص بہرام نامی ملک اخلاقیہ کا باشندہ بارگاہ میں حاضر ہوا اور الطاق شاہ سے عرض کی میں کوہزاد اور شیرزاد پہلوانان نامدار کا رسول ہوں وہ بادشاہ اخلاقیہ کی طرف سے دو نامے ایک حضور اور دوسرا صاحبقران کے نام لائے ہیں۔ مجھے انہوں نے بھیجا ہے کہ چند فرسنگ انکا استقبال بجا لاؤ اور سامان مہمانی جو مقصود ان خوش نوا اور باد پیمائی سے عبارت ہے مہیا کرو۔ صاحبقران والا تبار کو یہ مضمون سنکے سنتے ہی غیظ و غضب طاری ہوا کہ رنگ رخ مثل شعلہ روشن ہو گیا اور بہرام سے فرمایا کہ ان سرداران ذلیل جہاں کی اس فرمایش بیجانہ کا یہی جواب ہے کہ تو اسی وقت لشکر ظفر پیکر سے نکل جا۔ قاصد کے جانے کے بعد صاحبقران اصغر نے ملک الطاق شاہ سے پوچھا اخلاقیہ کیا ملک ہے اور اسکا بادشاہ کون ہے الطاق شاہ نے کہا یا صاحبقران اس نواح میں سات ملک وسیع و آباد واقع ہیں اور ان پر سات بادشاہ باستقلال حکمرانی کرتے ہیں

یعنی الطاق دمہراق و اخلاق و انصاق و ارباق و احزق و آفاق - انکو آخر حرف کی وجہہ سے سلاطین قاف خطاب کرتے ہیں اور یہہ بہ ترتیب ایک دوسرے کی ماتحت ہیں اور خراج ادا کرتے ہیں - اعظم سلاطین آفاق شاہ ہے اور آخر الامر خراج سبکی خزانہ میں داخل ہوتا ہے - الطاقیہ اور مہراقیہ حضور کے قبضہ اقتدار میں آئے اخلاقیہ کی بادشاہ کو اخلاق شاہ زرین چتر خطاب کرتے ہیں اور ایک لاکھ ستر ہزار سوار و پیادہ سے حکمرانی کرتا ہے - ان ساتوں ملکوں کو قہستان کہتے ہیں صاحبقران نے فرمایا کہ ان بادشاہوں کی تواریخی کیفیت کیا ہے - الطاق شاہ نے کہا کیومرث بادشاہ کا سیامک کے علاوہ ایک اور فرزند سیاق تھا وہ اتفاق سے قہستان میں وارد ہوا اور ہر طرف آبادی کی اسکی ہاں سات فرزند نرینہ پیدا ہوئے اور اسنے انکے نام آفاق اور اخلاق اور الطاق وغیرہ رکھے اور انکے ناموں پر سات علاقوں میں سات شہر آباد کیے اور ہر ایک لڑکے کو اس کے ہمنام علاقہ و شہر کا بادشاہ کیا اور یہہ مقرر کیا کہ پشت در پشت ہر ایک بادشاہ کا وہی نام ہو جو اسکے باپ کا تھا اور آفاق شاہ فرزند کلاں کو سب کا سردار اور سر مقرر کرکے شاہ شاہان خطاب دیا - اب تک اسی پر عمل ہے - البتہ مہراق بادہ بہار کا خاندان سے نہ تھا اسنے بزور سحر مہراق شاہ کو قتل کیا اور خود بہ خطاب مہراق شاہ تخت نشین ہوا

بہرام اخلاقیہ نے اپنے سرداروں کے پاس پہونچکر سوختہ و برشتہ صاحبقران کی برہمی کا حال بیان کیا - کوہزاد و شیرزاد برا شفتہ ہوئے اور دوسرے روز کوچ کرکے مع لشکر اخلاقیہ جو ستر ہزار سوار و پیادہ ہیں شہر الطاقیہ کے قریب پہونچکر ایک مقام الکشا میں قیام کیا دور دور اس انتظار میں رہے کہ کوئی سردار الطاقیہ انکے استقبال کو آئے گا

جب مایوسی ہوئی تیسرے روز بہ جمعیت معقول آلات حرب سے آراستہ ہوکر بحصول
اجازت باریاب ہوئے۔ کوہزاد نے الطاق شاہ کو اور شیرزاد تھے صاحبقران کو اخلاق شاہ
کا نامہ دیا الطاق شاہ کو یہ لکھا تھا کہ تم نے ایک غریب الوطن شخص کی متابعت میں سلطان
السلاطین آفاق شاہ سے انحراف کیا ہے اور تین سال سے خراج نہیں بھیجا اور منات
پرستی بھی ترک کردی ہے بعد دیکھنے اس نامہ کے اسلام سے بیزار ہو اور خراج داخل کرو
ورنہ تم پر حملہ کیا جاویگا۔ نامہ اسمی صاحبقران میں یہ لکھا تھا کہ مہراقیہ کی فتح اور الطاقیہ کی اطاعت
پر مغرور نہ ہونا چاہیئے۔ سلطان السلاطین کے زیر حکم پانچ ملک اور ممالک مذکورہ سے
وسیع و مستحکم تر ہیں اور ہر ملک میں سپاہ وافر موجود ہے یا تو غریبستان کو واپس ہو جا یا آفاق شاہ
کی ملازمت اختیار کر۔ اگر ایسی ہوائے صاحبقرانی سر میں سمائی ہے اول کوہزاد
اور شیرزاد کو بہ فنون پہلوانی زبون کر پھر برعجائب کی راہ سے اخلاقیہ میں داخل ہو
سوائے صاحبقران کے برعجائب سے کوئی شخص صحیح و سالم نہیں نکل سکتا سوم ایک
حیوان بلائے جان انسان کو تجھ سے قتل کرائینگے وہ اخلاقیہ و آفاقیہ کے مابین ایک
دشت بے آب و علف میں چند سال سے ظاہر ہوا ہے۔ نہنگ بحری سے ہمشکل
ہے مگر تخمیناً سات سو گز لمبا ہوگا اور دم اسکی چار سو گز کی ہوگی بہ یک کشش دم میں دو دو
چار چار سو انسان و حیوان کو لقمہ کر جاتا ہے چوتھی شرط یہ ہم اسوقت خود تجھ سے کہینگے جب کہ
مراحل مذکورہ کو طے کرے گا اگر تو نے چاروں امر میں کامیابی حاصل کی تو ہم بے عذر تیری
اطاعت اختیار کرینگے بلکہ تیرے دین میں داخل ہونگے صاحبقران اصغر ان مضامین
چند در چند کے پڑھنے سے متامل ہوا آخر فرمایا اے سرداران اخلاقیہ ہم تمہاری بادشاہ
کے ان عقدوں کو انشاء اللہ بہ آسانی تمام حل کرینگے بلکہ جب تک قہستان کے باقی سلاطین

دارو ادلیائے دولت مین داخل ہونگے غربستان جانے کا عزم موقوف رکھین گے تم
تین روز آرام کرو چوتھے روز تم سے زور سندی اور فنون سبازرت کا امتحان کرین گے
یہ فرما کر ملک سرافراز وزیر کو ان پہلوانون کی مہمانی پر مامور کیا

چوتھے روز معرکۂ جنگ آراستہ ہوا۔ ہزارہا تماشائی کے ہجوم مین صاحبقران
نے اول فرداً فرداً اور پھر دونون کو متفق ہوکر زور آزمائی کا حکم دیا اور یہ روز صاحبقرانی
بہمہ وجوہ غالب آیا۔ شیرزاد تیس ہزار سپاہ کے ساتھ مسلمان ہوا اور کوہ زاد چالیس
ہزار بقیہ فوج کے ساتھ اخلاقیہ کو واپس ہوگیا

صاحبقران نے الطاق شاہ سے فرمایا تم بدستور تخت الطاقیہ پر فرمانروائی
کرو اور طاقان کو مہم اخلاقیہ پر نامزد کرینگے چنانچہ ایک لشکر عظیم لسبر کردگی شاہزادۂ
موصوف روانہ فرمایا اسکی ہراولی شیرزاد سخت بازو اور سپہ سالاری دست راست
کی مہران سخت کمان اور سپہ سالاری دست چپ کی [illegible] کے ناعزنما
کی اور حکم دیا کہ بر عجائب کے دوسرے [illegible] پر جو اخلاقیہ کی سرحد پر [illegible]
ہمارے برآمد ہونے کا انتظار کرو

داخل ہونا صاحبقران اصغر کا برعجائب مین اور [illegible]
قسم کی آفات کے پہنچنا [illegible]

جس وقت لشکر کا اخلاقیہ [illegible]
شکستہ ملک [illegible]

کی حدود مین واقع تہا بعد طے کرنے سات فرسخ راہ کے ایسے مقام مین پہونچا جسکی جانب دو کوہ بلند سر بہ فلک کشیدہ تھے اور دونو کوہ کے درمیان ایک درہ وسیع تہا۔ زمین درہ گلہائے رنگارنگ اور ریاحین عطر بیز سے مثل حدیقہ جنت آراستہ اور معطر ہو رہی تھی۔ خاص دہنہ درہ پر راست و چپ دو درخت چنار واقع تھے مگر اسقدر سالخوردہ اور بلند کر انکی شاخین خوشہ پروین سے وصل ہوتی تھین اور کہنگی بیخ طوفان نوح علیہ السلام کی خبر دیتی تھین۔ درخت ہاے چنار پر دو زاغ سیاہ طاوس قامت بیٹھے ہوئے تھے۔ اُنہوں نے بہ زبان مغربی فریاد کی:۔ اے آدمی اجل رسیدہ شوریدہ بخت شاید زندگی تجہپر دشوار ہوئی ہے کہ اس دشت آفت خیز کا عازم ہوا ہے۔ اول تو کوئی آدمی اس مین جاتا نہین اور اگر جاتا ہے تو سلامت نہین نکلتا۔ صاحبقران نے اُنکی نصیحت کا کچھ لحاظ نہ کیا اور راہ روی مین محو رہا۔ بارہ فرسخ راہ درہ مین قطع کی سر جا جوش گل اور کثرت اشجار سے گلستان ارم کی کیفیت پیدا تھی اور ہر طرف چشمہاے آب شیرین نہایت صفائی اور پاکیزگی سے روان تھے انتہاے درہ پر ایک گنبد عالیشان سنگ سبز کا تہا اور اسپر بطور کتبہ کچھ عبارت بہ خط جلی لکھی ہوئی تھی اور گنبد کے مقابل ایک مسجد فیروزہ نگار وسیع و رفیع بنی ہوئی تھی۔ اُس عبارت کو جو بہ غور دیکھا عربی زبان مین یہ لکھا تھا اے جوان بہ سعی اگر تو بنی آدم کے منحالفون سے آباد ہو رہا ہے اور اِس دشت پر آفت مین بجز سختہ الاکت دہنیہ مرگ آدمی کو اور کچھ نہین ملتا۔ یہانسے بار بر سر نہادہ گریز کر۔ ایسا ہی اپنی جان سے سیر آیا ہے تو اول اپنے حسب و نسب کو دیکھ۔ اگر غریب الوطنی اور جوہر شجاعت اور استعداد علمی کے علاوہ کسی پیغمبر عالی مرتبہ کی اولاد مین

ہے اور تیرے ہاتھ سے کوئی طلسم قدیم بھی فتح ہوا ہے پھر بے مضائقہ اس
مسجد افضائے ثانی مین جا اور اپنے حصول مقصود کے واسطے بہ صفائی نیت و خلوص
عقیدت دو رکعت نماز ادا کر۔ بعد ازان قبلہ کی دیوار کو غور سے دیکھ خط عربی مین صلوات
لکھی ہوگی اُس صلوات کو چشم بندیہ این اعداد پڑھنا حسب مشیت الٰہی عالم غیب
سے تجھے مدد پہونچیگی اگر امداد غیبی نہ پہونچی تیرا سلامت رہنا مشکل ہوگا ایک دو
لمحہ مین ایک دیو تیری ہلاکت کے قصد سے آتا ہے اُس دیو کے قتل کرنے
ہی سے معلوم ہو جائیگا کہ تو جوان موعود ہے ہنوز صاحبقران اس عبارت کو
دیکھ رہا تھا کہ ایک دیو کوہ پیکر مشعل چشم نعرہ زنان بالائے ہوا سے زمین پر آیا
اور ایک تختہ سنگ صاحبقران کے سر پر مارا۔ صاحبقران نے بہ جست عیارانہ اُس
ضرب کو خالی دیا بار دگر ارادہ پشت نہنگ فرق مبارک پر مارا۔ صاحبقران اصغر نے
یہ ضرب کوہ شگاف سپر فولادی پر دفع کی اور دیو کو ایک ہی ضرب مین داخل سفل
کو روانہ کیا لیکن ناگہان دوسرا دیو دیو اول سے قوی تر پہونچا اور جب اُسے قتل
کیا تو تیسرا دیو دیوان مقتول سے زبردست تر وارد ہوا اُسے [illegible] صاحبقران
نو نوجوان گنبد کی پیشانی سے [illegible] خیال پیدا ہوا یہ [illegible] دیو دیو دل
کے قتل و قتال سے تمام [illegible] ہوگی [illegible] مراد [illegible] سب
[illegible] ہوا اُس [illegible] دستگیر [illegible] ہیبت [illegible]
[illegible] اسم کی [illegible] قوت [illegible] گی
[illegible]
[illegible] صاحبقران [illegible]

و بازو اُسے رشتہ کمند مین باندھ کر درخت مین لٹکا دیا اور وضو کر کے مسجد کے اندر حسب مذکورہ عبادت مین مشغول ہوا۔ عبادت سے فارغ ہو کر دیوار قبلہ پر نظر کی۔ اوسپر یہہ درود محسو لکہا تہا:۔ اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اَہلِ بَیتِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیتَ عَلٰی اِبرَاہِیمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبرَاہِیمَ" صاحبقران نے یہہ درود شریف تین روز و شب بالاتصال پڑہا اور اس اثنا مین پانی تک نہ پیا۔ شب سوم یہہ آواز کان مین آئی:۔ اے بدر منیر آفاق تجہے مژدہ ہو کہ ایزد سبحانہ جل شانہٗ نے مرتبہ صاحبقرانی عطا فرمایا اب کوئی مشکل سند نہین رہنے کی بلکہ اکثر مرادمند تیری سعی سے اپنی مراد کو پہونچین گے۔ اس بیابان مرگ نشان سے سلامت و کامیاب نکلے گا۔ اپنے دل کے مشورہ پر عمل کرنا اور ہنگام تردد و سختی بہ خلوص دل یہہ الفاظ کہنا" یا حلال مشکلات بحق مظہر العجائب علی العالی میری دستگیری کر" ہر وقت اس دعائے متبرک کے تمام عقدے آسان ہو جائینگے صاحبقران امجد نے دوگانہ شکر ادا کیا اور مسجد سے باہر تشریف لایا

مسجد کے باہر دیو مقید فریاد و زاری کرتا تھا اور بار بار کہتا تہا اے جوان عالیشان حقا تو صاحبقران روزگار و سیر کنندہ بر عجائب ہے۔ برائے خدا اب مجہی رہائی دے صاحبقران نے پوچہا تیرا نام اور طریق کیا ہے اور دیوان مقتول کون تہے اسنے کہا میرا نام الماغول کوہ تنگان ہے دیوان مقتول میرے حقیقی بہائی تہے حضرت سلیمان علیہ السلام کے وقت سے باپ دادا میر خدا پرست ہوتے آئے ہین لیکن عرصہ دراز سے چاروں بہائیوں نے طریق ابلیس پرستی اختیار کیا۔ اس دشت پر خیز کی نگہبانی پشت در پشت ہمارے نام مقرر ہے جو آدمی یہان پہونچتا تہا ہم اُسکو قتل کرتے اور کہا لیتے تہے مگر ہمین حکم ہے کہ جو آدمی تمکو کمند سے

بانہ ہے وہ صاحبقران زمان ہوگا اسکی فرمانبرداری سے انحراف نہ کرنا۔ صاحبقران نے فرمایا بس فرمانبرداری اسی مین ہے کہ بار دگر مسلمان ہو وے ازسر صدق مسلمان ہوا اور صاحبقران نے اُسے آزاد کردیا

اب جو صاحبقران نے گنبد کی پیشانی پر نظر کی سطر نظر آئی یا مظہر العجائب کہکر گہوڑے پر سوار ہوا اور دل کی گواہی سے جانب شمال چلا چند فرسنگ کے بعد اس طرح کے بیابان ہولناک و ویران و بے آب و علف مین پہونچا کہ حرارت آفتاب اور سوزش ہوا سے تمام زمین تنور آہنی کا حکم رکہتی تھی اور ہر ذرہ ریگ بجائے خویش شرارہ آتش تہا بہزار مشقت و مصیبت اُس جنگل کو طے کرتا تہا دوسرے دن ظہر کے وقت ایک دوسرے چشمہ پر پہونچا۔ اسپ کو سبزہ زار مین رہا کردیا اور خود حالت ضعف و ناتوانی مین ایک درخت کے تنہ سے تکیہ لگا کر بیٹہ گیا اور ہر دم "فَقَالَ رَبِّ اِنِّی لِمَا اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْر" زبان پر جاری تہا ناگاہ ایک بچہ آہو پانی پینے کو اُس چشمہ پر آیا صاحبقران رزق کو دیکھ کر بہت خوش ہوا الحمد للہ رب العالمین الرزاق ذی القوۃ المتین" اُسے کمند سے گرفتار کیا۔ ذبح کیا جاتا تھا کہ ایک مادہ آہو دوان و خیزان کف بہ دہان آئی اور بہ آواز دردناک فریادی صاحبقران نے تین دن سے ایک دانہ منہ پر نہ رکہا تہا لیکن چونکہ جناب امیر المومنین علی مرتضیٰ علیہ امت محمدی کا نظر یافتہ ہونے والا تہا اُس مادہ آہو کے نالہ و زاری کی برداشت نہ ہوسکی خواہش نفس پر لعنت کی اور اُس بے زبان کے ذبح کرنے سے دست بردار ہوا مادہ آہو نے کمال مسرت سے چیخ مارا اور تین بار آسمان کیطرف دیکھ کر مع بچہ ایک طرف چلی گئی یہان صاحبقران مصغر کا حال بہوک کی شدت سے غیر ہوا اور غش

کی نوبت پہونچی اُس حالت بیہوشی مین کیا دیکھتا ہے کہ آسمان پہاک ہو کر ایک تخت مرصع نگار نکلا اور ایک نور بہیر نظر قائم ہنو سکتی تھی تخت کے محیط تہا تخت نے برق وار زمین کی طرف میل کیا جب چار گز بلند رہا تتق نور سے ایک جام زمردی اترا جو آب زلال سے نصف پر تہا اور ساتھ ہی یہ آواز آئی اسے بدر منیر سیف الدولہ تو نے اِس گرسنگی مین آہو بچہ کے ذبح کرنے سے باز رہ کر اپنے نفس پر جہاد عظیم کیا اِس حمدلی کی جزا مین حق جل جلالہٗ نے تجہے مراتب صاحبقرانی بخشے اور مقالید کشورستانی عطا فرمائین لاجرم ہم بھی تجہے اپنا نظر منظور کرتے ہین اور اپنا الوش مظہر دیتے ہین اِس جام کے پینے کا یہ اثر ہے کہ تو صاحبقران کلی ہوگا اور اپنے جس رفیق کو چار جام اور جس ہمراہی کو تین جام اور جن کو دو اور ایک جام بطور الوش پلائے گا وہ پہلے اور دوسرے اور تیسرے اور چوتھے درجے کے صاحبقران جزئی ہونگے آگاہ ہو کہ فی زمانا حضرت عیسٰے ابن مریم کا کلمہ لا الٰہ الا اللہ عیسٰی روح اللہ مروج ہے لیکن وہ زمانہ قریب ہے کہ بجائے عیسٰے روح اللہ کے محمد الرسول اللہ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ داخل ہو جائیگا تم کلمہ طیبہ تلقین کرتے ہوئے بعد عیسٰے روح اللہ کے محمد حبیب اللہ علی ولی اللہ شامل کیا کرو تا اِسی زمانہ سے آنے والے پیغمبر اور اسکے وصی و نائب کی عظمت اہل دنیا پر ظاہر ہو جائے - اسے بدر منیر ہمارے تخت منبع نور کے سایہ مین آ کر کمر اپنی کہول کر باندھو صاحبقرانی [illegible] تخت دوست خدا علیہ التحیۃ و [illegible] باندہا اوس وقت اُس تخت [illegible] مین آیۃ الکرسی کا [illegible]

آسان ہو جائیگی۔ اس کے بعد وہ تخت عرش پایہ بلند ہونے لگا اور طرفۃ العین مین آسمان کے اندر داخل اور شگاف درست ہو گیا ادہر صاحبقران اصغر ہوش مین آیا اور اپنے کو ایسا مستعد اور قوی اور اس رفعت و جلال مین پایا کہ جسکا اندازہ نہ کر سکتا تہا لیکن اس فکر مین آلودہ تہا کہ اس مظہر مقدس کے اسم گرامی سے واقف ہونا گا غیب سے آواز آئی:۔ اسے نظر یافتہ مظہر العجائب اب تو اسرار الٰہی اور راز ہائے سربستہ کا انکشاف چاہتا ہے خیر واقف ہو کر جناب ایزد جل ذکرہ کے دو مظہر اتم ہین ایک محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوم علی مرتضیٰ صلوٰۃ اللہ علیہ و اولادہ وسلم۔ مظہر اول رحمۃ العالمین ہے اور خاتم المرسلین۔ اسکے بعد کوئی پیغمبر نہ ہوگا اور اسکا دین تا قیامت جاری رہے گا۔ دوسرا مظہر قوت خدا اور سر رضا و صیا ہے وہ مظہر اول کا وصی و جانشین ہوگا اور تا بقائے دنیا نیابت نبوت اسکی اولاد امجاد مین مسلم رہے گی۔ پہلا مظہر اتم خدا کا حبیب اور دوسرا یزدان پاک کا محبوب ہے اسکے القاب و خطاب بوجہ اسکی صفات مخصوصہ کے لاتعد ہین جنمین سے دو چار مشہور القاب **اسد اللہ و ید اللہ و مظہر العجائب و غالب کل غالب مشکلکشا و ابو تراب** وغیرہ امت **محمدی** مین۔ اسی مظہر اتم کا تو نظر کردہ ہوا ہے

یہ سن کر صاحبقران اصغر اپنے طالع یاور پر نازان ہوا اور خداوند کریم کی درگاہ مین متواتر سجدہ ہائے شکر کیے اور یا مظہر العجائب اور یا علی العالی کہتا ہوا اشہب تیز گام پر سوار ہو کر ایک طرف روانہ ہوا آخر روز ایک درخت کثیر الفروع کے قریب مقام کیا اتفاق سے اس شب ایک دیو کی کتخدائی کی تقریب تھی۔ جب نصف

شب گذری گروہ گروہ دیوان مختلف صورت نر و مادہ وہان جمع ہوئے اور دو طرف
مجلس شادی منعقد ہوئی۔ روشنی کے لیے چنار کے چند درختون کو آگ لگا دی
بعد بجاے بوق و قرنا جانوران مردہ کی شاخہاے مجوف بجاتے تھے اور عجیب صدا
ہاے مضحک و ملبند سے گاتے تھے نکاح خوانی کے وقت بطور مہر معجل ایک آدمی
پر گوشت کی شرط لگائی گئی۔ سولا دو کی جانب کے دیو آدمی کی تلاش مین متفکر تھے
کہ ایک دیو کا درخت مذکور کی طرف گذر ہوا اُسنے شاہزادہ کو پکڑ کر مجلس مین لیجانا
چاہا صاحبقران نے باین ضرب استوار تلوار ماری کہ اوسکے دو حصے ہوگئے اسکے
قتل ہونے پر دونون طرف کے دیو ہجوم آور ہوئے صاحبقران باین شوکت مجمع دیوان
مین درآیا جیسے شیر بکریون کے گلہ مین داخل ہوتا ہے اور بے شمار دیو قتل کیے قضارا
عروس صاحبقران کا حسن و جمال و ہم ضرب دست دیکھکر اُسپر مفتون ہوگئی اور اپنے
فریق کو جنگ سے مانع ہوئی۔ اُسپر دونو فریق باہم سرگرم پیکار ہوگئے۔ چند نفر نر و مادہ
فریق عروس کے باقی رہے اوسوقت وہ مادہ دیو بقصد شوق صاحبقران کے پاس
آئی اور چاہتی تھی کہ سینہ بسینہ ہوجائے صاحبقران نے ایک مکا ایس زور سے
ہمی تجبہ کے سر پر مارا کہ مغز ناک کی راہ نکل گیا

بعد انفصال اس مقدمہ کے صاحبقران حضرنے اسی درخت کے سایہ مین
آرام لیا اور علی الصباح نماز و وظیفہ سے فارغ ہوکر ہشتیر روانہ ہوا چند روز اسی طرح
سے گذرے کہ کسی روز دشت پر فضا مین قطع راہ کرتا تھا اور کسی دن صحراے خشک
مین گذر ہوتا تھا اور دیوان مہیب سے مقابلہ پڑتا تھا ایک دن ایک درہ مین داخل ہوا
تھا کہ ناگاہ دست راست سے ایک خوک فیل قامت دراز دندان جسکے دندان پیشین

ٹھیک نیزہ کی صورت تھے اور طرف جپ سے ایک شیر دیو قد جسکے سر پر گاؤ میش صحرائی کی مانند دو شاخین بلند تھین غرش کنان پیدا ہوا صاحبقران اصغر اپنے کو ان ہر دو بلا ہائے سخت مین گرفتار دیکھ کر بہت گھبرایا۔ اتنے مین یہ آواز غیبی کان مین آئی کہ اے ابن خوک و شیر سے مقابلہ کا قصد نہ کر اور یا اسد اللہ مظہر العجائب کہتے ہوئے فلان راہ سے بالائے کوہ پہونچ۔ جب تو قلہ کوہ پر پہونچ جائے گا خوک و شیر باہم لڑنے لگینگے۔ غالب ہے کہ خوک شیر کو قتل کرے پھر خوک تیرے قصد سے کوہ پر آوے گا۔ اُسے پاس آنے کی فرصت نہ دینا اور دو تیر پے در پے اسکی دونون آنکھون مین مارنا۔ یقین ہے کہ وہ مر جاوے گا پھر فلان راہ سے بہت جلد باغ سلیمانی مین پہونچ جاوے گا"

جب صاحبقران اصغر شیر و خوک کے مرنے کے بعد درہ کوہ سے نکلا اس کیفیت کا صحرائے سبزہ و پر بہار دیکھا کہ کوئی قدم زمین گل دریاحین رنگا رنگ سے خالی نہ تھی۔ درختان مثمر و غیر مثمر اور گلہائے شناسا و غیر شناسا کے علاوہ چار سمت چشمہ ہائے آب روان بکمال لطافت سے جاری تھے چند قدم کے بعد ایک باغ کے دروازے پر پہونچا اُسکی چار دیواری سر تا سر طلائے احمر کی تھی اور جا بجا لوح مرصع کار خوش قطع بنے ہوئے تھے ہنوز دروازہ مین قدم نہ رکھا تھا کہ ایک دیو کہن سال سپید ریش عصائے زرنگار کندھے پر رکھے ہوئے باغ سے نکلا اور صاحبقران سے دست و گریبان ہوا صاحبقران نے اُسے بہ مردی و مردانگی برشتہ کمند سے باندھ لیا۔ اُس وقت دیو پیر نے کہا میرا نام پرسنگ پاک عقیدہ ہے چھ دہ سو برس سے اس باغ کی نگہبانی پر مقرر ہون یہ کشش و کوشش فقط تیرے مرتبہ صاحبقرانی کی آزمایش کے لئے تھی مجھے چھوڑ دے کہ تیرے مہماندار کو آگاہ کر دون صاحبقران نے پرسنگ کو رہا کیا اور

شہب پر سوار باغ میں داخل ہوا۔ عجیب کیفیت و نزہت اور آرائش و لطافت کا
باغ دیکھا۔ **قطعہ**

بباغے نزہید آن شہ کہ اورا   بہار ہشت ست موے و چاکر
درختانش از عود و برگش زمرد   نباتش زمینا و خاکش ز عنبر

چار طرف نہرین رشک دہ سلسبیل جاری تھیں جنکے کنارون پر سنگ یشب نصب تھے
باغ کے عین وسط حقیقی میں ایک قصر رفیع البنیان طرفہ شان و وضع کا دیکھا تمام در و دیوار
میں جواہر ہائے مختلف رنگ اس آب و تاب کے نصب تھے کہ ہر پارچہ جواہر مثل ستارہ
روشن و مجلّٰی تھے۔ قصر کے مقابل ایک گنبد گنبد فلک کی مانند نہایت وسیع و رفیع تھا۔ دور
سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ ایک پارچہ الماس کا بنا ہوا ہے۔ صاحبقران قصر میں در آیا اور
ہر جائے و منزل کو بنظر غور دیکھتا ہوا ایوان صدر میں رونق افزا ہوا۔ شاہ نشین میں
ایک تخت الماس نگار بچھا ہوا تھا اور اسکے گرد پیش صد ہا کرسیان زرین و نقرئی ترتیب
و شکل سے رکھی تھیں۔ صاحبقران کو جو اسوقت کوفت و کسل راہ عارض تھی۔ اس تخت
پر دراز ہو گیا اور قصر کے نقش و نگار نادر روزگار کو بچشم حیرت دیکھنے لگا۔ اسی
تماشے میں آنکھ لگ گئی۔ سہ پہر کے وقت آنکھ کھلی۔ دیکھا کہ تمام محل و صحن گروہ گروہ
پریزادان مہر طلعت سے پُر ہے اور عنبر و عود کی مجمرین روشن ہیں اور زنان مطربہ
و رقاصہ رقص و نوا کے لیے مستعد اور سامان لہو و لعب خارج از حد وہم و گمان مہیا ہے۔
صاحبقران نے وضو کرکے عبادت الٰہی سے فراغت حاصل کی۔ اسوقت انمین سے
ایک نازنین حسین مخمور جمال جو عجب صبح و لباس جمال نازنینون پر فوق رکھتی تھی صاحبقران
کے پاس آئی اور بعد بجا آوری تسلیم و آداب بر پا آب جیسے دست بستہ کھڑی

کرنے اور اس باغ فردوس ثانی مین پہونچنے کی مبارکباد دی۔ صاحبقران نے پوچھا تو کون ہے اور یہ سامان کیا ہے دستہ نے عرض کی یا صاحبقران یہ باغ و قصر ملکہ فردوس پری کی نگرانی مین ہے جو تمام ممالک جنوبیہ قاف کی فرمانروا ہے۔ دیو پرستہ گک پاک عقیدہ حضور سے مخلصی پا کر بخط مستقیم ملکہ کی خدمت مین پہونچا اور اس باغ مین حضور کی رونق افروزی کی حقیقت بیان کی۔ بزرگون سے خبر دی ہے کہ بجز صاحبقران عالمگیر اور کوئی بشر بعجائب کی منزلون کو طے نہین کر سکتا اور ملکہ کو امر ہے کہ حضور کی بذات خاص حاضر ہو کر مہمانی کرے۔ لیکن قضا و قدر سے اسوقت ملکہ عالم سخت بیمار ہے اور صاحب فراش ہو رہی ہے چار ناچار اپنی دختر نیک اختر مع علیا ہی بارستہ پر والملقبہ بہ ملکہ بہار افروز پری کو اس کارستہ گر پر مامور فرمایا چنانچہ ہم سب کنیزین اور یہ سامان ملکہ کے ہمراہ حضور کی خاطر بیان آیا ہے۔ حضور استراحت مین تھے ملکہ نے ایک نظر سراپاے مبارک کو دیکھا اور ملکہ عالیہ کی بیماری کے خیال سے یا کسی اور سبب سے مجکو جناب عالی کے خاطر تواضع کی تاکید کرکے واپس تشریف لیگئین یہ کنیز ملکہ فردوس پری کی دختر ہے اور چمن افروز میرا نام ہے اسکے بعد چمن افروز پری کہ نے طعام و شراب اور رقص و نغمہ جملہ سامان مہمانی مہیا کیا جسوقت صاحبقران نے دو تین جام شراب ارغوانی کے نوش فرمائے ملکہ خورشید نگار کا تصور نیند آ گیا ان کی تصویر میں سو گیا

جب صاحبقران صبح کے وقت بیدار ہوا یہ بیان کی شب کو غائب پایا۔ صاحبقران دشت میں ایک گنبد بلوری کی طرف متوجہ ہوا جاتا ہے گنبد نزدیک معلوم ہوتا تھا مگر ایک فرسخ سے زیادہ مسافت تھی۔ دیکھا کہ ارتفاع مین فلک الافلاک سے ہمسری کی

گرتب ہے اور سقف شفاف و مجلے ہے کہ اسکے جرم مین آئینہ کی مانند بخوبی صورت
نظر آتی ہے دروازہ کی تلاش مین اسکے گرد گشت لگایا۔ مگر کہین دروازہ نظر نہ آیا
کچھ فاصلہ پر ایک اور مکان دلکش نظر آیا اور اسکا دروازہ کشادہ پایا۔ صاحبقران اُس
مکان مین گیا دیکھا کہ بالائے حوض ایک تخت چوب جوہر دار کار کیا ہے اور شیر ببر
کی کھال بچھی ہے ایک مرد بزرگ سپید محاسن خضر صورت الیاس سیرت ہمہ تن عبادت الٰہی
مین مشغول ہے جس وقت پیر مرد نے نماز و وظائف سے فرصت پائی صاحبقران سے
فرمایا اے شاہزادہ بدر منیر و صاحبقران عالمگیر بسے نظر کردہ مظہر العجائب غالب کل غالب
خوش آمدی و صفا آوردی میرے پاس تخت پر آؤ صاحبقران پیر مرد کے اِن کلمات
سے نہایت حیران ہوا اور بعد مصافحہ پہلو بہ پہلو بیٹھ کر اپنی حیرت کا اظہار کیا اُس بزرگوار
نے فرمایا۔ نام میرا ازرگ فطرت اور لقب حکیم بزرگ دانش نیز روشن روان
ہے سکندر ذوالقرنین کے دربار مین حکمائے عالی مرتبہ کی فہرست مین
میرا نام داخل تھا خوبی قسمت سے ایک دن حضرت خضر سے ملاقات ہوئی حضرت
نے مجھ نالائق کو اپنی شاگردی سے مشرف فرمایا اور اس مکان فیض بنیان مین مجھے
حکم اقامت دیا اور تمہارے تشریف لانے کا مژدہ سنایا۔ بعد کھانا کھانے کے صاحبقران
نے اس گنبد بلور کا حال پوچھا حکیم بزرگ دانش نے فرمایا کہ جب حضرت سلیمان
علیہ السلام اس باغ کی تعمیر و ترتیب سے فارغ ہوئے حضرت کو از روئے اخبار
[illegible] ہوا کہ فلان عصر مین ایک شاہزادہ حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد
سے اس باغ مین وارد ہوگا انہون نے چند سلاح نادر الخواص تمہارے واسطے امانت رکھے علاوہ
اس کے اس گنبد کے [illegible] نمونہ گردون عالم بالا در ہیئت بروج و کواکب مع منازل

قمر دور جات نور کی منقوش ہین اور اسمائے الہٰی جا بجا لکھے ہین جنکی برکت سے موکلان عالم علوی کی تسخیر کیجاتی ہے بعض اور عجائبات بھی اس گنبد مین ہین جو کل بچشم ملاحظہ کروگے اس گنبد کا نام دعوت خانہ موکلان علوی ہے حکیم صاحب دوسرے دن صبح کے وقت صاحبقران کو ہمراہ لیکر ایک طرف گنبد کے تشریف لائے اور بعد از اورا د اسم عصائے دستی سے کچھ اشارہ کیا طرفۃ العین مین وہ دیوار بلوری بقدر وسعت دروازہ پانی کی مانند بہ گئی اور ایک دروازہ طلائی خوش قطع زنجیر و حلقہ طلائی احمر کے سے ظاہر ہوا حکیم صاحب مع صاحبقران کے گنبد مین داخل ہوئے عجیب قدرت خدا نظر آئی تمام دیوار پر چار جانب ہزار در ہزار صور عجیبہ و اشکال غریبہ موکلون کی منقوش تھین بعض رکوع و سجود اور بعض قیام و قعود مین مصروف تھے اور ہر تصویر کے سر پر ایک اسم لکھا ہوا تھا اثنائے سیر گنبد مین ایک دیوار پر یہ عبارت نظر سے گذری کہ جو شخص اس گنبد کے اندر ایک فتیلہ بینی روشن کرکے اسم جلیل کو ان اعداد معینہ سے پڑھے موکلان عالم علوی اسکے مطلوب کو جہان کہین ہو یہان موجود کرینگے اور جب تک فتیلہ روشن رہے گا اُسے حاضر رکھینگے صاحبقران نے یہ عبارت پڑھ کر ملکہ خورشید نگار کی نسبت اپنی فریفتگی دل و سوزش نہانی کی حقیقت حکیم صاحب سے بیان کی حکیم بزرگ دانش مسکرائے اور کہا تمکو اختیار ہے صاحبقران نے بہزار شوق و تمنا فتیلہ روشن کیا اور اس اسم الہٰی کے ورد مین مشغول ہوا

مہتر توفیق کا غرائب نگار مین پہونچنا اور ملکہ خورشید نگار کی

معیت سحر دعوت خانہ ہو کلان علوی مین صاحبقران کی خدمت مین قائم ہونا

اس حکائت طویل ورنگین کے ناظرین وسامعین کو یاد ہوگا کہ بادشاہ اخلاقیہ کے پہلوانون کے آنے سے پہلے مہتر توفیق حسب الحکم صاحبقرانی غربستان کی سمت روانہ ہوگیا تھا اب اسکی سرگذشت سنو کہ بسرعت قدمی وتیزروی چندروز مین فائز منزل مقصود ہوا اور ایک یساول کی شکل سے متشکل ہوکر سلطان رکن الدین غریب نواز کی بارگاہ مین داخل ہوا۔ اتفاق سے اسی وقت سلطان نے حکیم بوریائی ولی سے فرمائش کی کہ شاہزادہ بدرمنیر اور مہتر توفیق کا احوال خیریت اشتمال از روئے زائچہ دریافت کرین حکیم صاحب نے زائچہ کھینچا اور عرض کی کہ شاہزادہ عالی قدر بخیریت ایک مہم اہم مین مصروف ہے اور مہتر توفیق اسکا رسیدہ یہان پہونچ گیا ہے۔ بعد ازان حکیم حاضرین دربار کو بنظر امتیاز دیکھنے لگا اسوقت جملہ اہل دربار کو حیران و ششدر پایا البتہ ایک یساول زیرلب مسکراتا تھا حکیم کو شبہ ہوا کہ غالباً توفیق بہ تبدیل ہیئت کھڑا ہے۔ اسے پاس بلاکر نام پوچھا اسنے صحیح نام بتلایا۔ حکیم بکشمکش ہوا ابھی تھا کہ اعظم یساول بھی بارگاہ مین آیا۔ اب اہل دربار نے دو آدمی ایک سے ہمشکل متحیرالعقول دیکھے کہ ان مین سر مو فرق نہو سکتا تہا توفیق سے اب سوا اسکے کچھ بن نہ پڑا کہ بہزار حیلہ حکیم کے ہاتھ سے خود کو چھڑایا اور اصلی شکل سے حاضر ہوا اور بعد ادائے تسلیمات اور حکیم صاحبزادہ اصغر کے نامے دئے اور زبانی بھی تمام فتوحات کی بابت بیان کی

حلیم صاحب کے ہان مہربان خاتون کے بطن سے ایک بچہ پیدا ہوا تھا اور اُسکا نام
قوی دل رکہا تھا۔ صاحبقران کے محلسرا مین ملکہ روشن جمال کے بطن سے دو
فرزند آفتاب جمال توام پیدا ہوئے تھے۔ حکیم نے اُنکا نام شاہزادہ روشن دل و
روشن جان رکہا تھا مہتر توفیق کے ہان بھی ایک فرزند قوی و توانا ہوش افزا
سے ہوا تھا اور اُسکا نام رفیق رکہا تھا مہتر نے محلسرا مین آکر ان چارون لڑکون کو
دیکھا اور حد سے زیادہ پیار کیا اور قیمتی اور نادر جواہر اُنکو دیے
مہتر توفیق سب ملاقاتون اور کامون سے فارغ ہوکر ملکہ خورشید نگار کی ملاقات
کی فکر مین پڑا۔ اتفاقات حسنہ سے ملکہ چند روز کے لیئے بنظر تفریح اپنے باغ نز
رونق افروز ہوئی۔ توفیق نے اس موقع کو غنیمت سمجہا اور بہزار مکر و فریب اپنے
کو بشکل زنانہ باغ مین پہونچایا۔ وہان دریافت ہوا کہ ملکہ خورشید نگار اکثر اوقات مکدر رہتی
ہے اور آج کل ایک مصاحبہ سمن آرا بنت عزیز الملک ملکہ کی ہمراز ہے نصف شب
کے بعد ملکہ مجلس برخاست کرکے خوابگاہ مین تشریف لے گئی اور فقط سمن آرا
کو پاس رکہا۔ مہتر بہی اُس مصاحبہ کی گہات مین خوابگاہ کے قریب دبک رہا قضارا
دو ساعت کے بعد سمن آرا کسی کار ضروری کے لیے ملکہ کی خوابگاہ سے باہر نکلی
مہتر اُسکے عقب مین ہولیا اور موقع پاکر اسے بیہوش کرکے اُسے اسکی خوابگاہ میں
پہونچا دیا اور خود ملکہ کے پاس پہونچا اور پلنگ پر بیٹھکر پانوں سہلانے لگا۔ ملکہ نے
کہا اے سمن آرا حکیم آذر نوش نے بستی خانہ آبادی کی اور غیرون کی خانہ بربادی
مین کوئی درجہ باقی نہ رکہا۔ سمن آرا نامی یعنی مہتر توفیق یہہ فقرہ سنکر بہت خوش
ہوا اور سمجہا کہ ملکہ بھی شاہزادہ کے عشق مین بے حال ہو رہی ہے۔ جواب مین

کچھ کہا چاہتا تہا کہ ایک ایسی بادخوش اور ہوا سے مفرح دلکش جو کا خوابگاہ مین آیا کہ بے اختیار دو نو غافل محض ہوگئے چند لمحہ کے بعد جو غفلت رفع ہوئی کیا دیکھتے ہین کہ پلنگ مرغ ہوائی یا تخت سلیمانی کی مانند اوج ہوا پر پرواز کنان چلا جاتا ہے ملکہ خورشید نگاہ نے کہا یہ کیا اسرار ہے ۔ ستمگر نے بہت شور غل کیا اور پلنگ کے اوپر نیچے دیکہا لیکن کچھ دریافت نہ ہوا پلنگ چند لمحہ مین ایک گنبد مین داخل ہوا

یہ وہی گنبد بلور باغ سلیمانی ہے جہان صاحبقران نے خفیہ دو موتی روشن کیا تھا اور ورد اسم ختم کرکے ملکہ کے آنے کا منتظر تہا صاحبقران ملکہ کے استقبال کو اوٹہا تہا کہ سمن آرا علی حسب ترہ پلنگ سے اتری اور شاہزادہ سے لپٹ گئی صاحبقران اُسکی اسکی حرکت سے سخت ناراض ہوا اور دہکہ دیکر کہا اے عورت تو کون بلا ہے اگر ملکہ کی کنیز ہے اپنی خاتون کا تو کچھ لحاظ کر سمن آرا نے زار زار رو کر کہا مین ایک امیرزادی ہون ملکہ کی کنیز نہین ہون البتہ نوکر ہون ۔ سو عشق و عاشقی مین شاہ و گدا کا رتبہ مساوی ہے

دل است این جنگ نتوان کرد با دل ‌‌ شود با ہر کہ خواہد آشنا دل

مین مدت دراز سے تیرے جمال شاہد فریب کی دیوانی تھی الحمدللہ کہ آج کی شب جمال الانور کی زیارت میسر آئی ملکہ خورشید نگار اسوقت فرط غیظ و غضب سے مثل بید کانپ رہی تھی اور ایک نگاہ قہر سے سمن آرا حملی کو دیکھتی تھی بعد ہزار نرمی و گرمی کے صاحبقران اصغر نے بزبان نرم فرمایا :- اے سمن آرا اس آوارگی سے باز رہ اور اسوقت میری اور ملکہ کی ملاقات کی ! رنج نہ ہو مین اقرار کرتا ہون کہ

کہ مہتر توفیق کے ساتھ جو خوش جمال اور ذو فنون اور میرا رفیق طریق اور یار جانی ہے تیرا نکاح
کردونگا یہ سنکر سمن آرا نے بڑی داد بیداد کی اور کہا معشوق کی تبدیلی کسی کو گوارا ہوتی ہے
کہ مین تمہاری جگہ توفیق کو قبول کرون لیکن اس مرتبہ ایسی طرح گفتگو کی کہ ملکہ کو معاملہ کے سلجھنے
کی کچھ امید ہو گئی۔ آخر کہا اے سمن آرا۔ تعی توفیق ایک بے نظیر شخص ہے تو اسکے
پاس بہت آرام اور عزت سے رہے گی اور مین وعدہ کرتی ہون کہ تمام زیور و جواہر
جو اسوقت میرے دست و گلو مین ہے مع اشیاء زاید تجھے دیدونگی سمن آرا نے
کہا مجھے کوئی صورت شاہزادہ کے ترک کرنے کی نظر نہین آتی لیکن تم دونو مرد و زن کی خاطر
مجھے بہت عزیز ہے بہتر ہے کہ رفیق کو بلا دو۔ اگر میرے پسند ہوا اوسی وقت تم سے زیور و جواہر
لے لونگی اور رفیق کے ہمراہ ہو لونگی۔ ملکہ نے تمام زیور و جواہر جو پچاس ہزار اشرفی سے زیادہ کی
مالیت تھا سمن آرا کے حوالہ کیا اور صاحبقران نے فرمایا ایک حکیم عالی قدر ولی اللہ بیرون گنبد
فلان مکان مین گوشہ گزین ہے اسکے پاس جاؤ وہ مہتر توفیق کو اسی دم پیدا کر دیگا۔ سمن آرا
علی العینی مہتر توفیق گنبد سے نکل آیا اور اِدہر اُدہر ٹہلنے لگا۔ دو ساعت کے بعد بصورت
اصلی پھر گنبد مین گیا دیکھا کہ طرفین سے شکر و شکایت کے دفتر کھلے ہین اور نالہ و زاری
نے دونو کی حالت متغیر کر دی ہے با ادب سلام کیا اور کہا اے شہریار معظم و اے ملکہ
خوبان عالم وہ میری معشوقہ کہان ہے جسکے واسطے مجھے حکیم ہوشمند گرد دانش نے طلب فرمایا
ہے صاحبقران نے جو توفیق کو دیکھا نہایت خوش ہوا لیکن شک قوی گذرا کہ یہی حضرت
سمن آرا کی صورت سے ملکہ خورشید نگار کے ہمراہ آئے ہین۔ آخر فرمایا اے بلائے روزگار تو
کسی جائے اور کسی مقام مین بند نہین ہوتا اور نت نئی شعبدہ بازی کرتا ہے مہتر توفیق نے
ایک قہقہہ لگایا اور اپنا کُل قصہ سنا کر ملکہ کا زیور و جواہر واپس کیا اور ایک لاکھ روپیہ کا نوشتہ

مہری ملکہ سے لکھوالیا

اِس گفت و شنید مین فتیلہ دعوت بجھ گیا اور گل خورشید نگار کا پلنگ لے کر روانہ ہوئے۔ ملکہ نے اپنے باغ مین پہونچکر سمن آرا کو سارا قصہ سُنایا اور مہر توفیق نے تمام حقیقت صاحبقران کی سُنی اور اسی طرح اپنی روئداد سُنائی اور شاہزادون کی تولید کا مژدہ دیا۔ صاحبقران کو فرزندون کے تولد سے نہایت خوشی ہوئی مگر اِن اخبار وحشت سے طبیعت پر ملال گذرا کہ فریدون شاہ بادشاہ فریدون حصار پر شورش ہو

علے الصباح صاحبقران اصغر توفیق کو حکیم بزرگ دانش کی خدمت با سعادت مین لیگیا بعد ازان دونون خادم و مخدوم اُس گلشن عدیم المثال کی گُلگشت مین مشغول ہوئے جو شئے دیکھی عجیب تر دیکھی۔ بعض درخت انار کے اِس شکل کے دیکھے کہ اُنکے پتون کا رنگ طلائے احمر کی مانند چمکتا تھا اور انمین ثمر دشگوفے اس صورت کے لگے ہوئے تھے کہ بعینہٖ لعل و نعم اور الماس و مروارید کے خوشے معلوم ہوتے تھے صاحبقران اور مہر توفیق نے امتحاناً اُن اشجار کا میوہ کھایا۔ اسقدر خوشبو و بامزہ تھا کہ تمام عمر کوئی میوہ اِس عطریت و ذائقہ کا نہ کھایا تھا۔ اسی طرح سیر کنان ایک حوض صد در صد کے کنارہ پر پہونچے جسکا عمق لا اقل سو گز سے زیادہ تھا لیکن بالکل خشک تھا اسکے وسط مین ایک شجر قد آدم بلند تھا اور ایک جانور سبز رنگ اُسپر بیٹھا ہوا نہایت خوش الحانی سے حمد الٰہی کر رہا تھا۔ طرفۃ العین مین ایک ابر غلیظ اُس حوض پر محیط ہوا اور اس شدت سے بارش ہوئی کہ چند لمحہ مین حوض لبریز ہو گیا مگر تماشا یہ تھا کہ بارش فقط اسی حوض مین ہوئی اور وہ درخت اسقدر سرکش و بلند ہوا کہ اُسکی چوٹی نظر نہ آتی تھی اور اِس جانور کی جنس کے ہزار در ہزار جانور جمع ہو گئے دو چار لمحہ کے بعد بارش موقوف ہوئی اور ہوائے سرد مفرح دل و جان چلنے لگی

اتنے مین ان جانوران گویا نے حوض مین غوطہ مارا اور چشم زدن مین صدہا کشتیان تکلف
پیدا ہوئین اور ان سے صدہا نازنین مہوش اترین اور انھون نے مینا و ساغر و گزک وغیرہ
سامان میکشی صاحبقران کے روبرو رکھدیا اور خود رقص و سرود مین مشغول ہوئین صاحبقران
کو ان زہرہ وصفات کے ساز و نوا مین ایسا لطف آیا کہ پیکر تصویر کے مانند خاموش ایک
ایک کی صورت دیکھتا تھا۔ توفیق نے شراب کے نشہ مین ایک پریزاد رقاصہ کو زبردستی
اپنے پہلو مین بٹھا لیا اور چاہتا تہا کہ بے تکلف ہو و شوخ ماہی وار اسکے ہاتھ سے نکل
گئی بروقت اس حرکت کے تمام نازنین اسی وقت مع سامان حوض مین داخل ہوگئین حوض
کا پانی بھی کم ہونا شروع ہوا حتے کہ ایک قطرہ تک نہ رہا اُس وقت وہ درخت جواہر نگار
گھٹ کر قد آدم رہ گیا۔ کچھ آگے چل کر ایک میدان وسیع پر فضا دیکھا جسکے گرد دائرہ کی شکل صدہا
درختان موزون باثمر و گل استادہ تھے اور ہر درخت کی شاخ بلند پر ایک طاؤس با نقش و نگار
بیٹھا ہوا تھا انکو دیکھ کر اون طاؤسان مرصع دم نے بالاتفاق فریاد کی اور درختون سے
اتر کر میدان مین ناچنے لگے ہنگام رقص باین آواز دردناک وصداے حزین بولتے تھے
کہ بہتر توفیق اور صاحبقران کو وقت تقلب حاصل ہوئی بعد ازان آسمان کیطرف پرواز کر گئے
اور ہوا مین معلق رہ کر منقار سے مرجان اور یاقوت رمانی اور مروارید مثل باران برسانے
توفیق طمع نے جواہر گرانبہا کے انبار دیکھے بے تامل دامن پہیلایا اور دانہاے جواہر
کے فراہم کرنے مین خوش خوش مصروف ہوا ہر گاہ وہ سامان طلسمی تہا ہر وقت ہاتھ لگانے
کے پانی ہو کر بہہ جاتے تھے طاؤس نے اس بوالہوس کے کام پر ایک قہقہہ لگایا توفیق
[illegible] سے نال [illegible] تھا [illegible] گالیان طاؤسون کو دین اور ایک سنگ فلاخن [illegible]
[illegible] طاؤسون نے [illegible] توفیق [illegible] اب [illegible] کی [illegible]

شوخی اور شیخی خاک مین مل گئی اور بے تحاشا بھاگا ہر چند صاحبقران نے پکار پکار کر کہا کہ ان
انبار ہائے جواہر کو رائگان چھوڑنا تمہاری عقلمندی کے برخلاف ہے مگر توفیق نہ ہوئی
اسکے بعد ایک اور میدان مین پہونچے جسمین مختلف رنگ کے پتھرون کا فرش ہو رہا تھا
اور وسط میدان مین ایک منبر ملتمع یاقوت نگار رکھا تھا ناگاہ ہزار ہا پرند آسمان سے
نازل ہوئے انمین ایک جانور بشکل ہدہد قد و قامت مین شتر مرغ کی برابر تھا وہ منبر کے زینہ
آخر پر جا بیٹھا اور زبان عربی مین ایک خطبہ بلیغ و فصیح پڑھا اور کہا

یا اھل الدنیا فی الدنیا کانک غریب او عابر سبیل

به دنیا دل نه بندد هر که مرد است | که دنیا را ب اندوه درد است

سیفی ہوا ہین شیخ دنیا کی ہوا محرم مسجود | گل رنگ کے دھوکے مین نہ دا ثقت ہو بو کا

تجکو چلنا ہے نومت بیٹھ اگرچہ سیفی | اک نیا قافلہ یان اور جرس ہے بیگا

بہ رہ اعتبار اسجا انسان آرا ہاہر چند | حقیقت کو جو دیکھا تو یہ نقش محالکھا تھا

اسکے بعد اُس جانور عارف سیر نے کہا کہ جبرئیل نے رحلت کے وقت آدم ثانی نوح علیہ السلام
سے پوچھا کہ آپنے دنیا کو کیا پایا حالانکہ حضرت نوح کی عمر سب پیغمبرون سے زیادہ ہوئی چنانچہ
روایت ہے کہ بوقت انتقال سن شریف بارہ سو برس کو پہونچا تھا تاہم جبرئیل کے جواب مین فرمایا

وجدت کدار لہ بابان دخلت من باب وخرجت من باب

داشت لقمان بہ دہر کلبہ تنگ | تیرہ و تار ہمچو تیرہ فرنگ

شب از و تا سحر نہ تاب اندر | روز نیمے در آفتاب اندر

گفت شخصے بہ او کہ فسرزانہ | گذران چون کند درین خانہ

پایا مینزے دنیا کو مانند ایک ہر چنگ در دو رہون ایک دروازہ سے داخل ہوا اور دوسرے دروازہ سے باہر نکل آیا۔

بارخ زند و چشم گریان نیسنز   گفت ہدالمن لموت کنیز

صاحبقران اصغر نے جو یہ کلمات سود مند اور سبحان دلپسند اس جانور کی زبان سے سُنے ایسا متاثر ہوا کہ ہوش سے جاتا رہا۔ مہتر توفیق بھی بیہوش ہو گیا۔ جسوقت بیخودی رفع ہوئی ان جانوروں کا نشان نہ پایا توفیق کی رگ دلیخی لفور رفع ہونے مدہوشی کے حرکت کی اور اور افسوس کیا کہ وہ ہدہد چلا گیا ورنہ کمند سے گرفتار کرتا اور سلطان رکن الدین کے ہاتھ بیس ہزار روپیہ کو بیچتا۔ صاحبقران نے فرمایا آفرین اس حیوان ناطق کی نصیحت کا یہی صلہ تھا

وہان سے خادم و مخدوم حکیم صاحب کی خدمت مین پہونچے اور جو کچھ عجائبات نظر سے گذرے تھے بیان کیے۔ حکیم بزرگ دانش نے فرمایا کہ عالم طلسم کے تین قسم ہین:- اول طلسم صنعتِ الٰہی جسے عجائبات قدرت کہتے ہین جیسا کہ وہ سنگ پران جسنے تمکو ملک مغرب سے ارض الجدید مین پہونچا دیا کچھ تعجب نہین کہ وہ جانوران آسمانی ہدہد وغیرہ بھی اسی قبیل سے ہون ممکن ہے کہ ایک فرشتہ نے بصورت ہدہد کلمات وعظ بیان کیے دوئم جو محض تماشا کیلئے ترتیب دی جاتے ہین جسطرح وہ جانوران جواہر افشان اور طلسم حوض و میدان تمہارے نظر سے گذرا۔ ایسے طلسمون مین لوح یا کلید نہین بنائی جاتی جب عمر طلسم ختم ہوتی ہے تو آثار طلسم خود بخود نابود ہو جاتے ہین یہ عجائب اور باغ سلیمانی اسی قسم مین ہے سوئم ایسے طلسم جنمین خزانہ و اسباب امانت رکھا جاتا ہے ایسے طلسم کی کلید یعنی لوح طلسم ضرور ہوتی ہے مہتر توفیق نے کہا اے حکیم صاحب حضرت میری خاطر سے یہ طلسم بندی کرین کہ وہ جواہر جو جانور اوج آسمان سے پھینکتے تھے سالم رہین اور میرے تصرف مین آئین حکیم صاحب مسکرا کر خاموش ہو رہے

صاحبقرانِ حکیم صاحب کی اجازت سے کسی وقت پہر گنبد بلور مین تشریف لایا اور فتیلہ جو

روشن کرکے اور اوسم مین مشغول ہوا۔ توفیق نے گنبد کے باہر بستر لگایا اور ملکہ کے
ساتھ سمن آرا کے آنے کا منتظر رہا۔ ادہر ملکہ خورشید نگار اول شب خوابگاہ مین آئی اور ایک
تخت پر شراب کباب کا سامان رکھکر مع سمن آرا منتظر بیٹھی دو ساعت شب گذری تھی کہ یکبیک
نسیم خوشگوار کا جہونکا آیا اور دونو غنودہ ہوگئین۔ سوکہون سے طرفۃ العین مین تخت کو گنبد
مین پہونچایا مہتر توفیق نے جو سمن آرا کو ملکہ کے ساتھ دیکھا بے صبر ہوگیا اور کہا کہ ابہی
وقت صیغہ نکاح عمل مین آئے۔ صاحبقران نے یہ شغل کسے گنبد سے ٹالا اور ملکہ خورشید نگار
کے ساتھ مشغول اختلاط ہوا۔ اثنائے گفتگو مین عجائبات کا تذکرہ آیا۔ ملکہ نے کہا کہ کسی
تدبیر سے مین بھی اُس تماشے سے حظ اٹھاؤن۔ صاحبقران نے کہا مین حکیم صاحب سے درخواست
کرونگا دیکھون کیا تجویز کرتے ہین۔ دو مشتاق ہنوز گفتگو سے سیر نہوئے تھے
کہ فتیلۂ اختتام کو پہونچا اور ملکہ خورشید نگار کا تخت روانہ ہوگیا۔ صبح صاحبقران نے حکیم صاحب
کی خدمت مین ملکہ کا اشتیاق واسطے دیکھنے عجائبات کے ظاہر کیا بزرگ دانش نے فرمایا کہ
اس باغ نادر عالم مین ہنگام روز دست راست جانے سے عجائبات ظاہر ہوتے مین اور
وقت شب جانب چپ گلگشت کرنے سے ہنگامہائے طلسمی تماشائی کو متحیر و متعجب کرتے
ہین اس درخواست کے قبول ہونے سے صاحبقران کو مسرت قلبی حاصل ہوئی اور شب
کو جب ملکہ مع سمن آرا تشریف لائی چارون شخص گنبد بلور کے دست چپ روانہ ہوئے چند
قدم پر ایک درخت عظیم الشان کثیر الفروع اس کیفیت کا دیکھا کہ اسکے برگ و بار بعینہ چراغ کے
مانند روشن تھے اور ہر شاخ پر ہزار در ہزار جانوران خوش رنگ و مرغان خوش آہنگ باشان
و ... ہو رہے تھے وہان سے ایک چشمہ پر پہونچے کہ فوارون پہ مختلف رنگ کے
جنوا ... تھے اور ایک چشمہ پر تمام آب زردی روشن تھی اور دو چشمے ... پر فانوس ... اٹھے

یاقوتی فروزاں تہے اس روشنی سے چشمہ کا نصف بانی زمردی اور نصف ثانی یاقوت رنگ ہو رہا تھا ناگاہ آب چشمہ جوش مین آیا اور گروہ گروہ ملازمان پری پیکر شعلہ رخسار باساز و سامان چشمہ سے باہر نکلین انہون نے آن واحد مین اُس میدان کو فرش مکلف سے آراستہ کیا اور دو کرسیان طلائی صاحبقران اور ملکہ کے جلوس کو اور دو کرسیان سیمین توفیق اور سمن آرا کے بیٹھنے کو بچہائین جب صاحبقران نے جلوس فرمایا تو وہ ساز و نوا مین مشغول ہو گئین ملکہ خورشید نگار کو اُنکے رقص و سرود مین ایسا حظ آیا کہ بار بار تعریف کرتی تھی لیکن اُدہر سے کوئی صدا و ادا نہ تھی استنے مین موکل تخت لیکر حاضر ہوئے اور ملکہ مع سمن آرا با دل ناخواستہ روانہ ہو گئین دوسرے دن حکیم صاحب نے صاحبقران سے فرمایا کہ اب اس شغل کو موقوف رکہنا چاہیے کیونکہ تمکو اپنے طالع کے موکل کی دعوت مین مصروف ہونا ضروری ہے صاحبقران نے بہ مشکل ایک شب کی اور اجازت لی کہ ملکہ سے رخصتانہ ملاقات کرلون چنانچہ وہ شب صاحبقران اصغر اور ملکہ خورشید نگار اور اسی طرح توفیق اور سمن آرا نے شکوہ و شکایت اور بے آرزو زاری مین گذاری

مشغول ہونا صاحبقران اصغر کا تسخیر موکل طالع مین اور حاصل کرنا تحائف کا باغ سلیمانی سے اور پہونچنا دشت ماران مین اور مارے جانا دیو ہزار شاخ کا

علے الصباح حکیم بزرگ دانش نے گنبد بلورین مین جاکر صاحبقران اصغر کو اُسکے موکل طالع کا نشان دیا اور اسم یا ذوالجلال والاکرام سو مرتبہ تعلیم کرکے فرمایا کہ ہنگام کم خوابی ایک روز و شب ترک گوشت

کی قید سے دل صبح ہو کہ شاہزادہ بال ہمشیر کا برج طالع اسد اور کوکب آفتاب اور برج طالع کا نام شمسائیل ہے۔ صاحبقران۔ انیس دن تک قلیل غذا کھائی اور بمشکل تمام اسم دعوت ختم کیا ہنگام اوراد خوانی بیشتر اشکال مہیب اور صورتہائے خوفناک نظر آئیں لیکن اُس کو وہ قادر جنبش تک نہ کی۔ اکیسویں دن کی صبح کو ایک جوان رعنا خوش قامت صاحب جمال جسکا چہرۂ آفتاب کی مانند اور پیشانی سے آثار سلطنت نمایاں تھے صاحبقران کے پاس آیا اور بیعت کر کے کہا کہ میں بحکم الٰہی تمہاری متابعت اختیار کی لیکن وہی خدمت بجا لا سکونگا جسکی نسبت بارگاہ صمدیت سے اجازت ملے گی

اختتام اوراد پر حکیم صاحب صاحبقران اصغر کو پھر اُسی گنبد میں لائے زیر گنبد ایک تہ خانہ ظاہر ہوا حکیم صاحب نے وہاں سے دو صندوق فولادی مقفل نکالے بڑا صندوق صاحبقران کی انگشت شہادت سے اور صندوقچہ خورد توفیق کی اُسی انگلی سے کھلوایا۔ صاحبقران کے لئے صندوق سے یہ اشیاء نکلیں پیرہن بال ملک حکیم صاحب نے فرمایا خلیفہ اللہ آدم علیہ السلام کی خلقت سے اول تمام عالم میں اجنہ حکمران تھے۔ جب اُس قوم سے سخت نافرمانیاں وقوع میں آئیں درگاہ صمدیت سے فرشتے اُنکے قتل و استیصال پر مامور ہوئے اس ہنگامہ کشت و خون میں ملائک کے پر و بال زمین پر گرے جب حضرت ادریس علیہ السلام کا زمانہ نبوت آیا انکے اُستاد حکیم اغاذیمون مصری نے بہ زور علم نجوم ان پروں کو جمع کرایا اور خاص اپنے ہاتھ سے یہ پیرہن بنایا اور بطور میراث حکمائے پیشین کے قبضے میں آیا تا اینکہ حکیم اسقلینوس آدل نے اس گنبد میں جو حضرت ادریس کے عہد کا ہے اس پیرہن کو امانت رکھا بعد ازان حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ باغ لگایا اور چند عجائبات تازہ اضافہ کیے دویم ایک شمشیر یلاچہ برق نام جہان گشا کہلاتا۔ سویم ایک نیزہ شہاب ثاقب نام۔ یہ دونو سلاح مرصع بہ جواہر بیش بہا تھے

اور چونکہ ساعات کواکب سبع مین تیار ہوئے تھے اسلیئے اُنکی یہہ تاثیر تھی کہ جس کوکب کی ساعت مین زیب قامت کیئے جائین اُسی کوکب کا رنگ جواہر سے نمایان ہو جام بارگاہ کا ایک قبہ الماسی - سال مین تین روز تحت الشعاع برج سرطان مین واقع ہوتی ہی جب اُس ہنگام مین قبہ مذکور پر اسم اعظم دم کرکے بارگاہ پر نصب کرین تو وہ ایسا درخشان ہوگا کہ وقت شب مہ چاردہ کی مانند اُس سے تمام صحرا روشن رہے گا اور یہہ روشنی چار طرف تین روز کے راہ تک پہونچے گی

صندوق کوچک سے دو خنجر با قبضہ جواہر نگار جو دس من بوزن تبریزی تھے اور ایک تیغچہ یک من وزنی اور ایک کمان اور پانچ تیر باناوک لعل اور ایک کلاہ مروارید نگار اور ایک قنطورہ یاقوتی اور دو زنگ طلائی اور ایک پر سیمرغ کہ کلاہ مروارید نگار پر نصب کیا جاتا تھا - ان یراق عیاری مین سے ہر ایک پر نقوش طلسمی کندہ تھے - حکیم بوزرجمہر دانش نے مہتر توفیق سے فرمایا کہ ان تیرون کی یہہ تاثیر ہے کہ جس وقت دراثنائے جنگ ساحرون کے انبوہ مین ایک تیر ماریگا خود بخود تمام ساحرون کے بدن مین آگ لگ جائے گی اور تیر موکلان غیب تمہارے پاس پہونچا دینگے اسی طرح یہہ زنگ عجائبات عالم مین سے ہی جب انکو پانوںمین باندھ کر چلیے گا بارہ مقامات موسیقی کی آنسے صدا پیدا ہوگی

اشیائے طلسمی کے حصول کے بعد صاحبقران اور مہتر توفیق ایک روز و شب اور گنبد طلبود مین رہے - حکیم صاحب نے دوسرے روز فرمایا - بر عجائب سے نکلتے تک منور مو دخطر عظیم روبکار ہین - ایک دشت ماران - کنارہ دشت پر ایک درخت نہائت بلند اور سرسبز دیکھو گے جسکے برگ طلائی برگ بید کی شکل ہونگے اُسکی دو شاخین

لے لینا اور انکو بجائے عصا ہاتھ مین لے کر دشت ماران مین داخل ہو جانا۔ پھر سانپ ور پے اذیت نہون گے۔ بالفرض کوئی افعی سد راہ ہو۔ تم وہ شاخ درخت اسکی سر پر لگا نا فی الفور مر جائیگا شاخون کے قطع کرنے کے وقت ایک دیو قوی ہیکل مہیب شکل فیل دندان جو اُس درخت کا محافظ ہے آئیگا اُسے تیغ جہان کشا سے قتل کر۔ الغرض بعد قطع مسافت شام کے وقت ایک درخت میوہ دار کے پاس پہونچوگے شب بالائے درخت گذار دینا اور اشتہا کے وقت اُسی درخت کا میوہ کہا نا نصف شب کے بعد وہی ماران دشتی انواع انواع صورت سے تمہاری تکلیف وایذا کے درپے ہونگے انہیں شاخہائے درخت کی ضرب محکم سے اُن ماران موذی آدم کش کو ہلاک کرنا۔ شب تا سحر بیدار رہنا مبادا عالم غفلت مین کوئی اور بلائے آسمانی نازل ہو۔ چوتھے روز جب دشت ماران سے نکلوگے خطرہ دوئم روبکار ہوگا یعنی ایک دیو کوہ پیکر محاربہ کیواسطے آئے گا اُسکا قد ہزار گز کا ہے اور ہزار ہی شاخین بلند و پست اُسکے سر پر مثل نیزہ ہین۔ ہر شاخ کی نوک اسقدر تیز و مستحکم ہے کہ جسکی ایک سہل ضرب سے سنگ خارا مین سوراخ ہو جائے اُسکا نام دیو ہزار شاخ ہے اول در عفریت با حربہ ہائے مختلف تم سے حرب کرے گا۔ جب دیکھیگا کہ تمہارے بدن پر کوئی حربہ موثر نہین ہوتا ناچار شاخہائے سر سے ہلاک کرنے کا قصد کرے گا اُس وقت تم تیغ جہان کشا سے اُسکی شاخون کو دفعۃً قلم کرنا اُسکی زبردستی اُن شاخون کے سبب سے ہے جب سب شاخین قلم ہو جائینگی اُسکو ہلاک کرنا

... کر سمجھا دینے کے بعد حکیم ہوشیار دانش نے کہا کہ اے صاحبزادہ

لہذا ارادہ تمکو معلوم ہو کہ جس حیوان آتش فشان دابۃ الارض یعنی ہنگ بری کے مقابلہ کیواسطے اخلاق شاہ نے طلب کیا ہے وہ ایک بلائے مبرم ہے وہ دراصل ریگ ماہی ہے۔ جب ہزار برس کی عمر کو پہونچتی ہے تو اسکا جثہ ماہی کلان کے برابر ہو جاتا ہے وہ ہمیشہ زمین کے اندر رہتی ہے اور مار و گزدم اور جملہ حشرات الارض کو کہاتی ہے سب وہ ساعت بساعت بڑہنے لگتی ہے تا اینکہ پانچہزار برس کے سن میں اسکا قد طول میں ہزار گز کا ہوجاتا ہے عرض طول کی نسبت سے سمجھ لو۔ پہر وہ زمین سے باہر نکلتی ہے اور انسان حیوان کو لقمہ کرتی ہے۔ تردد کی بات یہ ہے کہ کوئی حربہ از قبیل تیر و تفنگ و شمشیر وغیرہ اسکی جسم روئین پر کارگر نہیں ہوتا۔ اس حیوان کو کوئی انسان ہلاک نہیں کر سکتا الا وہ کہ موید من اللہ اور صاحبقران ہو۔ باغ سلیمانی میں ایک درخت حرز السموم نام بنائے گنبد کے وقت سے لگا ہوا ہے اسکے برگ و ثمر اور چوب ہنگ بری کی ہلاکت میں کام آتے ہیں لیکن انکا حصول اس حیوان کی مہم سے زیادہ سخت اور دشوار ہے کیونکہ چند موکل عالم غیب سے اسکی نگہبانی کے لیے متعین ہیں میں بعد نماز عشا تمہیں اس درخت کا نشان دونگا۔ زیر درخت اسماء اعظم پڑہنا۔ باثنائے اوراد خوانی ایک موکل بصورت انسان خوش جمال ظاہر ہوگا اور مطلب دریافت کریگا تم کہنا اے حافظ شجر حرز السموم میں ہنگ بری کے ہلاک کرنے کا قصد رکہتا ہوں۔ تجھے بھی میری مدد کرنی واجب ہے اگر تم صاحبقران موعود ہو تو وہ موکل تمہارے سر پا پر غور کرکے برگ چند اور چند ثمر لا دیگا تم پہر میرے پاس آنا۔ القصہ صاحبقران نے وہ دن باغ کی سیر و تماشا میں گذارا اور حسب دستور اس باغ کے جدید عجائبات دیکھے بوقت شب حکیم صاحب

صاحبقران کو زیر درخت لائے۔ صاحبقران نے حسب فرمودہ حکیم صاحب کے ایک اسم جلیل کا ورد کیا۔ موکل نے اُس درخت کی ایک شاخ دس گز لمبی اور ایک سو برگ وثمر دیے حکیم صاحب نے اس چوب وثمر کے حاصل ہونے کی مبارکباد دیکر نہنگ بری کی ہلاکت کا طریق سمجھایا اور بوقت رخصت ایک کوزہ چراغ اپنے پاس سے دیا

صاحبقران اور توفیق حکیم صاحب سے رخصت ہوکر ساتوین روز دشت ماران کے کنارہ پر پہونچے دیکھا کہ دشت کے کنارہ پر وہ درخت موجود ہے جسکا حکیم صاحب نے نشان دیا تہا اور دشت انواع واقسام کی سانپون سے پُر ہے۔ ان موذیون نے جو انہین دیکہا آتش فشانی کرتے ہوئے دوڑے۔ لیکن اُس درخت کے قریب نہ آسکے۔ صاحبقران اصغر نے زیر درخت آرام لیا مہتر توفیق حسب الفرمان خنجر سے شاخہای درخت قطع کیا چاہتا تھا کہ ایک آواز جگر شگاف کان مین آئی۔ اے آدم زادان خیرہ سر یہان تک پہونچے اور اب درخت پر دست درازی کا ارادہ ہے۔ توفیق تو درخت سے الگ ہوگیا اور ایک دیو سر بفلک کشیدہ شورش کنان اوج ہوا سے پہونچا اور کہا مین اس درخت کا نگہبان ہون اور اہرمن فیل دندان میرا نام ہے صاحبقران مقابل ہوا دیو نے وار شمشاد کی بجائے خود ایک پارہ کوہ بہی صاحبقران کے سر پر ماری۔ صاحبقران نے بمدد آسمانی اور بقوت صاحبقرانی اسکے ہاتھ سے وار شمشاد چہین لی اور **یا مظہر العجائب** کہکر تیغ جہان کشا اس صفائی دست سے لگائی کہ دیو خونخوار سالخوردہ کی مانند قلم ہوگیا بعد ازان دو شاخین خادم ومخدوم نے لین اور دشت ماران مین داخل ہوئے۔ تمام دشت ہر قسم اور ہر رنگ اور ہر قامت کے زہر افشان سانپون سے پُر تہا مگر ان شاخون کی برکت سے دو آدمی کے چلنے کے لائق

راہ دی البتہ کچھ کچھ فاصلہ پر مارہاے کلان سیاہ سُرخ بالکفچہ ہائے زہر آلود جنمین سے اکثر کا طول ۱۰ گز سے بھی زیادہ تھا سد راہ ہوئے۔ صاحبقران اور توفیق نے شاخہائے درخت سے انکو ہلاک کیا۔ بعد مارنے سینکڑون افعی کے غرب آفتاب کے وقت ایک درخت بلند عظیم الشان سایہ دار کے پاس پہونچے حکیم صاحب کی فہمائش کے مطابق صاحبقران اور توفیق اُس درخت پر چڑھ گئے اور اُسی کا میوہ جو صورت مین سیب اور ذائقہ مین سیب سے بہتر تھا کہایا۔ شب بہر ماران سیاہ طویل القامت سے ہنگامہ جدال گرم رہا۔ جو آتے تھے اور بشکل مینار بلند ہوکر انکو ایذا پہونچانا چاہتے تھے وہی شاخہائے درخت انکے مارنے مین کام آتی تھین ہر روز و شب کی یہی کیفیت سمجھنی چاہیئے

چوتھے روز بمشکل تمام دشت ماران سے نکلے۔ خدا کی درگاہ مین اپنی جانون کی سلامتی کے سجدہائے شکر بجالائے۔ لیکن اسوقت بہوک کی شدت سے حال بہت غیر ہورہا تھا ناگاہ اسوقت ایک ہرن جست کنان اون کے روبرو سے گذرا مہترنی اُسکو کمند سے باندھا اور ذبح کرکے پختہ و خام کباب تیار کیے۔ صاحبقران اور توفیق نے بخواہش تمام کباب کہائے اور پانی پیا۔ دو لمحہ نہ گذرے تھی کہ شمشام آہن شاخ یعنی دیو ہزار شاخ نعرہ زنان و نعرش کنان پہونچا۔ توفیق تو دیو کی ہوشت سی ایک درخت پر چڑھ گیا اور اُسنے صاحبقران سے کہا اے اجل گرفتہ تونے میری شکارگاہ مین مداخلت کی اور ہرن ذبح کیا۔ اب تجھی مین بعوض ہرن کے لقمہ دہن کرونگا یہ کہہ کر ہاتھ بڑھایا کہ صاحبقران کو اُٹھالیجائے مگر اُس کوہ وقار نظر کردہ حیدر کرار نے جنبش تک نہ کی بلکہ دیو کا پنجہ اس مضبوطی سے پکڑا کہ چھڑانا محال ہوگیا۔ دیو نے

صاحبقران کے گرد ہر ایک چرخ مارا اور کہا اے انسان ناتوان شاید ابلیس تجھ پر عاشق
ہے کہ میں تیرے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نہیں چھڑا سکتا۔ خیر میرا ہاتھ رہا کر دے۔ پھر تجھے
یہاں آنے کا تماشا دکھاؤں صاحبقران نے دیو کا ہاتھ چھوڑ دیا اُس نے ایک پتھر
جو ایک چھوٹے پہاڑ کے برابر تھا صاحبقران کے سر پر مارا۔ صاحبقران نے ایک جست
عیارانہ کی اور ضرب خالی گئی۔ جہاں تختۂ سنگ گرا وہاں ایک غار عمیق ہو گیا صاحبقران
نے مقابل ہو کر درخت حرز السموم کی شاخ باین قوت دیو کے پانو پر ماری کہ بیقرار
ہو گیا۔ جب ہوش درست ہوئے صاحبقران کے فرق مبارک پر دار شمشاد کی ایک
سخت ضرب لگائی جب اس سے بھی کام نہ نکلا سر جھکا کر توپ مست کی مانند ٹکریں مارنی
شروع کیں صاحبقران نے تیغ جہانگشا علم کی اور ہر حملہ میں دیو کی سو شاخیں
قلم کیں۔ دیو ہر ضرب پر شور و غل کرتا تھا جب چار سو شاخیں قطع ہو گئیں تو ابلیس
کو دشنامہائے مغلظ دیتا ہوا آسمان کی طرف پرواز کر گیا صبح کو صاحبقران اور
رفیق نماز میں مصروف تھے کہ دیو ہزار شاخ ایک پارۂ کوہ دوش پر رکھے ہوئے
نعرہ زنان آیا اور صاحبقران کے سر پر مارا۔ صاحبقران بفضل ایزدی اس حملہ سے بھی محفوظ
رہا تب دیو بدستور روز گذشتہ اپنی شاخوں سے حملہ آور ہوا صاحبقران نے شام تک
چار سو شاخیں دیو کی قلم کیں دیو نے بھاگتے وقت کہا افسوس ابلیس نے آج بھی میری
امداد کی تیسرے دن دیو پھر آیا اور صاحبقران نے اسکی باقیماندہ دو شاخیں بھی قطع
کیں صاحبقران نے سمجھا کہ اب دیو نہ آئے گا پس چھٹے روز وہاں سے روانہ
ہوئے چھ روز کی راہ روی کے بعد ایک جگہ صاحبقران خواہاں استراحت ہوئے
اور توفیق کباب پزی میں مصروف تھا کہ وہی دیو پلید [illegible] وہاں نمودار ہوا

اور جب تک صاحبقران جاگے توفیق کو بغل مین دبا کر سوے آسمان پرواز کر گیا صاحبقران نے اس مشاہدے سے ہانے کا نعرہ مارا اور کہا بار خدایا اب کیا علاج کرون توفیق نے عالم پرواز مین دیو کے ضربین لگائین اور وہ زخمی بھی ہوا کیونکہ شاخون کے قطع ہو جانے سے اوسکی رونین تنی جاتی رہی تھی مگر وہ سخت جان اُس زخم کو خیال مین بھی نہ لایا استنے مین ایک پریزاد گلگون پوش نقاب افگندہ چند دیوان زبردست کی جمعیت سے وہان پہونچا اور اُس دیو موذی کو دست بدست گرفتار کر کے صاحبقران کی خدمت مین حاضر کیا صاحبقران نے توفیق کو گلے سے لگایا اور دیو کو قتل کیا۔ جوان نقاب پوش کے ملازمون نے مجلس نشاط آراستہ کی

جب صاحبقران اصغر کا دماغ بادہ نشاط افزا کے سرور سے گرم ہوا اُس جوان کا شکر احسان ادا کر کے جو اسلحہ طلسم خسرو خسروان سے دستیاب ہوئے تھے اُسے عنائت کئے اور پوچھا اے جوانمرد تو کس بحر نجابت کا درشہوار ہے اور ہم سے روپوشی کی کیا علت ہے اُس نے کہا یا صاحبقران عالمستان بجز اس کے کیا عرض کرون کہ حضور کا ادنے ملازم ہون مگر بالفعل یہی امر مصلحت ہے کہ چند روز روپوش رہون تب روز نقابدار رخصت ہوا اور صاحبقران اور توفیق بھی پیشتر روانہ ہوئے

پہنچنا کوہزاد اور شہزادہ خاقان کا ملک اخلاقیہ میں اور اژدر خان مارخوار کا اخلاق شاہ کی مدد کو آنا اور صاحبقران کا برعجائب سے برآمد ہونا اور نہنگ بری کا ہلاک کرنا۔

کوہزاد سوختہ دربرشتہ اخلاق شاہ کے دربار میں پہنچا اور شہزاد کے مسلمان ہونے اور برعجائب میں صاحبقران کے جانے اور خلافیہ کو لشکر صاحبقرانی کی روانگی کی حقیقت مفصل سنائی۔ اخلاق شاہ نے کہا۔ بدمنیر اب برعجائب سے زندہ نہ نکلیگا۔ لشکر بے سر اوسکا کیا مقابلہ کریگا۔ چند روز کے بعد لشکر صاحبقرانی پہنچا۔ اور ادہم کوہ کے دامنہ میں جو خلافیہ کی طرف برعجائب کا ایک درہ اور شہر سے پندرہ منزل پر واقع ہے خیام نصب کیئے۔ دوسرے دن الطاف شاہ کے ایک جلودار نے شاہزادہ خاقان کو ایک رقعہ سربمہر پہنچایا۔ اُس میں الطاف شاہ نے لکھا تھا۔ اے فرزند تیری خاتون خان۔۔ فیروز کے ایام وضع حمل قریب تھی۔ ایکدن حرم سرا کے باغ میں کنیزوں کے ساتھ گلگشت میں تھی۔ ناگاہ ایک پنجہ بلا آسمان کی طرف سے آیا اور اُسے صاف لے گیا۔ اب سوا ماتم اور صبر کے کچھ علاج بن نہیں آتا۔ البتہ حکیم منجم نے بعد زائچہ کشی کہا کہ گل افراز مل جائیگی اس رقعہ کے دیکھنے سے شاہزادہ خاقان کی نظر میں زمین و آسمان سیاہ ہوگیا۔ مگر اسلم بن سلیم نے بعد دیکھنے زائچہ طالع کے بقید

قسم کھا کر ملا کہ صبح و سلامت ملے گی

اخلاق شاہ نے جب طاقان کے ورود کی خبر سنی۔ ایک نامہ سخت و درشت بھیجا شہزادے نے جواب ترکی بہ ترکی دیا۔ اخلاق شاہ نے اُسی کوہزاد شہر ہمیت یافتہ کو چالیس ہزار سوار و پیادہ کی جمعیت سے لشکر صاحبقرانی کے مقابلہ میں روانہ کیا اور حکم دیا کہ ہمارا پیش خیمہ کوہ ادہم کی طرف روانہ ہو۔ کوہزاد نے میدان جنگ میں پہونچ کر لشکر اسلام کے مقابل اپنے لشکر کے خیمے برپا کروائے۔ اور اُسی شب کوس حربی بجوایا۔ صبح کو قیلاس اخلاقی کہ ایک جہان [illegible] کار تھا میدان میں آیا۔ ادہر سے سیلان تیغ زن گیا۔ نیزہ وری کے بعد سیلان دلاور نے ایک ضرب تیغ میں قیلاس کو خاک و خون میں ملایا۔ اسکے بعد پانچ پہلوان لشکر اخلاقیہ سے [illegible] سیلان کے ہاتھ سے دو پہلوان قتل آٹھ زخمی ہوئے۔ بعد علم شام طبل باز گشت بجایا۔ دوسرے دن کوہزاد ایک چوب سخت ششصد منی دوش ناپاک پر رکھے [illegible] تمام جنگ گاہ میں آیا اور سیلان اور ہرمز وغیرہ چار پہلوانان لشکر اسلام کو زخمی کیا۔ اسکے بعد بوق بازگشتی بجگیا۔ رات کو کوہزاد نے پھر اپنے نام طبل جنگ بجوایا۔ وقت صباح [illegible] اور مہران سخت کمان پس و پیش میدان میں گئے اور کوہزاد کے ہاتھ سے زخمی ہوئے اب شیرزاد دلاور کو تاب نہ رہی اور اُس سے زیادہ [illegible] کوہزاد کے مقابل ہوا۔ کوہزاد نے جو شیرزاد کو دیکھا ہاتھ پانوں پھول گئے اور بے تحاشا بھاگ کر اپنے لشکر میں داخل ہو گیا۔ قضا را [illegible] عیار اخلاق شاہ کا تماشا حرب دیکھ رہا تھا اُسکو کوہزاد کا بھاگنا ناگوار گزرا [illegible] شیرزاد [illegible] چاہیئے آخر ایک دن شیرزاد کی خدمت میں آیا [illegible] الحیل [illegible] خلوص و عقیدت ظاہر کر کے مسلمان ہوا [illegible] شیرزاد [illegible]

سینہ سے کھینچی۔ کشف نے کہا شاید مین وابستگی ہے کہ پہلوان جہان نے اس یکتا
وضع مین نعرہ ہنے مارا۔ جیسا کہ شراب خورون کا دستور ہے شیرزاد اس منافق سی
بے تکلف ہوگیا اور کہا کہ مین اخلاق شاہ کی دختر ملکہ حیات بخش پر مدت دراز سے فریفتہ
ہون اور کوئی تدبیر وصال کی نہین سوجھتی۔ کشف بادپا نے دل مین یقین کیا کہ حیات بخش
کے شوق وصل مین شیرزاد دام اجل مین گرفتار ہوجائے گا پس کہا کہ یہہ مہم میرے ذمہ ہی
مین بہر نہج دونون کو دوبدو کردونگا۔ آیندہ تمہاری قسمت یہہ کہکر شیرزاد سے رخصت ہوا
اور اخلاق شاہ کی خدمت مین حاضر ہوکر کہا۔ شیرزاد نے اول حضور کے نمک کی بے قدردانی
کی کہ ایک گمنام شخص کا مذہب اور اطاعت اختیار کی اور اب ملکہ حیات بخش کی نسبت خلوت
و جلوت مین اظہار عشق و عاشقی کرتا ہے اگر حضور تغیر مزاج کو راہ نہ دین تو ملکہ کو چار روز کے
واسطے اس باغ کی سیر کی اجازت دین جو جنگ گاہ کے قریب واقع ہے مین شیرزاد کو
وہان لاکر گرفتار کرونگا اخلاق شاہ بھی ازبس دیوانہ مذہب ہو رہا تھا بے تامل عیار شعار
کی تجویز کو پسند کرلیا۔ کشف نے ملکہ حیات بخش کے ایک دایہ مخاطب بہ قہرمانہ کو شریک راز
کیا اور ملکہ کو باغ مین بھجوا کر خود شیرزاد کی خدمت مین حاضر ہوا

شیرزاد نے جو میدان جنگ کے متصل باغ مین مطلوب کا آنا سنا نہال ہوگیا اور شاہزادہ
طلقان سے اجازت شکار لیکر چند معتمد ملازمون کے ساتھ کشف کے ساتھ گیا۔ کشف نے
دن بھر تو شیرزاد کو صحرا گردی مین رکھا اور رات کے وقت۔ ملازمون کو باہر ٹھہرا کر شیرزاد
کو باغ مین ملکہ حیات بخش کی خلوت مین لیگیا۔ ملکہ حیران تھی کہ ایک نامحرم کیونکر میرے
پاس آگیا [illegible] شیرزاد [illegible] کشف کی
[illegible]

مکان محبوب اور تو ہم پرست سمجھ کر راجہ بدل گیا تھوڑی دیر اپنے سر سے چکر کھایا اور شیرزاد بیہوش ہو گیا ہر کشت سے نعش [illegible] [illegible] ادھر سے خاطر جمع ہوگئی بلی سے باہر آکر شیرزاد کے ہمراہیوں کو [illegible] انہیں اس طرح قتل کیا جس طرح قصاب ہزار گوسفند ذبح کرتا ہے پھر یہ اقرار دیگر کرنے لگا دو کوہ میں شیرزاد کو قتل کرونگا۔ دو عیار بچا اتفاق شاہ سنگھ پاس پہونچا اور [illegible] صاحبقران کے حملے کے خوف سے کوہزاد کی برادر زادہ کنل زاد کو بارہ ہزار سوار کی جمعیت سے اُس درہ پر متعین کیا

ملکہ حیات بخش اہل صف [illegible] یہ واقعہ سنکر نہایت [illegible] اسکو [illegible] کہ شیرزاد محض اسکی محبت کے نشہ میں جان سے جاتا ہے آخر [illegible] مصری کی دایہ [illegible] اور اسکے فرزند جوان بخت عیار کو بلا کر واقعہ سے آگاہ کیا اور کہا کہ میں شیرزاد کے دیکھنے کو ضرور جاؤنگی اور مع اُن دلبندوں کے بلباس مردانہ سوار ہوئی۔ قہرمان اس حرکت کی متعرض ہوئی ملکہ نے اُسے بضرب خنجر ہلاک کیا اور بحسب اتفاق اُسوقت قتلگاہ پر پہونچی کہ کنل زاد بدنہاد نے شیرزاد ولاور کو زنجیر پہنائے آہنی میں سلسل دار پر آویزاں کر رکھا تھا اور شیرزاد تشنہ لب رب جلیل کی درگاہ میں مناجات کر رہا تھا اتنے میں [illegible] زاد برادرزادہ شیرزاد کو [illegible] کہ میں پہونچا [illegible] بر پا کر کے باتوں میں لگایا اور بے خبر حلقۂ کمند [illegible] گردن میں بند کیا اہل [illegible] سنگدلی اور ناروئی دیکھ کر ملکہ سے ضبط نہ ہو سکا توسن برق وش کو دوڑایا اور قریب دار جا کر شیرزاد کو پانی پلایا۔ کنل زاد غول بیابانی کی مانند روبرو آیا اور ملکہ کو گرفتار کرنا چاہا ناگاہ نقاب پوش گلگون پوش جسنے ہر عجائب میں صاحبقران [illegible] کی مدد و مہمانی کی تھی ایک [illegible]

ہر بابان سے بجمعیت قلیل پیدا ہوا اور جلوریز لشکر کتل زاد بین ہوا کتل زاد اس جوانمرد کی ایک ضرب شمشیر سے قتل ہوا اور لشکر کتل زاد کی سپاہ کو پامال کیا لشکر انتظام بھی اس لشکر میں [illegible] حیات بخش [illegible] سلطانی [illegible] شہزادہ [illegible] [illegible] ہوئے [illegible] شہزادے کے [illegible] سرداران لشکر [illegible] شاہی کی [illegible]

جس وقت [illegible] شاہ نے سنا کہ لشکر کی عیاری کا تعبیہ [illegible] بھی حریفوں کے پاس پہنچ گئی اسکے ہوش جاتے رہے آخر [illegible] کے بھیجنے کا حکم دیا شہزادے نے [illegible] اور [illegible] اخلاقیہ کے [illegible] پہلوانوں کو اسیر کیا اور وہ شہزادہ خاقان کی [illegible] ہوکر [illegible] مستفیض ہوئے

منگر بری کے ہاتھ سے لوگ یہانتک تنگ آگئے ہیں کہ شاہ [illegible] اخلاق شاہ نے سر دربار فرمایا کہ جو جوانمرد اس بلا کو خلائق اخلاقیہ کے سر سے دفع کرے گا جاگیر منصب کے علاوہ قسم اس کے ساتھ اپنی دختر کو منسوب کر دینگے اخلاق شاہ کا ایک پسر نوجوان ہی [illegible] شاہ ختان کی دختر کو دیکھا اور حسب اتفاق عاشق ہو گیا اخلاق شاہ نے بھی یہی شرط کی تھی کہ جو ہمارا اس آفت کے دستبرد سے بندہ ہائے خدا کی جانیں بچائیگی

ور ہیر سے لپٹ جاتا تھا تو وہاں مطلوب تک نہ پہونچ سکے ہم سبب خدا کی قدرت سے
کہ حیات بخش کا ... [illegible] ... زخان مارخوار ... [illegible]
دو ... حیات بخش ... [illegible] ... ایک بت پرست نوجوان ... [illegible] ... کوہستان
میں ... [illegible] ... دونوں کو اخلاق شاہ لشکر
اسلام ... [illegible] ... لشکر ... [illegible]
... [illegible]
... [illegible] ... بیٹی ... [illegible]
... [illegible] ... کہ حیات بخش ... [illegible]
... [illegible] ... عفریت ... [illegible] ... منظر سبری
... [illegible] ... حیات بخش کا بھی پیدا ہوا ہے لیکن بظاہر اسکی
تواضع کی اور ... [illegible] ... شاہ ... [illegible]
... [illegible] ... زخان ... [illegible] ... کہ مارخوارون کو ... [illegible]
بھی ... [illegible] ... ساتھ کوہ ... کی جانب روانہ
ہوئے

صاحبقران اعظم بہتر توفیق یزدی زادت ابدال سے رخصت ہوکر دو دلون سے کے
قطع مسافت کے بعد ایک قریہ عنبر میں پہونچا جو درہ کوہستان پر واقع تھا یہان
پر جائے ختم اور اخلاقیہ کی سرحد شروع ہوتی تھی ۔ مرو اس نیں وہ کہ ایک مرد کہن سال تھا
صاحبقران کے حالات سے واقف ہو کر خادمانہ پیش آیا اور ایک دو دن میں تکلف ضیافت دی۔
یہ شخص بت پرست تھا صاحبقران نے اسپر دین اسلام کی صداقت ظاہر کی اور کلمہ مسیح

علیہ السلام تلقین کیا بجمیع قبائل و عشائر مسلمان ہوا اور اسکا بیٹا خرم زاد چار سو سوار کی جمعیت سے ہمراہ رکاب ہو لیا تیسرے روز صاحبقران اوہم کوہ کے درے سے باہر نکلا بہتر توفیق نے لشکر صاحبقرانی میں پہنچ کر شاہزادہ طاقان کو صاحبقران کے ورود سعادت آمود سے خبردار کیا بمجرد سننے اس خبر بہجت اثر کے طاقان نوجوان اور ہمراہان سخت کمان اور اسفار خان اور شکول شیر گیر اور شیر زاد اور بہزاد و جملہ سرداران بطریق استقبال روانہ ہوئے اور قریب لشکر ملازمت عالی حاصل کی اور ایک ایک نے اشہب تیز گام کی رکاب کو بوسہ دیا۔ صاحبقران نے سب نامداروں کے حال پر الطاف خسروانی فرمایا۔ اور لشکر میں داخل ہو کر ادنے والے کا سلام و مجرا لیتا ہوا بارگاہ سلطانی میں رونق افروز ہوا اور مسند و نگل سپہسالاری پر جلوس فرمایا۔ جمیع اراکین دربار و سرداران لشکر نے علے قدر مرتبہ نذر گذرانی اور بر عجائب کے مغنے کرنیکی مبارکباد دی اسوقت نقارہ ہائے شادمانی کی صدا فلک چہارم تک جاتی تھی اور ہر گوشہ لشکر سے آواز تہنیت اور مدامت آتی تھی

اخلاق شاہ نے جب یہ سنا کہ شاہزادہ بدتمیز برعجائب سے صحیح و سلامت نکلا بہت متعجب ہوا اور سمجھا کہ ضرور صاحبقران عصر ہے اور وہ کیا ہے آنا بارگاہ صاحبقرانی میں داخل ہو لیکن کو نہ اتقصہ شب ہوا اور اسنے نام طبل جنگ بجوایا صبح شیر زاد کے مقابلہ میں گیا اور ایک روز و شب کی کشش و کوشش میں اسنے اسکو خاک معرکہ میں ملا دیا۔ اخلاق شاہ اسی وقت بمشورہ اپنے وزیر کے صاحبقران کی خدمت میں آیا اور عرض کیا تا حکم حضور کے کان سے رستانہ سے مجھکو کی یقینی نہائت بر عقیدہ تھا لیکن اب جو حضور نے دو شرطیں پوری کیں بلکہ خیالات فاسد تبدیلی طبیعت دفع ہو گئے ہیں کہ تیسری شرط بھی جو سنگریزی کی بابت ہے حسب الیمانی رعایا پروری سے پوری کرینگے اور چوتھی شرط میں کسر نہ ہوا اور تیسری شرط سوم کا ہے

میرا ایک فرزند نوجوان وجیہ فرخزاد جسکا لقب فرخ برق سنان ہے وہ شاہ شاہان
کی دختر ملکہ ماہ آفاق کا دلدادہ و شیدا ہے حضور نہنگ بری کو ہلاک کر کے ملکہ ماہ آفاق کو نیدہ
تمادہ کیواسطے لین صاحبقران نے فرمایا اول دیکھنا چاہیے کہ اژدر خان اور نہنگ بری کے
مقابلہ کا انجام کیا ہوتا ہے کوہ بلا کے چار طرف کوہ ہائے سر بلند واقع ہوئے ہین اور
کوہستان مین ایک دشت ریگ ہے اُسی ریگستان مین وہ دابۃ الارض رہتا ہے قلہ
کوہ پر خیمہ خرگاہ برپا کراسئے گئے اور صاحبقران مع سرداران و اخلاق شاہ وہان رونق افروز
ہوا اور دوربین سے اژدر خان اور اُس بلائے مبرم کے مقابلہ کا تماشا دیکھا

اژدر خان دو روز مین وہان پہونچا اور کوہ بلا کے دامنہ مین خیام لشکر نکبت اثر برپا
کروائے جب نہنگ بری کے دماغ مین انسان و حیوان کی بو پہونچی اُسنے دم کشی کی لشکر
کے ہزار آدمی حالت بے اختیاری مین افتاں و خیزاں طعمہ دہان مرگ ہو گئے۔ دوسرے
قلاب مین ہزار آدمی اور اسکے حلق مین داخل ہوئے اژدر خان مع لشکر اسکے مقابل ہوا
وہ دابۃ الارض شور و غل لشکر سے متحرک ہوا اور نصف تنہ بالا ریگ مین غرق کر دیا اور دم کو
مثل چرخ کلاں گردش دی پہلی ہی گردش مین تین ہزار سے زیادہ آدمی راہی عدم ہوئے
باوجود اس ہنگامہ کے اژدر خان نے مردانہ وار اپنی ساطور مقصد منی کی چند ضربات محکم
اسکی جسم پر لگائین مگر کچھ فائدہ منہ ہوا نہنگ نے متواتر دم کو سختی کے ساتھ گردش دینا شروع کیا
ہر گردش مین چار پانچ ہزار آدمی سرمہ کی طرح پس گئے تھے آخر اژدر خان کا حوصلہ ٹوٹ گیا اور
چھ ہزار آدمی کے ساتھ سے بمشکل بھاگا اب صاحبقران نے اُس دابۃ الارض کی ہلاکت کہ
جسے حکما نے دابۃ القہر خطاب دیا ہے کمر ہمت و جرات چست باندھی جگر لئے حرز السموم
کو پانی مین جوش دلوایا اور وہ پانی سر سے پانو تک اپنے جسم مین خوب ملا اور حرز السموم

سے ہیبت دابہ کی ایک نعرہ زد جو جسطرح زمین ہلا۔ حیوانات ہاتھ اور پرند کا گلہ
طلب کرکے تن تنہا نہنگ بن کے مقابلے میں آ کھڑا ہے حیوانات کی بے نشانی کی
کے دم نا ... نیزہ بیچ نہ بست ... آبادی مانند گرد اور کشش دم کو صاحبقران
نے جو چند بہتے ... تمام کیا اگر ہرگز ... حیوانات وہان نہنگ کے قریب
ہو پہنچے ... ہیبت ... سے ... ہوئے انکے ساتھ صاحبقران بھی
اسم خوانان دابة القہر کے مونہہ میں ... اسم اعظم کی برکت اور آب برگ حرز اسم
کی تپش اور اسکے تحرک کی ہوا سے ... سرایت نہ کی اور ہوش و حواس قائم
رہے اگر بجلی صاحبقران رستم دستان ہوتا اسکے ... پراگندہ ہو جاتے صاحبقران
نے دیکھا کہ اب بالا کیا آسمان پر ہے اور ... زمین پر سبب ہمانش حکیم زرگ دانش
کے تسلی نہ اسم دابة القہر کے دونون لبون مین قائم کردی جو طول اور حجم مین حضرت
خیر البشر علیہ السلام کے عصا کے برابر تھی اسکی قوت سے نہنگ بری کا جبڑا
مونہہ کے بند کرنے پر قادر نہ ہوا ... صاحبقران نے نصر من اللہ الناصر المعین
زبان سے کہا اور شاہ گوہر ... حکیم زرگ دانش کو دست پر رکھ کر اس مخمصات سرا
یعنی اس دابہ کے شکم مین جس مین کتنے حیوانات سرمہ سا ہو گئے تھے اور گوہر کی روشنی
سے دل و جگر ... اس دابہ کے آئینہ کی مانند روشن نظر آئے صاحبقران اعظم نے
خنجر برق بلا سے دل و جگر اسکا پارہ پارہ کیا اور نہایت جلد حلق سے نکلکر بالائے کوہ ہو کھڑا
اور ہمراہ سے لشکر مین تشریف لایا جس وقت اس بلا کا دل و جگر چاک ہوا ایسی صدائی
ہیبت آواز بلند شور و غل مچایا گویا اسرافیل صور قیامت پھونکتا ہے دابة القہر حالت اضطراب
مین دم کو بار بار زمین پر پٹکتا تھا اور ہر مرتبہ ایک غار زمین مین پیدا ہو جاتا تھا۔ دوسرے دن

فی الجملہ آواز میں تخفیف ہوئی اور دوسرے دن بالکل موقوف ہو گئی

واقعہ للقہر کی ہلاکت کے بعد اقبال شاہ نے اپنے امرا اور رعایا سمیت
سے شرف ملازمت حاصل کیا گئے اور تہنیتیں تقسیم ہوئیں۔ صاحبقران والا شان
نے فرخ برق سنان اور اخلاق شاہ کو حسن شاہزادہ طہماسپ زرین کمر بارگاہ میں
ایک رتبہ لائق دیا۔ شہزادہ بہمن پہلوان کو درجہ علمداری ملا اور ملکہ حیات بخش سے
اسکی نسبت ہوئی اور چھ ہزار روپیہ مال کے برابر فرخزاد کا عقد ملکہ ماہ آفاق دختر
آفاق شاہ سے ہوگا اسوقت شہزادہ کا صیغہ عقد بھی ملکہ حیات بخش سے پڑھا
جائیگا۔ زمان ابعد صاحبقران نے جشن عقد کا حکم دیا۔ اس اثنا میں حکیم
بزرگ دانش تن واحد کوہ کے درخت پر آ پہنچے۔ صاحبقران کو حکیم
حکیم صاحب کی تشریف آوری سے مسرت قلبی حاصل ہوئی۔ حکیم صاحب نے تنگ
بری کی ہلاکت کی صاحبقران کو مبارکباد دی اور چالیس درختوں کے رنگ سبز اور
سبب سمی اور یہ طلب کر کے اس دانہ کی درخت میں بہ جا دیں بعد ختم جشن
ایام جشن کے حکیم صاحب صاحبقران اور اخلاق شاہ کو ہمراہ لیکر بیابان بلا
میں تشریف لے گئے دیکھا اسمیں تمام زمین کا گوشت و استخوان کا فرش لگ
بچھ گیا ہے۔ ایک استخوان بخت حاکم تھی اور پوست میں کچھ فتور نہ آیا تھا حکیم صاحب
نے اس سے زرہ اور ایک علم بنا کر علم طلسم چالیس روز کے عرصہ میں بنایا
اس زرہ والے پر حربی کی یہ خاصیت تھی کہ کوئی حربہ اسپر کارگر ہوتا تھا اور علم کی یہ
شان تھی کہ جب روز جنگ اسکا شقہ کھولا جاتا تھا پروردگار عالم کے نو و نہ نام
اور دوازدہ مقام موسیقی کی باصول تمام آواز آتی تھی اور نور فتح نصر من اللہ

بہرکیف کہ گوشت و پوست ہی تہا جب شیرزاد نے اُس علم کو اٹھانا چاہا حرکت بھی نہو سکا
صاحبقران نے دیکہ کر اُسے صاحبقرانی شہزادہ کو پایا اور صاحبقران چہارم خطاب دیا
سوقت اُسنے بآسانی علم کو اٹھالیا

خاتمہ بوستان خیال جلد ہفتم

الحمد للہ کہ جلد ہفتم بھی ختم ہوئی - سردار امین چند صاحب بہادر جنکے نام نامی پر یہ جلد مشتہر کیگئی ہے ہمارے قدیم کرم فرما ہین اور انکمو شل سردار دیار محمد خان صاحب اور خان احمد شاہ صاحب بہادر کے واجب التعظیم سمجھتے ہین ہمکو سردار صاحب نے متواتر فوائد پہونچائے ہین - سردار امین چند صاحب بہادر کی طبیعت مین خالق لم یزل نے یہ بات رکہدی ہے جس سے ملاقات ہوجائے اُس سے نباہ دین اور بلا تحریک اسکی بہتری کا خیال رکہین - ہوشیار پور مین منشی جیسی رام صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کے مکان پر جو لب ... چند ماہ لاہور مین عدالت مطالبات خفیفہ ... کی حالت مین ایک کمبخت کم ذات کے ہاتھ سے مضروب ہوکر دنیا سے رخصت ہوئے ... سردار صاحب ... کی ... ملاقات ہوئی ... بعد ازان ... گوجرانوالہ مین تبدیل ہوئے جو ضلع ... کی ... سردار صاحب بہادر اس ضلع مین اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر تھے ... ایک ... مین ... لائے اور ہمکو ... کرتے ... مین ... کیا ... کمال پیدا کیا ہوگا

لیکن سردار صاحب نے اپنے اخلاق کے تقاضا سے ان اوراق کو منظور کیا اور ترجمہ جب
ہوا انجمن کے صرف خرچ سے انکو چھپوا دیا پھر کر ہوشیارپور میں تبدیل ہوئے - وہاں کرم
یا پند نامہ سعدی کی تتبع پر ایک مثنوی لکھی اور اسکا نام بہ رعایت امین چند کے نام پر امین الحکمۃ
رکھا - اسکو سردار صاحب بہادر نے اپنے صرف سے چھپوایا انہیں ایام میں سردار
صاحب جوڈیشل اسسٹنٹ کمشنر مقرر ہو کر اجمیر میں تبدیل ہوئے ہمکو بعہدہ نائب
تحصیلداری و تحصیلداری الہمدی پر بلا لیا - عہدہ ملنے والا تھا مگر کسی [illegible]
آب و ہوا اور زیادہ تر والدہ ماجدہ مرحومہ کی بیقراری سے اجمیر سے ہاتھ اٹھا [illegible]
ہوا - ادہر منشی ہرسکھ رائے صاحب آنجہانی مالک [illegible] نے [illegible]
کی اڈیٹری پیش کی - سردار امین چند صاحب بہادر نے اور [illegible] انکے چند [illegible]
مہاراج کشن صاحب ایکسٹرا اسسٹنٹ بندوبست اجمیر نے جو اب کل ریاست [illegible] اور
میں ممبر کونسل ہیں اور پنڈت بھاگ رام صاحب قائم مقام ایکسٹرا اسسٹنٹ [illegible]
اجمیر نے جو اندنوں ریاست جموں و کشمیر میں ممبر کونسل ہیں اور منشی [illegible] لال [illegible]
[illegible] اسسٹنٹ [illegible] کمشنر اجمیر نے جو فی الحال ڈپٹی کلکٹر [illegible]
ملازمت سرکاری ترک کر کے لاہور آ گئے ہم منشی ہرسکھ رائے صاحب [illegible]
اخلاق و مروت کے مشکور ہیں انہوں نے ہم سے [illegible]
[illegible] سے [illegible] دیئے - لیکن [illegible]
[illegible] ہونے کی خواہش کی [illegible]
[illegible]
[illegible]

اب بہت تھے کہ کوہ نور ہی پر منحصر نہیں ہے۔ خیر کوئی حق ہو یا نہ ہو۔ کوہ نور سے علیحدہ ہونے پر دوا و ر مطابع کی ملازمت کرنے کے بعد جسنے مطبع سیفی قائم کیا۔ سعود امین چند صاحب بہادر نے مطبع کو سب سے زیادہ مدد دی۔ یکمشت پانسو روپیہ پیشگی کاغذ ورسالات انجمن کے چھپنے کے لئے ارسال کیا اور مستقل خریدار رہے اور اپنے روپیہ وصول کر لئے یہی مقام افسوس ہے کہ ہمارا مربی کئی سال سے بیمار ہے تاہم امکانی امداد سے دریغ نہیں ہے خدا انکو صحت بخشے۔ ایسے بامروت اشخاص کم ملتے ہیں

نادر علی سیفی مہتمم مطبع سیف المطابع وانجمن
جمادی اول ۱۳۱۲ھ ہجری مطابق نومبر ۱۸۹۴ء

اشتہار
بستان خیال

(جلد اول و دوم و سوم و چہارم و پنجم و ششم و ہفتم)

چھپ چکی ہیں جو کہ بغرض فروخت موجود ہیں اسلئے ان دلچسپ مضامین و محنت مولف قیمت بہت کم تجویز کیگئی ہے

نام جلد	قسم کاغذ	تعداد صفحات	قیمت	محصول	رسید ڈاکخانہ	کل
جلد اول	ڈمی	۲۰۸	۱۲/	ا/	۲/	۱۳/
ایضاً	سپر رائل یوپی	ایضاً	عہ/	ا/	۲/	للعہ/
جلد دوم	ڈمی	۲۹۲	سعہ	اعہ/	۲/	للعہ/ ا/

جلد دوم	سپرایم پوری	۲۵۶	[illegible]	۱؍	۲؍	[illegible]
جلد سوم	ڈمی	"	[illegible]	۱؍	۲؍	[illegible]
"	سپرایم پوری	"	۱۲؍	۱؍	۲؍	۱۴؍
جلد چہارم	ڈمی	۲۷۰	[illegible]	۱؍	۲؍	[illegible]
"	سپرایم پوری	"	[illegible]	۱؍	۲؍	[illegible]
جلد پنجم	ڈمی	۱۸۸	۱۲؍	۱؍	۲؍	[illegible]
"	سپرایم پوری	"	[illegible]	۱؍	۲؍	[illegible]
جلد ششم	ڈمی	۲۵۴	[illegible]	۱؍	۲؍	[illegible]
"	سپرایم پوری	"	[illegible]	۱؍	۲؍	۱۵
جلد ہفتم	ڈمی	۲۴۴	۱۵؍	۱؍	۲؍	[illegible]
"	سپرایم پوری	"	۱۱؍	۱؍	۲؍	[illegible]

کوئی صاحب زیادہ احتیاط کریں تو ۲؍ بابت حق رجسٹری روانہ فرمائیں ورنہ بلا رجسٹری کے کتاب روانہ کیجاویگی لیکن اس صورت میں نہ پہونچی تو مطبع ذمہ دار نہوگا اور دوبارہ نہ بھیجیگا سوداگروں سے یکجا خریدنے والوں کو عـه روپیہ فیصدی کمیشن دیا جاویگا جبکہ عـه یا اس سے زیادہ قیمت کی کتابیں خریدیں یہہ کتاب رجسٹری کرائی گئی ہے کوئی صاحب اسکے چھاپنے کا قصد نہ فرمائیں

بوستان خیال جلد ہشتم زیر طبع ہے المشتہر سید نادر علی سیفی مالک و مہتمم مطبع سیفی لاہور

بوستان خیال جلد ہشتم

یہہ جملہ چھپ رہی ہے اور رہبر ہند کے ان خریداروں کو جو زر پیشگی عنایت کرتے ہیں اسکے اوراق

ہر پرچہ کے ساتھ نت بھیجے جاتے ہین امید ہے کہ ہمر ہند کے تمام خریدار حساب کی صفائی پر توجہ فرمائین گے تاکہ اس دلچسپ کتاب کے اوراق مفت ہدیہ ہون

اس جلد کے ختم ہونے پر اسکی قیمت تجویز ہو کر عام شائقین کتاب کیواسطے اشتہار دیا جائیگا

المشتہر سید نادر علی سیفی مالک و مہتمم مطبع سیفی لاہور

بوستان خیال پر احباب کی آراء

زبانی اور تحریری جو اظہار پسندیدگی بوستان خیال کی بارے مین احباب نے فرمایا ہی ان سب کا چھاپنا باہم طول عمل مین داخل سمجھتے ہین اور اس لئے چند خطوط کا انتخاب شائع کیا جاتا ہے جسے صحیح تقریظ کا درجہ دیا جائے تو بیجا نہ ہوگا

انتخاب خط جناب خان بہادر سردار محمد حیات خانصاحب پولیٹیکل ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر

مہربان من جناب سیفی صاحب سلمہ۔ تسلیم آپکے پرچہ اخبار کے ساتھ بوستان خیال کے پرچہ نمبر ۱ سے ۲۲ تک پہونچے ہین اسکی عمدگی کی وجہ سے دلی مسرت ہے اسکا خواہشمند ہون

تحریر ۲۶ ستمبر ۱۸۹۱ء نیازمند محمد حیات خان از سیالکوٹ

انتخاب خط جناب منشی دیویداس صاحب منصف

جناب سیفی صاحب زاد عنایتہ۔ تسلیم۔ آپکی کتاب بوستان خیال نہایت عمدہ خط کرنیوالی کتاب ہے یہ کتاب آپکے مطبع کی یادگار ہے ۱۱ ستمبر ۱۸۹۱ء دیویداس منصف

انتخاب خط منشی قادر بخش صاحب سوداگر انارکلی

کرمفرمائے من جناب سیفی صاحب زاد عنایتہ۔ تسلیم۔ آپکی کتاب بوستان خیال نہایت خوش کرنیوالی ہے یہ کتاب آپکے مطبع کی یادگار ہے [illegible] ستمبر ۱۸۹۱ء [illegible]

انتخاب خط مرزا جہانگیر صاحب عرضی نویس شاہ پور

حضرت شاہ صاحب دام عنایتہٗ - السلام علیکم - مینے چند صفحات بوستان خیال کا ملاحظہ کیا اسکا مجھکو بشوق ہے آپ اشتہار قیمت اسکا بھیجدین

۳۰ - اکتوبر ۱۸۹۱ء - مرزا جہانگیر بیگ عرضی نویس شاہ پور

انتخاب خط جناب منشی رگ نندن لال صاحب سپرو ائزر صیغہ تعمیرات لدہیانہ

مہربان من جناب سیفی صاحب دام عنایتہٗ - تسلیم یہ کتاب لاجواب آپکے مطبع کا فوٹو ہے جس سے پژمردہ دلون کو شگفتگی ہوتی ہے

الراقم رگ نندن لال سپروائزر لدہیانہ یکم جنوری ۱۸۹۲ء

انتخاب خط مولوی شہسوار الدین احمد صاحب مدرس اول فارسی مدرسہ ضلع ہوشیارپور

پہلا حصہ بوستان خیال کا پہونچا از بس شکر گذار ہون الفاظ شکریہ مل نہین سکتے اسواسطے صحیح شکریہ سے معذور ہون جو اوراق بوستان خیال آپ اخبار کے ساتھ بھیجتے ہین وہ بہ تقاضائے تعطیلات اپنے پاس جمع کرینگے اور ۲۳ - اکتوبر ۱۸۹۲ء کو جمع کرکے بہیجاین مجھے خوف ہے کہ یہان پرچہ ضائع نہ ہوجائے جو قدر اسکا مجکو ہے دوسرے کو کاہیکو ہوگا

الملتمس شہسوار الدین احمد ۳ - اگست ۱۸۹۲ء

عنایت فرمائے بندہ زاد مجدتہٗ - تسلیم - مزاج مبارک حضرت بندہ ایکی کلام اعجاز البیان کا دلدادہ ہے بے تکلف عرض کرتا ہون کہ خدا جانے آپکی تحریر مین کیا اثر ہے جو پڑہتا ہے دل ہاتھ سے دیدیتا ہے زبان نہین کہ آپکی تعریف کرون

خاموشی لذ ثنائے تو حد ثنائے تست

اب التماس یہ ہے کہ ایک پرچہ بوستان خیال کا جتنا بنا ۲۴ - اپریل سنہ الیمکی اخبار دیا ہا

تھا خراب نہست گم ہو گیا لہذا امیدوار ہوں کہ ایک کاپی جلد سویم کی مقفود الہت ہے وہ تمک ارسال فرمائیگا تو بعید از بندہ نوازی نہو گا میں آپکا ہمیشہ ممنون رہونگا

بندہ خیرالدین خلف الصدق دیوان منشی کشن سروپ صاحب مدارالمہام ریاست دہولپور المرقوم ۲۶ جون سنہ ۱۸۹۱ ع

عرضداشت از من سید منشی علی سیفی زاد بنوازشنامہ

بعد تسلیم انکہ بوستان خیال جلد سویم کی ختم ہونے کا شکریہ ادا کرتا ہوں

بندہ منوہر لال خلف رائے کشن سروپ دیوان ریاست دہولپور

انتخاب خط جناب خان یوسف خان صاحب رئیس اعزازی مجسٹریٹ ٹانڈہ ضلع ہوشیارپور

مشفق و مکرم بندہ جناب صاحب سید نادر علی شاہ زاد عنایتکم

تسلیم و نیاز کے بعد التماس ہے کہ اوراق بستان خیال جلد دویم و سویم ہمراہ اخبار رہبر ہند پہونچے ہیں فی الحقیقت اصل میں یہ کتاب نہم غلط القصہ ہوئی ہے اسکی عمدگی کی تعریف جہانتک ہو بجا ہے جلد اول بستان خیال بھی بذریعہ قیمت طلب پارسل ڈاک بہیجدیوین پھر ہر جلد حصہ بستان خیال آپ مطبع سے لیکر یادگار رکھے جاوینگے

۳۰ ستمبر سنہ ۱۸۹۱ ع ۔ آپکا نیازمند بندہ یوسف خان از ٹانڈہ

انتخاب خط جناب حاجی محمد شاہ نواز خان صاحب رئیس موضع شاہ نواز خان ضلع منٹگمری

اوراق بوستان خیال بھی ہمراہ پرچہ کے ساتھ آتے ہیں میرے پاس کل ہیں باقی اوراق بہیجدیں راقم حاجی محمد شاہ نواز خان

انتخاب خط حضرت منشی رام چند صاحب اسسٹنٹ بازار ہیلس پشاور مہربان من جناب سید عنایت داد اقبالکم

تسلیم بہت شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ بوستان خیال کے اوراق بھی پرچہ کے ساتھ بہیجتے ہیں دنتی بے مثل قصہ ہے جس سے میرے مردہ دل کو خوشی ہوتی ہے

راقم رامچند اسسٹنٹ پشاور

انتخاب خط   جناب مفتی محمد داؤد صاحب وکیل عدالت پشاور

جناب من تسلیمات۔ جلد اول و دوم بستان خیال کی نیازمند نے مطالعہ کین۔ واقعی اس قسم کی کتابین دل کو خوش کرنے کے لئے نیازمند کی نظر سے پہلے نہین گزرین نہائت عمدہ طریق سے آپنے اسکا اختصار عبارت فرماکر بہت خوش اسلوبی سے تالیف کیا ہی امید کہ ایک جلد بوستان خیال جلد سوم بذریعہ ویلیوپی ایبل جو عمدہ کاغذ می پر ہوا ارسال فرمائین گے ادنے قسم کا کاغذ مطلوب نہین ہے

۲۔ دسمبر ۱۸۹۲ء   راقم کمترین مفتی داؤد ولمپیڈر شہر پشاور

انتخاب خط جناب منشی عبدالعزیز صاحب نائب تحصیلدار بندہ داد خان

جناب عنایت فرمائے بندہ منشی نادری صاحب سیفی السلام علیکم۔ آپ براہ مہربانی بستان خیال ہر جلد کاغذ سیر یم پوری بذریعہ ویلیوپی ایبل بوالیسی ڈاک ارسال فرماوین ہنسکے مطالعہ کا کمال شوق ہے۔ دسمبر ۱۸۹۲ء۔ عبدالعزیز نائب تحصیلدار

انتخاب خط   جناب نواب بہادر منشی محمد امتیاز علی صاحب وزیر اعظم ریاست بھوپال ملقب ملم دیوان رو ڈار شاد صاحب

مکرمی زاد عنایتہ تسلیم بوستان خیال جو رہبر ہند کے ساتھ بٹتا ہے واقعی ایک نہائت ہی دلچسپ اور نظم غلط مضمون ہے اور آپکے اخبار کی یادگار ہے

راقم   روڈار شاد دیوان حضور وزیر اعظم

انتخاب خط   سید محمد اسحاق صاحب نائب تحصیلدار دیوانی

بوستان خیال کے اوراق بہت گم ہوگئے ہین شاید میرے مقامات کی تبدیلی کی وجہ سے نہین پہونچے ہین نہائت احتیاط رکھتا ہون اور ان اوراق کو بہت عزیز رکھتا ہون

الکاتب نیازمند محمد اسحاق نائب تحصیلدار دیوانی

انتخاب خط جناب شیخ نصیر الدین صاحب مصنف ہوشیارپور

ہر دو سلسلہ بوستان خیال کی پہونچ گئی ہیں مشکور ہوا۔ قصہ عمدہ دلچسپ اور غم غلط کرنیوالا ہے

انتخاب خط جناب خان عبد الرحیم خانصاحب: جناب سیفی صاحب تسلیمات میں نے بوستان خیال کا اختصار [illegible] میں بھی عرض کرتا ہوں کہ اس کے بعد آپ طلسم ہوش ربا کا اختصار بھی شروع کریں اور [illegible] عبارت اس سے زیادہ لغو ہے اور اس سے فی [illegible] عام و خواص کو بہت دلچسپی ہے یہ یقینی امر ہے کہ وہ اس سے بھی زیادہ دلپذیر ثابت ہوگی

راقم نیازمند عبد الرحیم خان

اشتہار مطبع سیفی لاہور

[illegible]: جو ہفتہ میں دو بار شائع ہوتا ہے اور جس میں ہر قسم کے مفید عام مضامین اور ضروری خبریں [illegible] درج ہوتی ہیں اسکی پیشگی سالانہ قیمت حسب ذیل ہے

گورنمنٹ و سلاطین و والیان ریاست ۳۰ جاگیرداران دیگر اہل ثروت [illegible] روپیہ چھ ہزار سالانہ سے کم آمدنی [illegible] روپیہ تین ہزار سالانہ سے کم آمدنی والے [illegible] ایک ہزار سالانہ سے کم آمدنی والے [illegible] تین سو سالانہ سے کم آمدنی والے [illegible]

فہرست عہدہ داران پنجاب: جو سہ ماہی دار مطابق سول لسٹ انگریزی کے چھپتی ہے اسکی قیمت مع محصول حسب ذیل ہے

سرکار و والیان ریاست [illegible] جاگیرداران دیگر اہل ثروت [illegible] چھ ہزار سالانہ سے کم آمدنی والے [illegible] تین ہزار سالانہ سے کم آمدنی والے [illegible] ایک ہزار سالانہ سے کم آمدنی والے [illegible] سالانہ سے کم آمدنی والے اور طالب علم (۱۲)

اشتہاروں کی اجرت: اخبار مہر ہند و رسالہ سیفی گورنمنٹ میں فی سطر ۲ کی کالم [illegible] ہر مرتبہ کیواسطے لئے جاتے ہیں لیکن جبکہ ایک اشتہار ایک ماہ سے زیادہ عرصہ کیلئے چھپایا جاتا ہے تو [illegible]

له ما فی السموات و ما فی الارض و ما بینهما و ما تحت الثریٰ

بوستان خیال

جلد ہشتم

جو فارسی میں میر تقی خیال کی تصنیف ہے بہ مختلف مترجمان نے ترجمہ کیا اور اب

سید ناصر علی صفی

نے [illegible] زبان [illegible] اور [illegible] کے واسطے خوانا فہمین کے مرتب کیا اور

ذیقعدہ المبارک ۱۳۱۱ھ مطابق ماہ مئی ۱۸۹۴ء

بفضلہ تعالیٰ شانہ

در مطبع [illegible] بہ اہتمام سید ناصر علی [illegible] میں طبع ہوئی

ہدیہ محقر

ہم بہ فخر و مباہات مشتہر کرتے ہین کہ یہ اوراق
بوستان خیال جلد ہشتم مہاراج ادھراج فرزند خاص
دولت برطانیہ منصور الزمان سری مہاراجہ جہندر سنگھ
صاحب بہادر بالقابہ والی ریاست پٹیالہ کی خدمت عالی حضرت
مین پیش کیگئی ہے

گر قبول افتد زہے عز و شرف

نادر علی سیفی

موضع سیف آباد - لاہور
۱۹ شعبان المعظم سنہ ۱۳۱۱ھ مطابق ۲۶ فروری ۱۸۹۴ء

بوستان خیال جلد ہشتم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

منت و ستائش ذات باری تعالیٰ شانہ کو زیبا ہے جسنے خلق کیا اور رزق دیا اور نعت و ثنا کا مستحق محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جو مبعوث ہوا اور کوئی ذاتی طمع خدمت معاوضہ مین جائز نرکھی اور مدح و تعریف کا مرجع علی و اولاد علی ہے جنہون نے مقدس برادر اور نانا کے قدم بہ قدم اشاعت دین کی راہ مین تکلیفین اٹھائین علیہم الصلوٰۃ والسلام

بعد از حمد و نعت جسکی تکمیل بجز اس قدر کے ممکن نہین کہ ہم مخلوق ہین اور تابع نادر علی سیفی ولد سید سیف علی مغفور مہتمم و ساکن لاہور عرض کرتا ہے کہ بستان میر تقی خیال کی سات جلدین بعد رفع فحش و زوائد جو مصنف عالی خیال نے بلحاظ حالات اُس عہد کے مناسب مقامات مین اختیار کیے تھے ختم ہو گئین اب آٹھوین جلد شروع کی جاتی ہے۔ یہ ہے تو فسانہ مگر عجیب ترکیب و بندش کا ہے ہر مقام پر دکھایا ہے کہ دنیا کیا شے ہے اور انسان کیا چیز ہے اور اسکے خیالات کیا کیا کچھ کرشمہ دکھلاتے ہین پہلے ایک عز الدین کے حالات ہین جسنے شمس کا عشق اختیار کیا اور ملکہ نوبہار کے عشق مین مبتلا ہو

اب وہ دو نامدار بہادر اس میدان میں آئے ہیں۔ خورشید اور بدر بیگم ایک مستقل مزاج ہے اور دوسری بہ سلون جلد ہشتم میں ایک عورت بڑے کار آئے گی وہ دکھلائے گی کہ باوجود کمزوری کے ایک عورت بھی کہانتک عفت و عصمت کی حفاظت اور اپنے ارادہ میں مستقل ہو سکتی ہے لیکن اصل بات یہ ہے کہ انسان تعلقات سے جمع ہٹائے اور دوسروں کی راحت اور کامیابی کو اپنی آسائش اور غرض پر مقدم رکھے

ہمنے جلد ہفتم کو اس بات پر ختم کیا ہے کہ شاہزادہ بدر منیر صاحبقران اصغر نے دابۃ القہر کو ہلاک کیا اور حکیم بزرگ دانش نے اُسکے پوست سے سوزرہ اور استخوان پشت سے ایک علم بنایا جسکا نام علم نہنگ پیکر تہا اور عوام اُسکو علم صاحبقرانی کہتے تھے۔ راوی کہتا ہے کہ اس بیان پر پہونچ کر صاحبقران اصغر کا قصہ بند ہوا اور صاحبقران اعظم کی داستان شروع ہوئی حکیم ابوالحسن نے شاہ منصور رشیدی پر غلاف چڑھا دیا۔ شب بھی خاتمہ پر تھی صاحبقران اکبر شاہزادہ معزالدین نے مجلس کو برخاست کیا اور بعد ادائے نماز صبح تخت استراحت پر آرام فرمایا

احوال صاحبقران اکبر اور حقیقت گم شدگی امیر محمد یوسف اور انکا مع شعلہ فارسیہ و سنبلہ ماہ پیکر بخیر و عافیت لشکر میں پہونچنا

راوی کہتا ہے کہ صاحبقران اکبر ظہر کے وقت بیدار ہوا اور بعد ادائے نماز و وظائف بارگاہ گردون اساس میں سریر کامرانی پر جلوس فرمایا دونو حکمائے عالی قدر اور سلطان ابوالحسن جو ہمراہ جملہ سرداران حاضر ہوئے صاحبقران نے حکما اور ابوالحسن کے مشورہ سے محمود خراسانی کے ہاتھ بارگاہ ابوالحسن کو بھیجا کہ دو شب متواتر صاحبقران اصغر کا قصہ ہمایون سنا۔ اب ہماری مرضی یہ ہے

کہ دو چار شب مجلس کتاب خوانی موقوف رہے امیر محمد جو از بس شکار دوست ہے اُسنے التوائے
کتاب خوانی کو مغتنم سمجہا اور صاحب قران عالی وقار سے شکار کی اجازت لی

ناظرین نے اِس بات کو فراموش نہ کیا ہوگا کہ نہنگ مصری عیار نے جمشید روسیاہ سے
وعدہ واثق کیا تہا کہ مین بفن عیاری شاہزادہ معزالدین کو ایک بار ضرور لاؤنگا وہ اُس وقت سے
بہ تبدیل صورت لشکر اسلام مین رہتا ہے مگر یعقوب حرانی و محمود خراسانی و شہرین شہرہ در رفتار
مین خرام و نیرنگ بن طرفنگ و سہراب بن شہاب و جولان اندلسی وغیرہ عیاران نامدار و سرہنگان
خنجر گذار چار طرف سے بارگاہ صاحبقرانی کی اسقدر پاسبانی کرتے تہے کہ اُسکا کیا پرندے کا بہی
گذر نہو سکتا تہا عیار مذکور مایوس ہوکر لشکر سے نکل جانے کو تہا کہ امیر محمد شکار کی غرض سے بجمعیت
مختصر سوار ہوا نہنگ نے بحالت مایوسی اس امر کو غنیمت سمجہا اور دل مین کہا کمال ندامت کی بات ہے
کہ مین شہزادہ معزالدین کو نہ لے جا سکا لیکن اگر امیر زادہ امیر محمد کو ہی لے جاؤن تو جمشید کچھ کم ممنون
نہو گا جو اصلی دشمن اور رقیب جمشید کا ہے

شہر فردوس کے حوالی مین ایک قلعہ ہے آہن حصار وہان کا حاکم فولاد خان ملحد و بدمذہب
ہے جب جمشید قریہ فردوس مین پہونچا اسکی بدمذہبی و ملحدی کی کیفیت فولاد خان نے بہی سنی اور باعتقاد
کامل جمشید سے بیعت کی تقاضائے کردگار امیر زادہ امیر محمد اُسی قلعہ کی طرف شکار کو گیا اُس نہنگ
کا ارادہ اور بہی مضبوط ہوگیا اور فولاد خان سے مل کر ایک قافلہ شکار گاہ کی طرف روانہ کیا اور ایک زن
حرافہ کو سالار قافلہ مقرر کرکے تمام نشیب و فراز سمجہا دیئے

امیر زادہ اپنے لشکر کے دو تین خادمون کے ہمراہ ایک درہ کے دہنہ پر شکار کہیلنے مین
مصروف تہا کہ ایک شخص بوضع اہل مصر وہان آیا اور کہا کہ ضعیفہ خاتون سروسہی بنت ابوالحسن لی نام
مصر سے قریہ فردوس کو جاتی ہے اور آج اس درہ مین فروکش ہے اور امیر زادہ امیر محمد کو

بلاتی ہے امیرزادہ مع سرداران موجودہ کے حنیفہ خاتون کے خیام مین گیا حنیفہ نے امیرزادہ کو اندر بلا لیا اور خادمان ہمراہی کی خاطر و تواضع اپنے ناظر کے ذمے کی امیرزادے نے دیکھا کہ ایک زن معمر مسند سپید پر بیٹھی ہے اور چند کنیز و خادمہ کہ وہ بھی ضعیف ہین روبرو استادہ ہین حنیفہ امیرزادہ سے معانق ہوئی اور اس آواز جان گداز سے روئی کہ امیرزادہ کی آنکھون مین بھی آنسو بھر آئے امیرزادے نے بمشکل طبیعت کو سنبھال کر حنیفہ علی سے کہا کیون روتی ہو سر دست بھی ملحدون کے پنجہ سے رہا ہوئی اور تم بھی بخیر و عافیت یہان پہونچ گئین سو بھی روز و شب تمہاری یاد مین رہتی تھی اب دونو بہ آرام بسر کرو گی وہ پیرزال دوبارہ بلاگردان ہوئی

اتنے مین دسترخوان بچھا امیرزادے نے حنیفہ کی خاطر سے کھانا شروع کیا ہنوز دو تین ہی لقمے کھائے تھے کہ امیرزادہ بیہوش ہو گیا باہر سرہنگون کو بھی وہی طعام بیہوشی آمیز ملا اور وہ بھی بیہوش ہو گئے سرہنگ سے کہ دوسرے خیمے مین تھا امیر اور سرہنگون کو دست بدست قلعہ آہن حصار مین لا کر قید کر دیا اور تمام نشانات اور سراغ مٹا دیئے

شام ہو گئی اور امیرزادہ اپنے خیام مین نہ پہونچا اسوقت سالک مصری نے جو ہمراہ آیا تھا تمام صحرا مین تلاش کرایا جب کہین سراغ نہ چلا بحالت خراب لشکر مین آکر صاحبقران اکبر کی خدمت مین امیرزادہ کے گم ہونے کی اطلاع کی اس خبر موحش سے صاحبقران اکبر کے قلب پر صدمہ سخت پہونچا اور عیارون کو حکم دیا کہ اسی وقت چارطرف پراگندہ ہو جاؤ اور امیر محمد کا پتا لگا کر خبر لاؤ

ملک شبہہ بادشاہ دیلم نے جو سنا کہ امیر محمد کو حریف لے گئے سمجھا کہ مجلس کتاب خوانی عرصہ تک ملتوی رہیگی بہ بازو تسکار شعلہ فارسیہ کے شوق وصال مین قلعہ تمثال کو

روانہ ہوا اور چلتے وقت ابو الخیر کو کہلا بھیجا کب تک لشکر اسلام میں معطل بیٹھا رہے گا۔ اگر کوئی باثر کار روائی ممکن نہیں خود تو چلا آ۔ ابو الخیر کو خیال آیا کہ امیرزادہ یوسف کو نیچہ یقیناً شعلہ فارسیہ سے منعقد ہوتے وقت اشبوط امیرزادہ کو بیش بہا تحفہ سمجھے گا۔ ابو الخیر کی ہر ایک امیر سے بخوبی ملاقات تھی اب اس نے امیرزادہ یوسف سے اور بھی ارتباط بڑھایا ایک دن جو امیرزادہ یوسف شکار کے لیئے سوار ہوا ابو الخیر کو بھی ہمراہ لیا اتفاقاً عین کباب خوری میں امیرزادہ نے ایک آہ سرد کھینچی اور بے اختیار آنکھوں سے اشک گرم جاری ہوئے ابو الخیر نے کہا یا امیر کیا شعلہ فارسیہ کے فراق کا یہ اثر ہے کیا پریزاد طلسمی نے بھی غم غلط نہ کیا اگر میں یہ جانتا تمکو شعلہ فارسیہ کا مقام بتلا دیتا امیرزادہ نے کہا کہ یہ عشق صادق تبدیل ہوا ہے تمنے ظلم کیا کہ یہ راز چھپایا مسلمان ہونے کے بعد بھی شاید تمکو اشبوط کی خاطر ملحوظ ہے ابو الخیر نے کہا میں اشبوط پر لعنت کرتا ہون اور یہ راز جو نہ کہا تو اسکا سبب یہی تہا کہ شاید تم شعلہ فارسیہ سے دست بردار ہوئے اگر تم شعلہ کے عاشق صادق ہو ان چند مردان ہمراہی کو بھی واپس کر دو اور صاحبقران عالی تبار کی خدمت میں ایک عرضی بشعر بر خیر و عافیت لکھ بھیجو تاکہ تمہاری تلاش سے دست بردار رہیں ان دنون اشبوط قلعہ خلخال میں گیا ہے جہان شعلہ فارسیہ نظر بند ہے میرا خیال ہے کہ وہ اس کے پردہ عصمت کو چاک کر دیگا میں تمکو ایک صندوق میں بند کرکے لیچلون گا اور حاکم خان حاکم قلعہ میرا دوست ہے اسکو مسلمان کرکے اسکی مدد سے اشبوط کو قید کر لینگے بجز اسکے اب کوئی طریقہ شعلہ فارسیا کی عصمت محفوظ رہنے کا نہیں ہے بشرطیکہ وہ بھی تمسے کم و بیش وابستگی رکھتی ہو

امیرزادہ یوسف ابوالحسن کے ہمراہ ہو لیا اور جب قلعہ خلخال ایک منزل رہا بخوشی خاطر صندوق مین بند ہوا ابوالحسن منافق خوش خوش اشبوعہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور امیرزادہ کا صندوق بطور تحفہ پیش کیا اشبوعہ نے صندوق کے رخنون سے داروئے بیہوشی داخل کرائی اور جس وقت سمجھا کہ امیرزادہ بیہوش ہو گیا ہو گا اسکو صندوق سے نکلوایا اور بھاری زنجیر و سلاسل ڈلوا کر زندانخانہ مین بھیجدیا بعد ازان باطمینان خاطر شعلہ فارسیہ کو اپنے قصد اور امیرزادہ کے قید ہونے سے آگاہ کیا

شعلہ فارسیہ قلعہ خلخال مین جو جبل اعلیٰ سے سات منزل ہے سوائے مہربانو کے اور کوئی رازدار نہین رکھتی تھی جو ایرانی الاصل تھی اور جسکو حاکم خان نے شعلہ کا ہموطن سمجھ کر وہان مامور کیا تھا لیکن وہ خدا ترسی سے شعلہ کی ہمدم اور ہمدرد بن گئی جب اشبوعہ کا پیغام پہونچا شعلہ نے مہربانو کے مشورہ سے کہلا بھیجا کہ خداوند نے خود مجھکو عالم واقعہ مین فہمائش کردی ہے پس میں بہ طیب خاطر اجازت دیتی ہون کہ شادی کا سامان کرو مگر میری عہدہ زادگی کا لحاظ کر کے خداوند نے تجویز کیا ہے کہ میری عروسی کا سامان تمام تر تزک و احتشام سے ہو دوم قلعہ کی سات ڈیوڑھیون پر حسب رواج ایران تم سے رسوم ادا کرائی جائین سوم تمہارے عقد امیرزادہ یوسف کو میرے پاس بھیجدو مین اپنے ہاتھ سے خود اسکو قتل کرون خداوند نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ اس وقت مجھکو تمہارے منصب نبوت مین برابر کا شریک کر دے گا اس داستان عجیب البیان کے ناظرین اس بات کا فیصلہ کر چکے ہون گے کہ شرارت مین جمشید اور حماقت مین اشبوعہ اپنی نظیر نہین رکھتا چنانچہ مہربانو نے جب یہ شرائط سنائین اشبوعہ ناچا اور کہا کہ شعلہ سے کہدو خداوند دیلم نے اپنے پیغمبر کو اول سے آگاہ فرمایا ہے مین ہر دو شرائط پورا کرونگا امیرزادے کو ہمراہ لاؤنگا بلکہ ہر ایک شرط بخوبی دیکھیے

جس وقت اشبوط کی طرف سے شعلہ کا اطمینان ہو گیا خرداد پسر مہربانو کو تکیک عرضی دی کہ قریہ فردوس مین جا کر صاحبقران اکبر کی خدمت مین پہونچائے اور جلد لشکر لائے

امیر زادہ یوسف کا سر سنگ لشکر صاحبقرانی مین آیا اور بموجب فہمائش اپنے آقا کے عرضی درگاہ سالار کے حوالہ کر کے واپس ہو گیا - بارگاہ صاحبقرانی مین امیر زادے کے بارے مین اختلاف رائے واقع ہوا مگر حکمانے فرمایا کہ دونون امیر زادون سے کامل دغا واقع ہوئی ہے الا انجام بخیر ہوگا

ہنگ مصری امیر زادہ امیر محمد کو آہن حصار مین قید کر کے حبشیہ کے پاس آیا اُسنے بصلہ اسکے عیار مذکور کو خلعت گرانبہا بخشا اور فولاد خان کے نام بدین حکم رقعہ دیا کہ امیر زادہ کو بلا توقف قتل کرو

اشبوط نے قلعہ خلخال کے عزم سے قبل اپنے عیار شباط کو ملک دیلم کی طرف اپنی دختر سنبلہ ماہ پیکر کی خیر و عافیت دریافت کرنے کے واسطے بھیجا تھا - اُس سے سنبلہ نے پوچھا کہ حمزالدین کے جن پہلوانون نے دشنخوار سنار قامت و دشنخوار فیل زور جیسے عفریت پیکرون کو قتل کیا وہ کس صورت و شان کے ہونگے اتفاقاً شباط کے پاس امیر زادہ امیر محمد کی تصویر موجود تھی اُسنے وہ تصویر دکہائی سنبلہ بیک نظر اسپر خود رفتہ ہوئی کہ شباط صاف تاڑ گیا شباط کے دل مین رفتہ رفتہ اسلام کی محبت پیدا ہو گئی تہی اسنے اس موقع کو غنیمت سمجہا اور سنبلہ کو شریک اسلام کرکے یہ ترغیب دی کہ قریہ فردوس مین چلو ہر چند سنبلہ کی مان اور مرزبان دیلمی نائب سلطنت نے سمجہایا مگر سنبلہ نے نانا اور باپ کی ملاقات کے بہانہ سے اُن چند سردارون کی جمعیت سے جنکو شباط نے بدلائل محکم اسلام کا قائل کر لیا تہا قریہ فردوس کو روانہ ہوئی

چند روز کے بعد ملکہ سنبلہ ماہ پیکر کے لشکر کے سفائن ساحل پر پہونچین اور خیمہ و خرگاہ

خشکی مین برپا کرائے اُس مقام سے قلعہ آہن حصار دو چار ہی کوس تہا جیسا کہ عیارون کا قاعدہ ہے شباذ نے اُس نواح کے باشندون سے آہن حصار کے مختلف حالات دریافت کیے اسی ضمن مین اسکو امیرزادہ امیر محمد کے مقید ہونے کی حقیقت بھی معلوم ہوئی اس سانحہ کے استماع سے شباذ کے ہوش جاتے رہے۔ آخر الامر ملکہ سے ایک رقعہ مہری لکہوایا اور رقعے سے ملکہ کی تصویر نکال کر فولاد خان کے پاس گیا۔ فولاد خان نے رقعہ کو پڑہا اُس مین لکہا تہا ہمارے ملک مین رسم قدیم ہے کہ عورت اپنے منسوب کے قاتل کو قتل کرتی ہے ورنہ وہ تمام عمر تعزیت مین گرفتار رہتی ہے دشنخوار سے مین منسوب تھی جسکو امیر محمد نے قتل کیا مین امیر محمد کے قتل کے واسطے قریہ فردوس کو جاتی تھی یہان پہونچ کر دریافت ہوا کہ امیر محمد تمہارے پاس مقید ہے اگر تم اسکو میرے ہاتہ سے قتل کرانے پر خوش ہو تو مین قلعہ مین آجاؤن یہ بھی واضح ہو کہ اس صورت مین مین تمہاری حق دوست ہونگی

فولاد خان نے جو سنبلہ کی تصویر دلفریب دیکہی ہزار جان عاشق ہو گیا اور ملکہ کو استقبال کر کے قلعہ مین لایا دوسرے دن فولاد خان نے ملکہ کو دربار عام مین تخت پر متمکن کیا اور امیرزادہ کو زندان سے طلب کیا اسی وقت شنگ مصری جمشید کا رقعہ لایا شباذ نے ملکہ سنبلہ کے قصد سے اسکو آگاہ کیا شنگ مصری نے دل مین کہا اب امیر محمد کے قتل مین کوئی شک و شبہ باقی نہین رہا لیکن ہر وجود واجب الوجود حق اور مسلمانون کا طریق مذہب برحق ہے یہ جوان بے گناہ قتل سے محفوظ رہیگا فولاد خان ظالم امیرزادہ کو بہت قلیل غذا دیتا تہا اور وہ بہی بیہوشی آمیز نبید و زنجیر مین رہتے تھے شنگ نے پارچہ رفع بیہوشی امیرزادہ کے دماغ پر رکہا دو چار لمحہ کے بعد امیرزادہ ہوش مین آیا اور یہ سامان دیکہا کہ ایک جوان نقابدار بہ لباس ہمرنگ شمشیر کشیدہ سر پر استادہ ہے اور ایک مرد فربہ ہیکل سیاہ رنگ خم ہو کر دریافت کرتا ہے کہ اے امیر محمد تو قتل آخری کوئی خواہش رکہتا ہے

اور ایک طرف نہنگ و شباط دوش بدوش استادہ ہیں۔ امیر محمد نے ایک نگاہ قہر و غضب
سے نہنگ کو دیکھا نہنگ روبرو آیا اور کہا میں نے تکلو جمشید کے حکم سے اپنی قسمت
میں گرفتار کیا اور ملکہ عالم سنبلہ ماہ پیکر بنت ملک شبوط و شتخود کے قصاص میں تمہارے
قتل پر آمادہ ہے اگر اہل اسلام کے عقیدہ کے موافق کوئی خالق زمین و آسمان ہے
اور وہ مظلوموں کا فریادرس ہے اس سے یاری طلب کر امیرزادہ نے بار دگر نہنگ کو
نگاہ تیز سے دیکھا اور کہا او پاجی بے شبہ خدا میری مدد کریگا۔ اتنے میں منہ اژدہا دہن
کی مانند امیرزادہ کی گردن پر شمشیر سے خط کھینچا اور پھر وہی شمشیر آبدار اس ضرب سے غلامان
کی گردن پر ماری کہ سر تن سے جدا ہو گیا شباط نے نہنگ کو ہوشیار ہونے کی فرصت
نہ دی فوراً کمند سے باندھ لیا نہنگ نے قطعاً اضطراب نہ کیا اور یہ آواز بلند پکارا۔

صلوات بر محمد و آل محمد

آنچہ ظلم در طلبش می شتافت   در پس این پردہ نہان بود یافت

امیرزادہ امیر محمد نے جو یہ تماشائے تازہ دیکھا خدا کا شکر بجا لایا اور بہ قوت دست
بازو زنجیر سے اپنی کو مثل رشتہ باریک پرزہ پرزہ کر دیا ملکہ کے افسران لشکر نے اکثر
اہل قلعہ کو قتل کیا اور بقیۃ السیف نے دین اسلام قبول کر کے امان پائی بعد بندوبست قلعہ
امیرزادہ اور ملکہ سنبلہ پہلو بہ پہلو ایک ہی مسند پر بیٹھے۔ امیرزادہ نے ملکہ سنبلہ کو تنگ
بغل میں دبایا اور شکر احسان بجا لایا

دوسرے دن دربار میں شباط نے نہنگ کو پیش کیا امیرزادہ نے دیکھا
کہ نہنگ ملول و شکستہ نہیں آخر اصل حال پوچھا نہنگ نے کہا میں صاحبقران اکبر اور جمشید کے
حالات کا مقابلہ کر کے بہت مرتبہ قبول اسلام کی طرف مائل ہوا لیکن ہر مرتبہ شیطان نے ایک

وسوسہ دل مین ڈالا مگر تمہارے معاملہ مین میرے نزدیک ایسے سامان دور از قیاس
پیدا ہوئے جنکو مین محض تائید غیبی سمجھتا ہون اس لیئے مجبسے رہ گیا اور اسلام سے مشرف
ہوا یہی علت میری مسرت کی ہے امیرزادے نے بیتال ہنگ کو رہا کیا اور
ایک خلعت فاخرہ عنایت فرمایا

اسی روز خرداد جسکو شعلہ فارسیہ نے عرضی دیکر فردوسیہ بھیجا تھا قلعہ خلخال سے
آہن حصار کے نواح مین پہونچا اور احوال معلوم کرکے امیر محمدؐ کی خدمت مین آیا امیر محمدؐ
نے قلعہ آہن حصار ہنگ کے سپرد کیا اور سنبلہ کو ہمراہ لیکر قلعہ خلخال کو روانہ ہوا اس
نواح مین پہونچکر یہ مشہور کیا کہ ملکہ سنبلہ باپ کی ملاقات کی غرض سے فردوس کو جاتی تھی
اثناے راہ مین سنا کہ ملک اشبوط قلعہ خلخال مین رونق افروز ہے پس عزم فردوس موقوف
کیا حاکم خان نے جو سنا کہ ملکہ سنبلہ تشریف لائی ہے استقبال کو آیا اور عرض کیا کہ آج
تمام کو بادشاہ نے دروازہ ہشتم پر حاضر ہونا ہے

اشبوط کی کتخدائی کا مختصر حال یہ ہے کہ شب اول دروازہ اول پر مہربانو کی بھیجی ہوئی
سے کنیزون نے ملک اشبوط پر جام زعفران چھڑکا جسمین نجاست ملی ہوئی تھی شب
دویم کفش ہاے کہنہ کا ہار پہنایا شب سویم کفش ہاے پارہ اور نجاست برائے غرض
ہر شب ایک تازہ ذلت دی شب ہفتم عین اُس وقت ملکہ سنبلہ پہونچی کہ اشبوط بہ
زعفران نجاست آمیز مین نہایہ اور بوٹھایا گیا تھا اور امیرزادہ یوسف کو [illegible] گیا تھا ناگاہ
در حجلہ [illegible] اور امیرزادہ [illegible] نکل آیا اشبوط کا یہ نجبر دیکھنے امیرزادہ کے پیشاب
خطا ہو گیا اور [illegible] بھاگا مگر امیرزادے نے اُسکو گرفتار کر لیا ادہر امیرزادہ امیر محمدؐ
نے حاکم خان کو مغلوب کرکے [illegible] کیا اسکی ہمراہیون سے بعض قتل ہوئے

اور اکثر نے دین اسلام قبول کیا بعد اس فتح منتر قلعہ کے [illegible] زیادہ وسعت اور مشعل
اور سنبلہ جمع ہوئے اور کارساز حقیقی کی درگاہ میں متواتر سجدے شکر بجا لائے
ہنگ مصری بعد انتظام قلعہ صاحبقران اکبر کی خدمت عالی میں حاضر ہوا اور پایۂ تخت
کو بوسہ دیکر سرنگون کھڑا ہو گیا۔ صاحبقران والاشان نے فرمایا آج کل تو کس رنگ
میں ہے۔ ہنگ نے بدست ادب بچشم گریان کہا۔ زنگ کفر دور ہوا اور زنگ توحید
نے دل کو رنگین کیا بعد ازان بہ آواز بلند کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان
محمد الرسول اللہ واشہد ان علیا ولی اللہ وصی رسول اللہ۔ صاحبقران نے صدق
دل کے تقاضے سے اور زیادہ دریافت کرنے کی گنجائش نہ دیکھی اور ایک خلعت
گرانبہا اس عیار کو عطا کیا جب حاضرین بارگاہ کو ہنگ کی صداقت بیانی کا یقین آیا۔ ابن
یعقوب جوالی لال نے نظر تہ سے دیکھا ہنگ نے یعقوب کے پاؤں پر سر رکھ دیا
اور کہا اے استاد

با خجالت ہائے کلی رو براہ آوردہ ایم　　جان بر لب و زبان عذرخواہ آوردہ ایم

بعد ازان کہا اے مہتر میرے تحقیق خطا ہے صاحبقران اکبر کے پاس اگر جوہر
موجود ہے میری زبان کا [illegible] نہیں تو [illegible] خان کرو صاحبقران نے وہ کل جواہر
سے [illegible] فرمایا [illegible] خود ہنگ کے سر پر رکھا فی الحقیقت اسکی ہیئت [illegible] میں
کچھ فرق نہ آیا صاحبقران حاتم دوران نے خلعت پر چند جواہر بیش قیمت اضافہ کئے
ہنگ نے سرخرو ہو کر تمام ماجرا اپنا اور امیر حمزہ کا سنایا

صاحبقران اکبر نے فرمایا اے یعقوب تم ہنگ کے ہمراہ قلعہ آہن حصار میں
جاؤ اور رعدین تن بن فولاد خان کو ہماری طرف سے خلعت دو۔ یعقوب و ہنگ

اِس خدمت کو سرانجام دیکر واپس آئے کہتے ہیں کہ امیرزادگان نامور امیر محمد و امیر یوسف
کے رایات لشکر ظفر اثر سے تنہا سنگ اشبوط کے پاس گیا جو غضب لشکر ایک عرابہ پر سوار
چلا آتا تھا سنگ نے پوچھا اسے پیغمبر دیلم اب اپنے کو کس حال میں دیکھتے ہو
اشبوط نے کہا اے عیار نالائق حرسلان خداوند سے تسخیر و استہزا کرنا دین و دنیا کی خرابی
کا موجب ہے خداوند ولے نے اول ہی اس مضمون کی وحی بھیجی تھی کہ چند روز ہم اپنے
پیغمبر برحق کو اسپے نالسون کی قید میں گرفتار کریں گے تو شان پیغمبری و معجزات
رسالت سے واقف ہوں بعد ازاں اس تکلیف کی تلافی میں درج بلند و مراتب
عظیم پہنچیگے تو اس قصہ سے واقف ہے کہ تیرے آقا عمرو سیاہ نے
… رسم پیدا کی اور بیٹے اس حبشی زادے کی خاطر سے اپنے لشکر کے
… پہلوان سمراج اژدر کو پہلوانان لشکر اسلام سے جنگ و حرب کی اجازت دی
اسی کی پاداش میں یہ روز بد میرے پیش آیا اگر تو یا جمشید اس نیکی کی عوض مجھکو
دے تو … سنگ نے … اللہ کہا ابھی تجھے اور جمشید پر … الغنت
کرتا ہوں

امیر محمد اور امیر یوسف منزل بمنزل چار روز میں اردوے معلی کے قریب پہنچے جہانگیر
وزیر کو … امیر سلطان اور امراج وغیرہ سرداران نامدار کو انکے استقبال کیواسطے بھیجا
انھوں نے بوقت زیارت اشبوط کو بطور تحفہ گذرانا صاحبقران نے امیرزادوں
کو سینے سے لگایا اور اشبوط سے بخندہ پیشانی پوچھا اے بادشاہ دیلم اب سے
خیر و عافیت سے ہو … کندہ ناتراش سے کہا اے شاہزادہ معز الدین پیغمبر کو
بادشاہ کہنا کفر ہے تم مجھے بعزت و حرمت میرے لشکر میں بھیجدو … میں …

تیری صاحبقرانی کے لئے خداوند سے شفارش کرونگا مین حالت شادی مین تھا ناگہان تیرے ایک امیرزادے نے گرفتار کیا صورت مقتضی نہین کہ مجکو قید مین رکھو یا قتل کرو صاحبقران اخلاق محجب نے متبسم ہوکر سمعاج اژدر در کی طرف دیکھا سمعاج نے اشبوط کی سفارش کی اور یہ عہد کرا کر سنبلہ اور شعلہ امیر یوسف اور امیر محمد کی ملک ہو گئین اور آئندہ اشبوط انکے برخلاف کسی قسم کی کارروائی نہ کریگا اس احمق کو خلعت دلایا جب مضبوط بن اشبوط نے سنا کہ اشبوط زندہ و سلامت بارگاہ صاحبقرانی سے باہر نکلا ہے استقبال کے سوار ہوا اور بہ تزک و احتشام لشکر مین لے گیا

جس وقت حبشیہ نے سنا کہ ننگ نے دین اسلام قبول کیا نہایت رنجیدہ ہوا اور نجاشی کے عمید سرداران حبش سے کہا اگر تم اس نمکحرام کو گرفتار کر لائے کا بہم بہیجے تمام عیاران لشکر کا بہتر کردینگے بعد ازان اشبوط کے پاس گیا اور کہا خداوند احکام بذریعہ وحی تم کو بہیجے ہین شعلہ خادسیہ نے محبت نازونیاز کر کہ امیرزادہ یوسف کو قتل کرنے گئے تہے برعکس سنبلہ امیرزادہ امیر محمد کے حوالے کر گئے اور خود امیرزادہ یوسف کے پنجے مین پڑے۔ یہ شعر تیرے حسب حال ہے

بیچارہ خر از پئے دم گرد   نایافتہ دم دو گوش گم کرد

اشبوط نے کہا اے دوست میں امیرزادہ یوسف کے ہاتھ گرفتار ہوا تو تو خود بھی امیرزادہ امیر محمد کے ہاتھ سے گوشمالی پا چکا ہے اسی طرح سنبلہ کا طعنہ تو مجکو نہین دے سکتا کہ ہمارے ... بھی امیرزادہ امیر محمد کے پاس ہے اور تیری

خواہر حقیقی ملکہ یعقوب حرانی کی بغل گرم کرتا ہے جمشید جواب ترکی بترکی سے خجل ہوا اور گلاس شراب کو متانت دست سے مشبوط کے مونھ پر مارا اسنے جمشید کے سینہ پر گلاس کو دے مارا انقمہ سوس درمیان آیا اور دونوں بہشتوں میں صفائی کرائی عیاروں نے اس ہنگامہ کی صاحبقران اکبر کو خبر دی صاحبقران نے فرمایا گوشت خورندان خسرو اور ابوالحسن حسن تہامی یار می اژدروس کو حکم بھیجو کہ شب فردا مجلس کتاب خوانی منعقد کریں

شب بست و ہشتم فروردین ماہ الہی کو از سر نو مجلس جشن آراستہ ہوئی اور حکیم ہوشنگ جان نے شاہنامہ خورشیدی کو غلاف سے نکالا اور صاحبقران اعظم کا قصہ پڑھنا شروع کیا جو یہاں تک بیان ہو چکا ہے کہ شاہزادہ خورشید تاج بخش سرح اکلیل الملک و فرخ زاد و مشتری ستارہ طلعت ایک زمین مجہول الاحوال کے عشق میں جسکو خواب میں دیکھا تھا کشتی میں سوار ہوا اور کشتی طوفان سے پارہ پارہ ہو گئی اور تمام اہل کشتی جدا جدا تختوں پر بہہ گئے

احوال صاحبقران اعظم و حقیقت خسرو شیرول و ناہید الشمسی و مہتر سریع السیر

جس وقت صاحبقران اعظم خورشید تاج بخش کی نظر سے دفعۃً تختے غائب ہو گئے بلے کا نعرہ مارا اور اپنے تختے کو دونوں ہاتھوں سے مضبوط کیا

چند لمحہ مین حرارت بخارات دریا نے شاہزادے کو دنیا ومافیہا سے غافل کر دیا۔ بعد
سویم دن وہ تختہ پارہ شہر اندلس کے قریب پہونچا

شہر اندلس مین ایک بادشاہ ملک زرتاج نام پچاس ہزار سوار و پیادہ کی جمعیت
سے زمانہ دراز سے حکمران ہے لیکن شاہزادہ خورشید تاج بخش کے پدر بزرگوار سیف الاعلم
بہرام شاہ کا ماتحت و باجگذار ہے۔ ملک زرتاج لب دریا کھڑا ہی سیر کر رہا تھا کہ شاہزادہ خورشید
کا تختہ طوفان خوردہ اسکو نظر آیا۔ ملاح حسب الحکم تختہ کو کنارے پر لائے زرتاج کیا
دیکھتا ہے کہ ایک جوان خورشید طلعت تختہ پر بیہوش افتادہ ہے اور دونون ہاتھ
سے تختے کو خوب مضبوط تھامے ہوئے ہے بہزار مشکل شاہزادے کے ہاتھ تختے
سے جدا کیے اور اقسام روغن و تریاق کی جسم آب خوردہ پر مالش کرائی

چند لحظہ کے بعد شاہزادے نے آنکھ کھولی۔ بادشاہ اندلس نے پوچھا
اے جوان سچ بتا تو کس خاندان عالی سے ہے اور اسم گرامی تیرا کیا ہے
شاہزادہ نے اپنا حسب و نسب ظاہر کرنا مناسب نہ سمجھا اور فرمایا۔ اے بادشاہ
مین ایک تاجر زادہ ہون مفتون نوجوان میرا نام ہے والدین کے ہمراہ سفر دریا کا تھا کہ
طوفان نے ہماری کشتیون کو غرق و شکستہ کیا۔ میری زندگی باقی تھی کہ یہان تک
پہونچا ملک زرتاج نے شاہزادے کو اپنے مصاحبین مین داخل کیا

ملک زرتاج کے دو فرزند تھے ایک پسر بہرام نام اور ایک دختر ناہید
بادشاہ نے جو شاہزادہ خورشید کو ہر طرح سے لائق و فائق دیکھا بہزار خواہش اسکو بہرام
کی مصاحبت کی ترغیب دی اور بہرام کے دیوانخانہ کے قریب ایک مکان
واسطے رہائش کے دیدیا

اندلس مین ایک عورت غیرت افروز نام جوان و وجیہ بیوہ رہتی ہے۔ اکثر امرا
اور امیر زادے اسکو پیام عقد بھیجتے ہین بلکہ گہرتاج بھی اُسکو بدل چاہتا ہے اُسنے ابھی
کسی کو قبول نہین کیا البتہ موید الملک سپہ سالار زرتاج کے بیٹے مجد الملک سے ایک
نوع کا تعلق خاطر رکہتی ہے ایک شب گہرتاج نے غیرت افروز کو جبر طلب کیا
غیرت افروز عاقلہ دوران نے شاہزادہ گہرتاج کے ہاتھ سے بحیلہ اپنی دامن
عصمت کو بچایا اور اسقدر شراب پلائی کہ وہ از خود رفتہ ہوکر سو گیا مجد الملک
نے جو سُنا کہ گہرتاج نے جبراً غیرت افروز کو طلب کیا بوقت نصف شب مسلح ہوکر
عیارانہ گہرتاج کی خوابگاہ مین آیا اور اسکو زخمی کر کے غیرت افروز کو لیکر شہر سے نکل گیا
ملک زرتاج اور اسکی بیوی کو گہرتاج کے مجروح ہونے سے کمال قلق ہوا
زیادہ تر صدمہ کی یہ بات تھی کہ گہرتاج خون کے کثرت نکلنے سے بیہوش تہا
اور آخر ملک زرتاج بھی اسپر مجبور ہوا کہ شاہزادے کو ناخوش کرے سرہنگون کو
حکم دیا کہ مفتون نوجوان کو چارسو بازار مین زیر دار بٹہاؤ اگر ایک شب و روز مین مفتون کو
کسی نے خبر دی اور قاتل کا سر اپنے ساتھ لایا تو بہتر ورنہ اسکو قتل کیا جائیگا
شہزادہ خاموش زیر دار بیٹہا تہا اور دل مین مناجات کرتا تہا۔ ایک پہر از نصف شب
حالت مایوسی مین گذر گیا ناگاہ ایک جوان سیاہ پوش مسلح و مکمل بہوشیاری تمام
زیر دار آیا اور شاہزادے کے بند قید قطع کر کے اپنے ہمراہ لے گیا قریب طلوع
آفتاب پاسبانون کے داروغہ کی آنکھ کہلی اور اُسنے لرزان و ترسان ملک
زرتاج کے پاس جاکر مفتون کے غائب ہونے کی خبر دی اسی وقت ملک زرتاج کو
اطلاع ملی کہ مجد الملک پسر سپہ سالار گم ہے اور ضمن اسکے غیرت افروز کا حال ابھی نا معلوم ہے

اُس نے خدا کا شکر ادا کیا کہ مفتون قتل سے بچ گیا

وہ جوان سیاہ پوش شہزادہ خورشید تاج بخش کو ایک مکان میں لایا اور ما حضر پیش کیا۔ شہزادے کو جو ایک روز دشت کے بعد کھانا میسر آیا۔ بخواہش نفس کھایا اور بعد ادائے شکر نعمت چند لحظہ آرام فرمایا جس وقت خواب راحت سے آنکھ کھلی اُس جوان کو برادر کہا اور احوال دریافت کیا

اس نے کہا غلام کا نام حجتہ شیر دل ہے اور نسب میرا بادشاہان قبیلہ حمیری سے متعلق ہے جو عرب میں نہایت بزرگ و ممتاز ہے۔ میری جد بزرگوار کا نام امیر زید الصباح تھا اور وہ ملوک عرب میں شمار کیا جاتا تھا۔ قضائے کردگار سلاطین اطراف یمن میں سے ایک بادشاہ ملک حماد نے امیر زید الصباح پر فوج کشی کی اور وہ غنیم کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ اُس وقت میرے والد ماجد کی عمر جن کا نام مالک حمیری تھا بہمہ وجوہ پانچ برس کی ہوگی میرے باپ کی دایہ نے ایک صندوقچہ جواہر کا لیا اور میرے باپ کو لیکر بھاگی اور ایک سوداگر کے ساتھ عرب سے عجم میں آئی۔ دایہ کی خواہش تھی کہ میرا باپ اپنے ملک موروثی کو از سر نو فتح کریگا مگر میرے باپ نے پسند نہ کیا اور کاروبار تجارت میں مصروف ہو گیا۔ واسطے تجارت کے چند مرتبہ عجم سے عرب کو گیا اور پھر عجم کو واپس ہوا۔ مرتبہ آخر میں بھی بہ قصد عرب ہمراہ تھا۔ ناگاہ طوفان سے ہماری کشتیاں شکستہ ہوئیں مگر ایک کشتی سلامت رہی جسمیں ہم اور متعدد کنیز و غلام اور قدرے زر و جواہر تھا۔ میری کشتی بصد رنج شہر اندلس میں پہونچی۔ میں نے چند غلامان ہوشیار کو والدین کی خبر اخبار پر مامور کیا اور خود اُن کے انتظار میں مکان کرایہ لیکر اس شہر میں مقیم ہوا

ہمیشہ سے طبیعت میری شکار کی طرف مائل ہے یہان بھی وہ شغل ترک ہوا
ایکدن شکار سے واپس آتا تہا کہ ایک باغ مین گذر ہوا اور بے ارادہ ملکہ ناہید سے
دوچار ہوا جو اُس وقت باغ مذکور مین تیر و کمان سے کبوتر و فاختہ وغیرہ جانورون کا
شکار کررہی تہی - اُس وقت تو مین خائف ہوکر چلا آیا۔ لیکن اب اُس وقت کو تلاش کرتا
ہون - کاش وہ ایک تیر مجکو بھی مارتی اور مین اُسی دم مرجاتا جس شب حضور زیر دار
تھے - مین نے خواب مین ایک بزرگ کو دیکھا اُس نے مجکو حضور کی صورت دکہلائی
اور کہا - یہ شاہزادہ عالی قدر تیری مراد پوری کرے گا۔ تجکو چاہیئے کہ اس عالی تبار
کو تخلصی دے جو ناکردہ گناہ زیر دار بٹہایا گیا ہے - صاحبقران اعظم نے پوچہا وہ بزرگ
کس شکل و وضع کا تہا خسرو شیردل نے بعینہ حکیم اسقلینوس الہی کا حلیہ بیان
کیا - صاحبقران نے فرمایا - وہی حکیم عالی منزلت میرا مربی و رہنما ہے - بعدازان
اپنا تمام قصہ زمان ولادت سے تا الیوم سنایا۔ خسرو شیردل نے شاہزادے
کے پانو کو بوسہ دیا اور کہا اب مین ہون اور دامن حضور کا - صاحبقران نے فرمایا
مین تو اس نیت سے یہان ٹہرا تہا کہ شائد اپنے محبوب بے نام و نشان کا اس
شہر مین سراغ لگا سکون - لیکن معلوم ہوا کہ تہارا کام یہان میرے ہاتھ سے
سرانجام پاتا ہے خاطر جمع رکہو کوئی شکل خود بخود نکل آئیگی

ملکہ ناہید کی دایہ خاتون ملک سبت رحمدل اور ہمدرد ہے اُسکا ایک فرزند شکیل
نوجوان ہے اُسنے بیمار رہ کر قضا کی - دایہ فرط محبت سے تنات کہجڑ کر اُسکی قبر پر جاتی
ہے - ایکدن صاحبقران اعظم کا قبرستان مین گذر ہوا - دایہ نے اُسکو دیکھا اور بجائے
فرزند پسند کیا آخر تنات سکے اندر بٹہایا اور فرزند کہا - صاحب قران نے فرمایا فرزندی

قبول کر مجھے کسی امر کا پابند نہ سمجھنا۔ جب شاہزادہ خورشید نے دیکھا کہ دایہ فرزند حقیقی سے
بھی کچھ زیادہ مہربانی کرتی ہے۔ خسرو شیر دل کی تصویر اُسی لباس اور وضع مین کھچوائی
جو ناہید سے دوچار ہونے کے دن پہنی تھی اور اُس تصویر کو ایک مرقع مین رکھکر دایہ کے
بدین استدعا حوالہ کی کہ ایک مرتبہ ملکہ ناہید کو دکھادو اگر کوئی تصویر پسند آئے خریدے۔
ایک دوست نے جو کبھی امیر تہا واسطے فروخت کے یہ مرقع ہمکو دیا ہے تمکو ثواب ہوگا
دایہ نے مرقع ملکہ ناہید کی خدمت مین پیش کیا جب اُسکی نظر خسرو شیر دل کی
تصویر پر پڑی بیتاب ہوگئی اور دایہ سے کہا صاحب مرقع سے کہو ہم یہ تصویر خریدین
گے بشرطیکہ خیالی نہو دایہ نے ملکہ کا پیغام صاحبقران کو پہونچایا شاہزادے
نے فرمایا اے دایہ صاحب۔ ملکہ سے کہو۔ یہ تصویر خیالی نہین ہے۔ البتہ جسکی تصویر
ہے وہ روز و شب تمہارے خیال مین فنا رہتا ہے اگر تم جزو آدمیت سے خالی
نہین ہو۔ تو اسکو اپنی ملاقات سے سرفراز کرو۔ ملکہ ناہید کو اس جواب سے بہت
تسلی حاصل ہوئی اور اسی خیال مین لگی کہ کسی طرح خسرو شیر دل کو اپنے پاس بلائے

ایک دن صاحبقران اعظم اور خسرو شیر دل دریا کے کنارے ٹہل رہے تھے
اور ناہید سے ملاقات کی تجویزین سوچ رہے تھے ناگاہ اُس دریائے پُر خطر مین دور سے
ایک سیاہی نظر آئی اور لطمہ ہائے موج نے ایک لمحہ مین اُس کو کنارے کے قریب
پہونچایا۔ شاہزادہ خورشید نے دیکھا کہ ایک جوان بے ریش چار دہ پانزدہ سالہ ایک
تختہ پر پڑا ہے اور اسکے گرد چند چوبہائے درخت بطور حصار بندھی ہوئی ہین شاہزادے
نے خسرو کی امداد سے تختہ کو دریا سے نکالا اور اُس جوان کو تختہ سے جدا کیا
اور جیسا سمجھہ کے دوا کا اُسکا عرق حلق مین ڈالا۔ چار ساعت کامل کے بعد اُس مرد

نے آنکھ کہولی اور بہ نظر ضعیف صاحبقران اعظم کو دیکہا بعد ازان اس طرح قدمبوس
ہوا کہ گویا آشنائے قدیم تہا صاحبقران نے بہی اسوقت پہچانا اور کہا۔ اے سریع
السیر تو کہان اور تمہارے باپ سریع الذہاب کی کیا خبر ہے۔ سریع السیر نے کہا۔
مین جو حضور سے رخصت ہوکر اپنے وطن قیروان مین پہنچا گیا تو باپ کو حالت نزع مین
پایا۔ اسکی تجہیز و تکفین سے فارغ ہوکر مین باشتیاق تمام سواد اعظم کو لوٹا۔ وہان پہونچکر
اپنے چچا بہتر تیز گام سے سنا کہ شاہزادہ اپنی معشوقہ بے نام و نشان کی تلاش
مین براہ دریا روانہ ہوگیا۔ مین اسی وقت دریا پر آیا اور اس تختہ کو درست کرکے سوار
ہوگیا۔ ناگاہ طوفان آیا۔ اور مین بیہوش ہوا اب حضور اپنا ماجرا سنائین

صاحبقران اعظم نے اپنی اور خسرو شہر دل کی تمام روداد سنائی۔ سریع السیر
نے بعد سننے حالات کے ادہر ادہر دیکہا۔ کیا دیکہتا ہے کہ جس درخت کے نیچے
صاحبقران اعظم تشریف فرما ہے وہ زمانہ قدیم کا ہے اور اس سے چند قدم کے فاصلہ
پر ایک گنبد رفیع الشان بہی دور کا ہے اور گنبد سے محل شاہی دو ڈیڑہ کوس سے
زیادہ نہین ہے۔ سریع السیر اس گنبد مین گیا اور نقب زنی شروع کی۔ چار مہینے مین دہانہ
نقب ناہید اندلسی کے حجرہ خاص مین کہولا اور ایک شب خسرو دل کو ملکہ کے پاس لیگیا
ملکہ اس دولت خداداد سے کمال مسرور ہوئی اور بہ تپاک خسرو سے ملی دوسری
شب خسرو دل کو اسی گنبد مین صاحبقران کے پاس لایا۔ صاحبقران نے ناہید کو
اپنا قصہ سنایا اور اسکو خواہر عزیز کیا

راوی کہتا ہے کہ یہ نقب وہی نقب ہے جسکی راہ سے ملکہ ماہ افروز کو
رکن الملک سے ملنے کا موقع ملا اور یہ حال بہی داستان عجیب البیان کے ناظرین

سے نے مہدی نامہ مین پڑہا ہوگا

احوال ملک اونگ خان بادشاہ ختا اور اُس کی دختر کا

ہم یہ امر بیان کر آئے ہین کہ حکیم استقلینوس الٰہی نے سیف الدولہ بہرام شاہ کو لوح نیرین دینے کے بعد ملک ختا مین پہونچکر وہان کے بادشاہ ملک اونگ خان کو لوح قران السعدین عطا فرمائی۔ راوی کہتا ہے کہ نو ماہ کے بعد ملکہ مہر افروز کے بطن سے اس شکل و شمائل اور حسن و جمال کی دختر پیدا ہوئی کہ اگر خامہ دو زبان سو برس اسکی حسن عالم آرا اور تناسب اعضا کے اوصاف لکہے۔ ایک موے سر کی ہی صفت ادا نہ ہوسکے مختصر یہ ہے کہ اُس حور وش کو زہرہ کی صباحت اور مشتری کی ملاحت حاصل تہی اور جو کہ چالیس خوبیان حسن کامل مین چاہیئین وہ تمام بکمال اُس دختر نیک اختر مین موجود تہین ملک اونگ خان نے حسب فرمودہ حکیم بزرگ اُس کا نام زہرہ جبین رکہا

ملکہ زہرہ جبین ختائی حسن و جمال ہی مین یکتائی زمانہ نہ تہی بلکہ فہم و فراست اور رحم و سخا بہی اُس کو بدرجہ اتم حاصل تہا۔ ابہی بارہ وان برس ختم ہوا تہا کہ بادشاہ سے ایک خواص کی جان بخشی کرا دی اس خواص کا نام عشرت افزا بادشاہ نے رکہا تہا اور بزر خطیر ایک سوداگر سے تازہ خریدا تہا جس قدر بادشاہ اُس پر مائل تہا اُسی قدر عشرت افزا نفور تہی بادشاہ نے بناچاری عشرت افزا کو ملکہ زہرہ جبین کے حوالے کر دیا عشرت افزا نے حسن خدمت سے ملکہ کی خدمت مین ایسا رسوخ

حاصل کیا کہ جلوت و خلوت میں سایہ دار ہمراہ رہنے لگی

چند روز کے بعد ملکہ زہرہ جبین کو سال سیزدہم شروع ہوا نصف شب تک رقص و سرود کا ہنگامہ برپا ہا بعد ازان ملکہ نے خوابگاہ میں آرام فرمایا خواب میں دیکھا کہ گویا بعد غسل حمام سے نکلی ہون اور جامہ خانہ میں لباس تازہ پہن کر شیش محل مین تشریف لائے جہان ہر دیوار میں متعدد آئینہ ہائے کلان نصب تھے۔ ایک آئینے میں اپنی شکل دلارا دیکھنے لگی۔ مگر طرفہ تماشائے حیرت افزا نظر آیا یعنی بجائے اپنی صورت کے عوض ایسے ایک جوان خورشید مثال کی شکل دیکھی تھی جس کے شعاع جمال سے تمام سطح آئینہ شب مہتاب کی مانند منور ہو رہا تھا۔ بہ مجرد چار ہونے نظرون کے ایک تاوک سینہ شگاف اُس جوان کے کمانخانۂ ابرو سے رہا ہوکر تا۔ سوفار ملکہ کے بدف جگر میں غرق ہو گیا آخر اس حسن جہان سوز کے دیکھنے کی تاب نہ تھی خود بخود آنکھیں بند ہو گئیں جب بار دیگر آنکھ کھولی پھر اُسی صورت زیبا رعنا کو سطح آئینہ میں موجود پایا اسی طرح پہلو و رخ بدلنے سے بھی کچھ فائدہ نہوا ہر دیوار میں آئینے نصب تھے، در ہر آئینے میں وہی جلوہ تھا

در و دیوار من آئینہ شد از کثرت شوق ہر کجا می نگرم روئے ترا می بینم

در ہر چہ بنگرم تو نمودار بودہ اے نا نمودہ رخ تو چہ بسیار بودہ

فی الجملہ اُسی عالم حیرت و استعجاب میں ایسے کا نعرہ مارا اور اُس خواب موحش سے آنکھ کھل گئی۔ عشرت افزا زیر تخت سوتی تھی اسکی بھی آنکھ کھل گئی۔ اُس نے خلاف معمول عجب طرح کا ملال و تغیر ملکہ کے بشرہ میں دیکھا

عشرت افزا نے سر تا پا ملکہ کی بلائیں لیں اور پوچھا تعجب ہے ایسا کیا

خواب موحش دیکھا کہ طبیعت مکدر ہے۔ ملکہ نے اپنے خواب کی حقیقت مشرح بیان کی۔ عشرت افزا نے کہا قربانت شوم خواب و خیال ہر دو مان عاقل کے نزدیک قابل اعتبار نہیں ہوتے تم آرام فرماؤ ملکہ زہرہ جبین پھر پلنگ پر دراز ہوئی لفبور غنودہ ہونے کے بار دگر اسی جوان عالی شان کی صورت نظر آئی۔ اس دفعہ اس طرح دیکھا کہ گویا وہ سرو بستان لطافت پلنگ کے قریب استادہ ہے اور کچھ آثار حزن و ملال اسکے بشرہ سے ظاہر ہیں اسکو ملول دیکھ کر ملکہ کو تاب نہ رہی اور اس صدمے بلند سے ہے کا نعرہ مارا کہ عشرت افزا بے قرار ہو گئی اور بحواس مضطرب الحال ملکہ کے پاس گئی کیا دیکھتی ہے کہ چشم بیمار سے اشک حسرت جاری ہیں اور مرتبہ اول سے دس حصہ زیادہ اضطراب قلب و انقلاب مزاج معلوم ہوتا ہے۔ اب عشرت افزا سے بھی ضبط نہ ہو سکا اور ملکہ کے حال بد پر آبدیدہ ہوئے لیکن بظاہر کہا خواب خیال ہوتا ہے ملکہ زہرہ جبین نے بہزار مشکل دل کو سنبھالا اور واقعہ دوم کی حقیقت بیان کر کے اس شعر کا مضمون ادا کیا

نہ گرفتہ چنان جان بہ میان جان شیرین کہ توان ترا ز جان را زہم امتیاز کردن

ملکہ کے کلمات درد آمیز سے عشرت افزا مسکرائی۔ زہرہ جبین کو اسکا مسکرانا بہت ناگوار گذرا اور چین بہ ابرو ہو کر کہا۔ اے عورت میں اپنے سوز دل کی حقیقت بیان کرتی ہوں اور تو ہنستی ہے۔ عشرت افزا نے دست بستہ کہا۔ اے ملکہ آفاق تم میرے مسکرانے پر برہم نہ ہو خدا کی قسم مجھے اس وقت اپنی مصیبت و سرگردانی یاد آئی ہے ملکہ زہرہ جبین نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ تو بھی عشق کی آفت میں مبتلا ہے اسی سبب سے بادشاہ کو ناخوش کیا تھا

خیر اپنا قصہ سناؤ

خشرت افزا نے کہا میرا اصل نام مالحہ خاتون ہے خواجہ نظام جہان گرد ملک التجار روم کی دختر ہوں خواجہ کے دو فرزند تھے ایک میں بد بخت اور ایک پسر عظیم المقدار نام میرے والد کی دنیا کے جملہ تجار سے بوجہ سیاحت راہ و رسم تھی مگر شہر بصرہ کی ایک عالی درجہ سوداگر خواجہ سعید سے کمال ارتباط تھا میرا باپ جاتا تو اوسکا مہمان ہوتا خواجہ سعید آتا تو ہمارے ہاں قیام کرتا ایک سال جو خواجہ سعید آیا اپنے فرزند سعد نوجوان کو بھی ہمراہ لایا جس محلسرا میں ہم رہتے تھے اُس کا ایک برج اس مکان میں بھی تھا جہاں خواجہ سعید مع فرزند فروکش تھا میں ایک دن اتفاقاً اُس برج میں گئی اور ناوانستہ اُس کا غرفہ کھولا سعد نوجوان صحن مکان میں ٹہل رہا تھا دروازہ کھلنے کی جو اوسکے کان میں آواز گئی اُسنے نظر بلند کی۔ بمجرد چار ہونے نظروں کے ایک ہی ساعت میں ایک خدنگ محبت نے دونوں کے دلوں میں سوراخ کر دیا میں نادم و ملول جلد تر غرفہ سے علیحدہ ہو گئی اور دروازہ بند کر لیا

سعد نوجوان نے ملازمان معتمد باشعور کی وساطت سے اپنا حال دل باپ کی خدمت میں گذارش کیا۔ خواجہ سعید نے میرے باپ سے خواستگاری کی خواجہ نظام نے کہا مجھے یہ نسبت بدل منظور ہے مگر میں حضرت شعیب کی اولاد میں سے ہوں داماد پر واجب ہوتا ہے کہ قبل از عقد شبانی کرے البتہ تخفیف سنہ ہو جاتی ہے یعنی حضرت شعیب نے حضرت موسیٰ کلیم اللہ سے دس برس یہ مشقت لی تھی اور اب ڈیڑھ برس کی قید ہے خواجہ سعید نے سعد نوجوان سے یہ حقیقت بیان کی سعد نوجوان نے تامل

اس شرط کو قبول کیا اور میرے لیئے پلاس پوشی اور نان جوین اور شیر گوسپند
اور گردش صحرا اختیار کی۔ بعد ختم ہونے ڈیڑہ برس کے شادی کی رسوم شروع ہوئین
فریقین نے دعوتین دین اور رقص و سرود کے ہنگامے گرم ہوئے آخر ساعت
سعید مین عقد ہوگیا۔ چند روز کے بعد خواجہ سعید نے بصرہ کی تیاری کی۔ اُس
نوجوان اور مجکو بھی ہمراہ لیا

تین دن دریا مین بخیر و عافیت گذرے روز چہارم ایسا طوفان تند و تیز
پیدا ہوا کہ جہان تاریک ہوگیا۔ اُس طوفان آفت خیز سے ہماری کشتیان باہم
ٹکرا کر ٹکڑے ٹکڑے ہوگئین۔ مگر خدا کی قدرت سے جس کشتی مین مین اور سعد جوان
سوار تھے وہ سالم رہی اور باد تند کے زور سے مثل تیر خدنگ ایک طرف روانہ ہوئی
اُس وقت ہمین بجز دعا و مناجات کچھ کام نہ تہا۔ دو دن کے بعد وہ کشتی ایک قلعہ کے
زیر فصیل پہونچی جس کو قلعہ سبز وقیہ کہتے تھے سبز وق حاکم قلعہ نے ہمارا مال ضبط
کیا اور ہم کو قید کر دیا شدید تر ظلم یہ تہا کہ مردون کو علیحدہ اور عورتون کو علیحدہ رکہا چند
ماہ کے بعد خواجہ مسعود سوداگر اُس ملک مین آیا اور سبز وق سے مجکو خریدا اور یہان
لاکر تمہارے باپ کے پاس فروخت کیا

ملکہ زہرہ جبین خطائی نے جس وقت صالحہ خاتون کی داستان جان سوز سُنی
چشم پر آب ہوئی اور اُس کو خواہر عزیز خطاب دیا

چند ایام اسیطرح جلسے ہوئے کہ کبھی صالحہ خاتون اپنا درد دل سناتی تہی اور گاہے
ملکہ زہرہ جبین پوچھتی تہی کہ جس جوان خورشید مثال کو مینے خواب مین دیکہا ہے وہ
پیدا بھی ہوا ہے یا نہین اور اگر پیدا ہوا ہے تو اُسکی تلاش بے نام و نشان کس طرح

کرون۔ ایک شب جو انہین خیالات مین سو گئی ایسا تماشائے جانفزا دیکھا کہ ہوش
گم ہوگئے یعنی کیا دیکھتی ہے کہ وہی جوان کشتی سے ایک تختۂ شکستہ پر سوار ہم عنان
امواج بحر آفت ہو رہا ہے۔ زہرہ جبین بے سر و پا دریا کے کنارے پر گئی اور بے تحاشا
شور و غل مچایا۔ اُس جوان نے نظر حسرت سے زہرہ جبین کو دیکھا اور کہا اے آرام
جان تیری ہی تلاش مین وطن مالوف سے نکلا اور اس مصیبت مین گرفتار ہوا ہون
بااین ہمہ تیرے مقام اور نام سے ناواقف ہون اگر تجھ سے ممکن ہو میرے پاس پہنچ جا
زہرہ جبین چاہتی تھی کہ کنارے سے دریا مین کودے۔ ناگاہ آنکھ کھل گئی۔ اور وہ
سامان پھر نظر نہ آیا۔ ہائے کا نعرہ مارا اور زار زار روئی عشرت افزا نے پوچھا خیر ہے
ملکہ نے فرمایا کیا کہون آج بار سوم پھر وہی جوان اس شان سے خواب مین نظر
نظر آیا اور یہ سوال و جواب واقع ہوئے۔ خدا کے واسطے ایسی کوئی تدبیر بتا کہ اس
غم روحانی و کاوش نہانی سے نجات پاؤن عشرت افزا نے کہا کہ بخدا اس مطلب
مین عقل گم ہے خدا تمہارے دل کو قرار دے ملکہ نے فرمایا اے عشرت افزا شہر
سے دو فرسخ ایک صومعہ ہے اُس مین ایک پیر [illegible] پوش رہتا ہے اُس
پاس جا اور اپنے نام سے خوابون کی حقیقت بیان کر۔ یقین ہے کہ وہ مرد خدا
رسیدہ حسب مراد تعبیر دیگا۔ مشہور کرتے ہین کہ اُس سے بہتر اور کوئی خواب
کی تعبیر نہین دیتا

عشرت افزا صبح کے وقت اُس زاہد کے مقام مین گئی۔ دیکھا کہ ایک گنبد
مرتفع ہے اور اُس کا رنگ تمیز نہین ہوتا۔ گنبد مین جاکر زاہد کو سلام کیا عجب [illegible]

کو عبادت معینہ سے فرصت ہوئی عشرت افزا سے پوچھا کہ تو ہمارے پاس کس مطلب کے واسطے آئی ہے عشرت افزا نے کہا۔ اے بزرگ تو میں نے کئی عرصے میں تین خواب اس سال کے بیچ میں دیکھے ہیں اُنکی تعبیر ارشاد فرمایئے [illegible] پشمینہ پوش نے اول خوب غور سے عشرت افزا کی صورت دیکھی بعد ازاں کہا جس نے یہ خواب دیکھے ہیں اُسکو ہماری طرف سے کہنا کہ جو شخص تیری تلاش میں جلاوطن ہوا ہے ملازم ہے تو بھی اسکے سودائے محبت میں آوارہ و حیران ہو

عشرت افزا ملکہ کے پاس آئی اور زاہد کا ارشاد عرض کیا زہرہ جبین نے کہا یہ شخص ایسا صاحب زبان ہے کہ جو زبان سے کہتا ہے وہی ظہور میں آتا ہے زاہد کے ارشاد سے مجکو یقین ہوا کہ وہ جوان شخص میرے ہی عشق و محبت میں اپنے شہر و دیار سے نکلا ہے۔ اب مجھے بھی درنگ کرنا لازم نہیں عشرت افزا نے اس ارادہ سے ملکہ کو [illegible] ہوگا مگر وہ باندی آئی۔ لاچار عشرت افزا نے کہا میں رفاقت کو موجود ہوں

چند روز کے بعد ملک اوتنگ خان ایک عشرہ کے واسطے شکار کو گیا اور ملکہ مہر افروز کو بھی ساتھ لے گیا زہرہ جبین اسی وقت کی منتظر تھی اُس نے اور عشرت افزا نے لباس مردانہ پہنا اور اسلحہ لگا کر محل کی ایک دروازے سے نکلی کہ جو بجانب دریا تھا کشتی میں سوار ہو کر [illegible] یہ کشتی [illegible] شاہزادہ کے ہمیشہ تیار رہتی تھی۔ اتفاق سے اُسوقت [illegible] ہوا بہت تند و تیز چل رہی تھی [illegible] وہ کشتی تیر [illegible] کی مانند روانہ ہوئی [illegible] شب کے [illegible] میں [illegible]

خطا سے دریائے فرنگ مین پہونچی

راوی کہتا ہے کہ عشرت افزا مسلمان تہی اور ملکہ زہرہ جبین کو بہی مسلمان کرلیا تہا۔ اُس وقت دونو خدا کو یاد کرتی تہین اور حفظ ناموس اور حصول مقصود کی دعا مانگتی تہین۔ ناگاہ اُس ہوائے تند سے اُس کشتی کو جزیرہ خردانیہ مین پہونچایا جس کا تموس فرنگی حاکم تہا۔ اہل جزیرہ بہ خاطر ومدارات پیش آئے۔ ملکہ نے دریافت کیا کہ سدوقیہ کہان واقع ہے۔ لوگون نے کہا سدوقیہ بہت قریب ہے اور سدوق کا وکیل یہان رہتا ہے۔ ملکہ اور عشرت افزا وکیل کے پاس گئین اور کہا ہمارا بہائی تمہارے پاس اسیر ہے۔ آخر کہین فروخت کردگے ہمارے ہاتہ ہی فروخت کردو تو بہتر ہوگا۔ وکیل اُنکو کشتی مین سوار کرکے لے گیا اور سدوق کی خدمت مین پیش کیا۔ سدوق نے ملکہ زہرہ جبین کو اپنی ساقی گری کے لیے رکہ لیا اور عشرت افزا کو زندان مین بہیجا کہ بہائی کو دیکہ لے۔ عشرت افزا نے ایک ایک اسیر کو دیکہا مگر سعد نوجوان کو نہ پایا ناچار قصد کیا کہ قلعہ مین ملکہ کے پاس جائے مگر وکیل نے نہ مانا اور کہا سدوق کا حکم ہے کہ جوان ثانی کو خردانیہ مین پہونچادو۔ عشرت افزا گریان ونالان وکیل کے ساتہ کشتی مین سوار اور زہرہ جبین حیران وپریشان سدوقیہ مین مقیم ہوئی

روئیداد شہر اندلس وصبا

صاحب قران اعظم کے قصہ مین ہمنے یہ بیان کیا تہا کہ مجدالملک گبر تاج

کو زخمی کر کے غیرت افروز کو لے گیا۔ راوی کہتا ہے کہ وہ رفتہ رفتہ شہر سبا میں پہونچا
اور ملک عنتر سبائی کی ملازمت اختیار کی غیرت افروز نے مجلس میں رسوخ پیدا کیا۔ ایک دن
ملک عنتر نے غیرت افروز سے شہر اندلس اور ملک زرتاج کا حال پوچھا۔ غیرت افروز نے
بعد دیگر حالات کے ملکہ ناہید اندلسی کے حسن و جمال کی اس قدر تعریف و توصیف کی
کہ ملک عنتر ادیدہ مشتاق ہوا اور فوراً ملک زرتاج کو پیام نسبت بھیجا اور جب اُس
نے انکار کیا تو ایک لاکھ بیس ہزار پیادہ و سوار کی جمعیت سے شہر اندلس کی طرف کوچ کیا
محبد الملک بھی باصرار ہمراہ ہوا

چند روز میں ملک عنتر کے خیام لشکر نواح اندلس میں برپا ہوئے ہر چند
کہ ملک زرتاج کی فوج ستر ہزار سوار و پیادہ سے زیادہ نہیں ہے لیکن توکل بخدا
حریف کے مقابلہ میں صف آرائی کی سب سے اول ملک عنتر کی طرف سے
وہی محبد الملک آیا۔ اور ملک زرتاج کے اکثر پہلوانان نامدار کو زخمی و قتل کیا۔ مؤید الملک
پدر محبد الملک کو تاب نہ رہی اور خود اُسکے مقابل آیا اور کہا اے خلف ناخلف کیا
مناسب تہا کہ اپنے آقا زادہ و شاہزادہ گوہر تاج کو ایک عورت کے لئے مجروح کیا
لیکن خیر جوش دیوانگی میں حرکت ہوئی تہی۔ یہ حرکت کرنی مناسب نہ تہی کہ ملک
زرتاج کے مقابلہ میں آیا۔ محبد الملک مردود نے کہا اے پدر تقصیر سے جاؤ
ورنہ میرے ہاتھ سے تم بہی جانبر نہ ہو سکے۔ مؤید الملک کو لیکن کار یہ کلمہ بہت
ناگوار گذرا اور طیش میں آکر شمشیر آبدار غلاف سے نکالی۔ محبد الملک ملعون نے
باپ کی ضرب کا انتظار نہ کیا اور جو شمشیر برہنہ چمکا کر اُسکے ہاتھ میں تہی اُس

باپ کا کام تمام کیا۔ مجد الملک کی اس قساوت قلبی کے مشاہدہ سے دونوں لشکر
کو عبرت ہوئی اور پشت برو دونو جانب سے لعنۃ اللہ کے نعرہائے تحقیر اُسکے
حق میں بلند ہوئے

صاحبقران اعظم اور خسرو شیر دل اور مہتر نسیم بھی نقاب انگندہ ایک طرف
ہنگامہ گاہ کے استادہ تھے۔ انکو بھی مجد الملک کی اس حرکت سے صدمہ ہوا۔ اور
خسرو شیر دل صاحبقران کی اجازت سے مجد الملک کے مقابل آیا اور بہ آسانی
اُسکو قتل کیا۔ بلکہ تین دن کے مختصر عرصے میں ملک عنتر کے دس پسر اور پہلوانان
نامی زرگوہ سپہ کو بھی قتل و زخمی کیا۔ اُس وقت عنتر باختی تو اپنے لشکر کی کثرت
کے لحاظ سے مغلوبہ کرنے کا خیال آیا۔ مگر علیم الملک وزیر نے روکا اور دونو
بادشاہوں میں صلح کرادی۔

ملک عنتر باختی کے عیار مہتر نسیم کو بھی آقا کا محروم جانا ناگوار گذرا اور وہ
اس خیال میں ہوگیا کہ کسی طرح ملک ناہید کو بے سے چلیے۔ محلسرائے ملک زرتاج کے گرد
پھرتا ہوا اُس کا گذر اس گنبد میں ہوا جسمیں مہتر سریع السیر نے نقب کھودی تھی
اُس میں داخل ہوا اور ملکہ ناہید کے خلوتخانہ میں پہونچا۔ دو گھڑی رات گذری تھی۔ اور
ملکہ ناہید نے وہاں روشنی اور خورونوش کا سامان کر کے اُس حجرہ کو قفل لگا دیا تھا
نسیم نے قیاس کیا کہ کوئی امر شدنی ہے۔ تمام سامان میں دارو بیہوشی ملا دیا
ایک سر [illegible] کے بعد ناہید آئی اور اُٹھکے ایک [illegible] جام پیا۔ فوراً سر [illegible] کیا اور
بیہوش ہوگئی۔ نسیم نقب میں [illegible] تھا [illegible] دیکھ

اس پر نا ہید کندہ بتا اپنی کامیابی پر ناز کیا اور ملکہ کو پشتارہ مین باندہ کر چل پڑا

قضارا اس طرف سے خسرو شیر دل بہی حسب وعدہ یابو پر سوار گنبد مین آیا اور یابو جلودار کو دیکر شمع ہاتھ مین لی اور نقب مین داخل ہوا۔ دیکھا کہ اس طرف سے ایک مرد عیار وضع پشتارہ گران کندہے پر رکہے ہوئے خیزا خیز چلا آتا ہے خسرو نے شمع کو زمین پر رکہدیا۔ اور نیمچہ غلاف سے نکالا نسیم عیار بہی باخنجر برہنہ متقابل ہوا۔ اور ایک ضرب خسرو کی ران پر لگائی۔ اور دوسری ضرب سر پر۔ خسرو نے دوسری ضرب اس ضرب سے دفع کی کہ زمین پر جہک گیا نسیم جست زدہ سر پر سے گذر گیا۔ اور شمع پر داروی بیہوشی چہڑک دی خسرو بیہوش ہو گیا اور نسیم برق لامع کی مانند نقب سے نکل گیا۔ گنبد سے چلتے وقت جلودار کو بہی زخمی کر گیا کہ تعاقب نہ کرے

مہتر نسیم کے نکل جانے کے بعد صاحبقران اعظم اور مہتر برق السیر گنبد مین پہنچے۔ جلودار کو زخمی دیکہا مضطربانہ نقب مین داخل ہوئے۔ خسرو کو مجروح پایا۔ دایہ بہی مع چند کنیزون کے اسی وقت وہان پہنچی تہی خسرو شیر دل نے تمام ماجرا بیان کیا صاحبقران نے دایہ کو فہمائش کرکے محل مین بہیجا اور برق السیر کو ملک عنبر کے لشکر کو روانہ کیا اور خسرو شیر دل کو شہر مین لایا۔ مہتر برق السیر نے بہت جلد اصل حال معلوم کر لیا اور صاحبقران سے آکر عرض کیا کہ ملک عنبر کا عیار نسیم نام ملکہ کو جانب سبا لے گیا۔ صاحبقران دایہ کو مطلع کرکے اسی وقت مع دونون رفیقون کے نسیم کے تعاقب مین روانہ ہوا

ان تینون بہادرون نے ایک ہفتہ شب و روز قطع راہ کی۔ روز ہشتم ایک گرد

مختصر نظر آئی۔ سریع السیر نے ایسی تیز گامی کی کہ اُس گرد کے آگے نکل گیا
اور ایک مقام بلند پر سے دوربین عیاری مین تہ گرد کو دیکھا۔ معلوم ہوا کہ
ایک شخص پشتارہ کندہے پر رکہے ہوئے خیزاخیز چلا آتا ہے نسیم اُسکو نگاہ مین
رکہ کے بآہستہ قدمی اُسکے مقابل روانہ ہوا نسیم ایک درخت کے نیچے آیا اور پشتارہ
رکہ کر آب سرد کی تلاش مین گیا مہتر سریع السیر اُس درخت پر چڑہ کر پتون مین پوشیدہ
ہوگیا نسیم آیا اور پانی کی چہاگل ایک شاخ درخت مین باندہ دی۔ اور خود پشتارہ
کے کہولنے مین مشغول ہوا۔ سریع السیر نے منفت بند سے عیاری مین دوا بیہوشی
بہری اور نہایت ہوشیاری سے اُس چہاگل کے پاس پہونچا دی۔ اور اُس زور سے
پہونچی کہ تمام دوا پانی مین مخلوط ہوگئی

مہتر نسیم پشتارے کو کہول کر ناہید کو ہوش مین لایا اور سب حقیقت سنا کر
نان و آب پیش کیا ملکہ نے نسیم کو برا بہلا کہا اور فرط غیظ و غضب سے آب و
طعام سے دست و منہ آلودہ نہ کیا۔ ناچار نسیم نے ایک کلچہ کہایا۔ اور چہاگل سے
پانی بخواہش نفس پیا۔ چاہتا تہا کہ ملکہ کو بیہوش کرکے پہر پشتارے مین باندہے
کہ دوران سر عارض ہوا اور بیہوش ہوگیا۔ مہتر سریع السیر درخت سے اُترا اور ناہید
کو چنگل بلا سے رہا ہونے کی مبارکباد دی۔ ناہید کی یاس امید سے تبدیل
ہوئی اور فرحان و شادان سریع السیر کے ساتھ صاحبقران اعظم کی ملاقات کے
لئے روانہ ہوئی صاحبقران و خسرو بہی مہتر سریع السیر کے نشان قدم پر چلے
آتے تہے۔ جب فاصلہ کم رہا سریع السیر نے ناہید کو درختون کے جہنڈ مین چہپا دیا
پہر

اور خسرو سے کہا۔ بہائی مین نے بشفقت بہی کی مگر مطلب حاصل نہ ہوا۔ اُس گردین
ہماری طرح کوئی مسافر تہا۔ خسرو یہ سن کر زار زار رویا۔ بہرلع السیر نے کہا۔ اُس مسافر سے
دریافت ہوا کہ ایک شخص پشتارہ بردوش ابہی ابہی گذرا ہے۔ مین اب اُدہر جاتا ہون
لیکن تم یہ کہو گے کہ اس مزد مین دو گے کیا۔ خسرو نے کہا۔ مین خط شاہی اپنا تمکنہ
تحریر کر دیتا ہون۔ مہتر نے کہا غلام صاحبقران کے ہو گے یا ناہید کے۔ مجکو تو زر نقد
دلوایئے۔ خسرو نے کہا۔ جو اثاثہ اندلس مین میرے پاس موجود ہے اپنا ملک سمجہو۔ مہتر
نے کہا۔ ایسے قلیل اثاثہ سے میرا کیا بنتا ہے۔ صاحبقران اعظم نے فرمایا۔ اے بہرلع
السیر۔ معلوم ہوتا ہے کہ تو نے ناہید کو حاصل کیا۔ اب ان باتون سے کیا حاصل
خسرو اور ناہید تمام عمر جو پیدا کرین گے تجکو دیدیا کرین گے۔ مہتر ہنسا اور آواز دی
اے خواہر ناہید ہر چند مین نے چاہا کہ تمہاری بدولت کچہ حاصل ہو۔ الا یہ بزرگوار
ایسے نہین کہ ایک حبہ بہی دین۔ خیر تم آجاؤ

ناہید کو مل کر خسرو نے خدا کی درگاہ مین سجدہ شکر کیا۔ بعد ازان چار دن شخص
وہان آئے جہان نسیم بیہوش پڑا تہا۔ بہرلع السیر نے نسیم کے ہاتھ پاؤن رشتہ کمند
سے خوب باندہے اور اُسی درخت مین آویزان کر دیا۔ تینون زن و مرد ایک طرف ہو گئے
اور بہرلع السیر کچہ دور جا کر اس طرح بہرلع السیر کے روبرو سے گذرا کہ گویا کوئی مسافر
راہرو ہے اُس وقت تک نسیم کے ہوش بجا ہو گئے تہے اور دل مین یہ سوچ رہا تہا
کہ کس نے میری ریش پر روغن قاز ملا اور اب کہان ہے اتنے مین بہرلع السیر پر
نظر گئی نسیم نے آواز دی۔ اے بندۂ خدا تجہے کردگار نے بر سر وقت پہونچایا۔ خدا
کے لئے مجہے اس عذاب سخت سے نجات دے ایک ظالم سنگدل نے

بے گناہ مجھے درخت سے باندھ دیا ہے بہرام الصیاد نے کہا مجھے کس طرح باور آئے کہ تیری باندھی
ہوا آزاد ہوا اور تو مظلوم ہے چند لحظہ صبر کر تیرے گرفتار کرنے والے کو پیدا کرتا ہون
پھر اُس کا حال معلوم ہو جائے گا اس گفتگو مین صاحبقران اعظم اور خسرو اور ناہید وہان
پہونچے نسیم نے جو جمال باکمال اور عز و جلال صاحبقران کا دیکھا ہزار دل غلام بن گیا
مگر خسرو اور ناہید کو دیکھکر مرغ ہوش قفس تن سے پرواز کرنے لگا آخر صاحبقران اعظم کی طرف متوجہ
ہو کر عرض کیا اے والا تبار خدا کے لئے مجھکو اس قید سے آزاد کر اور اپنی غلامی مین قبول فرما۔
ملکہ ناہید نے بھی سفارش کی۔ صاحبقران ناہید کی وسعت اخلاق سے خوش ہوا اور نسیم
کو کھلوا دیا نسیم قدمبوس ہوا اور عرض کیا کہ اس غلام ناکام کو حضور اپنے
احوال سے آگاہ فرمائیں۔ مین تا دم مرگ حضور کے قدمون سے جدا نہونگا اور بدل
زن و فرزند اس عیار طرار کا بھی خادم رہونگا صاحبقران مجسم اخلاق نے تمام حالات
اسکو سنائے نسیم نے دوبارہ قدم صاحبقران کو چوما اور عرض کیا کہ ملک عنتر سبائی
کی ایک دختر حوران ملک نام ہے ازبسکہ حسینہ ہے اسکو بلقیس ثانی مشہور کرتے
ہین۔ حضور سبا مین تشریف لے چلین۔ کیا عجب ہے کہ وہی حضور کی مطلوبہ ہو۔
صاحبقران نے فرمایا اُس کا حلیہ بیان کر۔ مہتر نسیم نے سراپا حور لقا کا عرض کیا
صاحبقران نے فرمایا جس حسینہ کو مینے خواب مین دیکھا ہے اسی حسن کا اور یہی عالم
ہے اسم رفیع شک کے واسطے تمہارے ہمراہ چلتا ہون
نسیم ان چارون شخصون کو شہر سبا مین لایا اور اپنے مکان مین فروکش کیا [illegible]
[illegible] صاحبقران [illegible] اور نسیم [illegible]
[illegible]

وہ ملکہ کی دایہ کی دختر فتانہ تند خو کو فن عیاری کی تعلیم کرتا تھا اُس مکان میں داخل ہو کر دزدانہ بہ کمند آسانی سے ملکہ کے محل مین اُتر گئے نسیم نے مہتر سریع السیر سے کہا۔ فلان حجرہ فتانہ کا ہے اور اُسکے قریب ملکہ حور الملک کی خوابگاہ ہے۔ تو ملکہ کو دیکھ اور مین غیرت افروز کو دیکھنے آؤن۔ جو حور الملک کی مادر کی خدمت مین رہتی ہے جس روز سے ملک اس شہر مین داخل ہوا تھا اُس ہفتہ مینے غیرت افروز کو دیکھا اور اُسکی شکل و وضع مجھ کو دل پسند آئی مگر بخوف مجد الملک کچھ کارروائی نہ کی

صاحبقران اعظم کے استادزادہ کا حال

ناظرین بھولے فراموش نہ کیا ہوگا کہ صاحبقران اعظم کے ساتھ تین رفیق تھے بایں صحبت تابی بہمراہ تمام وطن سے روانہ ہوئے تھے صاعوت فرخزاد بن شہبا موت دانا استاد صاحبقران اور شعری ستارہ طالعت بن روشن ضمیر وزیر اور اکلیل الملک استاد زادہ گنبد گویان جب شاہزادہ خورشید کی کشتی تباہ ہوئی۔ مانند دیگر رفیقون کے صاعوت فرخزاد کا تختہ بھی ایک سمت بہ نکلا۔ بوقت روانگی باپ کی فرمائش سے بہتر مقوی غذا معدہ دافع تشنگی فرخزاد نے لے لیئے تھے اسکو کسی مین باندھ کر ہمراہ لیکر روز سوم دور سے ایک چیز سیاہ نظر آئی جب وہ تختہ کے قریب پہنچی تو دیکھا کہ ایک صندوق ہے اور اسکے تختون کی ایسی بندش کی ہے کہ پانی مطلق اندر نہ جاتا تھا جس وقت وہ صندوق قریب آیا فرخزاد نے اُس پر کمند ڈالی کمند صندوق کمر مین پیوست ہوئی فرخزاد نے کمند کا سرا اپنے تختہ سے باندھ دیا جب وہ صندوق تختہ

سے مل گیا اُس سے ایک آواز باریک و ضعیف آئی۔ گویا کوئی عورت مناجات کرتی ہے۔ فرخزاد نے بہ آواز بلند کہا۔ اے بندۂ خدا میں ایک تختہ شکستہ پر ہوں۔ اگر تختہ و صندوق کنارے پر پہونچ گئے اور ہم زندہ بھی رہے ایک دوسرے کا حال سنیں گے پھر صندوق سے آواز نہ آئی

دو روز و شب بھی اُسی بحر ناپیداکنار میں گذرا۔ روز پنجم بقدرت کاملۂ ربانی ایک موج تند باین شدت دریا میں پیدا ہوئی کہ چند لمحہ میں فرخزاد کا تختہ مع صندوق کنارے پر پہونچ گیا فرخزاد بہزار مشکل تختہ پر سے اُترا اور صندوق بھی دریا سے نکالا کنارہ دریا سے دو کوس ایک شہر ثعلبیہ نام تھا اور وہاں کے حاکم کو اخلش شاہ کہتے تھے مردمان شاہی فرخزاد کو مع صندوق بادشاہ کے پاس لے گئے۔ بادشاہ فرخزاد کی شکل و وجاہت دیکھ کر بہت حیران ہو گیا اور کہا اے بندۂ خدا تو اپنا حال بیان کر فرخزاد نے کہا۔ میں تجار میں جانور کا نام ہے اخلس شاہ نے کہا یہاں کی رعیت کا عقیدہ ہے اس میں حضرت عیسیٰ کے خر کا سُم دفن ہے اور تمام اہل شہر اُسی کی پرستش کرتی ہے۔ فرخزاد نے اخلس شاہ کو بدلائل و براہین مذہب اسلام کی تلقین کی۔ اخلش شاہ بصدق نیت مع اپنے فرزند مجلس کے مسلمان ہوا اور فرخزاد کی اطاعت قبول کی

اخلش شاہ نے ایک مکان لائق میں بصالوت فرخزاد کو اُتارا۔ اس عرصہ میں وہ نازنین صندوق کی بھی ہوش میں آگئی تھی فرخزاد نے اس کو صندوق سے نکالا اور بہزار جان و دل اُسکی شکل دلآویز پر عاشق ہوگیا اور نہایت منت و خوشامد سے شراب و طعام تواضع کیا۔ جب کھانے سے فارغ ہوئے فرخزاد دلاور نے

کہا اے گل گلستان خوبی ہمین اپنے حال کثیر الاختلال سے آگاہ کر اُس نازنین نے ایک آہ پُر درد سینہ سے کھینچی اور کہا اے سر حلقہ دلاوران عالم میری مصیبت جانگزا کا کیا حال پوچھتا ہے آگاہ ہو۔ مین بادشاہ اسمریہ کی دختر بد اختر ہون تاج افروز مرصع پوش میرا نام ہے میرے پدر عالی قدر کو ملک اسمر فلک قدر خطاب کرتے ہین بارہ ہزار سوار و پیادہ کی جمعیت سے ممالک اسمریہ مین فرمانروائی کرتا ہے بجز میرے ملک اسمر کا کوئی فرزند نہین ہے اس لیے اُس نے مجھے نہایت ناز و نعم سے پرورش کیا ہے ہمارے ملک کے قریب ایک اور ملک وسیع و معمورہ اسلاقیہ نام ہے اور بادشاہ اسلاقیہ ملک اسلوق کج گردن میرے باپ سے مضاعف دولت و ثروت اور حشم و جاہ رکھتا ہے مشہور ہے کہ بادشاہ حال اسلاقیہ کا باپ ایک مفلوک تنگدست شخص تھا۔ ایک درویش کی دعا سے رتبہ شاہی کو پہونچا لیکن درویش کے رشک سے بے اعتنائی کی اور اُسکی بد دعا سے اسلوق کی گردن کج ہوگئی اور ملک اسلوق حال بھی کج گردن پیدا ہوا۔ اسلوق حال نے کسی تقریب سے میری تعریف سنی اور اپنے عیار شہرہ یوکھ میرے لانے پر مامور کیا۔ اُس نے بصورت زن عابدہ ہمارے محلسرا مین رسوخ حاصل کیا اور موقع پاکر مجکو بیہوش کر کے لے گیا۔ مگر قبل اس کے کہ اسلوق مجھسے ملاقات کرے اُسکی عورت نے مجکو اس صندوق مین بند کر کے دریا مین بہا دیا اب میرا ہاتھ ہے اور تمہارا دامن۔ شہزادہ فرخزاد یہ قصہ سنکر ہزار سوار و پیادہ کی جمعیت سے بوضع تجار ملک اسمریہ کو روانہ ہوا۔ تاج افروز اور مخلس کو بھی ہمراہ لیا

ملنا صاحبقران اعظم کا ایک بلیل الملک سے شہر سبا میں

صاحبقران فرخزاد کے قصہ سے قبل ہم نے بیان کیا تھا کہ شہر بدیع السیر اور شہر
نسیم ملک عنبر سبائی کے محل میں داخل ہوئے اور نسیم بدیع السیر کو فتانہ اور حور الملک
کے مقامات کا نشان دیکر غیرت افروز کے لانے کو گیا۔ راوی کہتا ہے کہ بدیع السیر
فتانہ کے حالات سن کر نادیدہ اُس پر عاشق ہو گیا تہا۔ پس وہ اس قصد سے اول فتانہ
کے مکان میں داخل ہوا کہ اسکو بیہوش کرکے اپنے قبضہ میں لائے۔ اتفاق سے ملکہ
حور الملک نے اُس شب مجلس طرب آراستہ کی تہی اور جس وقت بدیع السیر اُس کے
مکان میں داخل ہوا اُسی وقت فتانہ اپنے مکان میں کسی کام کے واسطے آئی
کیا دیکھتی ہے کہ ایک جوان با ساز و لباس عیاری اس کی خوابگاہ کی طرف چلا جاتا ہے
اُس نے ایک گلدستہ پر فوراً ایک داروئے بیہوشی ملی اور شعلۂ آتش کی مانند اُس کی پشت پر
پہونچ کر گلدستہ اُس کے ناک کے قریب پہونچایا اور کچھ دارو پلنگ پر چہڑک دی جب
تک بدیع السیر ہوشیار ہو اسکو اُس بیہوشی قاتل نے دنیا و مافیہا سے غافل کر دیا

فتانہ نے اب جو شمع کی روشنی میں بدیع السیر کی شکل و صورت دیکھی ہزار جان
عاشق ہو گئی مگر براہ خودداری اُسکو ایک ستون سے مضبوط باندھا اور بیہوشی دور کرکے
پوچھا اے دزد مکار سچ بتا تو کون ہے۔ ابھی شیخنت پر ساز و سامان عیاری سے
آراستہ ہے بہتر ہے کہ تمام سامان میرے حوالے کر ورنہ بہ بدترین عذاب ہلاک کروں گی۔
شہزادے نے ہر چند چاہا کہ باتیں بنا کر جان بچائے مگر فتانہ نے نہ مانا۔ آخر مہر نے شاہزادہ

خورشید تاج بخش اور خسرو شیر دل اور ناہید اور نسیم کا وقائع بیان کرکے کہا کہ مین
نادیدہ تم پر عاشق ہوا تہا۔ دیکہا تو ہزار چند پایا۔ اب لازم ہے کہ تو بہی مجہپر مہربانی کر
فتانہ یہ حقیقت سن کر حیران ہوئی اور چاہا کہ مہتہ کو نجات دے لیکن پہر شرارت
سے رک گئی اور برعکس اُس کے ساز و یراق عیاری کے اُتارنے مین مصروف ہوئی
جب خنجر کے لینے کی نوبت آئی سریع السیر نے شکم کو ایسا پہولایا کہ خنجر کمر مین پہنس
گیا۔ ہر چند فتانہ نے جہد کی مگر کامیاب نہ ہوئی۔ ناگاہ طرفین کی کشش و کوشش
مین خنجر کا غلاف سریع السیر کی کمر مین رہا اور خنجر برہنہ فتانہ کے ہاتھ مین آگیا۔ عیاران
کامل ہر جا سے اور ہر مقام مین دار و سے بیہوشی رکہتے ہین چنانچہ خنجر کے غلاف
مین بہی قدرے دارو ئے بیہوشی رکہی تہی۔ جس وقت فتانہ نے خنجر کمر سے کہینچا ایک
بہپکا بیہوشی کا غلاف مین سے نکلا۔ فتانہ کا مونہ جو سریع السیر کے سینہ کے قریب تہا
غبار بیہوشی بے تکلف اُس کے حلق و دماغ مین داخل ہوا۔ بیہوشی زہر سے زیادہ
تر تیز و تند تہی بطرفۃ العین مین اثر کرگئی اور فتانہ بے اختیار چہینک کر زمین پر گری
جس وقت بیہوش ہوئے فتانہ کے سریع السیر نے انگشت پا سے قبضہ خنجر کو خوب
مضبوط پکڑا۔ بعد ازان بمشکل تمام ہاتہ اپنے دست و پا خنجر سے قطع کیے اور فتانہ کے
موئے سر اُسی ستون سے خوب مضبوط و مستحکم باندہ کر فتیلہ رفع بیہوشی سونگہایا۔
جب فتانہ کی آنکہ کہلی کیا دیکہتی ہے کہ برعکس خود مین اپنے موئے سر سے بندہی
ہوئی ہون اور سریع السیر چشم غضبناک و بہ نظر قہر مجہے دیکہ رہا ہے۔ خجالت زدہ
آنکہین نیچی کرلین۔ سریع السیر نے بآواز سخت کہا۔ او عورت کچھ فہم ہے تو نے دیکہا
کہ علیار اور نا دلدار اس طرح چرب زبانی کرکے گرفتار کرتے ہین اور اسی قدر عیار اپنا ہلاک ہاتہ

ہین۔ فتانہ مسکرائی اور کہا بس اپنی ہشیخت وجوانمردی بغل مین رہنے دے خوب دیکھہ لیا کہ جس مرتبہ کا تو عیار ہے یہ کہ خدا تعالے کو میرا تیرا پیوند منظور تہا کہ یہہ سامان کردیا۔

سمیع السیر نے فتانہ کو ستون سے کہولدیا اور اظہار تعشق کیا۔ فتانہ نے اثنائے گفتگو مین کہا تیرا شاہزادہ عجب عاشق صادق ہے کہ ایک نازنین بے نام ونشان کی تلاش مین اس طرح سرگردان ہورہا ہے لیکن خدا نکرے کہ حور نمک کو اُس نے خواب مین دیکہا ہو۔ تو میرے ہمراہ چل اللہ بخش چشم خود ملکہ کا احوال دیکہہ سمیع السیر فتانہ کے ہمراہ ہولیا فتانہ مہتر کو اُس مکان کے پس پشت جس مین ملکہ تہی اور ایک مکان مختصر مین لائی سمیع السیر نے تابدان کی راہ سے اندر دیکہا کہ دیکہتا ہے کہ ایک بزم مثل بہشت برین آراستہ ہورہی ہے اور حور نمک ایک تخت مرصع نگار پر ایک جوان باجمال کے ہمدوش بیٹھی ہے مہتر نے جو بغور نگاہ کی صاف پہچان لیا کہ وہ جوان اکلیل الملک ہے

سمیع السیر نے یہ مشاہدہ کرکے اللہ کا شکر ادا کیا اور صاحبقران اعظم کی خدمت مین پہونچکر یہ حقیقت بیان کی۔ صاحبقران اکلیل الملک کی خیر وعافیت کے مژدہ سے باغ باغ ہوگیا۔ اور فرمایا آج شب ہم بہی حور نمک کے محل مین چلینگے سمیع السیر کے عقب مین مہتر نسیم بہی آیا اور غیرت افروز کا پشتارہ یارون کو دکہایا صاحبقران اعظم اسکی کامیابی سے مسرور ہوا۔ غیرت افروز کو جب ہوش مین لایا گیا اول اول نسیم سے راضی نہ ہوئی لیکن جب سنا کہ مجد الملک قتل ہوا اور نسیم صاحبقران کا مقرب ہے اُس سے رضامند ہوگئی

جب وہ دن گذرا شاہزادہ خورشید تاج بخش مع مہتر سمیع السیر و مہتر نسیم کے

نقاب تہ خود کے مکان میں تشریف لائے۔ نقاب نے بجھوت صاحبقران کا حال بالکمال دیکھا ہوش جاتے رہے [illegible] سے [illegible] ذکر کیا جب خورد و نوش سے فرصت ہوئی تمام مجمع [illegible] کے پاس آیا [illegible] مجلس کو دیکھا۔ صاحبقران اعظم نے [illegible] کے واسطے اس مضمون کے اشعار [illegible] اور نقاب کو دیئے

چار کس [illegible] بطوفان [illegible] — داشت زیشان [illegible] تماشا

از برای [illegible] مبتلا [illegible] — شد [illegible] با دل [illegible] پریشان

وان [illegible] کشتی [illegible] زوند — که [illegible] بشکست [illegible]

ناگهان [illegible] بادبانی — باد برخاست [illegible] طوفانی

با طوفان [illegible] پیوست — خورد بر کشتی و ز هم بشکست

همه آخر ز هم جدا گشتند — به غم هجر مبتلا گشتند

آنکه [illegible] — زان سبب [illegible] رفیق خود را دید

با دل شاد [illegible] خرم — [illegible] چو گلستان [illegible]

[illegible] نشسته — [illegible] پیوسته

[illegible] — [illegible]

[illegible] آئی [illegible]

[illegible]

[illegible] سے [illegible]

[illegible] آج [illegible]

[illegible]

آن کر آنکھوں سے ٹپک گیا۔ اکمیل الملک نے مہاہ ور کہا زبان تمہاری سے شہزادہ ...
معلوم ہوا کہ طبیعت مبارک میں میری وارفتانہ بیچارگی کی نسبت کچھ خیال ... اور
مالکہ عالم یہ خط خاص اس عبد ذلیل میرے آقائے نامدار کا ہے جسکی محبت و ... کے
باعث مین شہر و یار اور پدر و مادر سے جدا ہوا ہون حور الملک نے کہا الحمد للہ ... جب
تمہاری زبان سے سنا۔ اب مین زیادہ تر استماع حال کی مشتاق ہوئی اکمیل الملک نے
کہا ایک لحظہ صبر کرو اول اس کاغذ حرز جان کو دیکھ لون پھر تمہارے سوال کا جواب دونگا
ملکہ خاموش ہو رہی

جس وقت اکمیل الملک نے وہ اشعار دیکھے بعینہ اپنا وقائع گذشتہ نظر سے گذرا ایک
حالت شوق مین ایسا نعرہ بلند مارا جسکی آواز سے تمام مکان گونج گیا اور فتانہ سے جسے فتنہ
بھی کہتے ہین کہا خدا کیواسطے جلد بتا میرا قبلہ و کعبہ کہان ہے فتنہ نے کہا اے شہزادہ
اکمیل الملک ایسے کام بے رشوت معقول ہرگز نہین ہوسکتے اگر مین شاہزادہ خورشید
تاج بخش سے تمہاری ملاقات کرادون فرماؤ کیا انعام دوگے۔ اب اکمیل الملک کو کسی طرح
کا شبہہ باقی نہ رہا۔ کیونکہ اُس نے اپنا نام ملکہ حور الملک کو خواجہ جمیل بتایا تھا نیز فتنہ نے
شہزادہ کے ... کا نام لیا۔ ملکہ حور الملک اول ہی متحیر تھی۔ اس گفتگو سے زیادہ حیران ہوئی اور دل مین
کہا بار الہا عجیب اسرار ہے کہ یہ جوان اول خواجہ جمیل تھا۔ اب کاغذ کے دیکھنے سے
اکمیل الملک ہوگیا۔ اکمیل الملک نے فتنہ سے کہا اے خواہر عزیز القدر برائے خدا مجھے
شہزادہ کامگار و آقائے نامدار کی خدمت باسعادت مین لے چل۔ فتنہ نے کہا بسم اللہ
تشریف لے چلو۔ شہزادہ اکمیل الملک اور فتنہ تنومند صاحبقران اعظم کی خدمت مین حاضر ہوے
اور مثل ملازمان خاص دوندیان باخلاص قدم مبارک پر بوسہ دیا اور ابر نوبہار کی مانند

محبوب دیا شہزادہ خورشید تاج بخش کی آنکھون مین بہی آنسو بہر آئے اور اکلیل الملک کا سر سینہ سے لگایا۔ بعد ازان حوران ملک بصد شوق و آرزو قدمبوس ہوئی

فی الجملہ صاحبقران اعظم اکلیل الملک کے ساتھ مجلس مین آیا اور اکلیل الملک نے اپنا قصہ اس طرح عرض کیا کہ جب میر التختہ طوفان خوردہ حضور کے تختے سے دور نکل گیا۔ ایک درخت سیب بہتا ہوا تختہ کے قریب پہونچا۔ مین اس درخت مین سوار ہولیا۔ چند سیب پختہ و رسیدہ ایک شاخ مین لگے ہوئے تہے مین بوقت اشتہا ایک سیب توڑ کر کہا لیتا تہا ایک ہفتہ کے بعد وہ درخت کنارے پر پہونچا اور ملکہ حوران ملک نے مجہے دریا مین سے نکالا جو اس وقت شکار اہی کہیل رہی تہی۔ ملکہ سے مین نے اصل حال نہ کہا اور اپنا نام خواجہ جمیل سوداگر زادہ بتایا۔ ملکہ کی توجہ سے مین شب و روز آرام سے رہتا ہون ایک حضور کی جدائی کا داغ شب و روز دل مین روشن رہتا تہا سو شکر ہے مسبب الاسباب کا کہ آج حضور کو سلامت دیکہا

حال ملکہ زہرہ جبین ختائی

ہم یہان تک لکہ چکے ہین کہ مسروق نے ملکہ زہرہ جبین کو قلعہ سرقیہ مین اپنی ساقی گری کے لیے قید رکہا اور عشرت کو ذیل ضروانیہ مین لے آیا۔ ملکہ زہرہ جبین مدور ایک مکان مین تنہا رہتی تہی اور رات دن اپنی رہائی کی رب العزت سے دعا کرتی تہی ایک شب شہزادہ خورشید تاج بخش کو باین شکل خواب مین دیکہا کہ ایک مکان عالی شان بدیع الفضا مین تخت کامرانی پر جلوہ افروز ہے اور اکثر نازنینان حور پیکر شمع رخسار تخت

اسکے گرد بمثل نجوم جمع ہین مگر باین ہمہ سامان عشرت شہزادہ کے بشرہ سے آثار حزن و ملال ہویدا تہے - ناگاہ شہزادہ نے بھی ملکہ زہرہ جبین کو دیکہا بے اختیار ایک آہ جانسوز و نالہ بیخودی مین تخت پر سے جست کی اور بہ منت و زاری دیکہے جا کر بہی تخت پر اپنے پہلو مین بٹہا لیا اور بزبان عجز و انکسار اپنے اضطراب دل و وحشت مزاج کا اظہار کیا بلکہ زہرہ جبین نے عالم خواب مین فرمایا بس صاحب خاموش ہو رہو ہمین دنیا سازی پیشہ مین بلکہ اس حرکت سے بالطبع نفرت ہے - ای جوان عشق و محبت کے یہ معنی ہین کہ فقط تیرے ہی سودائے عشق مین تخت سلطنت اور پدر و مادر سے کنارہ کش ہوئی - اور مجنون اسا ہمت علے اللہ دشت غربت مین قدم رکہا شہزادہ نے بدیدہ اشکبار جواب دیا اے ملکہ خوبان جہان شاید تجہے میرے حال بد مآل کی خبر نہین کہ برعکس شکایت کی جاتی ہے زمانہ دراز گذرا کہ مین نے تیری تلاش و جستجو مین ترک خانمان کر بجدا یہ مقام میرا وطن نہین کہ مجہے یہ عیش و آرام کا یا لہو و لعب کا گمان ہو اس ملک غربت مین بہی اسی طرح تلاش جانان مین سرگشتہ و آوارہ ہو کر ہوا وارد ہوا ہون

ملکہ زہرہ جبین شہزادہ سے نام اور مقام کا نشان پوچہا چاہتی تہی کہ یکایک آنکہہ کہل گئی اور تمام روز آہ و زاری مین گذرا شب کو حسب معمول مسروق نے ملکہ کو پہی ساقی گری کے لئے طلب کیا ابہی مسروق نے دو چار جام پیے تہے کہ اسکی عورت بھی آپہونچی - اور زہرہ جبین کی صورت دیکھ کر حیران رہ گئی وہ کسی بہانہ سے اسکو زر کثیر رشوت مین دیا اور ملکہ زہرہ جبین کی خدمت مین پیام و سلام کہلا بہیجا ملکہ نے بلا دیا صاحب تم ایک زمانہ تہی اب مین سمجہو کہ بہہ کام مسروق کی زندگی مین بہی طرح ممکن نہین - خواہ لمہاری ہو کہ مجہے ہلاک کرے خواہ زندہ رکہے - مسروق

کی عورت نے جس کا فرغانہ نام تہا یہ پیام سن کر مسروق کو اپنے باغ میں بہ دعوت بلایا اور
سرداروں کے ہاتہ مجہ سے پہلے مشورہ کر لیا تہا مسروق کو مع چند ارکان دربار
قتل کرایا اور خود تخت نشین ہوئی۔ چند روز کے بعد یہ بات مشہور کر کے کہ مین شادی کرنا
چاہتی ہون حکم دیا کہ تمام امیرزادے غرفہ کے نیچے سے گذرین جو شخص پسند آئے گا اُس کے
گلے مین عقد مروارید پہنایا جائے گا۔ ملکہ زہرہ جبین بہی حسب الحکم ایک طرف استادہ
تہی۔ مسروق کی عورت نے تمام امیرزادون کو سرسری نظر سے دیکہا اور عقد مروارید ملکہ
زہرہ جبین کے گلے مین ڈالدیا۔ دوسرے دن بساز و سامان شاہانہ زہرہ جبین سے عقد منعقد
ہوئی اور زہرہ جبین کو تخت حکومت پر بٹہایا

ملکہ زہرہ جبین نے وہ تمام دن عدل و انصاف مین گذارا اور وقت شب محلسرا
مین آکر فرغانہ سے کہا اگر تجکو میری جان عزیز ہے ایک ماہ کی مجہے مہلت دے کیونکہ
میرا تولد طالع برج سرطان مین واقع ہوا ہے اور کئی منجمون نے مجہے کہا ہے کہ جب
دو ستارون کا برج سرطان مین قران ہو کسی عورت سے کتخدا نہونا فی الحال مریخ و زحل کا برج
سرطان مین قران ہے۔ فرغانہ نے یہ امر منظور کر لیا جب مدت موعود ختم ہوئی۔ شب کو
ملکہ زہرہ جبین سر سے پانو تک مسلح محلسرا مین تشریف لائی اور فرغانہ سے کہا سوار ہو کہ
شب اول سیر دریا مین عیش و عشرت کرنا بہی ایک ضروری رسم و واسطے رفع نحوست کے ہے
فرغانہ بے تامل سوار ہوئی۔ ملکہ زہرہ جبین نے کفچہ ملاحی کشتیبان سے لیا
اور خود کشتی چلانے لگی۔ ایک کنیز کشتیبان نے کہا شہریار عنان کشتی منعطف کرنی چاہئے
ورنہ امواج طوفان خیز کے زور سے اجزائے کشتی جدا ہو جائینگے۔ ملکہ نے کشتی کو زیادہ تیز
کر دیا۔ جب اُس کنیز نے مکرر اصرار کیا۔ زہرہ جبین نے ایک ہی ضرب نیمچہ سے اُسے

دو ٹکڑے کرکے دریا مین پہنکدیا۔ دوسری کنیز نے یہ حال دیکھ اپنے کو دریا
مین ڈالدیا۔ جب دو کنیزین اس طرح ہلاک ہولین۔ زنانے متوحش ہوکر زبادکی ہیر جبین
نے اس کا بہی ایک ہی ضرب پنجہ سے کام تمام کردیا اور عنان کشتی ملاحان قضا و
قدر کے حوالے کردی

کشتی تمام رات بطرف موج دریا کو زور تہا تیر خدنگ کی مانند چلی گئی۔ وقت صبح
چند کشتیان دور سے نظر آئین۔ اتفاق سے وہ سفاین مسلمان سوداگر کی تہین اور اوس
سفاین کا نام خواجہ مودود شامی تہا جسوقت اہل کشتی نے ملکہ کی کشتی تباہی خوردہ دیکہی
خواجہ کے حکم سے کشتی کو اپنے سفاین کے ساتہ باندہ دیا۔ خواجہ مودود خود ملکہ کی کشتی
مین آیا اور نام و حال دریافت کیا۔ ملکہ نے آئیز مردانہ جواب دیا۔ خواجہ سلامت مین
بہی ایک سوداگر عمدہ کا فرزند ہون۔ میرے پدر عالی قدر کا نام اورنگ مشرقی ہے اور مجہی
بہجور نوجوان کہتے ہین۔ میرے والد نے مشرق سے سفر مغرب کا عزم کیا۔ مین
بہی اس سفر مین ساتہ تہا قضارا ایکدن طوفان آیا جو برابر تین دن رہا۔ اس طوفان
مین تمام کشتیان تباہ ہوگئین۔ اور میری کشتی تباہی زدہ آپ کی کشتیون سے آملی۔ خواجہ
مودود شامی نے ملکہ کے حال پر نہایت افسوس کیا اور اپنی کشتی مین لے گیا۔ ملکہ گاہے گاہی
خواجہ مودود کے سلام کے واسطے جاتی رہتی۔ ورنہ بیشتر اوقات شہزادہ خورشید
تاج بخش کے خیال مین مستغرق رہتی تہی۔ لیکن دوران اثنائے صحبت مین ملکہ نے خواجہ
مودود سے اوس کا دین و آئین دریافت کیا خواجہ مودود علوم دینی سے بہرہ وافی رکہتا تہا
اوس نے توحید الہی اور صفات انبیا علیہم السلام خصوصًا حضرت عیسیٰ ابن مریم بفصاحت
تمام بیان کی۔ ملکہ زہرہ جبین اول ہی جسارت افزائی تلقین سے اسلام کی طرف

بدل زینب تہی اب قرار واقعی شبہہ رفع ہوگیا اور کہا بیشک یہ ہی بجز دین اسلام تمام ادیان عالم باطل ہیں خدا کرے میرے مطلوب کا بھی یہی دین متین ہو - آخر اُسی خواجہ مودود کے روبرو کلمہ شہادت پڑہا اور اُس دن سے ہنگام مناجات خدا سے برحق ہی کا نام لیتی تہی

خواجہ کی کشتیاں ایک ماہ کامل سفر دریا میں مبتلا رہیں - بعد ازاں بسرحد ملک روم میں جا پہنچیں - دریائے شور کے کنارے پر ایک بندر تہا جس کو قیصریہ کہتے تہی اور وہ آبادی قوم یہود کی تہی سوداگر نے دریا کے کنارے پر تین مقام کیئے - ایک دن ملکہ زہرہ جبین سوداگر سے بے خبر شہر کی طرف روانہ ہوئی - تاکہ ایک مرکب تیز رفتار سواری کے لیئے خریدے جب شہر گئی تو پہونچی ایک تکیہ میں واسطے آب شیرین کے گئی - تکیہ دار ایک مرد یہودی غز قوب نام تہا اُس کو ملکہ کی شکل و شباہت سے یقین وثوق ہوا کہ یہ عورت ہے ظاہر ملکہ کی خوشامد کی اور کہا کہ میں تجہ کو دو چار روز تک ساتھ چلکر عمدہ اسپ خرید دونگا مگر دل میں سوچا کہ اِس عورت کو ضرور اپنے قبضہ میں لانا چاہیئے ادہر غز قوب کی عورت ملکہ پر عاشق ہوگئی اور آخر دونوں نے ایک ہی وقت میں ایک دوسرے کے لئے طعام زہر آلود تیار کیا اور طعام کے کہانے سے ہی عالم بقا ہوئے صبح کو غز قوب کے برادر زن نے ان کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہوکر ایک کنیز سے اُنکے یکبار مرنے کا حال دریافت کیا کنیز نے ملکہ زہرہ جبین کا شہر میں پہونچ کر تہاس میں گئی مگر کوئی اسپ قابل سواری نہ ملا - لاچار شہر سے واپس آئی اور شارع عام سے الگ ایک درخت کے سایہ میں آرام لیا جز غل حرامخور بہی تلاش کرتا ہوا وہاں پہونچا اور حسب نشاندہی کنیز ملکہ کو پہچان لیا اور بہاشت دست سے سلام کرکے کہا اے نازنین تیری ہوائے شوق وصل میں میری ہمشیرہ اور اُسکے شوہر کی

جان گئی۔ اب بہتر ہے کہ مجھے قبول کر اور میرے ہمراہ چل

اس اثنا میں جزنیل کا ایک قرضخواہ وہان آپہونچا اور اُس نے جزنیل کو گرفتار کرایا۔ اس شہر میں قاعدہ تھا کہ جو شخص کسی کا قرضدار ہو اور قرضہ ادا کرنے میں کئی وعدہ خلافیان کرے تو اس کو پھانسی دی جاتی تھی۔ جزنیل سے کب ادا ہو سکتی تھی بمجبوری جزنیل نے اُس حالت یاس و نا امیدی مین ملکہ سے استمداد کی اور بحضرت موسیٰ وہارون علیہ السلام کی قسمین کہا کہ ملکہ کو خواہر کہا۔ ملکہ نے اسکے بدلے اپنا رخت فروخت کر کے اُسکے قرضہ کا روپیہ ادا کیا اور اُسے رہائی دلائی۔ اب جزنیل ملکہ کے پاس رہنے لگا۔ لیکن جب نشہ مین ہوتا تو اسکی نیت مین فساد پیدا ہوتا۔ اور ملکہ اسکو ملامت کرتی۔ آخر ایک دن جزنیل نے موقع شہر کو جسکا نام شمعون یہودی تھا خبر کی کہ ایک عورت لاوارث نازنین جسکا شوہر نہین وارد ہوئی ہے شمعون نے اپنے ملازم جزنیل کے ہمراہ کیے اور وہ ملکہ کو ایک مکان مین لے آئے شب کو شمعون ملکہ کے پاس آیا اور اپنی فریفتگی طبیعت کا حال بیان کیا۔ ملکہ نے بدیدۂ پرآب فرمایا اے شمعون اگر اپنی خیریت حال چاہتا ہے۔ خبردار میرے قریب آیا ورنہ قسم ہے رب العزت کی جسکے دست قدرت مین یہ جان ناتوان ہے ایک لحظہ مین اپنے اور تیرے خون سے فرش کو رنگین کردونگی شمعون یہ سنکر باہر چلا آیا اور دوسرے روز ایک زن بطور خدمت ملکہ کی خدمت مین مقرر کیا

اُس شب ملکہ نے وحشت مزاج کے سبب کچھ نہ کہایا اور تمام رات نالہ وزاری مین گذاری۔ قضائے روزگار آخر شب آنکھ لگ گئی۔ عالم واقعہ مین ایک پیر مجلس سپید ریش نیک صورت نورانی ہیکل تشریف لایا اور فرمایا۔ اے ملکہ خوب جان ظالم و بدنہاد شمعون ... آدھی رات ہزار آزار ... بہت ... پہنچے گا ... ایسی کو ... رہنا

[illegible] رکھ چند روز کی پریشانی و آوارگی مقدر ہے بہرحال انشاء اللہ العزیز حسب مراد تمھاری
دل سے ر[illegible]سالت غیب سے حاصل ہو گا۔ آرزو پوری ہونے کی بات یہی ہے جس ذات پاک نے تجھکو
فرزند ہونے ... میرے منصب کا نہ کوئی رسالت پر مامور فرمایا اور نعمت نبوت بخشا اُسی سے
اپنی مشکل [illegible] یا اور نجاح مطلب کی دعا مانگ اور یہ وقت دعا یہ کہ۔ اسے حلال مشکلات و اے
خالق زمین و سماوات بصدقہ اپنے دوست خاتم الانبیاء صلوات علیہ کا مجھے منزل مقصود کو پہنچا
اور میرے گوہر ناموس کو سنگ ملامت و رسوائی سے اپنے حفظ و امان میں رکھ بفضل
ایزدی سے تیری کوئی مشکل بند نہیں رہنے کی۔ آگاہ ہو تب شہزادہ فلک قدر خورشید مرتبہ
کی جستجو میں تو اپنے شہر و دیار سے نکلی ہے وہ سرخیل عاشقان عالم بھی تیری ہی محبت
میں آوارہ و حیران ہو رہا ہے جس وقت تم دونوں میں شہر سلطنت کا باہم قران ہو گا۔ وہ شہزادہ
عالی قدر والا مقدار اپنی سرگذشت درد آمیز و حکایت جگر سوز تیرے روبرو بیان کریگا بمجرد
استماع اُس داستان وحشت نشان کے اپنی مصیبت بھول جائیگی
یہ کچھ پوچھا چاہتی تھی کہ وہ عالی منزلت نظر سے غائب ہو گیا ہر طرف ملکہ بہی خوب
[illegible] سے آنکھ کھلی اور اپنے دل کو نہایت مسرور و مستقل پایا۔ آخر حسب بشارت خواب ارم کے
بھیجنے میں جرم کا تکیہ کیا اور اُس ضعیفہ والا کی معرفت جو خدمت کے واسطے معین تھی شکوفہ کی سال کی بہن

حنظلہ بن صفوان شہزادہ ابو نعیم دانا کا حال

[illegible] داستان [illegible] یوں بیان ہوا ہے کہ شاہزادہ ابو نعیم جوان فیل شیر نے [illegible] عشق
[illegible] اور ابو نعیم دانا نے اسکی رفاقت اختیار کی

غرض چند روز کے بعد دشت قبچاق مین یہ پہنچے جسکو مورخین داستان نویس
[illegible] کا صحن کہتے ہین۔ قضارا ایکدن ایسی سخت منزل مین وارد ہوئے کہ تمام منزل
[illegible] پانی کا ایک قطرہ میسر نہ آیا۔ قریب زوال آفتاب خشکی زبان سے حنظ کی یہ نوبت
پہونچی کہ بات کرنے کی طاقت نہ رہی۔ آخر پشت مرکب سے اُترکر ایک درخت کے سایہ
مین بیٹھ گیا اور ابونعیم دانا پانی کی تلاش مین ایک طرف روانہ ہوا اور ایک کوہ
پر پہونچا تمام سطح کوہ گلہاے رنگارنگ اور درختان ثمردار سے آراستہ و پربہار ہو رہا تھا
اور اس پر ایک قصر دلکش بناے بلند و خوش قطع بنا ہوا تھا۔ ابونعیم پانی کی تلاش مین
قصر کے ایک طرف آیا۔ وہان کیا دیکھتا ہے کہ ایک غرفہ کا دروازہ صحرا کی طرف کھلا ہے۔ اور
قصر کے اندر سے سازہاے مختلف اور رقص و سرود کی آواز چلی آتی ہے ابونعیم ایک مرد
چہل سالہ رنگین طبع و جیہہ و خوش وضع ہے۔ صداے [illegible] سے بہت محظوظ ہوا
اور کہا ایک دو لمحہ اس صداے دلکش کو سنو۔ بعد ازان [illegible] دن کے واسطے پانی
لے چلو۔ ناگاہ اُس دریچہ مین سے ایک نازنین شمع رخسار پری پیکر نے بنظر سیر و تماشا
دریچہ سے سر باہر نکالا۔ ابونعیم نے جو اُس آفت جان کے رخسار ماہ پارہ اور لب یاقوت
نگار کو دیکھا تیر عشق تا دل و جگر کے پار ہو گیا اور حالت بیخودی مین مستانہ وار اس زور سے
ہاے کا نعرہ مارا کہ اُس پری پیکر کے کان مین بھی صداے نعرہ پہونچی۔ حیرت زدہ چار طرف
دیکھنے لگی۔ کیا دیکھتی ہے کہ زیر غرفہ ایک جوان خوش رو بالباس فاخرہ سلاح جواہر نگار کمر مین
لگائے ہوئے ایک مرکب پری نژاد پر سوار استادہ ہے اور اُس کے جبین پیشانی
سے آثار نجابت و اطوار جواہری ظاہر و ہویدا ہین۔ اور نگاہ حیرت سے غرفہ کی طرف
دیکھ رہا ہے۔ آخر حجاب زدہ غرفہ کا دروازہ بند کر دیا۔ ابونعیم نے دیوانون کی مانند

شور و غل مچایا۔ چونکہ اُس نازنین کے دل مین بہی ابونعیم کی محبت نے تاثیر کی تہی دایہ سے
کہا تم زیر غرفہ دیکہو کہ یہ شہسوار معرکہ شجاعت کون ہے۔ ابونعیم کی صورت اور خوش کلامی نے
دایہ کے دل مین بہی اثر کیا۔ وہ اُس سے بہی ابونعیم کی ملکہ سے سفارش کی۔ ابونعیم کی خبر
سماعت اور دایہ کے کہنے سے اُس خورشید رو نے بہی بشرم و لحاظ جو باعث ملاقات کیا
اور بار دگر سر غرفہ سے باہر نکالا۔ اتنے مین حنظلہ نوجوان بہی وہان پہونچا۔ اور نہایت
ادب سے ابونعیم کو سلام کیا۔ بہ زبان کہا حضرت من مہمان ایسے کس شغل مین مشغول ہو گئے
کہ میری تشنہ کامی بہی یاد نہ رہی۔ ابونعیم انفعال سے ایسا سرنگون ہوا کہ آنکہ تک اوپچی
نہ کی حنظلہ نے جو اُس نازنین غرفہ نشین کو دیکہا اور ابونعیم کو حالت مستانہ مین پایا سمجہا
ابونعیم اس نازنین پر عاشق ہو گیا اور کہا۔ یا اُستاد والانہاد بارے خدائے تعالے کا
شکر ہے کہ بہت جلد تم ذائقہ محبت سے آشنا اور میرے درد کے شریک ہوئے
اب سمجہے ہو گے کہ اُس وقت میری حق بجانب تہا۔ ابونعیم نے بچشم شرمگین کہا
میرا قصور نہین مین اس معاملہ مین ناآشنائے محض تہا۔ فی الحقیقت

قدر عافیت آن کسے داند کہ بمصیبتے گرفتار آید

اب مین اپنے دل کی بیقراری کا حال بیان نہین کر سکتا کہ کس عذاب سخت مین گرفتار ہون
جب آفتاب غروب ہوا ملکہ غرفہ نشین نے عیارانہ حنظلہ نوجوان اور ابونعیم دانا کو بذریعہ
کمند بالائے غرفہ بلا لیا اور باعزاز و افتخار تمام مسند زرنگار پر بٹہایا۔ حنظلہ نوجوان نے اُس محل
عالی کو فرش شاہانہ اور فانوس و شمع وغیرہ سامان سے مرتب و آراستہ دیکہا جب صحبت یاران
مجلس کی صحبت گرم ہوئی اور جام شراب گردش مین آیا ملکہ نے حنظلہ نوجوان سے کہا
اب مین تمہارا اصلی حال سننا چاہتی ہون۔ ابونعیم نے کہا یہ جوان مرد ممالک شام سے

ایک ملک کا شہزادہ ہے اور فی زمانہ اس کا باپ بحالی نصیب و اقبال برہانہ سلطان روم کا
رتبہ پایۂ اعظم ہے اور سلطنت روم کی سپہ سالاری اور ممالک کی فرمانروائی سے مرتب
بمرتبۂ ممتاز ہے۔ قضا سے یکبارگی یہ نوجوان ایک سوداگر خواجہ بہمن خوبستانی نامی کی دختر
ملکہ شکر کوہستانی پر عاشق ہو گیا جس وقت اس کا ملکہ شکر کے عشق میں
حال غیر ہوا محبوبہ کی تلاش میں وطن مالوف سے بے سرو پا باہر نکلا اور دشت غربت
میں قدم رکھا۔ میں مدت دراز سے اس جوان مرد کے پدر بزرگوار کی سرکار میں نوکر
ہون۔ میری محبت و غمخواری اس امر کی مقتضی نہوئی کہ بے یار و مددگار آقازادہ کو جانے دون
حنظلہ نوجوان نے کہا اے ملکہ واللہ یہ روایت سراسر غلط ہے یہ بزرگ میری والدہ
ماجدہ کا چچا زاد بھائی ہے اور فنون پہلوانی اور مبارزت میں میرا استاد شفیق و مہربان اور
میری مانند [illegible] ہے۔ اب تم بھی اپنے حال فرخندہ مآل سے آگاہ فرماؤ۔ ملکہ
نے کہا اے [illegible] اس کوہ کے حوالی میں ایک شہر نہایت معمور آباد احتشامیہ
نام ہے اور اس شہر میں میرا باپ احتشام شاہ حشم نشین ہے۔ بارہ ہزار سوار
و پیادہ کی جمعیت سے سلطنت کرتا ہے۔ شیرین ادا میرا نام ہے اور یہ قصر جہان تم
تشریف رکھتے ہو میں نے خاص اپنی سیر و تفریح کے واسطے بنوایا ہے خدا جانے یہ مرد تمہارا
خدنگ کمان سے کوہ پر پہونچا۔ اور قضا و قدر نے میرا اور اس کا سامنا کرا دیا۔ لیکن جس وقت
سے یہ معاملہ پیش آیا ہے عجب حیرت و تشویش میں مبتلا ہون۔ حنظلہ نوجوان نے پوچھا
وہ کیا تشویش ہے۔ ملکہ شیرین ادا نے کہا۔ احتشام شاہ نے میرے عقد و تزویج کے
باب میں ایک شرط سخت کی قید لگائی ہے جس سے انجام ہونا مشکل ہے اور وہ
یہ ہے کہ میرے باپ کی سرکار میں ایک فیل سپید رنگ نہایت دراز قد اس شان و شوکت

کا تہا کہ خلائق اُس کو کرہ پیکر کہتی تہی جبدن سے وہ فیل میمون قدم ہماری سرکار
مین آیا یومًا فیومًا حشمت و دولت کو ترقی ہوتی گئی ۔ بادشاہ نے اُس کا نام فیل اقبال
کہا بحسب اتفاق ملک حبش کا ایک قافلہ تجار ہمارے ملک مین وارد ہوا۔ اُس مین
ایک مادیہ فیل اس قدر بیمار تہی کہ اُس سے ایک قدم نہ چلا جاتا تہا۔ قافلہ سالار نے اُس کے
علاج کے واسطے دو چار مقام کیئے۔ جب کسی علاج سے اچہی نہوئی ناچار اُسی مقام مین
رہا کر دیا۔ خدا کی قدرت سے اس جنگل کی آب و ہوا اس قدر موافق آئی کہ چند روز مین وہ
مادیہ فیل چاق و تندرست ہو گئی اور ایسی حسن مین نہایت خوبصورت تہی کچھ عرصہ کے بعد
بادشاہ بہی صید کنان اُسی بیشہ مین پہونچے جہان وہ مادیہ فیل چر رہی تہی جسوقت اسکی
فیل اقبال کے دماغ مین پہونچی بے اختیار مستی کرنے لگا۔ ہر چند فیلبانون نے روکا
لیکن وہ حیوان کسی طرح نہ رکا اور اُسی بیشہ مین چلا گیا جہان وہ مادہ فیل تہی۔ بادشاہ کو
اس فیل کے چلے جانے کا نہایت غم ہے۔ ابتدءً اُس کے گرفتار کرنے کے انعام مین
زر خطیر مقرر کیا جب اس طرح کام نہ نکلا۔ ایکدن شاہ نے نشہ مین وعدہ کیا کہ جو شخص
فیل اقبال کو لائے گا ہم اُس کے ساتھ اپنی دختر کا نکاح کر دینگے۔ بیشتر جوانمردان شہر
اس بیشہ مین گئے اور مفت اپنی جانین تلف کین لیکن کچھ کار براری نہ ہوئی۔ خفتہ
جوان نے کہا ہم بعون الہی اُس فیل اقبال کو مع مادہ فیل اس طرح گرفتہ و مبتلا دیکھیں گے
تمام اہل شہر کو حیرت ہو گی

صبح کو خفتہ نوجوان اور ابوالنعیم اُسی طرح زیر غرفہ چلے آئے اور مرکبون پر سوار ہو کر شہر
شامیہ کیطرف روانہ ہوئے۔ وہان سے شہر قریب تہا چند ساعت مین پہونچ گئے
وہ شہر مختصر تہا الا رونق بازار و آراستگی دکانین ان کو بہت پسند آئی۔ ہر کوچہ

وہاں کوئی نہ اہالی دیکھتے ... راہ راست دیوان شاہی میں [illegible] جہان آفرین احتشام شاہ کو سلام کیا احتشام شاہ نے جواب [illegible] [illegible] تکلیف کی تمہارے [illegible] [illegible] کہا الحمد للہ [illegible] زمین و آسمان کو اپنا معبود [illegible] جو خالق [illegible] انس اور [illegible] ہژدہ ہزار عالم ہے [illegible] سے یہاں آئے ہیں [illegible] تمہاری شرط کو [illegible] بشرطیکہ تم اپنے عہد و اقرار سے برگشتہ نہ ہو دوئم یہ دین باطل یعنی بت پرستی ترک کرو احتشام شاہ نے کہا اے جوانان باذوق میں بادشاہ ہوں میری یہ شرط میرے زبان سے کی ہے تا دم مرگ اُس سے منحرف نہ ہوں گا اور اپنی دختر ملکہ شیرین ادا کا تم میں سے ایک کے ساتھ عقد کر دوں گا بلکہ طریق آبائی سے بھی دست بردار ہوں گا میرا دل آپ ہی اس طریق سے بیزار ہو رہا ہے کیونکہ اگر اُس میں کچھ قدرت ہوتی یہ مشکل میری بند نہ رہتی

دوسرے دن حنظلہ نوجوان نے شہر کے تمام آہنگروں کو بلا کر دو چکد یعنی دو انکس ایک صد منی اور دو مکھ ہشتاد منی بنوائے اور ایک پشتارہ نیشکر ساتھ لیا اور چند فیلبانوں کے ہمراہ اُس بیشہ کی راہ لی جس وقت بیشہ کے قریب پہونچے فیلبان رخصت ہوئے اور ان دلاوروں نے اپنے گھوڑوں کو بیشہ سے باہر نکال دیا اور نیشکر ایک درخت کے نیچے چھپا کر خود اُس درخت پر چڑھ گئے چند لحظہ کے بعد فیل اقبال اور مادہ فیل شورش کنان اور خاک افشان وہاں پہونچے اور نیشکر کھانے میں مصروف ہوئے حنظلہ نوجوان نے دیکھا کہ فی الحقیقت موافق بیان اہل شہر کے فیل و مادہ فیل کی صورتیں ایسی مہیب و خوفناک ہیں جنکے دیکھنے سے کیوان فلک کا زہرہ بھی آب ہو جائے

...گاہ فیل ... زمین پر ہی تھی جب دو نوجوان کہاسے مین خوب محو ہو ...
...نوجوان ... ابو نعیم دانا کو کچھ دیر ہوا کہ ایک عدد مینی ... مین ... ہاتھون مین ...
... اندر رفتہ رفتہ اس ... شانہ ... نوجوانون کی گردن پر سوار
ہوگئے گویا ماندہ زمین مین سوار تھے۔ بعد ازان ... زور قوت سے چنانچہ ضربات
... اسنے کوہ شکن کی انکے سر و پیشانی پر لگائین کہ ایک جوے خون دونو کے
... سے جاری ہوئی۔ نوبت بجائے رسید کہ زوما دہ حالت مجروحی و سراسیمگی مین
... جداگانہ کو بے تحاشا بہاگے یعنی فیل اقبال جو شہر احتشامیہ سے مانوس تہا
... راہ تنہا شہر کی طرف آیا اور مادۂ فیل امیرزادہ حنظلہ نوجوان کو لیکر بیشہ مین لے بہاگی
حالانکہ اثنائے گریز مین فیل اقبال نے کوئی درجہ شرارت و حرمزدگی کا باقی نہ
... الا ابو النعیم دانا نے بہی وقتاً فوقتاً بضربات انکس فرار واقعی اسکو سمجہایا۔ آخر روز سوم
... اقبال راہ راست پر آگیا یہانتک کہ اب انکی نشست و برخاست ابو نعیم دانا کے اختیار
... تہی۔ جب شہر کے قریب پہونچا فیلبانون نے دیکہا کہ انکی رفتار و ترکیب سے شرارت
... اصلا ظاہر نہین ہوتی۔ ابو نعیم فلانون شہر کو فیل اقبال کی رفتار آہستہ قدمی دکہا
... الحیطہ مستقیم دیوان عام مین آیا۔ احتشام شاہ نے چند خوان زر سرخ و سپید ابو نعیم
... سر سے تصدق کرائے اور حد سے زیادہ صفت و ثنا کی۔ ابو نعیم نے کہا اے پادشاہ
... بانے میرے آقازادہ کو مادہ فیل کسطرف سے لے بہاگی خیر مین نے آج کی شب انتظار کرتا
... جب صبح تک حنظلہ نوجوان نہ آیا۔ ابو نعیم نے احتشام شاہ سے کہا اب مین انکی ...
... تلاش مین جاتا ہون احتشام شاہ نے چار سو سوار خوش اسپ و خوش سلاح ہمراہ کردئے
... ایک مرکب چالاک پر سوار ہو کر اسی بیشہ مین آیا اور مادۂ فیل کا نشان پا دیکہتا ہوا

ایک طرف روانہ ہوا

وہ فیل سرکش بادِ تند و تیز کی مانند امیرزادہ کو ایک سمت لے بھاگی۔ اثنائے گزر میں انواع انواع صورت سے شرارت کرتی تھی یعنی گاہے غنچہ درختان تناور میں سے الجھتی تھی اور گاہے زمین پر لوٹ جاتی تھی اور کبھی امیرزادہ کو گردن سے اتار دینے کا قصد کرتی تھی۔ مگر حنظلہ نوجوان اُسی طرح اسکی گردن پر سوار رہے۔ اور اس کے سر میں اسقدر گرز لگائیں کہ تمام سر مثل خربزہ پاش پاش ہوگیا۔ بارہم پانچ روز و شب ہر طرف لیے پھری۔ مگر اب وہ شرارت بالکل زائل ہوگئی تھی روز پنجم درہ کوہ سے نکل کر ایک تازہ سرزمین میں پہونچی۔ ایک طرف وہاں شکر کا کھیت تھا۔ امیرزادہ نے جو دیکھا کہ اب بہر صورت میری مطیع ہے اُس کھیت میں اُس کو رہا کردیا اور آپ بھی ایک درخت کے سایہ میں آرام لیا۔ دوسری صبح کو اٹھ کر پھر ایک طرف روانہ ہوا چند قدم کے بعد کثرت اعلام لشکر نظر آئے قریب جاکر کیا دیکھتا ہے کہ خلائق کثیر سر سے پاتک سلاح پوش جمع ہو رہی ہے اور ایک جوان حسین و جمیل بعمر چاردہ سالہ غل و زنجیر میں مسلسل ایک اشتر پر سوار ہے امیرزادہ کو اسکے حال پر رحم آیا اور پوچھا اسے جوان تو کون ہے اور ایسا کیا گناہ تجھسے سرزد ہوا جسکی یہ تعزیر سخت ملی۔ اُس جوان نے بدیدۂ ناشکیبائی

اس سرزمین کو [illegible] کہتے ہیں اور یہاں دو تخت دو شہر آباد و معمور ہیں۔ الا ایک مختصر ہے اور ایک کلان۔ شہر کلان کا نام [illegible] ہے اور شہر خورد کو عسکریہ کہتے ہیں بادشاہ شہر [illegible] زادہ [illegible] میں [illegible] عسکر کا فرزند ہوں [illegible] میرا نام [illegible] ہے [illegible] کی [illegible]

وہ لشکر ایران آیا۔ میرا باپ جو اس بات سے نا امید تھا اُس سے کے استقبال
کے لئے گیا۔ مگر منصور شاہ نے میرے باپ کو قید کر لیا۔ اور اب مجھ اس صورت سے
قتل [illegible] کے لئے طلب کیا ہے حنظلہ نوجوان نے کہا [illegible] تیرے
[illegible] ہرمز شاہ کا دین و مذہب کیا ہے فرزند نوجوان نے کہا [illegible]
[illegible] خالق زحل پرست ہے جسکو خداوند کیوان بلند پایہ کہتے ہیں۔ ان دونوں شہر [illegible]
[illegible] میں معبد اور بتخانے وسیع و عالیشان بنے ہوئے ہیں اور اُن بتخانوں میں
ایک پیکر آہنی ہفت دست دراز قد [illegible] ہیبت ناک رکھی ہے جس کے دیکھنے سے
خوف آتا ہے جس وقت کوکب زحل برج [illegible] برج اول میں داخل ہوتا ہے تمام
خلائق [illegible] ایک ماہ کامل جشن عید کرتے ہیں اور تمام [illegible] دنیا [illegible] سے
[illegible] ہو جاتے ہیں حنظلہ شاہزادے نے کہا۔ میں تجھے ایسی نیک راہ راست بتاتا
ہوں کہ اگر بصفائی قلب وہ راہ اختیار کرے اور خداوند حقیقی سے استعانت چاہے
انشاءاللہ کوئی مشکل نہ رہے۔ آگاہ ہو کہ خالق زحل و مشتری و مریخ و شمس و زہرہ
و عطارد و قمر اور کواکب سیارہ و ثوابت اور [illegible] طبقات عرش [illegible] ذات پاک [illegible]
[illegible] ہے کہ کوئی اس کا شریک نہیں اُسی نے انبیا علیہم السلام کو واسطے [illegible]
[illegible] حضرت آدم صفی اللہ [illegible]
[illegible]
[illegible] علیہ السلام [illegible] عیسوی [illegible]
[illegible] کہا [illegible]
نوجوان [illegible]

کا تجھے گواہ کرتا ہون کہ آج سے بجز خدائے جہان آفرین لاشریک کسی کو اصلا حقیقی معبود برحق نہین سمجھنے کا

اس اثنا مین غضنفر نوجوان کا اعلام فرامرز شاہ کی بارگاہ پر پہونچا چند امیر غضنفر کو اسی طرح مسلسل بارگاہ مین لے گئے حنظلہ نامدار بھی ہمراہ گیا اور فرامرز شاہ سے کہا شاید تجھکو حکم خدا سے آگاہی نہین کہ اس سر رشتہ قدیم کو موقوف کیا چاہتا ہے۔ اگر رسم زمانشوئی عالم اسباب مین جاری نہ ہوتی تمام کارخانہائے حافظہ بند ہو جاتے فرامرز شاہ نے زبان سے کچھ جواب نہ دیا اور ایک تیغ بے دریغ امیرزادے کے سر پر لگائی۔ امیرزادہ نے دست چپ سے تلوار چھین لی اور دست راست فرامرز شاہ کی کمر بند مین ڈالکر بقوت دست و سینہ سر سے بلند کر لیا۔ اور کہا امان بشرط ایمان۔ فرامرز شاہ نے کہا اے دلاور اب مین تجھے اپنا آقائے نامدار اور اپنے کو ایک ادنے خادم سمجھتا ہون لیکن اگر سچ پوچھو تو مین اس وقت اس نسبت کو منظور کرونگا اور دائرہ اسلام مین بھی داخل ہونگا کہ میری ایک حسرت رفع کر دوگے۔ امیرزادہ نے فرمایا بیان کرو وہ کیا ہے۔ فرامرز شاہ نے کہا اے جوان عالی قدر میرے شہر عنصریہ کے حوالی مین ایک کوہ بلند و سرکشیدہ ہے اور ایک نہر درہ کوہ سے اس طرف جاری ہے ہفتہ مین ایک بار بروز جمعہ اُس کوہ پر اسرار کی درہ سے ایسی آوازہائے مختلف اور نغمہ خوش گلو کی صدا آتی ہے کہ سامعین کو محویت و استغراق کا مرتبہ بہم پہونچتا ہے اور شام کے قریب غروب آفتاب نہر سے کا میوہ تر و خشک شناسا و ناشناسا جو پردہ عالم پر موجود ہے درہ کوہ کے اندر سے نہر مین بہتا ہوا باہر آتا ہے جوانسان بیرون درہ موجود ہوتے ہین اُس میوہ کو کھاتے ہین ان کو کسی طرح کا ضرر و نقصان نہین پہونچتا اور نہ اُس کی طراوت و ذائقہ کا میوہ تمام عمر کھایا لیکن جو

جو انسان اجل رسیدہ بہ نظر تحقیق حال درہ کوہ مین گیا پہر وہان سے زندہ نہ نکلا۔ اتفاقات
اگر کوئی زندہ بہی نکلا تو پہر ایسا مجنون و سرشار ہوجاتا ہے کہ اوس کو تعلقات دنیا اور زن و
فرزند سے کچہ غرض نہین رہتی بیرون درہ بحالت فقیری دیوانہ وار گوشہ انزوا اختیار کرتا ہے
اگر کوئی آدمی اوس سے پوچہتا ہے کہ یہ کیا حالت ہے اور تو نے درہ کوہ مین کیا تماشا دیکہا
وہ بجز خموشی کچہ جواب نہین دیتا اور کوہ کی طرف بار بار اس طرح دیکہتا ہے کہ گویا کسی کے آنے
کا منتظر ہے جب خلائق شہر اس کو زیادہ تنگ کرتی ہے ناچار یہ جواب دیتا ہے کہ عنقریب
کہتا ہے پوچہتے مین کہ کون کہتا ہے جواب دیتا ہے جو یہان پہونچے گا پہر پوچہتے ہین کون پہونچے گا کہتا ہے جو
کہے گا۔ غرضیکہ بجز ان کلمات مجنونہ کے اور کچہ بیان نہین کرتا وہ بہی باہر ازان نکل۔ چار سو
آدمیون کے قریب پس و پیش درہ کوہ مین گئے تہے۔ ان مین سے سو آدمی غائب
ہوگئے اور تین سو گنگ کر جس طرح کہ مین نے گذارش کیا مجنون و سرشار کوہ سے
باہر نکلے اور دو پشارہ بہ بحالت فقیری گوشہ نشین ہوئے۔ قضائے کردگار برگشتگی بخت
دون سے میرا فرزند نوجوان بہی جس کا نام تورین فرامرز اور لقب تور بلند گردن ہے
اوسی طرف شکار کو گیا اور صید کنان زیر کوہ پر پہونچا۔ تور نے جوان دیوانون کی صورتین
دیکہین خود بخود دل مین درہ کوہ کے دیکہنے کی ہوس پیدا ہوئی۔ ہر چند سرداران ہمراہی
مانع ہوئے مگر اوس نے کسی کا کہا نہ مانا اور تن واحد درہ کوہ مین چلا گیا۔ شام کیوقت
بدستور وہ بہی حالت جنون مین سرشار کف بدہان درہ سے باہر نکلا جس روز تم بہ دولت
اقبال شہر عسکریہ مین تشریف لائے اوسی دن مجہے تورین فرامرز کی دیوانگی کی خبر پہونچی
لیکن مین نے اس سبب سے اس امر کو پوشیدہ رکہا کہ اگر تور کا خبر گیران ہوتا ہون ہم
عسکریہ مین دستور عاید ہوتا ہے پس اس حیرت مین رات دن مبتلا رہتا ہون کہ اس

درہ کوہ مین ایسا کیا سامان ہو حش یا تماشائے تازہ نظر سے گذرتا ہے کہ انسان گنگ و
از خود رفتہ ہو جاتے ہین اگر تمہاری ہمت مردانہ اور سعی سے اُس کوہ کی حقیقت منکشف اور
دریافت ہو اور میرا فرزند بھی اپنی ہیئت اصلی پر آجائے پھر مجھے اس ہفت پیکر کی فضیلت
ہمیشگی مثل روز کے شب رہے

حنظلہ بن صفوان نے اُسی وقت فرامرز شاہ کو آہستہ زمین پر رکھدیا اور شہر عنبر کو
روانہ ہوا۔ فرامرز شاہ اور الہیم دانا و ملک خرزاد مع غضنفر نوجوان ہمراہ ہوئے فرامرز شاہ
حنظلہ نوجوان کو دیکھ کر رو پڑے گیا اور اپنے فرزند دلبند کو سینہ سے لگا کر چشم پر آب کہا
اے نور تجھے کس نامراد نے یہ مشورہ دیا تھا کہ اس درہ جادو مین جا۔ نور نے کہا حضرت یہ
کوئی کہتا ہے امیرزادہ نے پوچھا وہ کون کہنے والا ہے نور نے کہا جو یہان ہو چکا ہی
امیرزادہ نے پوچھا کون ہو چکا ہے نور نے کہا جو کوئی کہ ہو چکے امیرزادہ نور کے کلمات
دیوانگی پر خوب ہنسا اور ایک خیمہ مختصر عبادت کے لئے لشکر سے جدا استادہ کرایا۔ آخر شب
مین ذکر و اشغال مین آنکھ بند ہو گئی۔ عالم رویا مین کسی ہاتف غیب نے کہا اے حنظلہ بیکیف
وجمعی رکھ اور کمر ہمت مضبوط باندھ فضل یزدانی سے مراد حاصل ہو جائے گی کل صبح کو
وقت فرامرز شاہ کے مطبخ سے دلیس شربت خانہ سے آب ہیوہ خانہ سے کباب آئینہ
خانہ سے خدنگ شاطرون سے ذہبی لور کار خانہ بانات سے انزم چھہ نفر ملازمون
کو ہمراہ لیکر درہ کوہ مین داخل ہو وہان جو مسلمان ہے بخوبی ظاہر ہو جائے گا یہ امر مشیت
ایزدی مین جاری ہو چکا ہے کہ ممالک سرزمین سیاہ مرز خاص تیرے زور بازو اور
سعی و کوشش سے مفتوح و اہل اسلام آباد ہونگے

حنظلہ نوجوان نے ان چھہ نفرون کو ہمراہ لیا اور پیادہ پا درہ کیطرف روانہ ہوا۔

فرزند شہزادہ اور ملکہ شہزادہ بطریق تماشا ہمراہ ہوئے جس وقت دہنہ درہ پر پہونچے حسب دستور سازندہ باگشا اور نغمہ پیغم بندا کی آواز کوہ کے اندر سے آئی۔ امیرزادہ نے ان لشکر لٹے
شش گانہ کو بشارت خواب کے موافق آگے رکھ لیا۔ اور خود عقب میں روانہ ہوا جب ایک فرسنگ راہ طے کی تو میسرے ایک میدان سطح وسیع الفضا میں پہونچا کہ لالہ و نافرمان وغیرہ وگلہاے رنگا رنگ شناسا و ناشناسا کی بہار و کیفیت سے بعینہ قطعہ جنت معلوم ہوتا تھا۔ چاروں طرف میدان کے انہار آب شیرین وخوشگوار خط استوا کی مانند جاری تہین۔ علاوہ ازین بہتر امرود نو طرف نہر کے کنارون پر درختان باردار مثل امرود سیب اور ناشپاتی وبہی و قسم بقسم کے نا موجود تہے ہر ایک درخت مین میوہ رسیدہ و دلچسپ لگا ہوا تہا۔ ویس فرزند لشکر وغیرہ نے جو وہ درخت ہائے باردار دیکہے منہ مین پانی بہر آیا اور ہر ایک نے میوہ لینے کے واسطے شاخ درخت کی طرف ہاتھ بڑہایا ہنوز سیب وامرود تک ہاتھ نہ پہونچا تہا کہ وہ میوہ خود بخود شاخ درخت سے جدا ہوا اور ہر ایک کے کلہ پر اس طرح لگا جیسے کوئی آدمی زبردست کسی کے منہ پر زور سے لگا یا تپانچہ مارتا ہے بعد ازان کلہ کی ضرب سے پاش پاش ہوکر زمین پر گرا اور غائب ہوگیا امیرزادہ کو اس تماشائے عجیب سے حیرت ہوئی اور کہا بے شبہہ یہ درہ کوہ خالی از اسرار نہین

امیرزادہ اس مرغزار بہشت آئین کا تماشا دیکہتا ہوا عصر کے وقت ایک قصر عالی شان کے قریب پہونچا۔ قصر مین چند غرفے نہایت تکلف وآرائش کے دیکہے ہر غرفہ پر پردہ زربفتی ومخمل کاشانی زرنگار افتادہ تہا اور دیوار قصر طلاے سناب کی تہی جن ظلمہ نے اس دیوار طلائی اور غرفون کو نظر حیرت سے دیکہا۔ ان انفار شش گانہ کی نظر جو غرفون پہ گئی ایک دوسرے سے کہنے لگے ان غرفون مین کوئی مکین بہی ہے

یا ہنین ایک نے کہا یارو تم مکان دلکمین کے خیال مین مبتلا ہو اور میرا اس وقت بہوک
کی شدت سے حال ابتر ہوا جاتا ہے بہرحال صاحب غرفہ کو آواز دو اور اس سے کچھ
کہانے کی چیز مانگو۔ اِس اثنا مین ایک غرفہ کا پردہ بلند ہوا اور ایک نازنین پری زاد شمع
رخسار نے بہزار کرشمہ و انداز غرفہ سے سر باہر نکالا۔ یہ معلوم ہوتا تہا کہ گویا آفتاب عالمتاب
دریچہ مشرق سے طالع ہوا ہے تمام باغ اُس خورشید رو کے ضیاء حسن سے روشن ہو گیا
امیرزادہ نے جو اس نازنین کی صورت دیکہی ہوش سجانہ رہے ایک عالم تحیر مین غرفہ کی طرف
دیکہا کیا اُن اشقیا نے بالاتفاق نعرہاے مستانہ لگائے اور ہر ایک اپنے اپنے عشق کا اُسکی
روبرو اظہار کرنے لگا نازنین نے بہ نظر سرسری اُن آدمیون کو دیکہا اور خندہ زن کہا
تم مین سے ایک ہمارے پاس آئے ہم اُس سے کچھ حال پوچہینگے بروقت طلب آذرمرد نے
سبقت کی اور مسرور و خندان زیر غرفہ پہونچا۔ نازنین غرفہ نشین نے پوچہا تیرا کیا طریق
و آئین ہے آذرمرد نے کہا اے جان جہان مین تیرے روبرو بجز راست بیانی ایک
حرف دروغ نہین کہونگا آگاہ ہو میرا طریق آتش پرستی ہے صبح و شام خداوند آتش کو
سجدہ کرتا ہون۔ نازنین نے کہا ہمارے پاس آ ہم تجہے اپنے ہاتہ سے شراب پلاینگے
بعد ازان تیری عشق و عاشقی کا افسانہ سنین گے۔ آذرمرد نے پوچہا کس راہ سے غرفہ
پر پہونچون۔ نازنین نے کہا فلان طرف غرفہ کی راہ ہے یارون نے اول دیوار مین کوئی
دروازہ یا زینہ نہ دیکہا تہا اب بروقت بتانے پریزاد کے ایک دروازہ دیوار قصر مین نظر آیا
اُس مین زینہ بہی تہا۔ آذرمرد زینہ کی راہ غرفہ پر گیا اور چاہتا تہا کہ اُس شکر لب کے پہلو مین
جا بیٹھے۔ مگر اس نے ترش روئی سے کہا اے سگ درون دلے بدبخت ملعون تو ہماری
پہلو مین بیٹھنے کے لائق نہین روبرو بیٹھ جا آذرمرد خائف و ترسان روبرو بیٹھ گیا

نازنین نے اپنے دست نگارین سے ایک جام پر شراب ریحانی کا آذر مرد کو دیا آذر مرد نے سلام کیا اور وہ جام لاجرعہ پی لیا اسی طرح ایک جام نے تین نازکا کو بہ نسبت کر دیا ان پانچون نفر نے جو دیکھا کہ آذر مرد نے اُس حور طلعت کے ہاتھ سے جام شراب پیا بالاتفاق ہو کا نعرہ مارا اور ہر ایک کی آنکھ سے اشک حسرت جاری ہوئے نازنین غرفہ نشین نے مردان پائین سے کہا تم ناخوش ہوتے ہو کل تمہاری شراب خوری کی نوبت آئے گی اسی اثنا مین چند کنیزان زرین پوش مستعد خوان طعام گوناگون زیر غرفہ لائین اور امیرزادہ کو ان نفار سے جدا باعزاز و تکلف کھانا کھلایا خرزنگ وغیرہ نے کنیزون سے پوچھا یہ جوان بھی ہمارے ساتھ آیا ہے پھر اس کو ہم سے علیحدہ کھلانے کے کیا معنے۔ کنیزون نے کہا وہ اسی قدر و منزلت کا انسان ہے اور تم اسی قابل ہو۔ حنظلہ نوجوان نے ایک کنیز سے پوچھا یہ کیا مقام ہے اور اصل مین تم کون ہو اور تمہاری خاتون کا کیا نام ہے کنیزون نے کہا اے جوانمرد ہر گاہ تو یہان پہونچا ہے نام و مقام سے بھی واقف ہو جائے گا ہان یہ ہم کہے دیتے ہین کہ اگر کسی مرد بزرگ کی ہدایت یا معاونت سے یہان آیا ہے خوشا حال تیرا اور بالفرض بہ نظر سیر و تماشا تکلیف کی جو علت جنون مین داخل ہے یاد رکھ کہ انجام بد ہوگا یہ کہہ کر وہ کنیزین اُسی زینہ کی راہ سے غرفہ پر چلی گئین۔ وقت صبح امیرزادہ نے علیحدہ ایک گوشہ مین نماز صبح گذاری بعد ازان زیر غرفہ تشریف لایا آذر مرد کی حرکات و سکنات اور اُس نازنین کی بد التفاتی کا تماشا

دیکھنے لگا۔ آذر مرد نے اس شمع رخسار سے کہا اے راحت جان کمال افسوس کی
بات ہے کہ تمام شب تو نے مجھے حیلہ و حوالہ میں رکھا ایک بوسہ تک اپنے لب
شکر بار کا نہ دیا میرے جی پر بار ہوا اب مجھ سے صبر نہیں ہو سکتا۔ اس بیہودہ کلامی سے وہ
خورشید طلعت نہایت برہم ہوئی اور کہا او کافر مرد دیکھ تجھ سے یہ پوچھتی ہوں کہ کسی
مرد عاقل نے آتش روشن کو اپنا معبود سمجھا ہے جو تو اس کو سجدہ کرتا ہے بعد ازاں ایک
تپانچہ اس تیغ [illegible] سے اوس کے منہ پر مارا کہ غلغلہ ان غرفہ سے زمین پر گرا اگرچہ
کچھ آسیب نہ پہونچا مگر بے ہوش مطلق ہو گیا جب چند لمحہ کے بعد ہوش میں آیا اپنی شکل
صورت دیوانوں سے بیرون دروں کی طرح ہو گئی اور دیوانہ وار وہی کلمات واہی تباہی بکتا ہوا
حسن پری سے اپنا اسی راہ درہ کوہ کی راہ لی بعد روانہ ہوئے آذر مرد کی کنیزوں نے
غرفہ کا پردہ ڈالدیا۔ وہ پاکیزہ نفس اسی طرح زیر غرفہ فریاد و فغان اور اپنا اظہار تعشق کرتے
تھے حنظلہ نوجوان کہ سب عبادت الٰہی میں اوقات گذارتا تھا اور گاہے ان انوار
پنجگانہ کی فریاد و زاری کا تماشا دیکھتا تھا

جب دن گذرا شام کے وقت دوسرے غرفہ کا پردہ بلند ہوا اور نازنین اول کے
خلاف ایک اور پریزاد عورت نے جو نازنین اول سے حسن و جمال میں کئی مرتبہ
بہتر تھی خندہ زنان و خوشی کنان غرفہ سے سر نکالا۔ خورنگ کو بالا سے غرفہ بلایا
خورنگ نے [illegible] بعد [illegible] سلام علیکم کہا نازنین نے پوچھا یہ بتا تیرا کیا طریق ہے
خورنگ نے کہا اے [illegible] مہ [illegible] عطا [illegible] بخش عالم [illegible] آفتاب جہاں تاب کو
السجود
سب سجود کیا جاتا ہے اور وہی [illegible] معبود ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر نور آفتاب سے عالم
و عالمیان کو فیض نہ ہوگا تمام کارخانہ دنیا کے خراب و تباہ ہو جائیں نازنین نے کہا

خیر ہمین تیسرا طریق دریافت ہوگیا۔ اب تو بالائے غرفہ ہمارے پاس پہونچ۔ خرزنگ
فرحان وشادان زینہ ودیم کی راہ سے بالائے غرفہ گیا۔ نازنین نے بدستور خرزنگ
کو بہی جام شراب پلایا اور تمام شب حیلہ وحوالہ مین رکہا اور صبح کے وقت بہ ضرب تپانچہ
کلہ شکن زیر غرفہ گرا دیا۔ خرزنگ چند ساعت بیہوش رہا جب ہوش مین آیا گریبان
چاک خاک بر سر افشان دیوانہ وار اُسی طرف روانہ ہوا جسطرف آذرمو گیا تہا۔ اسی قاعدہ
سے ایک ایک روز نوبت بہ نوبت دلیس وارج وذوبنی وکمتاب حب الطلب چند نازنینان
مختلف اوضاع وصورت کے جو ایک دوسرے سے حسن وجمال مین بہتر تہین بالائے
غرفہ پہونچے اور جام ہائے شراب پیئے اور ہنگام صبح تپانچہ خوردہ زیر غرفہ گرگر دیوانہ وار
درہ کوہ کی طرف چلتے پہرتے نظر آئے

روز ہفتم امیرزادہ حنظلہ بن صفوان وہان تنہا رہ گیا اور تمام دن اسی فکر مین گذارا کہ آج
میری نوبت آنے والی ہے فضلائے کردگار اسی فکر وتشویش مین آنکہ لگ گئی۔ عالم
خواب مین آواز ہاتف کان مین پہونچی۔ اے حنظلہ اب وہ وقت آیا ہے کہ تو یہان کے
راز واسرار سے واقف ہو ہم نے اس انقار شتگانہ کو محض اسی واسطے تیرے ساتھ
بہیجا تہا کہ ہر ایک طریق کا حسن وقبح تجہے دریافت ہوجائے اور تجہے کہ بجز دین [illegible]
جملہ ادیان ومذاہب سالک مقام کے نزدیک باطل محض ہیں جب قریب شام کو [illegible]
غرفہ نشین تجہے بلاسے بے خوف وخطر بالائے غرفہ [illegible] وہ نازنین بدستور [illegible]
تجہہ سے بہی طریق وآئین کا سوال کریگی بفصاحت زبان کہنا مین اس معبود کی پرستش
کرتا ہون جسکو تم اپنا معبود برحق سمجہتے ہو [illegible] اس کلمہ کے وہ نازنین [illegible]
اور مجلس غیر مین لے جائیگی۔ اس مجلس کی آرائش وزینت سے تو [illegible]

وہاں چند نازنینان زہرہ لقا حور تمثال جمع ہو گئیں چند لمحے کے بعد ایک مرد پیر نود سالہ بہ لباس سفید و عمامہ سبز عصا لئے کلان ہاتھ میں لئے ہوئے وہاں آئے کہ اہل مجلس اس بزرگ کی تعظیم دینے لگے وہ پیر مرد تجھ سے پوچھے گا اے جوانمرد سچ بتا تجھے کس شخص نے اس مقام غریب میں بھیجا ہے یا خود بہ نظر تماشا یہاں آیا ہے جواب دینا میں بطور خود نہیں آیا سلطان ابحیش شاہ کی ہدایت سے آیا ہوں چنانچہ ابحیش شاہ کی قبر کا بھی نشان دیا ہے تم مجھے اس قبر متبرک پہ لے چلو کہ زیارت بجا لاؤں۔ اہل مجلس بکمال اعزاز و احترام سے تجھے ابحیش شاہ کی قبر پہ لے جائیں گے بعد زیارت لوح مزار کو غور سے دیکھنا اور جو مضمون لوح مزار پر لکھا ہو اس کے موافق عمل میں لانا اور جو کوئی عقدہ حل کرنا ہو اسی پیر بزرگ سے حل کرا لینا

جب یہ آواز غیبی بند ہوئی حنظلہ بن صفوان کی آنکھ خواب سے کھل گئی۔ نہایت خشاش و بشاش زیر غرفہ آیا۔ بدستور شام کے وقت غرفہ ہفتم کا پردہ بلند ہوا اور ایک نازنین آہنین نے غرفہ سے سر نکالا۔ امیر زادہ اس قمر پیکر کی علت تاجداری سی [illegible] لباس و آرائش زیور سے سمجھا کہ یہ نازنین نازنینان گذشتہ کی سردار ہے اس نازنین نے بہ تبسم [illegible] عجب بغمزہ و انداز سے امیر زادہ کو زیر غرفہ بلایا۔ امیر زادہ حسب الطلب [illegible] زینہ [illegible] گیا۔ نازنین نے خلوت خانہ غرفہ سے بسر و قد تعظیم دی اور باہم سلام کیا بعد ازاں پوچھا اے عالی نسب والا مقدار بیان کر کہ تیری کیا ملت ہے امیر زادہ [illegible] ملت [illegible] اختیار کرتا ہوں نازنین نے پھر پوچھا کس کو سجدہ کرتا ہے امیر زادہ نے کہا جز خالق ارض و سما آفرینندۂ مہر و ماہ فرستندۂ رسل [illegible] کون مسجود ہے الحسیب مسجود ہے بر وقت استماع اسی جملہ کے نازنین تاجدار خود زینہ کی

راہ زیر غرفہ آئی اور حنظلہ نوجوان کے دست حق پرست کو بوسہ دیکر کہا الحمد للہ کہ تو اس جماعت مین خدا پرست راست دین نکلا۔ بعد ازان امیر زادہ کو بالائے قصر لائی اور مسند مروارید نگار پر بٹھایا اور خود دست بستہ روبرو استادہ ہو گئی حنظلہ نوجوان نے ایسی آرائش زینت درگی مجلس دیکھی کہ ہوش بجا نہ رہے۔ فرش فروش اور مجلس کی تیاری سامان بنائت تکلف کا تہا صدہا پریزادین زرین کمر اور نازنینان ماہ پیکر بہ لباسہای گوناگون و زیورہائے بوقلمون ہر ایک کار و خدمت پر مستعد تھین۔ نازنین تاجدار نے ان کنیزان گلرخ و سمن بو سے کہا خبردار اس جوان مہمان جلیل القدر کی مدارات و تواضع مین کوئی دقیقہ باقی نہ رہے چند ہزار شکر کہ مدت دراز مین آج کی شب محض تمہاری بلندی طالع سے یہ ایک مرد مسلمان خدا پرست اس مقام غرائب نشان مین وارد ہوا ہے بروقت اس حکم کے طرفۃ العین مین مجلس نشاط و بزم رقص و نغمہ گرم ہوئی اور بادہ ریحانی کا دور چلنے لگا

جس وقت اہل مجلس کا دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا امیر زادہ نے عالم سرور مین نازنین تاجدار سے پوچھا یہ کیا مقام ہے تم اس سے کیا تعلق رکھتی ہو اور جو اشخاص شامت اعمال سے یہان آتے ہین اُن کے دیوانہ ہو جانے کی علت کیا ہے۔ ملکہ تاجدار نے کہا اے جوانمرد آگاہ ہو اس مقام کا نام قصر گلشن سلیمانی ہے اور مجھے نونہال پری کہتے ہین مردمان وارد و صادر کے مجنون ہونے کی یہ علت ہے کہ جو شخص خلاف دین خدا پرستی یہان آتا ہے وہ ہمارے شہر طلسم کے چند [illegible] دیوانہ مطلق ہو جاتا ہے ہم [illegible] تمام [illegible] بحضرت [illegible] بدولت تمام [illegible] [illegible] امیر زادہ نے پوچھا [illegible]

نونہال پری نے کہا جو انسان خداپرست یہان وارد ہوتا ہے مین اس کو بعزت و توقیر
گلزار شاہ کے پاس لے جاتی ہون گلزار شاہ چمن زیب کا والد بزرگوار ہے مین
چمن زیب کی دایہ کی دختر ہون اور چمن زیب نے اپنی طرف سے مجھے یہان متعین
کر رکہا ہے امیرزادہ نے پوچہا وہ پریزادین کہان ہین جنہون نے آذر سرد اور خرزنگ
وغیرہ کو بالائے غرفہ بلایا تہا اور صبح کے وقت زیر غرفہ پہنکیدیا تہا۔ نونہال پری
نے کہا وہ مین ہی تہی کہ ہر روز بصورت مبدل ایک آدمی کو اپنے پاس بلاتی تہی
اے جوانمرد قوم آتشی اور فرقہ پریزاد کو اس امر مین دستگاہ کلی حاصل ہے کہ جس شکل کی
منظور ہو اپنی تبدیل ہیئت کرے البتہ تجہ سے مین نے اپنی اصلی ہیئت سے
ملاقات کی ہے حنظلہ نوجوان نے پوچہا اے ملکہ تور بن فرامرز بن ہرزمین کے
بادشاہ کا فرزند بیاہ دیا تہا اور وہ بہی حالت جنون مین
سے شاید نکالا گیا خدا جانے اس کو تو نے اپنی اصلی
صورت دکہائی تہی یا مصنوعی۔ نونہال پری نے
کہا ہرگاہ وہ شہزادہ تنہا اس مقام
مین آیا تہا اس لئے اس نے میری اصلی
صورت دیکہی مگر چونکہ بہ دین زحل پرست تہا قاعدہ
کے موافق نکالا گیا البتہ تور بن فرامرز ایک جوان خوش رو
خوش خصال و قابل صحبت تہا اس تعریف سے حنظلہ نوجوان دل مین سمجہا کہ تور بن فرامرز کی

پریزاد کا فی الجملہ میلان خاطر ہے
نصف شب میکشی اور رقص و نغمہ کے تماشے مین گذری بعد ازان حنظلہ
مادر بستہ خواب پر سو رہا جب وقت صبح آنکھ کہلی اپنے کو طرفہ مقام دلکشا وسیع الفضا
مین دیکہا کہ کبھی وہم و گمان مین بہی نہ گذرا تہا یعنی ایک میدان وسیع و مسطح تہا اور چارطرف
اس کے کوہ ہائے بلند و مرتفع واقع تھے اور اشجار میوہ دار و درختان خوش سایہ حساب
برگ و بار کا شمار نہو سکتا تہا۔ میدان کے وسط مین ایک حوض بقدر نیم فرسخ مربع تہا اور چارطرف
حوض کے متعدد قصر ہائے عالی و مکانات منقش و رنگین بصورت معبد و مساجد
بنے ہوئے تھے اور آہستہ زیر لب کوئی دعا یا اسم پڑھ رہے تھے وہ دن جمعہ کا تہا
جس کو عید المومنین کہتے ہین جب آفتاب عالمتاب وسط سما سے چند دقیقہ
گذر گیا یعنی بعد دوپہر تمام پریزاد مرد و زن بالاتفاق مسجد مین گئے ایک مرد متقی
عابدون کی صورت امیرزادہ کے پاس آیا اور کہا اے جوانمرد نماز کا وقت آیا ہے
تو بہی مسجد مین چل۔ امیرزادہ مسجد مین آیا کیا دیکہتا ہے کہ پشت مسجد بیت المقدس کی
طرف نہ تہی بلکہ اس کا رخ زمین بطحے کی طرف تہا اور تمام در و دیوار طلائے احمر اور سیم
خام سے بنا کر تیار کئے تھے اور سر تا سر جواہر گران قیمت مختلف رنگ دیوارون مین نصب
تہا علاوہ ازین ایک حوض اس شان کا وسط مسجد مین دیکہا کہ پانی اس کا بعینہ آئینہ
کی مانند صاف و شفاف نظر آتا تہا ایک بہی زیب و شان کا ایک منبر ہفت پایہ بہی
مسجد کے درجہ آخر مین بنا ہوا تہا
اول تمام حاضرین مسجد عبادت معینہ بجا لائے بعد ازان ایک پیر مرد قدسی صورت

جس کے سر پر تاج مکلل بجواہر گران بہا رکہا تہا اور ایک تیغ گردن مین حمائل تہا بلباس
فاخرہ و معطر منبر پر گیا۔ اُس نے خطبہ بعبارت طویل زبان سریانی مین مشتمل حمد الٰہی و نعت
انبیا علیہم السلام بکمال فصاحت و بلاغت سے پڑہا۔ بالاخر بزبان عام فہم کہا ایہا الناس
آگاہ ہو کہ جب ارادہ قادر بیچون و حاکم کن فیکون جل جلالہ اس امر سے متعلق ہوا کہ اپنے
کو پردہ اخفا سے عالم شہود مین ظاہر کرے اس نے کل مخلوق آتشی و خاکی سے
اول اپنے حبیب خاتم الانبیا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ کا نور جہان افروز خلق کیا وہ
نور رسالت ایسا ایک جوہر لطیف تہا کہ اُسکی بزرگی و فضیلت سے بجز خلاق عالم کسیکو آگہی
نہ تہی ہر گاہ بہ نظر رحمت ربانی و توجہ یزدانی اُس کو دیکہا وہ جوہر لطیف پانی ہوگیا
اور ایک غبار مثل بقعہ نور اُس سے متصاعد ہوا اور کچہ کف بہی اوپر آئی خدائے تعالیٰ
جل شانہ نے چہہ روز مین اُس غبار منور سے افلاک پیدا کئے بعد ازان عنصر آتش
سے قوم جنہ کو خلعت حیات بخشا مدت مدید و زمانہ دراز ربع مسکون یعنی تمام روئے
زمین فقط بنی الجان کے قبض و تصرف مین داخل رہا جب قوم آتشی سے چند امر خلاف
حکم الٰہی وقوع مین آئے حق تعالیٰ نے ان کو مستاصل کیا۔ اور ابلیس لعین جو قوت
خالق ہژدہ ہزار عالم نے خلیفۃ الرحمن حضرت ابو البشر علیہ السلام کو پیدا کیا خطاب باری
بحکم عظمت تمام ملائک مقربان بارگاہ حضرت آدم کے سجدہ کرنے پر مامور ہوئے ملایک
[illegible] بہ صدق نیت بجا لائے ابلیس لعین باعث عنصر لطیف سجدہ سے
باز رہا۔ پس اس نافرمانی کے باعث وہ مردود مستوجب طوق لعنت و مورد عتاب
رب العزت ہوا۔ حق تعالیٰ نے حضرت آدم صفی اللہ کو بہشت برین مین سکونت
اختیار کرنے کا حکم دیا اور حضرت حوا صفوۃ اللہ [illegible] ہوا [illegible]

بیدا کی گئین۔ ابلیس ملعون جو حضرت آدم کے درپے تخریب اور آزار دہی تہا اوس بانده
در گاہ یزدانی نے بہ مکر و فریب مار و طاوس سے رسم آشنائی پیدا کی اور ان کے ذریعہ
سے بہشت مین پہونچا بعد ازان حضرت آدم علیہ السلام سے مخفی حضرت حوا کو خوب ورغلا
اور شجر ممنوعہ کا ثمر جس کے کہانے کو حق تعالے نے منع فرمایا تہا بہزار مکر و حیلہ حضرت
آدم اور حوا علیہما السلام کو کہلایا۔ پروردگار عالم نے بہ علت نافرمانی اوسی وقت حضرت
آدم و حوا کو مع مار و طاوس بہشت سے نکلوایا اور بروۓ زمین پر متفرق مقامات مین
اتار دیا۔ حضرت آدم بہشت برین کے اخراج اور اپنی خطا کے افسوس و ندامت مین مدت
مدید فریاد و زاری کرتے رہے۔ اوسی دن سے مار و طاوس اور ابلیس و آدم مین دشمنی جانی و
عداوت ایمانی چلی آتی ہے۔ ہرگاہ نسیم رحمت الہی خلیفہ الرحمن کی گلشن تمنا مین
چلی اور حضرت کی توبہ جناب باری مین مستجاب ہوئی جدہ مین آدم و حوا باہم
ملے۔ ایہا الناس جن کلمات طیبات سے آدم علیہ السلام کی توبہ و استغفار کو معراج
اجابت پر پہونچایا وہ اسمائے پاک و مطہر حضرت محمد مصطفے صلوات اللہ علیہ اور اسکی
آل اطہر کی ہین الغرض جناب رب العزت نے آدم علیہ السلام کو خلعت رسالت پہنایا
اور اس کی اولاد کو جمیع مخلوقات پر ایک نوع کا شرف بخشا۔ حضرت نوح اولوالعزم
اول و حضرت ابراہیم خلیل اللہ اولوالعزم دویم اور حضرت موسے کلیم اللہ اولوالعزم سویم اور
حضرت عیسے روح اللہ اولوالعزم چہارم اور اولوالعزم پنجم خاتم الانبیا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ
و آلہ مین جس برگزیدہ حق کے قدوم مبارک کی طفیل جن و انسان پردہ عالم پر خلق ہوۓ
در فی زمانہا اوس کے قدوم فیض لزوم کی تمام عالم عالمیان منتظر و آسیہ دار ہین۔ بلکہ جملہ
انبیا علیہ السلام کی تمنا دلی ہے کہ کاش مقبول حق کی امت مین مبعوث ہوں بعد ازان

اُس پیر روشن ضمیر نے بہ فصاحت بیان و طلاقت لسان سید المرسلین صلے اللہ علیہ کی حد سے زیادہ مدح و ثنا کی ۔ جملہ اہل مجلس و حاضرین مسجد نے بالاتفاق سرور کائنات اور آل اطہر کی ذات فائض البرکات پر متواتر صلوات بھیجی اس روائت قدسی کے استماع سے حنظلہ بن صفوان کا دل مثل آئینہ روشن ہو گیا اور دل میں کہا اے حنظلہ صد ہزار شکر کہ ملکہ شکر خورستانی کے عشق نے تجھے اس مقام عالی میں پہونچایا اور یہ روئت مسرور بخش دل و جان شنوائی کیا عجب کہ تیرا عشق بھی پایۂ مجازی سے اوج حقیقی کو پہونچے

اُس پیر و بزرگ خطبہ خوان نے جس کا نام گلزار شاہ اور لقب ہدائت بخش تہا بعد توصیف حضرت خیر البشر حاضرین مجلس سے کہا آگاہ ہو حضرت سلیمان بن داؤد کی وفات کے بعد قوم اجنہ سے ایک بادشاہ حکیم مشرب تقویٰ شعار ابیض شاہ نامی آصف بن برخیا کا شاگرد رشید تہا یہ درہ قاف مین تشریف لایا اور یہ طلسم جس کا نام ثمر بخش سلیمانی ہے بہ زور علم و عمل تیار کیا اُس بزرگ کو حضرت خاتم الانبیا صلوٰۃ اللہ علیہ و آلہ سے بدل محبت ہتی اُس نے اپنی اولاد کو وصیت کی کہ پشت در پشت ہر ہفتے جمعہ کے روز اس مقام مین جمع ہونا اور ایک روز و شب بالاتفاق سید کائنات پر درود و صلوٰۃ بھیجنا اور بر سر منبر اُس مقبول بارگاہ حق و برگزیدۂ عالم کی صفات حمیدہ و اوصاف پسندیدہ بیان کرنا بعد ازان اشجار طلسم کا بار و ثمر اور میوہ تر و خشک اہل مجلس کو تقسیم کرنا اور قدرے بیرون طلسم یعنی درہ کوہ کے باہر اس نہر مین بہا دینا تاکہ اس سرحد کے بادشاہ و رعایا بھی اُس عالی جناب کے غلامان با صفا کے تصدق مین میوہ طلسم کہائین ۔ ایہا الناس فساد رنہا

زمین بادشاہ ابیض شاہ کی اولاد میں ہون اور موافق طریقۂ نامی وسنت اجدادی سی شریعت کو ادا کرتا ہون حق سبحانہ تعالیٰ اپنی عزت وجلال کا تادم مرگ مجھے اس قدر پابند رکھے اور ہماری نسل سے کسی سعادتمند کو اُس زمانہ محمود ووقت مسعود مین پیدا کرے کہ جس زمانہ مین سید المرسلین صلواۃ اللہ علیہ ڈلہ شبستان ممکنات کو اپنی شمع نورجمال سے روشن فرمائے اور وہ بلند اقبال اُن کے شرف اقبال سے مشرف ہو جمیع اہل مجلس نے بآواز بلند کہا ۔ آمین یارب العالمین

بعد ختم کرنے ان کلمات کے پیر روشن ضمیر ممبر پر سے اتر آیا اور موافق رسوم حاضرین مجلس کو میوہ تقسیم ہوا ۔ نونہال پری خنفلہ بن صفوان مجاہد کو اُس بزرگ کے روبرو لے گئی اور کہا یہ جوان چھ آدمیون کی جمعیت سے جادیان مختلف رکھتے ہین اور کافر مطلق تھے اس مقام مین آیا ہے مگر خود خدا پرست ہے اُن اشخاص سے قواعد طلسم کے مطابق سلوک کیا گیا ۔ بعد اس کو حسب الحکم تمہاری خدمت عالی مین لائی ہون ۔ بادشاہ گلزار شاہ نے امیرزادہ سے پوچھا تو کس قصد سے یہان آیا ہے خنفلہ نوجوان نے کہا یا بزرگ تور بن فرامرز کی رہائی کے واسطے ۔ اُس کے باپ فرامرز نے اپنا مسلمان ہونا فرزند کی رہائی پر منحصر کیا ہے بعد ازان امیرزادہ نے از اول تا آخر اپنی سرگذشت بیان کی ۔ گلزار شاہ نے پوچھا تو یہان بطور خود آیا ہے یا کسی نے بھیجا ہے ۔ خنفلہ نوجوان نے کہا ابیض شاہ ہدایت بخش نے عالم رویا مین مجھے یہان آنے کا مجاز کیا بلکہ یہ بھی ہدایت فرمائی ہے کہ اُس بزرگ کی قبر کی زیارت کرون جو کوہ لاجوردمین ہے اور کوہ لاجورد اسی طلسم مین ہے اور یہ شہر اس کی سرحد ہے ۔ گلزار شاہ نے جو یہ عبارت امیرزادہ

کی زبان سے سُنی بغلگیر ہوا اور بہ تکلف مہمانی کی جب شب ہوئی گلزار شاہ نے اُس مسجد عالی اور تمام مکانات گرد و پیش اور در باچہ مین روشنی چراغان کرائی اُس وقت خنظلہ کو زمین و آسمان کے مابین ایک دریا روشنی موجزن نظر آتا تھا پریزادان مہوش کے رقص و سرود نے جو تقریبا ہر درخت کے سایہ مین سامعین کی غمزدائی کر رہا تھا اِس کیفیت کو اور بھی پر لطف کر دیا تھا

وقت صباح گلزار شاہ نے امیرزادہ خنظلہ نوجوان کو تخت روان پر سوار کیا اور کوہ لاجورد کی طرف روانہ ہوا۔ قریب ظہر اُس کوہ فلک نشان پر پہونچے۔ وہ کوہ بیخ سے قلہ تک سمن و یاسمن اور لالہ و بنفشہ وغیرہ گلہائے رنگارنگ سے مثل صفحہ گلدستہ آراستہ ہو رہا تھا۔ اور چشمہ ہائے آب شیرین و انہار مصفا و پاکیزہ ہر طرف جاری ہین بالائے کوہ ایک گنبد لاجورد گنبد فلک کی صورت مدور و مرتفع بنا ہوا تھا اور گنبد کے سامنے ایک باغ دلکشا بعینہٖ نمونہ جنت تھا۔ گلزار شاہ امیرزادے کو گنبد مین لایا۔ گنبد مین ایک قبر سنگ مرمر کی تھی جس پر چند غلاف پارچہ استبرق پڑے ہوئے تھے اور ایک لوح زمردی قبر کی بالین پر نصب تھی اور کچھ عبارت بخط جلی لکھی ہوئی تھی امیرزادہ نے جو بعد فاتحہ لوح کی عبارت کو نظر غور سے دیکھا وہ اُسی زبان مین لکھی ہوئی تھی جس سے خنظلہ واقف تھا اور اُس کا مضمون یہ تھا

اے واردہ گنبد اول ہزار بار صلوات سید کائنات کی روح پر فتوح کو بھیج بعد ازان آگاہ ہو ہر چند کہ تو طلسم کشا نہین فقط طلسم کشا سے ایک نسبت بعیدہ رکھتا ہے۔ لیکن بوجہ حق پرست ہونے کے یہ منصب تیرا ضرور ہے کہ اسیران طلسم ثمر بخش سلیمانی کو نجات دے اُنکو حاکم طلسم کی معرفت بہم پہنچا اور جس شخص نے انکو دیوانہ کیا ہے

اُس سے کہا کہ ایک ایک جام آب دریائے سحر کا جو اسیران طلسم کو پلا کر درہ کوہ سے باہر نکالدے اجنہ خلاف وعدہ کے سمیرون کے درہ کوہ پر بند ہو جاے گا یعنی پہر کسی انسان کو وہ درہ نظر نہین آئے گا

امیرزادہ نے لوح کی عبارت بادشاہ اجنہ کو سنائی گلزارشاہ و حنظلہ نوجوان کو ہمراہ نونہال پری کے مقام مین لایا۔ اجنہ نے اُس جماعت مجنون کو حاضر کیا جو دشنہ کوہ مین رہتی تہی۔ اور نونہال پری نے ہر ایک دیوانہ کو ایک ایک جام لبریز دریاے کا پلایا جو دیوانہ جام آب پیتا تہا اول بیہوش ہو جاتا تہا بعد ازان ہوش مین آتا تہا جب سب دیوانون کے حواس درست ہو گئے انہون نے وطن جانے کے لیئے درخواست کی۔ اجنہ نے انکو دہند کوہ پر پہونچا دیا۔ بعد ازان اجنہ نے تور بن خرامز کو پیش کیا چونکہ اُس کا عشق صادق تہا چشم حیرت نونہال پری کی صورت دیکہتا تہا اور دم سے ہاے کرتا تہا۔ تا آنکہ نونہال پری نے اس کو بہی جام آب پلایا تو وہ بہی پیشتر اول بیہوش ہوا پہر ہوش مین آیا۔ اب وہ بے تابانہ ہوئے و ہوا جاتی رہی مگر نونہال پری کی جانب سے آنکہ نہ ہٹاتا تہا۔ حنظلہ نے تور کو اپنے پاس بلایا اور اُس کے سر پر دست شفقت رکہہ کر تمام سرگذشت سنائی۔ تور نے بصدق دل اسلام قبول کیا اور رفقا مین داخل ہوا

حنظلہ نے خلوت مین گلزار شاہ سے کہا۔ اے بادشاہ تور بن خرامز کا حال نونہال پری کے عشق مین نہایت بد ہے اُس پر مہربانی فرمائین۔ گلزار شاہ نے کہا نونہال پری میری دختر جبین زیب کے اختیار مین ہے تم اس وقت رخصت ہو مین جلد اپنے ملک بہار قاف مین اب آجاؤن گا تو تمہاری خاطر ضرور تور کے بارے

مین کچھ سلسلہ جنبانی کرون گا۔ گوہر زیب نے منظور کر لیا۔ پھر جہان تم ہوگے اطلاع کی جائے گی

گلزار شاہ نے اکثر تحائف طلسم شہزادہ کو دئے جن مین ایک اسپ قد وش بادرفتار کتل شبدیز ہم پلہ تھا۔ جو خاص دشت طلسم مین پیدا ہوا تھا۔ تور بن فرامرز کو بھی چند تحائف اور ایک اسپ اس کے حسب شان دیا اور بوقت رخصت یہ نصیحت کی کہ سید المرسلین پیغمبر آخرالزمان کی محبت کسی حال مین دل سے محو نہو۔ گو فی زمانہ شریعت عیسوی شائع ہے۔ مگر آفتاب خاتمیت جلد طالع ہونے والا ہے۔ حنظلہ نوجوان اور تور بن فرامرز کہلندہ پری زاد پر سوار ہوکر درہ کوہ پر پہونچے اور جن نے اسباب پہونچا دیا

پھر جو درہ البرز دانا و فرامرز شاہ و ملک خرزاد و غضنفر نوجوان مع رفقا دامنہ کوہ پر آ گئے تھے روز سوم ناگہان ایک غبار تیرہ و تار دامنہ درہ سے متصاعد ہوا اور جب تک فرامرز شاہ و غیرہ ہوشیار ہون وہ غبار ایک عالم کے گرد محیط ہوگیا اُس وقت ایک کو دوسرے کی صورت نظر نہ آتی تھی۔ ایک لمحہ کامل تاریکی محیط رہی بعد ازان رفع ہوئی۔ ہر ایک نے اپنے کو ہیئت اصلی پر دیکھا الا تمام دیو نے گم ہوگئے تھے۔ فرامرز شاہ کو تور کے گم ہوجانے سے نہایت صدمہ ہوا لیکن دو ساعت کے بعد تمام دیو آئے بہ ہوش بحالی حواس دامنہ درہ سے باہر نکلے۔ فرامرز شاہ نے اُن مین سے ایک کو پوچھا اے شخص تو کس حال مین گرفتار تھا اور اب تیری تندرستی کی کیا وجہ ہوئی اُس مرد نے کہا اے شہریار مجھے فقط یہ یاد ہے کہ ایک نازنین صنم نے مجھے بار قصر بلایا اور بدست خود ایک جام شراب پلایا۔ بہر دیتے ہی جام شراب کے مین

ایسا غافل و لایعقل ہوا کہ حال و استقبال کی کچھ خبر نہ رہی جب بار دگر اسی نازنین نے
جام دویم پلایا ہوش و حواس درست ہو گئے مین نے وہان سے بخط مستقیم درہ کو
کی راہ لی اور جان کو غنیمت سمجھا۔ ملک زادہ تور کی صورت بھی مینے نہین دیکھی بوقلیم
دانا نے کہا اے فرامرز شاہ مبارک ہو کہ حنظلہ نوجوان اور تور بھی قریب تر پہونچتے
ہین ہنوز یہ تقریر ختم نہ ہوئی تھی کہ دو سے ایک سیاہی نظر آئی۔ غور سے جو دیکھا
نہ سواری تور بن فرامرز کی تھی بلباس مکلف مرکب برق رفتار پر سوار بشوکت تمام
درہ کوہ کی طرف سے چلا آتا تھا۔ فرامرز شاہ بیتابانہ فرزند کے استقبال کے واسطے
گیا اور گلے سے لگا کر کہا۔ سچ بتا اب تیرا کیا حال ہے تور نے کہا اے پدر
عالی قدر الحمد للہ چند لحظہ مین تمام حقیقت تم کو ظاہر ہوئی جاتی ہے اب تم جملہ
سردار و امرا کی جمعیت سے امیرزادہ نامدار حنظلہ بن صفوان کے استقبال کیواسطے
چلو۔ جس کے قدم مبارک کی طفیل مجھے تمہاری خدمت مین پہونچنا نصیب ہوا۔ بلکہ
چند شتر بار برداری بھی ساتھ لے لینا

بوقلیم دانا و فرامرز شاہ وغیرہ اسی وقت استقبال کے واسطے روانہ ہوئے
اور نقارہ نواز آگے چل تمام امیرزادہ کو شہر عنصریہ مین لائے حنظلہ نوجوان نے
اپنی حقیقت سنائی فرامرز شاہ مسلمان ہوا اور غضنفر نوجوان فرزند ملک خزداد
کا اپنی دختر جہرہ بانو سے عقد کر دیا

بعد اختتام مجالس طرب سے حنظلہ نوجوان والبوقلیم دانا شہر حشامیہ کی طرف
روانہ ہوئے۔ فرامرز شاہ عنصری و ملک خزداد عسکری بھی مع خدم و حشم ہم سفر ہوئے
یہان حشمشاہ ان نوجوانون کی یاد مین ملول رہتا تھا۔ ناگاہ ایک دن ایک جاسوس

نے خبر دی کہ دو نوجوان چنگل شہزادہ ولشکر سے پایان بتقریب اسکے ہین جنگ
تین کہ مستعد ہے اسکے واسطے گیا وہ ملا دیا وقت ملکہ شہر مین اورانکو بہو نصیب
سے منتقل کیا

ایک ہفتہ کے بعد ملکہ النجیم نے ان کی تمامی کا جلسہ ختم ہو مین فرامرز شہ
اور ملک شہزاد جنسیت اور شہزادہ نوجوان اور النجیم دانا بو عقیع تجار بعزم خورستان
کشتیون مین سوار ہوئے نورین فرامرز اور شہزادہ ہرمن بہزاد سے بہی رفاقت اختیار کی

احوال صاحبقران فلک تخت شاہنشاہ شہزادہ شجیع تاج بخش

اسی جلد مین صاحبقران اعظم کا احوال یہان تک بیان ہوا ہے کہ ملکہ حورانہالک
بنت ملک عنتر کے خلوت خانے مین صاحبقران اعظم نے الکلیل الالک سے
ملاقات کی۔ راوی کہتا ہے کہ شہر مین چند روز اسی شغل مین گذرے کہ صاحبقران
مع رفقا دن کو شکار کہیلتا ہے اور شب کو شہزادہ الکلیل اور ملکہ حورانالک کے پاس
جاتا ہے۔ خسرو قمیر دل اور نا ہید اندلسی اور غیرت افروز بہی اُس مجلس مین شریک ہوتے
ہین اسی اثنا مین ملک عنتر کی آمد آمد ہوئی جو شہر اندلس مین نا ہید اندلسی کے عقد
کی خواہش مین مع فوج ولشکر گیا تہا

صاحبقران اعظم نے مہتر مسیح السیر اور مہتر نسیم کے مشورہ سے ایک کشتی خریدی
اور ملکہ حورانہالک نے اپنی مادر سے باغ مین جانے کی اجازت لی جو شہر سے چار کوس
پر برلب دریا واقع تہا۔ جب ملکہ حورانہالک کی دایہ جو فتانہ تندخو کی مان ہے اور دی

ین ہوگئین۔ بارے اتفاقاً اُس کشتی مین سوار ہوئین جسمین صاحبقران اعظم
کلیل الملک اور خسرو اور ناہید اور غیرت افروز شام سے وقت کے منتظر زیر دیوار
ی سوار تھے۔ سریع السیر نے بادبان کشتی بلند کر دئے بمجرد اس کے کشتی تیر شہاب
کی مانند ایک طرف روانہ ہوئی

ان کی روانگی کو دو روز گذرے تھے کہ ملک نیک اختر شہر مین پہونچا۔ اُس کو خیال
ا کہ ناہید کو نسیم نے محل مین پہونچا دیا ہوگا برعکس دایہ کی زبان سے ملکہ جو انکے
کے غائب ہونے کی خبر سنی۔ ملول و محزون وزیر کے مشورے سے ہر بندر حاکم
کے نام اس مضمون کے رقعے لکھے کہ ایک کنیز خاص محلسرا شاہی سے گم ہوگئی
ہے اس لئے جو قافلہ تجار وغیرہ شہر سبا سے دریا کی راہ اُس گذر سے گذرے
اس کی تلاش لو اور جسقدر دختران یازدہ سالہ اہل کاروان کے ساتھ ہون حضور
معلیٰ مین بھیجدو

صاحبقران کی کشتی شہر سبا سے کچھ دور گئی تھی کہ سوداگرون کی کشتیان ملین
صاحبقران اعظم نے اپنی کشتی بھی انہین کشتیون مین شامل کر دی یہ سب کشتیان
بندر عمان مین پہونچین جو سلطنت سبا سے متعلق تھا والی بندر نے
کشتیون کا محاصرہ کیا اور کل عورتون کو جو تعداد مین پچاس تھین کشتیون سے اتار
کر حاکم کے پاس بھیجدیا۔ اکلیل الملک اور خسرو نے چاہا کہ دست و گریبان ہون
مگر صاحبقران اعظم نے روکا کہ اول حاکم کی نیت معلوم کرنی چاہئے

حاکم نے ان عورتون کو بعزت و آبرو ایک مکان زنانہ مین اتارا اور انکے
ورثا کو بدین عذر رخصت کیا کہ ایک عورت مفرور کی تلاش ہے۔ ان عورتون کو

ایک عورت دیکھے گی۔ بعدازان جملہ عورتین تمکو واپس کی جائینگی جب صاحبقران اعظم اور اس کے رفقا مع تجار کے رخصت ہوئے حاکم اور اس کے بیٹے نے خود ایک ایک عورت کو دیکھا خدا کی قدرت ناہید اور حورالملک ان دونو کی منظور نظر ہوئین۔ اُن کو اور ان کے اصرار سے فتانہ اور غیرت افروز کو اپنے محلسرا مین داخل کیا اور باقی عورتون کو بحراست سبا کی جانب روانہ کیا

مہتر سریع السیر بہ لباس زنانہ اس مکان مین داخل ہوگیا تھا۔ اس کارروائی کو بخوبی دیکھا اور صبح کو بوضع پیر زال شہر مین داخل ہوا اور مشہور کیا کہ مجھے زن اور مرد کے باہم رضامند کر دینے مین ید طولے حاصل ہے۔ حاکم اور بیٹہ حاکم کو ناہید اور حورالملک نے عذاب الیم مین مبتلا کر رکھا تھا انہوں نے بہ منت وخوشامد اس حرافہ کو بلایا۔ وہ بہ پشت خمیدہ و بہ دست لرزان عصا کے سہارے حاکم اور اس کے بیٹے کے ہمراہ محلسرا مین گئی۔ دیکھا کہ ناہید اندلسی و حورالملک و فتانہ و غیرت افروز لگیے ہاتھ سرنگون و اندوہناک بیٹھی ہین۔ پیرزال عملی نے فتانہ غدار سے کہا اے کنیز تو ہمیں ایک ان عاقلہ صاحب ہوش معلوم ہوتی ہے۔ مگر حیف کی بات ہے کہ اپنی خواتین کو ناکم وقت کے معاملہ مین نہین سمجھاتی فتانہ نے ایک میرفرش سریع السیر کے سر پر مارا اور کہا تیری مانند صدہا زنان دلالہ فاحشہ نظر سے گذر گئی ہین۔ جس حال مین میری خاتونون کو والدین اور شوہرون سے کسی طرح کا تعلق نہ رہا پھر یہ حاکم کون سگ نارشتی ہے۔ خدانخواستہ اگر سہواً بھی کسی مرد کا ہاتھ ان پردہ نشینون کے جسم تک پہونچا ہوتا تو یہ کہ اپنے اور اس اجل رسیدہ کے خون سے محلسرا کی زمین رنگین کر دیتی

پیرزال عملی نے حاکم صنعان سے کہا۔ دیکھا تمنے جنکی کنیز اس قدر غیور و بدمزاج ہے وہ خواتین کس قدر تند طبع ہونگی لیکن آگاہ ہو۔ مجھے از روے علم یہ حال معلوم ہوا ہے کہ تمہارے پسر کی کاربرآری ہونی چندان مشکل نہین کیونکہ برج طالع اس کا خاکی ہے اور اُسکی محبوبہ کا آتشی۔ اگرچہ خاک و آتش کو باہم اتحاد نہین ہے مگر ایسے متضاد بھی نہین ہین۔ مگر تمہارا برج طالع آتشی ہے اور محبوبہ کا آبی۔ ظاہر ہے کہ آب و آتش کا اتفاق ہونا کسی صورت سے قیاس مین نہین آتا۔ لاجرم اس معاملہ مین چند روز کی محنت شاقہ چاہیے اور وہ یہ ہے کہ مین عمال طلسم سے ایک خنجر بناؤنگی اور تمہارے بازو پر باندھونگی۔ یقین ہے کہ اُس نازنین کا دل تمہاری طرف راغب ہو مین دوسرے دن باسامان دعوت آؤنگی۔ تم اس قلعہ مین کوئی ایسا مقام تجویز کرو کہ جن جسکی بنیاد برج دلو کے طالع مین رکھی گئی ہو۔ حاکم نے کہا ایسا مقام ابھی تمہین تجویز کرسکونگی پیرزال عملیہ نے حاکم کے ہمراہ قلعہ کے تمام مکانات کو دیکھا آخر ایک مکان پسند کیا جسکا ایک دروازہ دریا کی جانب تہا حاکم صنعان نے معقول رقم مہتمر کے نذر کی اور بمشکل ایک دن کی رخصت دی

پیرزال عملیہ صاحبقران کی خدمت مین حاضر ہوا اور سب حال عرض کرکے کہا کہ حضور فلان دروازہ کے قریب آتشی موجود رکھیے گا۔ حضرت اس خبر سے نہایت مسرت [illegible]

کہ شب فرد المبادا عت ہو گا اگر تم اپنے ہمراہ اس وقت کے لئے تبدیل کرو تاکہ ساز گاری
ہو۔ قصہ کوتاہ حاکم کا ماخذ خسرو اور اس کے چپ رکھا۔ تمام اکمیل کیا ہو شب مقررہ خود ہی عقد
باندھ لیبو و زان شربت بیہوشی آمیز پلایا اور اہل طرب کو گانے کا حکم دیا۔ صاحب قران اعظم
مع رفقا رقص و سرود کی صدا سے ہوشیار ہو گئے۔ ادھر جنید لمحہ بیتے ہونے پہ مع اتیہ وجہ
کے بیہوش ہو گئے۔ ملاح نے فیر ملکہ تاجیہ وملکہ حور انگاک و فتانہ وغیرت افروز کو مع
سامان نہ وری و زیفہ کے کشتی میں پہونچایا اور حاکم کو خوابگاہ میں داخل کر کے اُس
کے پسر کو بہ لباس زنانہ اسکی بغل میں سلا دیا۔ بعد ازان کشتی پر آکے تمام بادبان
بلند کر دیے وہ کشتی بے ملاح و ناخدا باد تند کے زور سے ہر طرف بہتی ہوئی تین روز
کے بعد دریائے شور میں پہونچی

چھ پہر کے بعد بدر دلپذیر یکے بعد دیگرے ہوش میں آئے اور ہر ایک یہ سمجھ کر
کہ معشوقہ بغل میں ہے۔ ایک دوسرے پر دست درازی کی۔ مگر جلد تر امیدیں ناامیدی
سے بدل گئیں۔ بدر دلپذیر نے تمام محل کو درہم برہم کر دیا مگر پیرزال اور معشوقوں کا کہیں
نشان نہ پایا۔ آخر سمجھے کہ کمبخت ضعیفہ کوئی عیار طرار آیا اور اس نے یہ روغن قاز ہماری
پشم پر ملا

ادھر ملک غضنفر نے مستورات سہولہ کو دیکھا اور حور انگاک کو ان میں نہ پا کر بافسوس تمام
واپس کیا قنطورسیہ ملک غضنفر کو اپنی گمشدہ حورانگاک سے محبت مفرط رہی
اس کی نوبت بہ جنون پہونچی چنانچہ ایک دن دایہ ان کنیزان کی تشفی کو جو ملکہ
ہمراہ ملکہ کے ہمراہ باغ میں گئی تھیں اور ... خوش وقتی ... کی نظر سے
پوشیدہ بلباس فقیری ایک طرف نکل گیا

صاحبقران اعظم کی کشتی بحر شور مین بہی چار روز ہر طرف ہوا کے رخ پر سرگردان
رہی روز پنجم ایک جزیرہ کے قریب پہونچی اس جزیرہ مین ایک مرد قزاقی پیشہ
الغوص غوص نام رہب مربا ایک مختصر قلعہ مین رہتا تہا جب کشتی توپ کی زد
پر پہونچی اہل قلعہ نے کشتی پر گولے برسائے کشتی گولون کی ضرب سے تختہ تختہ
ہوگئی اور صاحبقران اعظم و شاہزادہ اکلیل الملک و خسرو شیردل جہان پہلوان و مہتر
میر لعل سیر و مہتر نسیم و ملکہ یاسمید اندلسی و ملکہ حور انمک سبائی و فتانہ تندخو غیرت نہر
ایک ایک تختہ پر جدا جدا بہہ گئے
حسن اتفاق صاحبقران اعظم شاہزادہ خورشید تاج بخش کا تختہ شکستہ تختون کے
تختون سے جدا ہوا بادل دردناک ابو طالب کلیم کا یہ شعر پڑہا
ہمچو لب خشکی طالع کہ دریائے سرشک دست و پا ہم بستہ و سر دادہ در دریا مرا
روز سوم وہ تختہ پار کنارہ پر پہونچا شاہزادہ بہزار مشکل تختہ سے اترا۔ ایک ماہی گیر
وہان شکار ماہی مین مصروف تہا۔ وہ شاہزادے کو اپنے گہر لے گیا۔ جو ایک
بستی مین دریا کے متصل واقع تہا اور اپنے حسب قدر مہمانی کی ایک ہفتہ کے بعد
صاحبقران کے ہوش و حواس درست ہوئے ماہی گیر سے کہا اے عزیز مجکو
ایک یابو خرید دے اس نے کہا اس کورہ دہ مین یابو کا ملنا محال البتہ یہان کی
چند منزل شہر اموند ہے وہان تمام عالم کی چیزین میسر آتی ہین
صاحبقران اعظم نے اپنے مفلس گر بامروت میزبان کو ایک انگشتری یاقوت
قیمتی بیش قیمت دی اور بعد خرید یابو کے سوار ہوکر روانہ ہوا۔ ماہی گیر نے چندان خشک
تک ساتہ دیا کوہ کی سمت شاہزادہ جنگل کو چلتا تہا اور تمام روز قطع راہ کرتا

روز پنجم ایک ایسے بیشہ پرخار مین پہونچا جس کا ہر خار نوک سنان کا حکم رکہتا
تہا۔ چند ساعت مین دونو کف پا اسقدر زخمی ہوئے کہ ہر قدم اٹہانا دشوار
ہوگیا۔ تاہم چلنا ترک کیا اور خلیل بزبان مین یہ شعر پڑہا

پائے سقیم شدہ از خار دشت بوسیدہ ۔ چارہ بہ زین نتوان کرد تہ پائے مرا

رفتہ رفتہ ایک نخلستان مین پہونچا چشمہ کے پانی سے مونہ ہاتھ دہویا اور
نان خشک کہا کر درخت کے سایہ مین دراز ہوگیا۔ جس وقت جسم مضمحل کو ہوائے
سرد لگی بے اختیار آنکہین بند ہوگئین۔ آج بار چہارم اپنے دلبر کو خواب مین دیکہا۔ ایک
مقام مین پریشان خاطر بیٹہی ہے اور زار زار روتی ہے۔ شاہزادہ بے قرار ہوگیا اور
پوچہا اے ماہ فلک حسن یہ کیا مقام ہے اور تیری پریشانی خاطر کی کیا علت ہی
اس نے کہا اے شاہزادہ عالی قدر بجز اس کے اور کوئی سبب نہین کہ تیرے
شوق دیدار مین بے سر و پا وطن سے نکلی ہون مگر تیرے نام و مقام سے آگاہ
نہین ہون۔ شاہزادہ خورشید نے یہ روایت جہان گداز اس زہرہ صفات کی
زبان سے سنی۔ بے اختیار ہائے کا نعرہ مارا اس کے ساتہ ہی آنکہہ کہل
گئی اور اپنے کو عجب حالی مین مبتلا پایا

جب ہوش بجا ہوئی کیا دیکہتا ہی کہ سلاح جو زرہ بکتر کہی تہی بلکہ الواح الحرز بہی لیجہی غارت کرین وہین باقی تہین
نہین بسے دو بازو پر بندہی تہین اور ایک گردن مین اُوزان تہی موجود نہ پائین۔ جہا ...
کو اس قدر تاسف نہین اسلحہ کی جانے کا غم ہوا مگر الواح محافظ جان کی گم شدگی سے زندگی کی توقع نہ رہی
بہر حال وہان سے پیشتر روانہ ہوا چند لمحہ کے بعد حالت تغیر ہونے لگی رفتہ رفتہ تمام اعضا
... سست اور بیکار ہوگئے دو دن کے بعد جبکہ ... ہوا
آنکہ نہ کہل سکی تہا دوران سر عارض ہوا اور چکر کہا کر زمین پر

گرا۔ قریب ایک دم کے تہا۔ تمام مردمان وہمراہیں آفتاب مکسوف کے گرد پیش جمع ہوگئے۔ اکثر اہل دمہ نے پوچہا اے جوان سچ بتا۔ تو کون ہے اور کس حالت مین گرفتار ہے۔ شہزادے کے کان مین ان آدمیون کے بولنے کی آواز جاتی تہی اور آنکہین بہی واتہین۔ مگر ضعف و ناتوانی کے سبب جواب نہ دیسکتا تہا

شدہ شدہ یہ خبر حارث تاجدار بادشاہ اہواز کو پہونچی جو شکار سے واپس آتا تہا۔ حالانکہ اس کے دو لڑکون مین سے پسر کلان عمر ابن الحارث اسی روز شکارگاہ مین ایک شیر کے مقابلہ مین ہلاک ہوا تہا۔ مگر ازبسکہ رحمدل تہا۔ شاہزادے کے دیکہنے کو آیا۔ جسوقت جمال صاحبقرانی دیکہا ہوش جاتے رہے۔ بیتابانہ تخت سے اترا اور سر زانو پر رکہکر [illegible] کہا اے فرزند تجہے قسم ہے اسی خداے رب العزت کی جس نے حسن یوسف و شوکت سلیمان کو تیری ہی ذات مین یکجا جمع کیا ہے سچ بتا کہ [illegible] کیسے اور کس حالت مین گرفتار ہے۔ صاحبقران کو اگرچہ کچہ بہی ہوش ہوتا حارث تاجدار کو جواب دیتا۔ القصہ گم شدہ کو شاہزادہ کے لئے بمنزلہ ارواح ثلثہ سمجہنا چاہئے جو روح طبعی و حیوانی و نفسانی سے عبارت ہے

جب شاہزادے نے لب تک نہ ہلایا۔ حارث تاجدار نے اپنے تخت پر سوار کیا اور شہر مین لاکر اطبا اور عزیمت خوانون کو بلایا ہر ایک نے اپنے اپنے قیاس کے موافق تدبیر کی مگر کچہ فائدہ نہ ہوا ایک طبیب [illegible] ہرگز [illegible] حکماء شہر تباہ [illegible] کہتا اے بادشاہ اکثر [illegible]

سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ جوان مرد کسی پر عاشق ہے اور عشق نے صحرا دل کو
پہونچ گیا ہے اب جب تک شربت وصل معشوق اور کوئی دوا موثر
نہ ہو گی

جس وقت والا فطرت وزیر اعظم نے بادشاہ کو صاحب قران اعظم کی
علالت طبع کے باعث حد سے زیادہ ملول و پریشان دیکھا عرض کیا
خداوند نعمت میری رائے میں اس جوان کا علاج معمولی اطبا [illegible]
سے محال ہے اگر حضور اجازت دیں میں ارضیائے عابد کی خدمت میں جاتا
جو ہم زاہد و ہم طبیب و ہم حکیم ہے اور حضرت آصف بن برخیا کے ایک شاگرد
خاص کی اولاد سے ہے عابد موصوف کوہ تجرد پر رہتا ہے جو ایک جزیرہ
میں واقع ہے اور کسی سے ملاقات نہیں کرتا لیکن کیا عجب ہے
کہ اس جوان کا حال سنکر رحم کرے بادشاہ نے کہا جلد جاؤ
اور جلد جاؤ

والا فطرت اسی وقت روانہ ہوا اور شب و روز قطع راہ کر کے
قلیل عرصہ میں کوہ تجرد پر پہونچا وہاں دیکھا کہ ایک گنبد مختصر بنا ہوا ہے
اور گنبد کے گرد ایک باغیچہ پربہار و با کیفیت ہے والا فطرت نے
گنبد میں جا کر کمال ادب سے عابد کو سلام کیا عابد نے پوچھا تم کون ہو اور اس
مقام میں کس خیال سے تکلیف کی والا فطرت نے شہزادہ کے حسن و جمال
و شوکت و جلال تفصیل بیان کر کے علالت کی کیفیت بیان کی عابد نے کہا
یہاں تک ہر ایک شخص نہیں پہونچ سکتا اول تجھ سا [illegible]

احد پیر اُس جوان کی حالت سے حیرت ہوتی ہے چلو اس کو دیکھوں

جب عابد و وزیر شہر کے قریب پہونچے حارث تاجدار باستقبال شاہانہ عابد کو شاہزادے کے بالین پر لایا جس وقت ارضیاے عابد نے شاہزادہ کی صورت دیکھی بے اختیار فتبارک اللہ احسن الخالقین زبان سے نکلا اور صاحبقران کے پہلو میں بیٹھ کر نظر غور دامتیاز سے دیکھا بعد ازان فرمایا ہے عشق نہ سایہ و آسیب لیکن میں پریون کو جو میری معتقد ہیں بلاتا ہوں حارث تاجدار نے بیرون شہر ایک میدان وسیع میں پریزادون کے لئے خیمہ و خرگاہ برپا کرائے

ارضیائے عابد کے حسب الطلب ملکہ حور طلعت پری فرمانروائے تکہ سویم قاف تین ہزار نازنینوں کے ساتھ آئی اُس کی دختر دوازدہ سالہ روشن جبین پری بھی ساتھ تھی جس کو خدا نے ایسا حسن روشن و جمال فروزان عطا فرمایا تھا کہ اوس کے ضیا سے مہر و ماہ کی آنکھیں خیرہ ہوتی تھیں سہلے روشن جبین کے ملکہ حور طلعت نے ایک ایک پری کو شاہزادے کے روبرو پیش کیا مگر اس عالیجناب نے کسی کو نظر التفات سے نہ دیکھا اوس وقت بالین پر ہمہ ضعف و ناتوانی بلب تبسم ریز یہ قطعہ پڑھا

آنکہ از من برد دل عالیجناب دیگر است   زان کہ آتش زدہ جانم آفتاب دیگر است
ماہ جبینا بجمال خود نقاب انگن مشوید   کان ماہ عالم فروز من در نقاب دیگر است

چار دن میں تمام پریزادیں شاہزادے کی نظر اثر سے گذر گئیں ارضیاد و حارث تاجدار نے مایوسانہ ایک دوسرے کو دیکھا ملکہ حور طلعت پری متحیر

ہوئی اور دلہین کہا اے حور طلعت اس خورشید اوج اقبال و مہ برج کمال
کے عاشق ہونے مین ہرگز شبہ نہین مگر اُس نازنین کو دیکھنا چاہیے
کہ جس پر یہ مفتون ہے او مفتون بہی ایسا کہ قریب مرگ پہونچ گیا ہے شکر ہے
کہ مین نے اپنی دختر کو وابرد ہونے کا حکم نہ دیا ورنہ مفت ندامت ہوتی۔ راوی
کہتا ہے کہ ملکہ حور طلعت نے بجائے خویش روشن جبین پری کو شہزادہ
کی نظر سے بچایا مگر اوس نے شہزادے کو دیکھا اور اسکی بیمار محبت
کی بسمل ہوگئی

الغرض عابد نے ملکہ حور طلعت کو رخصت کیا بعد ازان حارث نامدار
سے کہا اے بادشاہ اب مین تم سے زیادہ اس جوان کا ہمدرد و
خیر طلب ہون جو ضرور کسی بادشاہ عالی جاہ کا لخت جگر ہے لیکن اسکے
علاج کرنے سے مجھے زیادہ کسی زبردست شخص کی ضرورت ہے چنانچہ
مین اب مدینۃ الحکما مین حکیم بزرگ استقلینوس الہی کے پاس جاتا ہون
بس دانائے اسرار حکمت و مقبول درگاہ صمدیت کے بغیر اس مرض محلل روح
کا تیمار کسی سے ممکن نہین

احوال خسرو شیر دل و والدہ خاتون مہرخ الپیر اور پیدا ہونا الواح کا

جس وقت دریائے عمان مین صاحبقران کی کشتی ترک ہوئی اور ایک
رفیق ایک ایک تختہ شکستہ پر بہہ گیا ازان جملہ خسرو شیر دل کا تختہ مدہ زدہ ہو کر مرو

بیٹھی ہیں کو اس وقت بجز دعا و مناجات کچھ چارہ نہ تہا تا آنکہ روز سویم وہ کشتہ
ایک کوہ عالی شان کی بیخ میں پہونچا - ایک درخت کثیر الفروع کہ کوہ میں تہا - اس
شاخیں اس کی اس قدر نیچی ہیں کہ آب دریا سے مل گئی تہیں خسرو شیر دل
شاخون کے وسیلہ سے بہزار مشکل نکلا اور بہ مشقت تمام بالائے کوہ گیا وہان دیکھا
کہ ایک درخت انار کے سایہ میں ایک نازنین شعلہ رو ہمہ تن عبادت الہی
میں مصروف ہے

ایک ساعت میں وہ نازنین عبادت سے فارغ ہوئی خسرو شیر دل نے اس سے
کہا اے خواہر تو کون ہے - اور یہان قیام کی کیا صورت ہے - اس نازنین
نے کچھ انکار و تامل کے بعد کہا اے برادر والدین نے میرا نام مالحہ خاتون رکہا تہا
مگر گردش زمانہ نے عشرت افزا خطاب دیا ہے - بعد ازان مالحہ خاتون نے از اول
تا آخر قصہ اپنا سنایا یہاں تک تو ہمارے ناظرین ملاحظہ کر چکے ہیں کہ حاکم سرندیپ نے
ملکہ مہرو جبین خطائی کو جو لباس مردانہ میں داخل تہی - اپنی ساقی گری کے واسطے
رکہا اور مالحہ خاتون کو بحر وہان سے نکلوایا بعد کا قصہ اس طرح ہے
عشرت افزا نے کہا - جب میں ملکہ مہرو جبین سے جدا ہوئی اسی لباس
مردانہ میں چند سوداگرون کے ہمراہ بندر کنک میں پہونچی - وہان سے کاروانسرا
میں ایک حجرہ کرایہ پر لیا - دوسرے حجرے میں ایک اور سوداگر فروکش تہا
اس کی نیت ... وہ اپنی سمجھی کہ میں عورت ہوں اور مجھے اپنے حجرہ میں لے گیا
چند ایام ... بہ جانب روم کو روانہ ہوئے - مدت دراز کے بعد کشتی ہماری اس کوہ
کے قریب پہونچی - مالحہ خاتون نے سوداگر سے کہا - اس کا کیا نام ہے - بلا کوہ

چشمہ ہائے آب شیرین و درختان سیب و انار وغیرہ کثرت سے ہیں۔ ملاح
اور خادم واسطے آب و میوہ کے اُدہر گئے۔ زن و مرد بطور تماشا کوہ کے اوپر آئے
میں اس درخت کے سایہ میں آئی اور ایک انار کہا کر آب چشمہ پیا اور آرام
کے لئے دراز ہو گئی۔ خدا کی قدرت۔ ایسی غافل ہوئی کہ شام تک آنکہ نہ کہلی
جب بیدار ہوئی۔ اہل کشتی روانہ ہو گئے تھے اُس دن سے اس کوہ پر
لطیفہ غیبی کی منتظر ہون۔ اب تم مجہے اپنی سرگذشت سناؤ۔ خسرو شیر دل نے
اپنا اور صاحبقران اعظم کا قصہ مفصل سنایا۔ عشرت افزا نے کہا۔ تمہارے شاہزادہ
اور میری ملکہ کی صورت واقعات بالکل ایک ہے کیا عجیب ہے کہ یہی دونو باہم
طالب و مطلوب ہون

ایک ہفتہ خسرو شیر دل اور عشرت افزا اُس کوہ پر رہے۔ روز ہشتم ایک کشتی
وہان پہونچی۔ عشرت افزا نے پہر لباس مردانہ پہنا۔ اور اُس کشتی میں سوار ہوئی
جو ایک سوداگر خواجہ عزیز کی ملکیت تہی۔ خواجہ اُن سے بہ خاطر و مدارات پیش آیا
چند روز کے بعد کشتی اُس شہر میں پہونچی۔ خسرو شیر دل و عشرت افزا نے سوداگر سے
رخصت ہو کر شہر میں ایک مکان کرایہ پر لیا

خسرو کا ایک دن ایک بازار میں گذر ہوا۔ کیا دیکہتا ہے کہ سر راہ ایک مکان عظیم تہا اُن
کے دروازہ پر اکثر عائد شہر کرسیون پر بیٹہے ہوے ہیں اور خسرو دخترہی کی خبر
میں ناگاہ ایک پیر مرد سیاہ پوش نے جو اس مکان میں مقیم ہوتا تہا ایک نعرہ
حسرت ناک مارا اور زار زار رویا۔ خسرو کہ خود درد رسیدہ تہا بیتاب ہو گیا اور آگے بڑہ کر
سے اُس پیر مرد کا حال پوچہا اُس نے کہا اے نوجوان کیا تم کو نہین معلوم یہ حجلہ زار ہے

شہر کے سوداگرون کا سردار ہے اُس نے روم مین جا کر اپنے پسر سعد نوجوان کو خواجہ نظام جہانگرد کی دختر سے منعقد کیا۔ واپسی کے وقت سمندر مین طوفان آیا اور سعد نوجوان کی کشتی جسمین اُس کی بیوی بھی تھی شکست ہو گئی۔ خواجہ سعید اسی دن سے پسر کے غم مین سیاہ پوش ہے خسرو شیردل نے مکان مین آکر عشرت افزا سے یہ خبر نہایت مسرت سے بیان کی مگر عشرت افزا نے بحالت عدم موجودگی سعد نوجوان کے خواجہ سعید کے پاس جانا منظور نہ کیا

دوسرے دن صبح کے وقت خسرو شیردل مکان کے دروازہ پر بیٹھا تھا۔ ناگاہ دو شخص سر بازار ملاقی ہوئے ایک نے دوسرے سے کہا: اے جنید تو شہر اہواز سے کامیاب آیا یا کیا صورت واقع ہوئی جنید نے کہا۔ کامیابی کس طرح ہوتی کہ بادشاہ اہواز ایک طرفہ فکر مین مبتلا ہے۔ ایک غربت زدہ جو حسن یوسف رکھتا ہے کسی طرف سے بحالت بیماری وارد ہوا ہے کہتے ہین کہ اس کو مرض عشق ہے بادشاہ اُس کی بیمارداری مین تمام کامون سے معطل ہو رہا ہے شہر اہواز مین مشہور ہے کہ اس جوان بیمار کی خاطر جو غالباً کسی ملک کا شاہزادہ نالیجا ہے ایک عابد مرتاض نے پریزادان صاحب حسن وجمال کو پردہ قاف سے طلب کیا مگر اُس نے کسی کو بنظر توجہ نہ دیکھا خسرو شیردل نے جنید سے اُس جوان کا قیافہ دریافت کیا اس نے صورت و ترکیب اعضا بیان کی

خسرو شیردل مضطربانہ عشرت افزا کے پاس آیا یہ قصہ بیان کر کے کہا بیشبہ وہ میرا شاہزادہ ہی ہے اب مین اہواز کو جاتا ہون عشرت افزا بھی باصرار ہمراہ ہو گئی دونو چند روز مین اہواز مین پہنچے اُس روز تجارت تاجدار صاحب جمال

کو تخت بیرون شہر سے بوزرگ مین لایا تہا اور تمام اہل شہر شاہزادہ کی صحت و
سلامتی کے واسطے درگاہ باری مین دعا و مناجات کر رہے تہے۔ خسرو تنزل
سے اُترا پا مرکب سواری شہزادے کو سونپا اور خود مجمع خلائق مین آیا۔ جس وقت
نزدیک پہونچا نظر اول مین صاحبقران کو پہچان لیا۔ مگر چہرہ جو آفتاب کی مانند
مشتعل تہے ضعف و ناتوانی کے باعث پژمردہ ہو گئے تہے اور آنکھین بند تہین
خسرو شیردل بے مضطر ہو کر ایک ایسا نعرہ بلند مارا کہ تمام حاضرین معرکہ نے
سنا بعد ازان سر اپنا صاحبقران اعظم کے پانو پر رکہدیا اور بچشم اشکبار کہا اے شہریار
پروانے خدا آگہی بخشو۔ کہ بغیب دشمنان کس مرض مین مبتلا ہو۔ صاحبقران
کے کان مین خسرو شیردل کی آواز آشنا معلوم ہوئی بمشکل آنکہ کہولکر دیکہا اور
پہچانا مگر بات کرنے کی طاقت نہ تہی اشارہ سے کہا افواج لخزر گم ہو گئی ہین
جلادت باجدار نے جو یہ تماشا دیکہا سمجہا کہ یہ جوان شاہزادے کا متوسل
ہے۔ بیتابانہ خسرو کے پاس آیا اور پوچہا اے جوانمرد تو اس جوان سے کیا
علاقہ رکہتا ہے اور اس عالی نژاد کا حسب و نسب کیا ہے اور اس کو مرض کیا
ہے۔ خسرو نے کہا مین اس جلیل القدر کا ادنےٰ ملازم و غلام ہون حسب و نسب
بیان کرنے کا مجاز نہین مگر مرض کا حال عرض کرتا ہون ایک مرتبہ پہلے بہی شاہزادے
کو یہ بیماری لاحق ہوئی تہی ایک حکیم یزدان پرست نے جو شاہزادے کا مربی و سرپرست
ہے تین الواح منقش بہ تکسیر اسمائے اعظم شاہزادے کے واسطے بنائین انمین
سے دو لوحین بازو پر باندہین اور ایک لوح گردن مین ڈالدی معلوم ہوتا ہے
کہ تمہارے ملک کی سرحد مین شاہزادہ کسی مقام مین بے خبر سویا اور عالم غفلت

کوئی فوج مکار زد ا الواح سہ گانہ و سلاح جواہر نگار لے گیا وہ الواح پیدا ہون یا حکیم صاحب تشریف لائین یہی دو صورتین شفا کی ہین۔ حارث تاجدار نے تمام احوال بیان کر کے کہا۔ کیا عجب ہو کہ اوضیائے عابد حکیم بزرگ اقلیقوس ابنی کو ہمراہ لائین اور مین الواح کی تلاش کرتا ہون

والا فطرت دستور اعظم نے حسب الحکم ولا قین اطراف کو بلایا۔ انہون نے کہا ہمنے شاہزادے کو بے خود افتادہ دیکھا ہے۔ اُس وقت سلاح و الواح اُس کے پاس نہ تہے تاہم تلاش کی جائے گی۔ لیکن اگر در قلعہ باغی کا ملازم و متعلق ہو تو عالم مجبوری ہے

راوی کہتا ہے کہ ماہی گیر سے رخصت ہو کر جس راہ سے شاہزادے اہواز کو آیا تہا اس کی اطراف مین ایک قلعہ حصن الحدید نام نہایت مستحکم و مرتفع بے بلندت اہواز کا خزانہ قدیم الایام سے اُسی قلعہ مین رہتا چلا آیا ہے۔ اُس کا حاکم ایک مرد بہادر زمان قلعہ شبر زدیسے چند سال سے قلعہ باغی ہو گیا ہے حارث تاجدار نے چند پہلوانون کو وقتاً فوقتاً بہیجا مگر وہ قلعہ فتح نہوا

حارث تاجدار شام کے وقت شاہزادے کو معبد سے شہر مین لے آیا اور ایوان خاص کے ملحق جہان شاہزادے کا تخت رہتا تہا خسرو شیردل اور عشرت افزا کو مقیم کیا عشرت افزا نے جس وقت سے شاہزادے کی حالت دیکہی ہے کوئی لحظہ اُس کی آنکہ سے آنسو موقوف نہین ہوتے اگرچہ صاحبقران کو بباعث ضعف دل و دماغ قوت نطق و طاقت نشست و برخاست نہین ہے مگر خسرو شیردل کے آنے سے کہ ایک رفیق صادق العقیدہ ہے فی الجملہ طبیعت کو تقویت حاصل ہوئی ہے اور

صبح و شام قدرے قلیل غذا کرتا ہے حالانکہ قبل ازین بحر بشور رہا اور کچھ اندیشہ نہ کھاتا
تھا وہ بھی کسی کے تقاضا سے

ایک روز بادشاہ اہو حسب عادت صاحبقران اعظم کے پاس آیا لیکن نہایت مکدر و
بے دماغ تھا۔ خسرو شیردل نے پوچھا لقیب اعدا آج مجھے مزاج مبارک مکدر معلوم ہوتا
ہے۔ حارث تابدار نے کہا اس طلحہ بد کردار نے خواجہ شمس سوداگر کہ میرا آشنا ہے قدیم
سے لوٹا اور اس کے فرزند کو باندھ لیا میں نے ایک سردار ضیغم شیر شکار کو اس بد اطوار
کی تنبیہ کے لئے بھیجا۔ مگر آج سنا کہ ضیغم نے شکست کھائی اور زخمی ہو کر واپس آتا ہے
صاحبقران اعظم نے خسرو شیردل سے اشارہ سے کہا کہ تم اس مہم پر جاؤ۔ خسرو نے حارث تابدار
سے پوچھا خواجہ شمس کہاں ہے حارث نے کہا خواجہ شمس نابینا ہے
اپنے نور نظر کے علاج کے لئے شہر بصرہ کو گیا ہے قریب تر آجائیگا

خسرو شیردل پانچ ہزار سوار چیدہ کی جمعیت سے طلحہ شیر زور کے مقابلہ کے واسطے
گیا اور قلعہ حصن الحدید کے مقابل اپنے لشکر کو قائم کیا۔ طلحہ بھی دس ہزار فوج کے ساتھ
قلعہ سے برآمد ہوا۔ دوسرے دن بعد ترتیب صفوف طلحہ کا سپاہ سالار سلطوق تیغ زن
میدان میں آیا اور مرد مقابل طلب کیا۔ خسرو شیردل بہ نفس نفیس اس کے روبرو گیا
سلطوق نے ایک نیزہ مثل زبان مار جان پہلوان کے سینے پر مارا خسرو نے
سلطوق کے ہاتھ سے نیزہ چھین لیا اور وہی نیزہ اس کے زنجیر کمر میں بند کرکے
بقوت بازو سے جھٹکا سلطوق کو سنان نیزہ پر اٹھا لیا۔ سر سنگ دست و پا بستہ
سلطوق کو اپنے لشکر میں بھیج دیا۔ اس روز خسرو شیردل نے پانچ پہلوانان زبردست
کو [illegible] سینہ پر زخم لگے کاری لگ گئے

دوسرے روز طلحہ شیر زور بذات خود خسرو شیر دل جہان پہلوان کے مقابل ہوا۔ چار پہر کامل دونو جوان نیزہ بازی کرتے رہے۔ آخر جہان پہلوان نے طلحہ کا نیزہ اپنے نیزہ کی ضرب سے زمین میں گرا دیا۔ پھر عصر تک باہم شمشیر بازی کی۔ بعد ازان چند ساعت ہنگامہ کشتی برپا رہا۔ آخر کار خسرو شیر دل نے طلحہ کے پٹکے کمر میں ہاتھ ڈال دیا اور چاہتا تھا کہ سر سے بلند کرلے۔ مگر طلحہ نے باین چستی و چالاکی تیغ بجری کمر پٹکہ قطع کی کہ خسرو کو آگہی نہوئی اور بے محابا اپنے لشکر کی طرف بھاگا اور مع لشکر قلعہ میں داخل ہو گیا۔ تمام خیمہ و خرگاہ مع مال و اسباب خسرو شیر دل کے تصرف میں آئے

خسرو شیر دل نے چند بار قلعہ پر یورش کی اور سعی و جہد میں کوئی درجہ باقی نہ رکھا مگر کشائش قلعہ کی کوئی صورت نہ نکلی۔ روز چہارم اسی خیال و ملال میں بہلانے کے واسطے سوار ہوا۔ عین صید بازی میں ایک طرف سے شور و غل کی آواز کان میں آئی خسرو نے ملازموں سے پوچھا یہ کیا غل ہے۔ ایک قراول نے کہا صاحب ایک جوان چست و چالاک جرأت مجسم بوضع عیاران طرار اس طرف سیر کو بھی آیا۔ اور اس نے چند لمحہ میں چند آہوان صحرائی کا شکار کیا۔ ایک قراول اسکے پاس گیا اور کہا اسے مرد شاید تو دیوانہ ہے کہ صید گاہ شاہی میں شکار کھیلتا ہے اسنے قراول کو سخت سست کہا۔ دیگر قراولوں نے جو یہ دیکھا اس صید افگن کے روبرو جمع ہو گئے۔ وہ باخنجر بران آتش بہرگشن با شعلہ جوالہ کی مانند قراولون کے گروہ میں در آیا اور طرفۃ العین میں دس بارہ آدمیوں کے سر گروہون پر زخم لگا گئے یہ اسی شخص کی معرکہ آرائی کا شور و غل ہے

خسرو شیر دل نے کہا اُس سے جنگ موقوف رکہو اور ہمارے پاس بُلا لاؤ چند ملازم گئے اور واپس آکر کہا پیر دمرث ہر چند ہمنے منت و خوشامد کی اور کہا ہمارا آقا تمہاری ملاقات کا مشتاق ہے مگر وہ راضی نہوا۔ اور یہ سخت زبانی جواب دیا۔ مین تمہارے آقا کا ملازم نہین کہ حسب الطلب چلا چلون۔ اگر وہ مجسے ملنے کی آرزو رکہتا ہے خود میرے پاس چلا آئے۔ خسرو شیر دل خود وہان گیا جب نزدیک پہونچا کیا دیکہتا ہے کہ مہتر مہتران سریع السیر نامدار ہمہ تن کباب زنی مین مشغول ہے خسرو نے بے اختیار نعرہ خوشی مارا اور کہا اے برادر گرامیقدر سریع السیر السلام علیکم و قلبی لدیکم مہتر سریع السیر نے بہی خسرو شیر دل کو پہچانا اور بعد جواب سلام بغلگیر ہوا

خسرو بہ نہایت عزت و احترام سے مہتر کو لشکر مین لایا اور اپنا اور صاحبقران اعظم اور لشکر کا احوال سنا کر مہتر سے کہا کہ اب تم اپنا ماجرا بیان کرو۔ مہتر نے کہا جس وقت تختہ شکستہ میرا تم سے جدا ہوا تہا۔ روز و شب باد تند کے صدمے سے ہر طرف دریا مین تباہ پہرا۔ روز چہارم چند کشتیان مین ان کے قافلہ باشی کا نام خواجہ حمید کثیر المال تہا اُس نے مجکو اپنی کشتی مین لے لیا اور دوا و غذا سے مجکو ممنون کیا۔ چند روز کے بعد اہل کشتی دریا سے خشکی مین اُترے فارس اور عراق مین جا بجا خرید و فروخت کرتے ہوئے عراق عرب کی طرف متوجہ ہوئے۔ اثنائے راہ مین ایک مرد قزاق ملکہ زنگی بہ جمعیت کثیر نمودار ہوا۔ سوداگرون کے ہمراہ بہی قریب دو ہزار سوار و پیادے کے تہے۔ انہون نے مردانہ وار قزاقون کا مقابلہ کیا مگر اہل قافلہ بہت جنگ مین مغلوب ہوئے اُس وقت خواجہ حمید نے طوعاً و کرہاً شغل جنس دنیا جو اُنہون نے کیا

نکلہ میدان جنگ سے بالائے کوہ اپنے قیامگاہ پر چلا گیا اور لشکر کے چند جماعت داردن کو حکم دیا کہ تمام مال مع اسباب دیکھ کر نصف مال لے آئین +

خواجہ حمید مال و جنس پیش کرتا تہا اور روتا تہا - مجھسے اُس کا حال دیکھکر رہا نہ گیا اور مینے اپنی صورت ایک نازنین صنم شمع رخسار کی ہیئت سے تبدیل کی اور بعد از شام نکلہ زنگی کی مجلس مین پہونچا جو در قلعہ پر شراب پی رہا تھا - وہ میری صورت عَلی پر فریفتہ ہوگیا اور مینا و جام میرے سپرد کیا - مینے موقع پاکر شراب مین داروئے بیہوشی ملائی اور اہل مجلس کو پے در پے جام ہائے مرد افگن دیئے - جس وقت نکلہ مع حضار بیہوش ہوگیا مینے انکو قتل کیا اور جس قدر مال و زر مجھسے اُٹھ سکا وہان سے لیکر زیر کوہ خواجہ حمید کے لشکر مین چلا آیا - خواجہ حمید نے جو مجھسے یہہ خبر سنی جماعت دارون کو قید کیا اور کوہ پر یورش کرکے اکثر کو قتل کیا اور بعض جو مسلمان ہوگئے اُنکو امان دی - خواجہ حمید نے نکلہ اور اُسکے لشکر کا مال و زر میرے پیش کیا - مگر بجز ایک شمشیر تحفہ عالم کے جو نکلہ زنگی کی کمر کی تہی مینے اور سب مال خواجہ کی نذر کیا جسکی مہربانی سے میری جان بچی تہی +

قافلہ تجار نے مسرور و خوشحال وہان سے کوچ کیا - جب حوالی مدائن مین پہنچے منجملہ مین سے ایک ممتاز شخص کی زوجہ میرے خیمہ مین آئی اور اظہار تعشق کیا - مینے سخت سست کہکر اُسکو نکالدیا - اُس فاحشہ نے میری طرف سے کینہ دل مین رکہا اور ایک ضعیفہ مکارہ کو میری ہلاکت پر مامور کیا +

دو دن کے بعد وہ ضعیفہ میرے پاس آئی اور کہا اے جوانمرد جو احسان تو نے خواجہ حمید بلکہ کل مردمان قافلہ پر کیا ہے وہ مشہور عالم ہوگیا ہے - واقعی مردمانہ ہے - تیری جوانمردی کا شہرہ سُنکر مجھکو ایک حاجتمند نے تیرے پاس بہیجا ہے - اگر اُسکے مقام تک قدم رنجہ کرے

تو عند اللہ ماجور ہوگا۔ مین اُسکے ساتھ ہولیا۔ وہ مجھے ایک درہ کوہ مین لیگئی۔ جب چار پہر قطع راہ کیا۔ ایک دریا پر پہونچے۔ وہان پر ایک پیر مرد منتظر تہا۔ اُس نے میری دعوت کا سامان کرکے کہا۔ صاحب غرض ایک شاہزادی ہے اور ایک قزاق نے اُسکو قید کر رکہا ہے خورد و نوش سے فارغ ہولے پہر مین تجہکو اُسکے مقام پر لے چلونگا۔ اُس شرابِ طعام مین بیہوشی قاتل ملی ہوئی تہی

جس وقت مین بیہوش ہوگیا۔ اُن ملعونون نے مجہکو ایک صندوق مین بند کیا اور دریا مین بہا دیا۔ ہنوز نخل حیات قطع نہ ہوا تہا چند قدم کے بعد وہ صندوق خواجہ خوا اللہ سوداگر بصرہ کی نظر پڑا۔ اُس نے وہ صندوق نکلوا کر کھولا اور میرا علاج و درمان کیا۔ خواجہ خالہ اپنے وطن کو جارہا تہا۔ مین بھی ہمراہ ہولیا۔ دو منزلین طے کی تہین کہ روز سوئم اہل قافلہ اِس قلعہ حصن الحدید کے نواح مین مقیم ہوئے۔ مین صاحبقران اعظم کے رنج جدائی مین ایک حالت وحشت مین چار فرسخ کامل قافلہ سے دور نکل گیا۔ جس وقت مراجعت کی قافلہ کا نشان تک نہ پایا۔ گویا تمہاری ملاقات کے لئے رہ گیا تہا۔ الحمد للہ۔ خدا صاحبقران اعظم کو صحت بخشے۔ اُس عالی تبار کی علالت کی خبر سے پریشانی طبیعت دہ چند زیادہ ہوگئی ہے خسرو شیر دل نے کہا۔ یہ عجب ہے کہ الواح و اسلحہ اِسی قلعہ مین آئے ہون۔ کوئی تدبیر اِسکی کشایش کی سوچو

مہتہ سریع السیر دوسرے روز قلعہ کے گرد ایک گشت لگایا۔ رفتہ رفتہ ایک جائے پہونچا جہان زیر فصیل قلعہ شمال تالاب ایک چقر پانی کا نہایت عمیق تہا اور اُس طرف چقر آب کے زیر فصیل قلعہ ایک درخت بلند کثیر الفروع واقع تہا اور بلندی درخت کر کوہ تک ہوگی۔ اُس موقع کو دیکھا سریع السیر کی دلجمعی ہوئی۔ شب کے وقت مہتہ نے خسرو شیر دل اور چند پہلوانان جیدہ دو سہ گانہ

نشیب و فراز دیدہ کو ہمراہ لیا اور بذریعہ مشک ہائے پر باد چشمۂ آب کو عبور کیا۔ بعد ازان درخت پر چڑہکر ایک تختہ طویل جو اسی وقت کے لئے ہمراہ لیگئے تھے زیر دیوار قلعہ ایک سنگ کوہ پر مستحکم جما دیا اور یکے بعد دیگرے زیر دیوار پہونچ گئے

سریع السیر نے دیکھا کہ وہان سے بلندی دیوار بہمہ وجوہ سات گز ہوگی اور اُس سمت نگہبان بھی کم تھے یعنے پچاس پچاس قدم کے فاصلہ سے ایک ایک شخص وہ بھی اتفاق سے بخبر تھا مہتر و خسرو مع ہمراہیان بذریعہ کمند بالائے قلعہ پہونچے اور ہوشیاری سے نگہبان کی بے اطلاع زینہ کی راہ قلعہ مین داخل ہوگئے۔ بعد کسی قدر سرگردان پھرنے کے ایک مکان کے دروازہ پر گذر ہوا۔ اُس مکان مین دو مرد و عورت باہم باتین کر رہے تھے۔ خسرو شیردل اور سریع السیر نے کان لگائے

مرد نے عورت سے کہا۔ اے نیک بخت دیکھ کس محنت سے اس جوان حسب جمال ساز کے اسلحہ اور الواح چرائے تھے۔ اس طلحہ نابکار نے مجھ سے چھین لیے اور اس قدر مدت قید کیا ایک سردار نے سفارش کی ورنہ تمام عمر میری زندان مین گذرتی۔ ہر چند بادا باد اب میرا بھی عزم ہے کہ غنیم کے لشکر مین جاؤن میں نے چند بہادرون کو اپنا شریک الحال کر لیا ہے وہ بھی طلحہ کے تشنہ خون ہین۔ مہتر و خسرو شیردل اس گفتگو سے باغ باغ ہوگئے اور مکان مین داخل ہوکر اُس شخص کو کہ میزاب تفنگ انداز اُسکا نام تھا ہمراہ لیا وہ انکو طلحہ کی خوابگاہ کے دروازہ پر لے گیا اور پاسبانون سے کہا مجھے طلحہ جہان پہلوان نے ایک کار ضرور کے واسطے بھیجا تھا بلکہ یہ میرے عزیز و اقارب بھی اُسی کام مین شریک ہین۔ اب طلحہ شیر و زر کو اُسکا جواب دینا چاہتا ہون۔ ایک دربان نے کہا۔ چند ساعت صبر کر۔ ابھی جہان پہلوان آرام فرما [illegible] ابھی میزاب تفنگ انداز نے کچھ جواب دیا تھا کہ مہتر سریع السیر نے بہ چالاکی دربان کے سینہ

خنجر مارا اور زمجان دویم سے کہا - دیکھا تونے کہ یہ مرد دوجہان پہلوان کے منشا کے برخلاف ہمکو سوکتا ہے - اِس اثنا مین خسرو شیردل کے ہمراہیون نے باقی دربانون کو قتل کیا۔ اِس شور سے طلحہ بیدار ہوا اور باشمشیر برہنہ باہر نکلا - خسرو شیردل نے بعد شمشیر بازی چند لمحے زور و قوت مین طلحہ شیر زور کو باندھ لیا - تمام ملازم و خواہان طلحہ شیر زور نے چار طرف سے ان جوانون پر حملہ کیا

میزاب دربان اول کے قتل ہونے پر وہان سے الگ ہو گیا تھا جو اپنے رفیقون کے ہمراہ لیکر لسبر غنائی مہتر سریع السیر فیل بند دروازے پر پہونچا - مہتر سریع السیر نے نقارہ کو بجایا اور میزاب وغیرہ نے دربانون کو قتل کر کے دروازہ قلعہ کھولدیا - خسرو شیردل کی فوج صدائے نقارہ سن کر طرفۃ العین مین داخل قلعہ ہوئی اور خفتہ و بیدار کو قتل کیا - بقیۃ السیف نے اطاعت اختیار کی

جس وقت قلعہ مین امن و امان ہو گیا طلحہ کے خزینہ دار نے حسب الطلب صاحبقران اعظم کے اسلحہ و الواح پیش کیے - خسرو شیردل جہان پہلوان نے میزاب کو قلعہ حصن الحدید کی کوتوالی دی اور منصور و مظفر اہواز کو روانہ ہوا

حارث تاجدار اِس مژدہ سے نہایت خوش ہوا اور ملک زادہ بشیر کو جو عمر بن الحارث مرحوم کا برادر خورد ہے بہ جلوس شاہانہ خسرو شیردل کے استقبال کے واسطے بھیجا - خسرو شیردل دارالسلطنت کے پاس آیا اور بعد پابوسی اسلحہ و الواح پیش کین - صاحبقران اعظم کو بہ ملاحظہ خط الواح اس قدر تقویت حاصل ہوئی کہ بہ آواز ضعیف تین بار الحمد للہ کہا اور خسرو اور سریع السیر کو گلے سے لگایا - مہتر نے الواح الحرز کو چند بار عرق گلاب بید مشک مین غوطہ دیا اور وہ عرق اُس سلیمان مرتبت کو پلایا - بعد ازان دو لوحین بازون پر باندھ دین اور تیسری گردن مین ڈالدی

ہمجرد اِس عمل کے صاحبقران کے چہرے کا رنگ جو شدت ضعف سے متغیر ہو رہا تھا

گلنار ہو گیا۔ اطبا اور امرا حیران تھے اور کہتے تھے سبحان الملک المجید ہم نے آجتک
اِس طرح دو چار لمحہ مین خصوص ایسے مریض صاحب فراش کو تندرست ہوتے نہین دیکھا سنا
حارث نے شہر کے آئینہ بند ہونے کا حکم دیا اور اِس قدر زر و مال فقرا و مساکین کو دیا کہ تونگر
ہو گئے۔ بعد ازان صاحبقران اعظم کو سینہ سے لگا کر زار زار رویا۔ صاحبقران نے بہ لب تبسم کہا
فرمایا۔ اے بادشاہ تمنے مجھ غریب الوطن ناآشنا کے حال پر بے وجہ و بے سبب ایسا احسان عظیم
کیا ہے کہ مجھ سے اُسکا شکر و سپاس ادا نہین ہو سکتا۔ اگر کشمکش روزگار سے زندہ رہا اور
کریم کارساز نے مجھے مقاصد دلی سے بہرہ مند فرمایا انشاء اللہ العزیز اِس شفقت و خدمت
کی ایسی تلافی کرونگا جیسے فرزندان رشید کرتے ہین

حارث تاجدار نے ایک مکان جسکا قصر دلپذیر نام تھا اور شہر سے نیم فرسخ تھا صاحبقران
اعظم اور اُسکے رفقا کے لئے تجویز کیا خسرو شیر دل طلحہ کو مجلس مین لایا۔ صاحبقران کو طلحہ کی صورت
مردانہ بہت پسند آئی اور فرمایا اے مرد حیف کی بات ہے کہ تجھ جیسا دلاور ایک بادشاہ رحیم و
کریم کے حق نمک کی رعایت نہ کرے۔ اب ہماری خوشی ہے کہ اپنے بادشاہ کا قدمبوس ہو۔ طلحہ
شیر زور نے دست بستہ کہا۔ اے شہریار گردون وقار۔ باین شرط بادشاہ سے عفو قصور کا
خواستگار ہوتا ہون کہ حضور غلام کو اپنے دامن دولت سے جدا نہ فرمائین۔ خدا جانے یہ کیا اسرار
ہے کہ جس وقت سے میری آنکھ جمال انور سے روشن ہوئی ہے خود بخود دل کھچا جاتا ہے۔ حارث تاجدار نے
جو یہ سنا طلحہ شیر زور کے سر پہ ہاتھ رکھا اور خلعت فاخرہ دیا

احوال صاحبقران اکبر ابوتمیم شاہزادہ معزالدین کیفیت و ہنگامہ مصری

جب اِس مقام تک حکیم اخشیجان نے شاہنامہ نورشیدی کو پڑھا کہ صاحبقران اعظم کو صحت

حاصل ہوئی اور حرارت تاجدار بادشاہ اہواز نے جشن کا حکم دیا اور اُسکا نام جشن صحت رکہا حکیم صاحب نے کہا۔ آئندہ صاحبقران صغر کا قصہ شروع ہوتا ہے۔ صاحبقران نے مجلس برخاست کی اور بعد نماز صبح تخت استراحت پر آرام فرمایا۔ دیگر سلاطین بہر اپنے اپنے لشکر مین تشریف لیگئے اور ملکہ ناطقہ روشن بیان اور ملکہ نوبہار گلشن افروز اور ملکہ صبح دلکشا وغیرہ بہی قصر اخضری ممالک طلسم کو روانہ ہوئین

جمشید بے دین بہی مجلس جشن سے واپس آکر خواب غفلت مین مبتلا ہوا جب عصر کے بعد آنکھ کھلی چند جام مے مرد افگن پیئے اور ایک آہ جگر سوز کا نعرہ مار کر ضار سنکوس سے اہل اسلام کی شکایت شروع کی۔ اِس گفتگو مین سودان ابن سودان عیار جو ہنگ مصری کی گرفتاری کے واسطے لشکر اسلام مین رہتا تہا جمشید کی بارگاہ شحاکی مین آیا اور کہا کہ ہنگ ہر وقت اپنے جا سے ایسا ہوشیار رہتا ہے کہ ہرگز قابو نہ ملا۔ اِلّا یہہ کہ حکیم صاحب سحر سے میری مدد کرین تو مین شاہ سلیم کے تکیہ مین جاؤن جو ایک کوہ پر لشکر اسلام کے دست راست واقع ہے۔ ضار سنکوس نے اُس تکیہ کے اشجار و اثمار کا حال دریافت کر کے سودا سے کہا۔ صبح تجہکو کچہہ سمجہادونگا

ضار سنکوس نے تمام شب ایک اسم سحر ورد کیا اور صبح کو ایک کوزہ آب دے کر سودان سے کہا یہہ پانی تین روز متواتر اُس درخت انار کی بیخ مین ڈالنا جو فقیر سلیم کے تکیہ مین ہے پہر کہنا جب مین کہون ایک انار پختہ ہنگ مصری عیار کے دامن مین آجائے۔ اگر ہنگ اُس انار مین سے حصہ چہارم بہی کہالیگا اُسکو اپنے حال کا کچہ ہوش نہین رہنے کا

سودان بلباس درویشی شاہ سلیم خدا پرست کی خدمت مین پہونچا اور اپنا نام شاہ گدا بتلایا۔ روز چہارم ہنگ تکیہ مین آیا اور شاہ سلیم کے ارشاد سے سودان سے بہی متعارف ہوا مگر اُسکی صورت کو دیکہتا تہا اور سوچتا تہا۔ سودان مردود نے اول ہو کا نعرہ مارا۔ بعد ازان

کب-خداوندا اِس مسلمان کو یہی جناب سے روزی دے تاکہ تیرے بندہ گنہگار کی جانب سے اُسکے قلب کو تسلی حاصل ہو یہ مجرد اِس کلمہ کے ایک انار پختہ خوشبو شاخ درخت سے نہنگ مصری کے دامن مین آگیا-اِس دفعہ نہنگ نے سودان کے ہاتہہ کو اعتقاد صاف سے بوسہ دیا-سودان نے کہا-بابا

خاکساران جہان را بحقارت منگر توچہ دانی کہ درین گرد سواری باشد

فقرا کا جامہ ہمیشہ سے برمع شیر مشہور آتا ہے-آگاہ ہو یہ انار خاص تیرا اور صاحبقران اکبر کا حصہ ہے-نصف تو اِسی جائے شاہ صاحب کی حضور مین کہالے اور نصف لشکر مین جاکر اپنے آقا کی نذر کرنا

نہنگ نے نصف انار کہایا اور بقیہ نصف لیکر خوش وخورم روانہ ہوا جس وقت زیر کوہ آیا-ناگاہ سر نے گردش کہائی اور ایک حالت بےخودی مین زمین پر گرا-سودان عیار بہی اِسی گہات مین پیچہے آتا تہا-اُس نے کمند سے نہنگ کے ہاتہہ پانو خوب مضبوط باندہے اور چادر عیاری مین باندہ کر جمشید کے لشکر کی راہ لی

بحسب اتفاق لشکر اسلام کے دو پیادے اُسی طرف جاتے تہے-اُنہون نے جو دیکہا کہ ایک عیار چالاک پشتارہ گران کندہے پر رکہے ہوئے خیز اخیز بہاگا جاتا ہے اُسکے سدراہ ہوئے-سودان نے ایک پیادے کو قتل کیا اور دوسرے کو زخمی

سودان قریب ظہر جمشید کی بارگاہ مین پہونچا جمشید نے جملہ سرداران لشکر کو بلایا اور بارگاہ کا سراپردہ بلند کرا کر ایک دار روبرو استادہ کرائی اور سودان سے کہا نہنگ ننگ اسلام کو ہوش مین لا-سودان نے ہرچند فتیلہائے رفع بیہوشی سونگہائے مگر نہنگ ہوش مین نہ آیا-نسار منکوس ہنسا اور کہا-اے سودان یہ قفل جس زبردست شخص نے لگایا ہے

اُسکی کنجی بہی اُسی کے پاس ہوگی۔ سوداں جدا ہو گیا ضارمنکوس نے ایک کف آب پر اسم سحر دم کیا اور وہ پانی نہنگ کے مونہ پر زور سے مارا اور دو چار قطرے حلق مین ٹپکئے۔ ہر وقت اِس عمل کے نہنگ کی بیہوشی رفع ہوئی اور اُس نے استفراغ کیا۔ دانہ ہائے انار سالم سعدہ سے نکلے اور بباعث اثر سحر اِس قدر متعفن تھے کہ تمام بارگاہ کو مزبلہ کا رتبہ بہم پہونچا جمشید نے کہا لعنت ہے ساحرون پر۔ اِنسے زیادہ تر غلیظ و ناپاک کوئی فرقہ جہان مین نہوگا ضارمنکوس نے کہا۔ کیا ثعبان جادو کی معجون کو مان اِس سے کم بدبو دار تہی جو تمنے کہا لی تہی

جمشید نے نہنگ کو دشنام ہائے مغلظ دین اور اپنی بخششون اور نہنگ کے تشددون کو گنا جس وقت نہنگ کے ہوش و حواس بحال ہوئے۔ دلمین سمجھا کہ سوداں بہ آن مکر و فریب مجھے لایا ہے اور استفراغ مین تعفن کا ہونا ضارمنکوس کے اعمال سحر کا نتیجہ ہے۔ بہرحال مزاج کو مستقل کیا اور کہا او غلام روسیاہ۔ ذکر احسانات سے اپنی تنگظرفی کا اظہار کرکے کیون سبک ہوتا ہے۔ حکم دے کہ مجھکو قتل کرین۔ اسلام کوئی خیال مزخرف نہین ہے کہ مین اُس سے دست بردار ہوجاؤن گا۔ لیکن عجب نہین کہ خدائے وحدہٗ لاشریک مجھکو تمہارے پنجہ سے رہائی دے اور تمکو اِسکے وبال مین گرفتار کرے۔ جمشید نے اُس موحد کو دار سے بند ہوا یا اور حاضرین دربار سے کہا کہ اول جملہ سردار دو دو چار چار جام شراب پی لین بعد ازان اِس نمکحرام کو تیر باران کرین اور نمک سودہ موجود رہے تاکہ ہر تیر کے زخم پر ملا جائے

اُدہر پیادہ زخمی اردوئے معلے مین پہونچا اور سوداں کا قصہ سنایا اور ایک ساعت کے بعد جاسوسون نے جو جمشید کے لشکر مین رہتے تہے نہنگ کے گرفتار ہونے کی خبر پہونچائی یعقوب حرانی نے جولان اندلسی کو ایک راہ سے نشیب و فراز سمجہا کر جمشید کے لشکر مین بہیجا اور خود

دوسری راہ سے باد تند سے تیز تر موقع واردات پر پہونچا اور جمشید سے کہا- ای بادشاہ
لشکر خود پرستان ملکہ طرہ مشکین خال تیری خاہر نے تجھکو سلام کہا ہے اور صاحبقران
سوز نگار شہزادہ معز الدین والاتبار نے یہ پیام دیا ہے کہ نہنگ کو تمنے بامداد سحر
گرفتہ کیا ہے- یہ خوب نہین کیا- اب اُسکو بپاس خاطر ہمارے آزاد کر دینا مناسب
ہے- جمشید نے کہا- سوداں نے حریف دہ نہنگ کو گرفتار کیا ہے- یعقوب ہنسا اور کہا- اگر
سحر و ساحری کا دخل نہ تھا پھر وہ اناریختہ کس طرح شاخ درخت سے نہنگ کے دامن مین آگیا
اور استفراغ کیسا تہا اور استفراغ مین بو کس بلخت تھی

جب جمشید بند ہوا بزبان غصہ آلود کہا- او یہودی دور ہو جا- ورنہ مزا لئے بد زبانی
پائےگا- یعقوب نے کہا- کیا بکتا ہے مجھے تو مزا نہین دیسکتا- یہ کہکر آواز دیتا ہے جو گردہ
دیوان قاف وے حارث دیو جادو خوار جلد تر حاضر ہو تاکہ دیہ اُستاد و شاگرد سحر خوالی
کا مزہ چکہین

جمالان اندلسی ایک پیرزال کی صورت سے چادر پوش معرکہ مین موجود تھا اُس نے ایک
قارورہ دود ظلمت جو ابوالحسن کا تازہ ایجاد تھا حاضرین معرکہ کے پانو مین مارا- بروقت
شق ہونے قارورہ کے ایسا دود غلیظ تیرہ و تار تمام بارگاہ مین محیط ہو گیا کہ ایک کو دوسرے
کی صورت نظر نہ آتی تھی- قارورہ دوئم یعقوب نے جمشید کے سر پہ مارا- بعد ازان نہنگ کو
دار سے کھولا اور تینون عیار طرار لشکر اشرار سے نکل گئے-

جنادہ سنگ سر خوف سے تخت کے نیچے چھپ گیا تھا اور جمشید مولا سے کو بیٹھا تھا اور اکثر اہل
دربار حارث دیو کے خوف سے بیہوش ہو گئے تھے- جس وقت تاریکی دود برطرف ہوئی
جمشید نے ایک سر دار شلغوز تمہری کو صاحبقران اکبر کی خدمت مین بدین فہمایش بھیجا کہ

حاریت دیو کی شہنشاہیت کا کرسنا شروع کیا صاحبقران نے فرمایا۔ اگر یہ دیو یا جن سے کام لینا چاہیں تو ایک دم میں خود پرستوں کا نام صفحۂ ہستی سے محو ہو جائے لیکن عقوبت ہے جس طرح مناسب سمجھا نہنگ مصری کو رہائی دی

شلغو رمصری نے واپس آکر جواب صاحبقران کبر کا جمشید کو سنایا۔ جمشید اس جواب سے بحر تفکر مین غرق ہوا۔ ناگہاں سنگل خنجر باز عیار ابطال زنگی حاکم زنطائیہ نے آکر نجاشی کو خبر دی کہ تمہارا برادر زن ابطال زنگی مع تمہاری دختر زنگادہ زنگاری پوش کے پچاس ہزار فوج جرار کی جمعیت سے تمہاری امداد کو آتا ہے۔ بعد ادائے پیام اُس عیار طرار نے نجاشی سے پوچھا کہ اسوقت تمام اہل مجلس مع صاحبقران خود پرستان کے ایک عالم حیرت و حسرت مین مبتلا ہین۔ اسکا کیا باعث نجاشی نے نہنگ مصری کے گرفتار ہونے اور پھر اُسکی رہائی پانے کی حقیقت مفصل بیان کی سنگل نے جمشید سے کہا یا صاحبقران اہل حبش حضور میرے نام طبل جنگ بجائین اور صبح نہنگ سے میری خنجر بازی کا تماشا دیکھین۔ جمشید نے طبل جنگ بجوایا حسب دستور تمام لشکرون مین طبل و کوس کی صدا بلند ہوئی۔

سنگل نے شب کے وقت میدان جنگ کے ایک گوشہ مین حلقہ ہائے ریسمان ریشمی بطور دام پھیلا دیئے اور اُنپر اسقدر خاک بچھائی کہ بجائے خود ایک تودہ ریگ معلوم ہونے لگا۔

دوسرے دن علی الصباح تمام لشکر میدان جنگ مین صف آرا ہوئے اور سنگل خنجر باز آلات حرب و یراق عیاری سے آراستہ بہ غرور تمام مثل میمون صحرائی جست و خیز کرتا ہوا میدان مین آیا اور نہنگ مصری کو طلب کیا۔ نہنگ بھی مسلح و مکمل شیر غران یا اژدہائے آتش فشان کی صورت معرکہ مصاف مین پہونچا اور بعد صفت و ثنائے حضرت قنبر رضی اللہ عنہ کے حریف کے بازو پر اسی زور سے بازو مارا کہ سر قدم پسپا ہو گیا۔ سنگل دل مین نہنگ کی طاقت بازو کا

تابل ہوا مگر اپنا خنجر نکالکر جو بے مبالغہ تین من وزن تاک جش کا تھا۔ باین جستی وچالاکی
نہنگ کے سینہ بے کینہ پر مارا کہ اگر غافل ہوتا کام تمام ہوگیا تہا بارے وہ ضرب شدید
بہ آسانی دفع کی ۔قصہ کوتاہ از وقت صباح تا عصر ان عیارون مین ایسی خنجربازی ہوئی کہ
چار طرف سے صدائے تحسین وآفرین بلند تہی

جب سنگل نے دیکھا کہ حریف میری ضرب خنجر کا برابر جواب دیتا ہے جنگ گریزکنان ہان آیا
جہان دام مکر بچھایا تہا جس وقت عین موقع پر پہونچا ایسی جست کی کہ تودہ ریگ سے اُس طرف
گذر گیا۔ نہنگ بہی سنگل کے عقب مین تودہ خاک سے قریب آیا اور چاہتا تہا کہ اسی طرح جست
کرے مگر جس وقت تودۂ خاک پر قدم رکھا دونو پاؤن تا بہ زانو ریگ مین غرق ہوئے دستہ اور
حلقہ ہائے دام مین پہنس گئے سنگل خنجرباز نے جب دیکھا کہ حریف دام آفت مین گرفتار ہوگیا مانند
درمان کی مانند وہان آیا اور خنجر خارا شگاف بقوت تمام نہنگ کے سینہ پر مارا نہنگ نے
سنگل تمام وہ ضرب جان ستان دست چپ پر روکی اور دست راست سے اُسنے بہی خنجر مارا
نگاہ سنگل مکار کا رشتہ عمر قطع ہوچکا تہا نوک خنجر عین دل پر پہونچی سنگل کے حلق سے ہائے
کی آواز نکلی اور مثل دیوار کہنہ زمین پر گرا

نہنگ نے اپنے پانو کے حلقہ ہائے ریشمی خنجر سے قطع کئے اور بعد بجا ہونے ہوش وحواس کے
سنگل کا سر ناپاک تن سے جدا کیا۔ عیاران لشکر اسلام نے نعرہ ہائے خوشی لگائے اور بالاتفاق
ان اپنی کلاہ عیاری آسمان کیطرف پہینک دی اور تمام اعلام لشکر ظفر پیکر کو جلوہ دیا لشکرون
مین طبل ہائے بازگشت بجے۔ جمشید بہی قرین ہزاران ہزار ذلت وپریشانی اپنے قیامگاہ پر آیا
نے سنگل کے انجام کار کا حال ایک رقعہ مین مفصل لکھا اور سوداں کو وہ رقعہ دیکر ابطال
طرفنا روانہ کیا

صاحبقران اکبر نے اس کارنمایان کے صلہ مین نہنگ مصری کو خلعت فاخرہ دیا امیر زادہ سیف الدین نے عرض کیا یا صاحبقران کشورستان امیدوار ہون کہ حضور نہنگ مصری کو مجھے بخشین۔ صاحبقران نے نہنگ کو خلعت دوئم امیرزادہ کی رفاقت کا عطا کیا۔ بعد ازان یعقوب حرانی کو کہ بر نیابت سلطان ابو الحسن جوہر سردار عیاران لشکر اسلام ہے۔ پادری ایدود وموس ادہ ہوئے فردوسی کے پاس بدین ارشاد بھیجا کہ آج کی شب مجلس کتاب خوانی منعقد کرو

مجلس حال ادری ہشت ماہ الٰہی کی تاریخ دہم کو منعقد ہوئی۔ بعد دور رحیق مختوم جو مسکر نہین ہے دلپس اور رقص و سرود حکیم ابو المحاسن نے تاریخ اعظم کو کھولا اور صاحبقران اصغر کی داستان سنائی

احوال شاہزادہ بدرمنیر صاحبقران اصغر بن سیف الدولہ بہرام شاہ

ہمنے قصہ دلپذیر شاہزادہ بدر منیر جلد ہفتم میں یہانتک بیان کیا تہا کہ شاہزادہ مظفر یافتہ علی العالی نے نہنگ بری کو ہلاک کیا حکیم بزرگ دانش نے اُسکی استخوان پشت سے علم اور پوست سے ایک سو زرہین تیار کین۔ اس علم کے پرچم کو جس وقت ہوا حرکت دیتی تہی اُس سے نصر من اللہ کی آواز آتی تہی اور اُن زرہون کے پہننے والوں پر کوئی حربہ کارگر نہ ہوتا تہا۔ صاحبقران بلند مکان نے نو عدد نو تیار زرہین سے ایک ایک زرہ شاہزادہ طلاتان و شیرزاد و فرخزاد و رستم نژاد و بہمن زاد و ببر زاد و دیگر چند سرداران باوفا کو عطا کی۔ مابقا توشک خانہ مین بحفاظت رکہوادین

راوی کہتا ہے کہ حکیم بزرگ دانش نے اپنے اُستاد حضرت خضر علیہ السلام کے ارشاد سے

بانتظار شاہزادہ بدرمنیر باغ سلیمانی مین قیام دیا تہا اور اُستادہی کے حکم سے علم دزدوں کے بنانے کے لئے لشکر ظفر پیکر مین تشریف لائے تہے صاحبقران اصغر نے جو یہ توجہ دیکھی بصد منت التجا کی کہ حضرت تا تسخیر جملہ ممالک قہستان لشکر مین تشریف رکہین۔ حکیم موصوف بیابان مین تشریف لیگئے اور چند ساعت مین حضرت خضر سے اجازت ہمرہی لے آئے

صاحبقران اصغر کو حکیم بزرگ دانش کی رفاقت سے کمال اطمینان حاصل ہوا اور انکے مشورہ سے شاہزادہ طاقان کو ستر ہزار سوار و پیادہ اور رستم نژاد کو پچاس ہزار فوج جرار کی جمعیت سے ملک النصاقیہ و بربافیہ کی تسخیر پر مامور کیا اور رستم نژاد کے چچا زاد بہائی بہمن نژاد کو بنام شاہ شاہان آفاق شاہ نامہ دیا۔ اُس نامہ طویل مین اپنے کارناموں کی تشریح کے بعد صاحبقران نے اُس بادشاہ عالیجاہ کو دعوت اسلام کی تہی تیزیہ لکہا تہا کہ اپنی دختر بلند اختر کا عقد شاہزادہ فرخزاد بن الخلاق شاہ سے کردو

احوال شاہزادہ طاقان ظفر کردہ حضرت اسحاق کا بیان ہوتا ہے جو النصاقیہ کی تسخیر پر مامور ہوا ہے

شاہزادہ طاقان چند منزل کے بعد دربند سُرخ سنگ کی سرحد مین پہونچا۔ الفاق شاہ کی جانب سے سرخام سرخ سنگی اُس دربند کا حاکم تہا جس وقت سرخام نے شاہزادہ کے ورود کی خبر سُنی ایک عرضی ملک الفاق شاہ کو لکہی اور خود بارہ ہزار سوار کی جمعیت سے بیرون قلعہ حریف کے مقابل صف آرا ہوا بعد پیام و سلام سرخام بذات خاص میدان مین آیا اور شاہزادہ طاقان کو مقابلہ مین طلب کیا۔ شاہزادہ کہ صاحبقران اصغر کی مجلس مین صاحبقران جزدی کا

رتبہ رکھتا ہے بسرعت تمام سرخام کے مقابل ہوا اور جملہ فنون مبارزت مین اُسپر غالب رہا
شام کے وقت سرخام نے کہا۔ ایک شب کی مجھے مہلت دو۔ مین صلح و جنگ کے باب مین بجائے
خویش سوچ لون۔ شاہزادہ نے اُسکی التماس کو قبول کیا

سرخام اپنے لشکر مین گیا اور بعد فکر دراز نصف شب کے وقت مع فوج و بنگاہ دربند
مین داخل ہوگیا۔ اُس وقت مہتر سہیم بنا بر تجسس سرخام کے لشکر مین موجود تہا۔ اُس نے بزودی
تین سو سرہنگ چالاک اپنی فوج سے طلب کئے اور وہ بہی سرخام کے لشکر کے ہمراہ مع ہمراہیان
دربند مین گیا۔ مہتر سہیم آہو تگ نے اُن تین سو سرہنگون کو جابجا متعین کیا اور خود بوضع
ایک خدمتگار خاص کے سرخام کے ساتہہ اُسکے محل مین گیا۔ جسوقت سرخام نے کہانا کہا کر خوابگاہ
مین آرام کیا مہتر نے اُسکو فتیلہ بیہوشی آمیز سونگہایا اور یہی سلوک تمام خدمتگارون سے کیا
اِس اثنا مین دوندہ اخلاقی نے جسکو مہتر سہیم نے در قلعہ پر مع ایک سو سرہنگون کے متعین
کیا تہا دربانون کو مغلوب کرکے در قلعہ وا کیا اور لشکر اسلام کو بلایا۔ باطول اخلاقی تین ہزار
سوار کی جمعیت سے قلعہ مین داخل ہوا اور جس نے مزاحمت کی اُسکو قتل کیا۔ ہم سنگ و پاسنگ دو سردار
عمدہ سرخام کے لشکر مین تہے۔ وہ شور و غل سُنکر مسلح و مکمل اپنے مکان سے باہر نکلے اور جنگ
مردانہ شروع کی۔ شاہزادہ طاقان نے شمکول زرین زرہ کو باطول کی امداد کے واسطے بہیجا
ہم سنگ و پاسنگ کو باطول و شمکول نے اسیر کیا

سہیم تمام احوال ملاحظہ کرکے پہر سرخام کے پاس آیا اور اُسکو فتیلہ رفع بیہوشی سونگہایا
جب سرخام کے ہوش و حواس درست ہوئے۔ مہتر سہیم نے نہایت ادب سے سلام کیا۔ سرخام
نے حیرت زدہ پوچہا۔ اے شخص تو کون ہے اور یہ شور و غل قلعہ مین کیسا ہے۔ سہیم نے کہا۔
مین شاہزادہ طاقان کا عیار ہون۔ جس وقت تم نے شاہزادہ سے مہلت لی مین از رہے

قیافہ تمہارے خدشۂ دل سے آگاہ ہوگیا تہا اور جب تم دربند مین داخل ہوئے مین ہمراہ آیا۔ قصہ کوتاہ تمام سرگذشت مہتر نے مفصل بیان کی۔ بعد ازان کہا۔ مین تمہاری ہلاکت پر بہرصورت قادر تہا۔ مگر اِس خیال سے قتل کا مرتکب نہ ہوا کہ تم سے شاہزادہ طاقان کی جنگ دست و بازو ناتمام رہی تہی۔ اب تم سلاح جنگ پہنو اور بجائے شاہزادہ طاقان اُسکے سرداروں کو جواب دو

سرخام نے حیران وار مہتر سہیم کا بیان سنا اور بزودی مسلح ہوکر محل سے نکلا شمکول زرین زرہ در محل پر پہونچ گیا تہا۔ دونون پہلوان حرب و ضرب مین مشغول ہوئے۔ جب زور و قوت کی نوبت پہونچی۔ شمکول دلاور نے نعرہ اللہ اکبر مارا اور سرخام کو زور اول ہی مین ہاتہہ پر علم کرلیا۔ مہتر سہیم نے اُسکو رشتہ کمند سے باندہا اور بشمول دیگر اسیرون کے اپنے لشکر مین لایا۔ جس وقت سرخام قید ہوا اہل دربند نے اسلام قبول کیا اور امان پائی

دوسرے دن شاہزادہ طاقان نے دربار عام کیا اور سرخام اور دیگر اسیرون کو بلایا اور اسلام کے فضائل بیان کیئے۔ پاشنگ و ہم سنگ وغیرہ سرداربلا شرط مشرف باسلام ہوئے مگر سرخام نے کہا۔ مین بدین شرط اسلام قبول کرتا ہون کہ مجہے مطلق العنان کردو مجہے پسند نہین کہ تمہارے لشکر مین رہکر اپنے بادشاہ کا مقابلہ کرون۔ ہان جب بادشاہ مسلمان ہوجائیگا مین تمہارے ہمراہ صاحبقران کیخدمت مین حاضر ہونگا۔ شاہزادہ طاقان نے بدست خود سرخام کے بند قید کہولدیئے اور خلعت فاخرہ دیکر آزاد کردیا۔ سرخام سرخ سنگی مع خدم و حشم ایک درہ کوہستان مین چلا گیا۔ شاہزادہ طاقان نے باطول اخاقی کو دربند کی حکومت دی اور خود بساعت سعید مع لشکر و بنگاہ الصافیہ کیطرف کوچ کیا

اب کچھ حال ملک الضاق شاہ فرہدون لقب کا گذارش ہوتاہے جب سرخام سرخ سنگی

حاکم دربند سرخ سنگ کی عرضی پہونچی۔ جمشان کا ۔ وان ستور اعظم کے مشورے سے گیہان رستم جہان سپہ سالار دوئم کو ایک لاکھ سوار جرار و پیادہ ہائے آتشبار کی جمعیت سے سرخام کی کمک کے واسطے روانہ کیا۔ اس لشکر کے روانہ ہونے کے بعد نصاق شاہ کو دربند کے فتح ہونے کی خبر پہونچی جو باعث ملالت طبع ہوا

گیہان رستم جہان نے چند منزلین طے کی تہین کہ دریائے رودستان کے کنارے پر ملاقی عساکر واقع ہوئی۔ گیہان نے دریا کو پس پشت رکھکر خیمہ و خرگاہ برپا کرائے۔ دوسرے دان صف آرائی ہوئی۔ نبیل نصاقی جو ایک جوان تنومند اور لشکر گیہانی کا سپہ سالار رہا میدان کین مین آیا۔ لشکر اسلام سے شمکول زرین زرہ بشوکت تمام مقابلے کے لئے گیا اور بعد رد حملات نبیل کو شل خیار مرتعلم کیا بلکہ شام تک جا بجا اور پہلوان قتل اور دس پہلوان مجروح کئے

دوسرے دن گیہان رستم جہان بذات خاص شمکول کے مقابل ہوا شمکول نے دو پہر گیہان سے بزور آزمائی کی لیکن آخر کار زخمی ہوا۔ بروقت مجروح ہونے شمکول کے شہزادہ طغان نے طبل بازگشت بجوا دیا۔ دوسرے روز پھر گیہان رستم جہان حرگاہ مین آیا اور دس بہادران نامی کو خاک و خون مین ملا دیا اور اکثر کو مجروح کیا تیسرے روز طغان بن الطاق شاہ خود معرکہ زار مین پہونچا چند لمحہ تک دونو بہادرون نے نیزہ بازی کی۔ آخر شاہزادے نے اپنے نیزہ کی ضرب سے گیہان کا نیزہ زمین پر گرا دیا۔ گیہان نے مار سیاہ کی مانند پیچ و تاب کہایا اور شمشیر مثل تختہ عطار غلاف سے نکالکر بقوت تمام شاہزادے کے فرق پر لگائی۔ شاہزادے نے ضرب شمشیر کی بیکار کی اور جواب مین تلوار ماری۔ چار ساعت متصل اسی طرح شمشیر بازی ہوتی رہی اور ایک نے دوسرے کی ضرب کو رد کیا۔ جب سپر ہائے فولادی ضربات بیدریغ سے قرص پنیر کی صورت چاک ہو گئین ناچار پشت تیغ پر ضرب رد کرنے کی نوبت پہونچی

ناگاہ لشکر اسلام مین ایک سوار کے مرکب شبدیز نے سرکشی کی اور بخط مستقیم میدان
جنگ مین پہونچا اور سوار کو پشت سے زمین پر پھینک دیا۔ طاقان نوجوان رحم
محبت کی باوجود گرمی جنگ کی نظر ادہر پھر گئی۔ گیہان کو جو قابو ملا اس قوت سے
ایک ضرب سر تیغ شاہزادہ کے سر پر لگائی کہ بعد چاک کرنے خود و مغفر کے چار انگشت
کال کاسہ سر مین اتر گئی۔ اگرچہ شاہزادہ نے حالت جراحت مین گیہان کو بھی
ضرب شمشیر سے زخمی کیا۔ مگر وہ ضرب بار جو اسی کی تھی۔ چندان کارگر نہوئی۔
ہر وقت زخمی ہونے طاقان نوجوان کے گیہان رستم جہان نے اپنے
لشکر کو جنگ مغلوبہ کا حکم دیا۔ وہ دو دریا سے لشکر مثل امواج بحر متلاطم باہم دست
بغل ہو گئے۔ مہتر سہیم نے ہرچند تگ و دو کی کہ شاہزادے کو ہنگامۂ رستخیز سے نکال
لے جائے لیکن غلو فوج عدو و ورود اکم غبار سے ممکن نہوا۔ لیکن ہر گاہ شاہزادہ
طاقان کا پیمانہ حیات لبریز نہوا تھا مرکب وفادار شاہزادے کو اس ہنگامہ
رستخیز سے ایک طرف لے بھاگا اور رفتہ رفتہ کوہستان مین پہونچا۔ یہان دو روز و شب برابر
جنگ مغلوبہ قایم رہی۔ جب مہتر سہیم اور شکول زرین زرہ کو شاہزادہ طاقان کی
جانب سے ایک قسم کی مایوسی ہوئی شکول بان حالت زخمداری جنگ مین
شریک ہوا اور مہتر سہیم شاہزادے اور دیگر سردارون کے ناموس اور خزانہ
توشک خانہ وغیرہ سامان کو مع زخمیون اور بیمارون کے ایک کوہ سربلند کے دامنہ
مین کہ مقام محفوظ و تلیب تھا لے گیا۔ جب شکول کو معلوم ہوا کہ اب ہزیمت و نقصا
میدان جنگ سے علیحدہ ہو سکتا ہے جنگ گریزکنان اسی مقام مین پہونچا۔ غنیم
نے مثل حصار خار ہر طرف سے لشکر اسلام کا محاصرہ کیا۔ گیہان رستم جہان نے اول

شاہزادہ طاقان کی لاش بمیدان جنگ مین تلاش کرائی۔ بعد ازان ایک ایک سردار کو بہ جمعیت معقول چہار طرف روانہ کیا۔

پہونچنا شاہزادہ طاقان کا بحالت مجروحی ایک دہ مین اور بعد صحت لشکر مین آنا اور گیہان رستم جہان کا زخمی ہونا

شاہزادہ طاقان کہ سپہ سالار الغان جو میدان جنگ سے بہاگا تیس کوس طے کر کے غار کوہ کے ایک درہ مین داخل ہوا اور درہ سے نکلکر ایک آبجو سے پانی پینے کے لئے گردن جہکائی۔ شاہزادہ طاقان حالت بیہوشی مین پشت مرکب سے ندی کے کنارے پر گرا۔ صبح کا وقت تھا اور اُس نواح کا ایک رئیس اسلم جوانمرد نام بغرض تفریح ندی پر آیا تھا۔ اُس نے جو شاہزادے کو مجروح دیکھا اپنے دیہ مین لایا جو ساغنہ کہلاتا تھا اور تیمارداری مین مشغول ہوا۔

روز چہارم اُن سردارون مین سے جو گیہان رستم جہان نے شاہزادہ کی تلاش مین چار طرف بھیجے تھے ایک سردار لارب تیغزن نام دو سو سوارون کی جمعیت سے اُس دیہ کے قریب سرکش ہوا اسلم جوانمرد کے ایک پسر سلیم کا اُس طرف گذر ہوا اُس نے ایک سوار سے شاہزادہ کی حقیقت بیان کی اور کہا کوئی جراح میری ہمراہ کر دو۔ اُس سوار نے اپنے افسر کو اطلاع کی۔ لارب نے ایک ملازم معتمد کو سلیم کے ہمراہ کیا۔ اُس ملازم نے نظر اول مین شاہزادے کو پہچان لیا اور کہا ایسے زخم شدید کے علاج کی لیاقت نہین رکھتا مین اپنے بھائی کو لاتا ہون۔

ملازم فرحان وخندان لارب تیغزن کے پاس آیا اور شاہزادہ طاقان کی موجودگی کی خبر دی۔ لارب اسی وقت مع جمعیت دیہ کی طرف روانہ ہوا۔ اسلم نے جو سنا کہ دو سو سوار مسلح جلوریز دیہ کی طرف چلے آتے ہیں اپنے بیٹوں کو بے شمار میں رکھ اور غلاموں اور دیگر اہل دیہ کو دیہ کی رخنہ بندی کا حکم دیا اور مستعد جنگ بیٹھا۔ لارب نے قریب پہونچکر اسلم جوانمرد سے کہلا بھیجا کہ جس مجروح کا تم علاج چاہتے ہو وہ دشمن بادشاہ ہے۔ بے حیلہ و حجت اسکو ہمارے حوالے کردو۔ تم ازدیاد جاگیر کے مستحق ہوگے اور تمہارے لڑکوں کو منصب اعلے عطا ہوگا۔ ورنہ ایک لمحہ میں قتل کئے جاؤگے۔ اسلم نے کہا۔ اس جوان عالیشان کو بحالت جراحت میں اپنی مرضی سے گھر میں لایا ہوں یہ کیا مروی ہے کہ اس کو دشمنوں کے حوالے کردوں۔ جب تندرست ہو [illegible] اور میرے مکان سے چلا جائے۔ اسوقت تم اسکے تعاقب کے مختار ہو سکتے

لارب اس جواب سے ناراض ہوا اور دیہ پر حملہ کیا۔ اہل دیہ نے تیر و سنگ سے جواب دیا وناوک ہائے جگر دوز سے اکثر کو خاک و خون میں ملادیا۔ جسوقت ترکش خالی ہوگئے ایک ایک شخص گانو سے نکلتا تھا اور دو دو چار چار سواروں کو قتل کرتا تھا۔ جب غلام اور اکثر اہل دیہ قتل ہوگئے اسلم جوانمرد کے پسران بہادر نے یکے بعد دیگرے داد جوانمردی دی۔ اسلم جوانمرد کے چھ پسر قتل ہوئے تھے اور باقی [illegible] آمادہ مرگ تھے ناگاہ گوشہ بیابان سے ایک گرد تیرہ و تار اٹھی اور ہو کا [illegible] سرفام [illegible] رنگ کو [illegible] تسخیر [illegible] شاہزادہ طاقان سے رخصت ہوکر [illegible] آوارہ دریا تھا [illegible] اس ہنگامہ میں پہونچا [illegible] دیکھ کر [illegible] نے [illegible] اور [illegible] کو مار [illegible] شاہزادہ طاقان بحالت مجروحی اس [illegible]

اور رئیس دیہ اُسکی حفاظت مین غلامون اور دیگر رفقا کے علاوہ چھ لپسران جوان لقمہ اجل کر چکا ہے اپنے سوارون کو محاصرین کے قلع وقمع کا حکم دیا اور خود لارب کے مقابل آیا۔ لارب اس قابل نہ تھا کہ سرخام جیسے مرد میدان کا مقابلہ کرتا۔ مگر ناچار مقابل ہوا۔ سرخام نے بعد خفیف رد و بدل کے ایک ہی ضرب نیزہ مین لارب کو پشت زین سے گرا دیا۔ لارب کے مرنے کے بعد بقیۃ السیف نے جو چالیس سوارون سے زیادہ نہ تھے مشرف بہ اسلام ہو کر سرخام کی رفاقت اختیار کی۔

اسلم رئیس دیہ سے باہر نکلا اور سرخام دلاور کی رکاب کو بوسہ دیا۔ سرخام اسلم کے مکان مین آیا اور اپنے لشکر کے جراحون سے شاہزادے کا زخم دھلوایا اور مرہم کافوری لگوایا۔ خدا کے فضل سے پانچوین روز شاہزادے کو اسقدر افاقہ ہوا کہ اسلم اور سرخام کا ادائے شکر کیا اور اسلم کی دختر کو سرخام سے منسوب فرمایا۔ اسلم مع اپنے اہل و عیال کے بصدق دل مسلمان ہوا۔ چند روز کے بعد شاہزادے نے غسل صحت کیا اور مع سرخام دلاور و اسلم جوانمرد و سالم و سلیم وغیرہ لپسران اسلم کے بارہ ہزار سوار کی جمعیت سے جن مین سے اکثر سرخام کے ملازم تھے رودستان کی طرف کوچ کیا۔

یہان گیہان رستم جہان ہر روز لشکر اسلام پر یورش کرتا تھا۔ لیکن مہر مہیم نے چارطرف لشکر کے اسقدر اضراب توپ و تفنگ قائم کی تھین کہ فوج غنیم ہرگز دخل نہ پاتی تھی۔ لاچار ہو کر گیہان نے ایک دن حکم دیا کہ تمام لشکر باتفاق چارطرف سے اس کوہ بدمین پر حملہ کرے اور امروز بذات خاص اہتمام کیا۔ اس طرف سے اہل اسلام جنگ مردانہ کرتے تھے مگر تا کجا۔ آخر اہل اسلام گھبرا گئے اور دعا و مناجات مین مصروف ہوئے۔

عین وقت اضطراب میں شاہزادہ طاقان تشریف لایا اور احوال معلوم کرکے اب نعرہ جگر شگاف مارکر تمام بیابان گونج گیا۔ لشکر اسلام نے جان تازہ پائی اور اعلام شکر کو جلوہ دیا۔ گیہان نے یورش کوہ موقوف کی اور شاہزادے کے مقابل ہوا۔ مگر اس دفعہ شاہزادہ نے ایک ایسی ضرب تیغ لگائی کہ خود فولادی کو چاک کرکے ایک بالشت سر میں در آئی گیہان پشت مرکب سے خاک معرکہ پر گرا۔ اسکے عیار بشکل میدان سے لے گئے اور لشکر کو جنگ مغلوبہ کا حکم دیا۔ جنگ مغلوبہ کر اسقدر طول کھینچا کہ اسفاج بضفور عیاروں نے گیہان سپہ سالار کو تبا شب قلعہ گیہانیہ میں پہونچادیا۔

گیہان کی مادر ضعیفہ زار زار روئی اور بت بزرگ کے روبرو بہ تضرع و زاری کہا۔ یا خداوند کمال حیرت و افسوس کی بات ہے کہ تو نے میرے فرزند نور العین کو اہل اسلام کے ہاتھ سے زک دی کرائے۔ خود تو نے اُسکو رستم جہاں خطاب دیا تھا۔ جب اُس ضعیفہ نے بت سنگ سے جواب شافی نہ پایا ناچار فرزند کے علاج و دوا میں مصروف ہوئی۔

یہاں گیہان کے روانہ ہونے کے بعد لشکر کفار نے اپنے میں تاب مقابلہ نہ پائی اور میدان جنگ سے ایسی بے سروپا گریزکی کہ خیمہ و خرگاہ بھی نہ لے چل سکے اور وہ غازیان اسلام کے ہاتھ آئے۔ شمکول زرین زرہ اور جوہر سہیم آہن‌گسل مع اور سرداروں کے حاضر ہوکر نذریں پیش کیں اور فتح و نصرت کی مبارکباد دی۔ شاہزادہ طاقان نے شمکول و سہیم کی ہمت استقلال کی ستائش کی اور خلاع فاخرہ سے سرافراز کیا اور حسب قدر دیگر سرداروں کو بھی خلعت و انعام دیا۔ چندروز اس غرض سے وہاں مقام کیا کہ اہل لشکر جراحت و زخمداری سے شفا پائیں۔ بعد ازاں بساعت سعید میں الفاقیہ کیطرف کوچ کیا۔ ملک الفاقی شاہ فریدون جاہ نے جو گیہان رستم جہاں کے مجروح ہونے اور لشکر کے ہزیمت

کہانے کی خبر سنی نہایت مکدر ہوا۔ خدیو جہان پہلوان سپاہ سالار دست راست سے بادشاہ کی تشفی کی۔ بادشاہ نے اسپوفت پیش خیمہ کے نکلنے کا حکم دیا اور دوسرے دن دولاکھ سوار و پیادہ کی جمعیت سے بیرون شہر ایک میدان سیع مین خیام لشکر نصب کرائے۔ جمشان وزیر شہر مین رہا اور قلعہ انقاقیہ کو سامان جنگ و اسباب تحصن سے آراستہ کرایا۔

احوال رستم زاد دلاور جو صاحبقران اصغر کے حکم سے اربافیہ کی طرف روانہ ہوا ہے

شاہ شاہان ملک آفاق شاہ نے صاحبقران اصغر کے فتوحات اور ارادون کا حال سنکر الفاق شاہ و رباق شاہ و حدق شاہ کو مع لشکر چشم آفاقیہ مین طلب کیا تھا۔ ملک ارباق شاہ جسکا لقب جم کلاہ ہے جسوقت شاہ شاہان کا خط پہونچا اُس نے آفاقیہ کا قصد کیا۔ ناگاہ جاسوسون نے رستم زاد کی روانگی کی خبر دی۔ ناگزیر آفاقیہ کی روانگی ملتوی کی اور اوصاف ہنیر زور اور الضاف دیو پیکر کو ڈیرہ لاکھ سوار و پیادہ کی جمعیت سے رستم زاد دلاور کے مقابلہ کے واسطے بھیجا۔

اربافیہ سے چار منزل پر اوصاف و الضاف کے لشکر سے رستم زاد کے لشکر کا مقابلہ ہوا۔ سات دن کی معرکہ آرائی مین ابرزاد و برق زاد دلاور ون کے ہاتھ سے عار باقیہ کے دس پہلوان نامی مجروح ہو دس پہلوان قتل ہوئے۔ اسطرح لشکر اسلام کے تین سردار ریزہ القمر نے سر کے ہاتھ سے دار البقا کو روانہ ہوئے۔ انکو گہر زاد اغلاقی نے قتل کیا۔

شب ہشتم لشکروں میں انصاف دیوپیکر اور رستم زاد دلاور کے نام طبل ہائے جنگ
بجے۔ ہنگام طلوع آفتاب یہ صفوف کارزار انصاف دیوپیکر ار باقی ایک گرگدن قیامت
پر سوار عجیب شان و شوکت سے میدان کارزار میں آیا۔ اس طرف سے بھی نامی رستم
زاد نے خنگ کوہ پیکر کو تنگ صدیز رنگ دیکھا اور عرصہ مصاف میں پہونچا۔ جب دست جلیفہ
بست مقابلہ کی نوبت آئی انصاف کی گرگدن کو ایسی تلوار دی کہ دس قدم پس پا ہو گیا۔
آخر نیزہ زنہر باقی شمشیر ہائے خون آشام غلاف سے نکالیں۔ تمام دن دونوں جوانمرد شمشیر بازی میں
سرگرم رہے اور شام کے وقت بناکامی خواہ جدا ہو کر خیامگاہوں پر چلے آئے۔ روز دوم
تک دست و بازو میں مصروف ہوئے۔ قریب غروب آفتاب رستم زاد دلاور نے تفنگ
مددالہ انصاف دیوپیکر کو بزور دست وسینہ سر سے بلند کر لیا۔ عیاران لشکر اسلام انصاف کو
گرفتہ بستہ پیش لشکر میں لے آئے۔ بروقت گرفتار ہونے انصاف کے لشکر وہ باز گشت ہو گئی
تو رستم زاد دلاور نے بعد رفع تکان انصاف ار باقی کو مجلس میں طلب کیا اور بہ خندان
پیشانی و شیریں زبانی توحید الہی بیان کی۔ انصاف نے کہا۔ مجھے بند قید سے کھولدو
پھر میں اپنے دل کا حال بیان کروں۔ رستم زاد دلاور بلکہ کل حضار مجلس کو گمان گذرا کہ انصاف
لعین مائل مسلمان ہوا چاہتا ہے۔ بنا براین اسکے بند قید کھولدئے۔ ایک تبر ایک کرسی
پر رکھا تھا۔ انصاف نے وہ تبر اُٹھا لیا اور رستم زاد کے سر پر مارا۔ رستم زاد نے نیم تخت پر سے
جست کی تاہم ران پر خفیف زخم آیا۔ انصاف اسی گرمی دست میں دو چار اور سرداروں کو
زخمی کر کے بارگاہ سے باہر نکلا۔ دربارگاہ پر رستم زاد نامدار کا مرکب چتر کی جلو دار کے ہاتھ میں
تھا۔ انصاف ظالم نے اس جلودار کو جان سے مارا اور مرکب پر سوار ہو کر اپنے لشکر کی راہ لی۔
اس وقت لشکر اسلام کی خدمت میں طلایہ ایک سردار کیوان نژاد آتی تھی۔ انصاف نے بروقت مقابلہ

اوسکو بہی قتل کیا۔ فی الجملہ انصاف اپنے لشکر مین پہونچا اور اوصاف سے اپنی جرات و بہادری کا بہ آب و تاب ذکر کیا۔ اوصاف شیرنبرد نے بہ ترشروئی کہا او انصاف مین تجہے اپنے زعم مین جوانمرد سمجہے ہوئے تہا۔ الا اس حرکت نالایق سے معلوم ہوا کہ تجہسے زیادہ کوئی آدمی نامرد و مکار نہ ہوگا۔

انصاف نے اوصاف کو کچھ جواب دیا تہا کہ رستم زاد دلاور شیر غران کی مانند بارگاہ مین پہونچا۔ انصاف دیو پیکر نے وہی تبر زین رستم زاد کے سر پہ مارا۔ رستم زاد دلاور نے تبر انصاف کے ہاتہہ سے چہین لیا اور ایسی ضرب محکم ایک تیغ بے دریغ اوس ظالم کے سر پہ لگائی کہ تا بسینہ بالمناصفہ دولخت ہوگیا۔ اہل دربار نے چاہا کہ رستم زاد پر ہاتہہ اوٹہائین مگر انصاف نے انکو اس حرکت سے روکا اور رستم زاد سے جنگ فردا کا وعدہ کیا۔ رستم زاد مع اپنی سردارون اور فوج کے جنگ کے واسطے پس و پیش لشکر مخالف مین پہونچتے تہے شادان و فرحان اپنے لشکر آیا

دوسرے دن دونون پہلوان مقابل ہوئے۔ رستم زاد دلاور نے طعن نیزہ مین اوصاف سے ہاتہہ سے نیزہ گرادیا شمشیر بازی و عمود بازی مین بہی رستم زاد کو غلبہ رہا۔ جس وقت زور مندیکی نوبت آئی اول دو نوجوانون نے مرکبون کی پشت پر اس طرح کشمکش و کوشش کی کہ طرفین کے لشکرون کی زبان پر صدائے تحسین و آفرین جاری تہی۔ بالآخر پیادہ پا ہوکر کشتی مین مشغول ہوئے اور تین روز و شب برابر جد و جہد کرتے رہے۔ روز چہارم رستم زاد نے اوصاف شیرزور کو ہاتہہ پر علم کرلیا اور چاہتا تہا کہ زمین معرکہ پر مارے۔ اوصاف نے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ عیسیٰ روح اللہ پڑہا۔ رستم زاد دلاور نے اوصاف شیرنبرد کو آہستہ زمین پر رکہدیا اور اوسکے صدق و اخلاص کی تعریف کی۔ اوصاف شیرنبرد نے بہ آواز بلند اپنے افسران لشکر سے کہا۔ اے سرداران نامور مینے بشیر رستم زاد کو کہہی بہتر

نہین سمجھا اور اب بہ صدق دل اسلام قبول کیا ہے۔ جس سردار و سپاہی کو میری
رفاقت منظور ہو بسم اللہ مسلمان ہو جائے اور مجھے اپنا حاکم سمجھے۔ درصورت دیگر
ہر ایک کو اپنے فعل کا اختیار حاصل ہے۔ پچاس افسر نامی کہ اُنمین سے ہر ایک شخص
ہزار سوار کا افسر تھا دائرہ اسلام مین داخل ہوئے۔ باقی لاکھ سوار بمقابلہ پیش آئے
لشکر اسلام نے اُنکو سہل مقابلہ مین ایسی شکست دی کہ شہر ارباقیہ تک کہین نہ
ٹھہرے۔ رستم زاد دلاور نے لشکر ہزیمت خوردہ کا تمام مال و اسباب اعصاف تیغ زن
کو بخشا اور روز سویم ارباقیہ کی طرف کوچ کیا

ملک ارباق شاہ جم کلاہ نے جو انصاف کے قتل اور اوصاف کے مسلمان ہونے کی
خبر سنی نہایت قلق ہوا اور وزیر ذو الفراست اور دیگر امرا کو مشورہ کے لئے طلب کیا
بعد قیل و قال بسیار ایک امیر کم رتبہ ابریق بن لولو نے بادشاہ سے خلوت کی استدعا
کی۔ بادشاہ ابریق کو مکان خلوت مین لیگیا۔ ابریق نے عرض کی۔ حضور بے دسواس
خیام شہر سے باہر برپا کرین جس وقت رستم زاد مقابل اُترے۔ اُسکو پیغام دین کہ
جنگ دست و بازو پر کفایت کیجے جو غالب آئے فریق مغلوب اُسکا دین و مذہب
اختیار کرے۔ اگر حضور غالب ہوئے فبہا ورنہ بہ نفاق اسلام قبول کرنا بہتر ہے مین
اس طرح کا مداوا کرونگا۔ یقین ہے کہ حریف بے دردسر اسیر ہو جائیگا۔ بادشاہ نے کہا
اگر ہم تیری تدبیر سے کامیاب ہوئے تو تجکو امرائے جلیل القدر مین داخل کرینگے
ابریق نے قدمبوس ہوکر گذارش کیا۔ مین جاہ و منصب کا خواہان نہین جب
حضور مطمئن ہون ذو الفراست وزیر کی دختر سے میرا عقد کر دین

ملک ارباق شاہ نے ایک میدان حسین دسطح مین خیمہ و خرگاہ برپا کر دئیے

اور جس وقت لشکر اسلام بالمقابل خیمہ زن ہوا رستم زاد دلاور سے جنگ زور و بازو کی درخواست کی رستم زاد نے لشکر گاہ ارباق شاہ کی درخواست منظور کی جب میدان کی نوبت پہونچی چند روز مین ارباقیہ کے جملہ پہلوان رستم زاد نے باندہ لیے - ارباق شاہ جم کلاہ نے حسب وعدہ دین اسلام قبول کیا اور رستم زاد کی بتکلف دعوت کی

روز چہارم بادشاہ اور رستم زاد اور دونون کے افسران ملکی اور فوجی دیوان عام مین جمع تھے ناگاہ ایک شخص بوضع خادمان تنجانہ صوف مغربی کا جبہ فراخ دامن پہنے ہوئے اور منیل ہزار گزی سر پہ باندہے ہوئے جسکے شملے دونو طرف زانون تک لٹک رہے تھے دست راست مین عصائے سبز اور دست چپ مین تسبیح ہزار دانہ کاہے چشم بند گاہے چشم وا یا صنم زیبا خداوند ارض و سما کہتا ہوا بارگاہ مین آیا - اکثر خدام زرانہ پش ہمراہ تھے اور وہ بہی بطور وظیفہ یا صنم زیبا کہتے تھے - رستم زاد دلاور نے ملک ارباق شاہ سے پوچھا یہ فرساق بوالعجب شکل کون بلا ہے - ارباق شاہ نے کہا صورت اُسکی میری آنکھ مین کچھ آشنا معلوم ہوتی ہے اِلّا درست نہین پہچانا کہ کون ہے - ذوالفراست وزیر نے کہا حضور کو یاد نہین رہا - یہ شخص ابریق بن لولو خداوند صنم زیبا کا بندہ خاص ہے

اِس گفتگو مین ابریق بدطریق ارباق شاہ کے روبرو آیا اور بطریق سلام سر جُہکا کر کہا اے حضور دربار اُس شخص کو میر اسلام پہونچے جو خداوند صنم زیبا آفریدگار عالم کو چشم بصیرت و دیدہ امتیاز سے دیکھے - بعد ازان کہا اے بادشاہ خداوند صنم زیبا نے تکو یہ پیام بہیجا ہے کہ تم نے تمام عمر عبادت اکبر کی جو ایک بُت سنگ اور بے زبان پرستش کی اُسکا نتیجہ کار کیا نکلا - خیر گذشتہ راصلواۃ - اب بہی بصفائے نیت ہمارے

آستان پر حاضر ہو کر سجدہ ریز ہو اور تین روز و شب متواتر ہمارا اسم مبارک پڑھو تاکہ مشکل حل ہو۔

جس وقت ابریق نے اپنی داستان ختم کی شاہزادہ رستم زاد نے ارباق شاہ سے کہا کہ اس زبان دراز نے یہ کیا حکایت نیرنگ بیان کی۔ ذوالفراست نے کہا۔ اے شہزادہ بلند اقبال نے شہر سے دس کوس جانب شمال ایک باغ باکیفیت و پر بہار بنایا ہے۔ اور اس میں ایک مکان منقش و رنگین ہے اور مکان میں ایک نازنین صنم پری وش کی پیکر رکھی ہے۔ ابریق کا بیان ہے کہ وہ بولتی ہے اور جملہ اشیاء کی خالق مطلق ہے۔ ابریق رستم زاد کی طرف متوجہ ہوا اور کہا اے نوواردِ صاحب اقبال۔ یہ لوگ مجکو دیوانہ بتلاتے ہیں اور یقین کر کے قدم رنجہ نہیں کرتے۔ تم میرے ہمراہ چلو۔ پیکر خداوند نے مجھسے وعدہ کیا ہے کہ ارباق شاہ یا جو صاحب اقبال آئے گا میں بزبان خود گفتگو کرونگی۔ رستم زاد نے کہا۔ ہم روز فردا ضرور تیرے ہمراہ چلیں گے

دوسرے دن علی الصباح شاہزادہ رستم زاد و بہزاد و برق و نامدار و ابر زاد وغیرہ ہمراہ سردار جریدہ ابریق بن لولو کے ہمراہ ہوئے۔ ارباق شاہ اور ذوالفراست بھی ساتھ ہوئے۔ جس وقت باغ میں پہونچے۔ الحق اسی کیفیت و زینت کا ایک باغیچہ دیکھا کہ بہشت شداد کا نمونہ تھا۔ درختان سردسیر و گرم سیر سر تا سر متصل و ہم آغوش تھے۔ اور جس طرف نظر جاتی تھی گل و ریاحین کے چمن معمور تھے۔ اگرچہ باغ چندان وسیع نہ تھا۔ لیکن مکانات ایسے عالیشان و خوش قطع اور منقش و رنگین بنے ہوئے تھے کہ اُنکے دیکھنے سے طبیعت کو بڑی خوشی ہوتی تھی۔ ارباق شاہ و رستم زاد وغیرہ ہر چمن کو بنظر اجمالی دیکھتے ہوئے اُس مکان عجیب البنیان کے قریب پہونچے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ چار سو غلام زرین پوش وجیہ جوان بوضع خدام منتظر نہ

مجمع کیسۂ طلائی و نقرئی ہاتھوں میں لئے ہوئے چلے جاتے ہیں اور ہر ایک کی زبان پر یا خداوند صنم زیبا جاری ہے۔ جب قریب آئے اُن خادموں نے ابریق مردود کو سجدہ کئے اُس مکار کو ایک حالت وجد و سماع طاری ہوئی اور اُس عالم ذوق و شوق میں چشم بندیہ شعر پڑھا

یا صنم یا صنم از خلق جہاں می خیزد ✣ آن صنم کیست کہ عالم ہمہ بتخانہ اوست

اُس مکان کا تخمیناً سو گز طول اور چالیس گز عرض ہوگا۔ تمام مکان طلائی زنگار و مینا نگار تھا۔ در و دیوار میں اس طرح کے نقش و نگار عجایب روزگار تھے کہ ہر دیوار نگارستان چین اور صفحۂ ارژنگ کا حکم رکھتی تھی۔ وسط مکان میں ایک تخت جواہر نگار پر مسند زرکار بچھی تھی اور اُس پر ایک پیکر خورشید تمثال عدیم المثال سر سے پاؤں تک زیورہائے گوناگون سے آراستہ بصد ہزار ناز و کرشمہ متمکن تھی۔ اُس کی صورت دلفریب سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ باندازِ معشوقانہ مسکرا رہی ہے۔ بالائے سر ایک شامیانہ زربفتی کشیدہ تھا جس کا حاشیہ مروارید نگار اور آراستہ زمرد تھے۔ تمام خادمان صنم خانہ نے ایک حالت بے خودی و بے اختیاری میں ہُو کے نعرے مارے اور پیکر کے قدمبوس ہوئے

ذوالفراست نے بطریق مذاق ابریق سے کہا۔ اے شخص اگر اجازت دے میں تبرکاً و تیمناً پیکر خداوند کے لب و رخسار سے چند بوسے لوں۔ ارباق شاہ نے کہا۔ باوجود پیرکی بے اختیار میرا بھی دل چاہتا ہے۔ ابریق حیلہ گر نے نظر قہر سے ذوالفراست کو دیکھا پھر کہا اے سرو ماں بے ادب خداناشناس توبہ کر ورنہ غضب خداوندی میں گرفتار ہو جاؤ گے ارباق شاہ نے کہا۔ ہاں یہ اوبدین ہمیں بے ادب بتاتا ہے۔ ابریق نے آہستہ پیکر سے کچھ کہا پھر خدام باہر نکل آیا۔ فوراً شاہ و وزیر دونوں کے دماغ سے غش رنانی خون جلدی ہٹا

یہ دونو بھی صنم خانے سے باہر نکل آئے۔ ان کے جانے کے بعد پیکر کے حلق سے یہ آواز آئی کہ اے سرداران اہل اسلام بمصداق إِنَّ اللّٰهَ جَمِيلٌ مجکو جلد سجدہ کرو ورنہ قریب تر میرے غضب میں گرفتار ہوگے۔ شاہزادہ رستم زاد کے پاس کوئی حربہ نہ تھا لاچار ارادہ کیا کہ بزور دست و بازو پیکر کے اعضا کو توڑے۔ ناگاہ چار طرف سے آواز طراق طراق آئی اور مکان بیٹھ گیا اور سرداران اسلام غلطک زنان غار میں گرے

راوی کہتا ہے کہ ابریق نے باغ مذکور بہت شوق سے قریب کوہستان بنایا تھا۔ اور ایک غار سے ملحق تھا۔ جس وقت اس نے ارباق شاہ سے اہل اسلام کی اسیری کا مشورہ کیا اسیوقت اس غار پر تختہ بندی کی اور تختوں کے اوپر مکان اور تختوں کے تھے۔ چرخہائے کلان لگائے جنکو ریسمانہائے چرمی سے قایم کیا۔ اور دو ہزار آدمی قوی ہیکل غار میں متعین کئے اور پیکر مصنوعی کے جوف میں ایک آدمی چرب زبان دانشمند کو بٹھا دیا۔ جس وقت ارباق شاہ وغیرہ اس مکان سے باہر گئے۔ مرد دانشمند بھی وہ فقرہ کہہ کر پیکر سے نکل گیا۔ بفور اس کے سپاہیان غارنشین نے ریسمان کو قطع کیا اور چرخوں نے برعکس گردش کی اور مکان تختہ تختہ ہو کر مع پہلوانان اسلام کے غار میں گرا۔ سپاہیوں نے انکو زنجیرہائے آہنی سے مسلسل کیا اور شہر میں لاکر ایک چاہ بے آب میں قید کر دیا

جب ارباق شاہ کی بہمہ وجوہ خاطر جمع ہو گئی۔ اپنے لشکر کو جنگ مغلوبہ کا حکم دیا حالانکہ لشکر اسلام میں سوائے سمرزاد کے کوئی سردار و پہلوان با نام و نشان باقی نہ رہا تھا تاہم اس جوش میں کہ ارباق شاہ نے مکاری کی جو بادشاہوں اور شریفوں کے شایان شان نہیں ہے ایسا تردد مردانہ ظہور میں آیا کہ ایک رات دن کے جنگ و جدال کے بعد لشکر کفار کے پاؤں اکھڑ گئے اور ارباق شاہ کو بجز محصور ہونے کے کوئی چارہ بن نہ آیا

داستان شاہزادہ بہمن زاد نامدار جسکو صاحبقران اصغر نے بصیغۂ سفارت شہر آفاقیہ کو روانہ کیا ہے

جسوقت صاحبقران اصغر نے بہمن زاد نامدار کو ایلچی مقرر فرمایا۔ شاہزادہ موصوف بارہ ہزار سوار خوش اسپ وخوش سلاح کی جمعیت سے باسامان وجلوس شاہی بیابان بلا کی راہ سے جو بالفعل تمام بلیات سے پاک وصاف ہوگیا ہے روانہ ہوا۔ ہرروز تین فرسخ کوچ کرتا تھا اور اثناے راہ میں فقرا ومساکین ودہاقین وغیرہ کو زر خطیر خیرات وتصدق دیتا تھا۔

جب شاہ شاہان آفاق شاہ کو ایلچی کی روانگی کی خبر پہونچی ملک طواط وزیر دست کو ایلچی کے استقبال وتواضع کا حکم دیا۔ ملک طواط اول امراے عظم رتبہ میں شمار ہوتا تھا۔ مگر آفاق شاہ کے ایک حرم منظور نظر کی وجہ سے جو طواط کی آوردہ تھی رفتہ رفتہ اعظم کے درجہ پر پہونچا۔ ملک طواط نخت بدذات وبد باطن شخص ہے اپنی شہنشاہ کے خوف سے بظاہر سرداروں کو منزل بمنزل تواضع وتکریم کی بابت مامور کیا

اُدہر طرف سے بہمن زاد نامور منزل اول کے قریب پہونچا جس کا زمین سر انام تھا۔ وہاں ایک سردار طمراق خرس پیشانی دو ہزار سوار کے ساتھ متعین تھا۔ وہ اپنے جلوس سے بہمن زاد کے استقبال کو سوار ہوا اور قریب پہونچکر بدیں خیال گھوڑے سے اترا کہ بہمن زاد بھی مرکب سے اتر کر ملاقات کرے گا۔ جب برخلاف اُس کے خیال کے بہمن زاد نے پشت اسپ پر ہی مزاج پرسی کی طمراق کو غصہ آیا اور کہا اے بہمن زاد بخود مغرور تو میری تواضع کو کیا سمجہا کہ بدستور خر شیطان پر سوار رہا۔ بہمن زاد نے بلب تبسم ریز فرمایا۔ اے طمراق تو اپنے لقب کو دیکھے۔ اگر میں خرس پیشانی کے واسطے مرکب سے اُترون تو مرد آدمیوں سے کیا سلوک کرو

طمراق نے یہہ سُنکر شمشیر آبدار غلاف سے نکالی اور نہایت قوت سے بہمن زاد کے سر پر لگائی۔ بہمن زاد نے طمراق کے ہاتھ سے شمشیر چھین لی اور وہی تیغ اِس ضرب سے ماری کہ طمراق مثل خیار تر دو حصے ہوگیا۔ سواران ہمراہی نے مقابلہ کا قصد کیا مگر مہتر شلنگ نے جو شہنشاہ کیجانب سے نگرانی پر مامور تھا اُنکو باز رکھا۔

منزلِ دوم میں طمراق مقتول کا برادر سمراق سر راہ استادہ تھا۔ اُس نے برادر کے قصاص میں بےگفت و شنو ایک نیزہ نہایت چستی سے بہمن زاد کے سینہ میں مارا۔ بہمن زاد نامور نے کہ اسکو صاحبقران اصغر نے دو جام پلائے تھے اور حسب بشارت مظہر اتم ثانی حضرت علی العالی صاحبقران جزئی درجہ سویم خطاب دیا تھا۔ اپنے نیزہ کی ضرب سے بآسانی سمراق کا نیزہ زمین پر گرا دیا۔ اسیطرح بروقت شمشیر بازی شمشیر چھین لی اور ہنگام زور دست و بازو سہل تلاش میں صدر زین سے بلند کر لیا اور گرد سر چرخ دیکر اس زور سے زمین پر مارا کہ اعضائے بدن سرمہ سا ہوگئے۔

طمراق اور سمراق کے سوار جمسور کے پاس منزلِ سوم میں جمع ہوئے اور اُس نے منزل چہارم کے سردار ونشور کو طلب کیا تاکہ باتفاق ایلچی کو قتل کریں بلکہ بلناس وارکاس کو بھی منازل پنجم وششم سے بُلایا۔ جب شاہزادہ بہمن زاد منزلِ سویم کے قریب پہونچا۔ اُن ملعونوں نے استقبال کیا اور اعزاز و احترام سے اپنے خیمہ میں لائے۔ بوقت شب غلیان مستی میں اُنہوں نے بدزبانی شروع کی اور آخر خنجر کشیدہ یکبار حملہ کیا۔ بہمن زاد صاحبقران جزئی نے ایک کو خنجر سے اور دوسرے کو شمشیر سے قتل کیا اور بلناس کو ہاتھ پر علم کرکے اِس زور سے چوب خیمہ پر پھینکا کہ بیک آہ جہنم واصل ہوا۔ ارکاس فیرلنج وہاں یہ ضرب دست دیکھ کر بے محابا خیمہ سے بھاگا۔ اُن سب کی فوج بھی ... کے ساتھ روانہ ہوگئی۔

دوسرے روز علی الصباح سطراق سطر لب پہلوان منزل ہفتم میں شاہزادہ بہمن زاد کی خدمت میں حاضر ہوا اور باخلاص تمام خاطر و تواضع کی۔ شاہزادہ نے اُسکو دعوت اسلام کی اور برادر عزیز کہا۔ سطراق نے کہا۔ میں اظہار اسلام تمہاری اُسی کے وقت کرونگا ورنہ اندیشہ ہے کہ وطواط بغات مجکو اور میرے متعلقین کو اذیت پہونچاے۔

اس طرف ارکاس فراخ دہاں بحال پریشان وطواط وزیر کے پاس آیا اور پانچ پہلوانون کے قتل ہونے کی خبر دی۔ وطواط نے اُسکو ایک شمشیر زہر آلود دی اور کہا جب ایلچی دروازہ شہر میں داخل ہو اُسکو قتل کردے اس تلوار سے کوئی خفیف زخم بھی اُسکو پہونچا تو جانبر نہوگا۔

سطراق شاہزادہ بہمن زاد کو کوچ بکوچ منزل ہفتم میں لایا اور باغ صنوبر میں فرو کش کرکے خود آفاق شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آفاق شاہ وطواط سے ناراض ہوا اور ذیہوش کو خلعت وزارت دست راست کا خلعت بخشا۔ جو وزیر قدیم تھا۔ بعد ازان ذیہوش کے مشورہ سے فرخروز سپہ سالار اوّل کو باسامان شاہی جلوس خسروانی استقبال کے واسطے بھیجا اور خود ذیہوش کو مہمانی و دعوت کا ذمہ دار کیا

جب فرخروز شاہزادہ بہمن زاد کے قیامگاہ پر پہونچا وہ نامور تا در بارگاہ استقبال کے واسطے گیا اور فرخروز کو دست گرفتہ خیمہ مین لایا اور نہایت تکلف سے دعوت کی۔ دوسرے دن بہمن زاد ہمراہ فرخروز کے ہمراہ شہر کیطرف روانہ ہوا۔ جو وقت دروازے میں داخل ہوا۔ ارکاس لعین نے وہی شمشیر زہر آلود نہایت قوت سے بہمن زاد کے سر پر لگائی جو وطواط نے دی تھی۔ مگر وہ شمشیر بہمن زاد کے سر تک نہ پہونچی تھی کہ سطراق دلاور نے کمال چستی و چالاکی سے اپنی سپر فولادی پر دفع کی۔ بہمن زاد تو بچ گیا مگر اُس تیغ نے جو سپر فولادی کی ضرب کھائی [illegible] ارکاس فراخ دہان کے سر پر لگی اور [illegible] اُس ناپاک کو زخمی کرگئی

ہوئی ران پر پہونچی۔ ارکاس تو مر گیا اور وہ شمشیر سطراق نے اُٹھا لی تاکہ شہنشاہ کی خدمت مین پیش کی جائے۔ مگر بہمن زاد نے اُسکو اس حرکت سے روکا اور کہا۔ مین شاہان سے کسی قسم کی شکایت کرنا پسند نہین کرتا۔ لیکن مخبرون نے آفاق شاہ کو یہ خبر پہونچائی اور اُس نے ارکاس کا گھر بار ضبط کیا اور روطواط کو چشم نمائی کی

جب شاہزادہ بہمن زاد بہ جلوس و شوکت مالا کلام بارگاہ کے دروازے پر پہونچا آفاق شاہ نے ذیہوش ورانا و دیگر امرائے ذی شان کو تا در بارگاہ استقبال کے واسطے بھیجا۔ بہمن زاد بصورت شیر ژیان جملہ امرا کی جمعیت سے بارگاہ مین آیا اور آداب گاہ سے آداب تسلیم بجالایا۔ آفاق شاہ نے بخندہ پیشانی سلام لیا اور فرخروز سے بالاتر کرسی دی۔ بعد ازان پوچھا۔ یہان کس عزم اور کس کام کے واسطے تکلیف کی۔ بہمن زاد نے دست بستہ کہا۔ صاحبقران گیتی ستان شکنندہ طلسم خسر و خسروان سیر کنندہ بر عجائب دفع کنندہ ہنگ بری صاحب لوئے آہنگ پیکر تسخیر کنندہ بحر و بر صاحبقران مطلق مروجی دین حق بادشاہ کشور گیر شاہزادہ بدر منیر نے نامۂ ظفر شمامہ شاہ شاہان ممالک قہستان کو عقیدت گزین کے ہاتھ بھیجا ہے۔ تصدیق تعظیم کا انتظار ہے آفاق شاہ نے چالیس خوان زر سرخ اور پچاس خوان زر سپید سکۂ مسلک نامہ پر سے نثار کرائے اور تخت کے زینہ پر قدم رکھکر بہمن زاد کے ہاتھ سے نامہ لے لیا

راوی کہتا ہے کہ اُس وقت بہتر توفیق بصورت مبدل دربار مین موجود تھا بلکہ تمام راہ مین جو واقعات سرزد ہوئے اور در شہر پر جو سانحہ ہوا سب اُس نے بچشم خود دیکھے ہین۔ اُس نے شاہزادہ بہمن زاد کی طرز گفتگو کو بہت پسند کیا

شاہنشاہ نے نامہ بہ منشی سلطنت کو دیا اور اُس نے بہ آواز بلند پڑھا۔ آفاق شاہ
نے بعد تامل دیر تک بہمن زاد سے فرمایا۔ اے جوانمرد تیرا آقا نے نامدار ہم سے تین امر کا خواہاں
ہے اور وہ تینوں امر بہت سخت ہیں۔ خیر چھ روز تم آرام کرو۔ روز ہفتم تمکو جواب نامہ
دیکر رخصت کرینگے

آفاق شاہ نے بمشورہ ذیہوش دستور اعظم و فرخزاد سپہ سالار اول بدین مضمون جواب نامہ
لکھوایا۔ اے شہریار فلک مقدار الحق تو صاحبقران زمان ہے۔ جو کام تیری ذات
رستم صفات سے ظہور میں آئے ہیں طاقت بشری سے بالاتر ہیں۔ لیکن منات پرستی
کیونکر ترک کیجائے اور تمہاری اطاعت کس طرح اختیار کریں۔ وہ دین آبائی ہے اور
یہ شہنشاہی کے لقب عالی کے برعکس۔ تم نے دابۃ القہر کو ہلاک کیا ہم تمسے اپنی دختر
منسوب کرتے یا تمہاری سفارش سے فرخزاد بن اخلاق شاہ سے عقد کرتے مگر تم مسلمان
اور وہ تمہاری تلقین سے مسلمان ہوگیا ہے۔ ہم نہیں چاہتے کہ تم تکلیف کرو لیکن اگر
طبع عالی شاہ دلاوری کے باعث آفاقیہ کے قصد سے باز نرہے تو تشریف لائیے۔ یہاں بھی
سات لاکھ سوار و پیادہ اور چند صد پہلوانان تنومند مشتاق زیارت ہیں

روز ہفتم آفاق شاہ نے شاہزادہ بہمن زاد کو دربار میں بلایا اور پچاس ہزار
تومان نقد اور چند اسپان ترکی و عراقی با ساز طلائی مع خلعت شاہانہ بہمن زاد کو اور
اسکے رفقا کو خلاع فاخرہ دیئے بعد ازان نامہ دیکر رخصت کیا

معراق نے اپنے اہل و عیال کو ایک روز قبل لشکر اسلام میں پہونچا دیا تھا۔ اب
دست بستہ آفاق شاہ سے کہا۔ اے شہریار عالم حضور نمک اپنا غلام کو بخشیں۔ مجھے طریق اسلام
پسند آیا ہے۔ شہنشاہ نے فرمایا تیرے جانیکا ہمیں رنج ہے۔ لیکن بیدل لازم سا بجبر رکھنا

خوب نہیں

داستان عیاری ہائے مہتر توفیق حسن ذو الفنون نے شہر آفاقیہ مین وطوّاط کی خاطر سے کین

مہتر توفیق شاہزادہ بہمن زادہ سے اول صاحبقران عالی شان کی خدمت مین جانا چاہتا تھا۔ مگر اِس خیال سے یہ قصد موقوف کیا کہ وطواط کی کچھ خدمت کرنی چاہیئے جسکی نجابت یادر بہ خطائی اُسکے سراپا سے ٹپکتی تھی

توفیق تو دو جستون مین حاتم الاسرار کو کفدہت کی طرف چھوڑ کر خطائق کی نظر سے پوشیدہ تمام امرا کے مکانون مین پہونچا۔ اکثر کی پیشانیون مین قسمت ام جلوہ گر پایا۔ بالآخر محلسرائے شاہی مین آپہونچا۔ اُس وقت آفاق شاہ کہانا کہاکر خوابگاہ مین گیا تھا۔ اور دو خواصین کف پا سہلا رہی تہین۔ مہتر نے عطر خفقانی عطر بیہوشی آمیز اُن کنیزون کو سونگھایا۔ ایک نے دوسری سے کہا۔ آخر یہ بو خوش کہان سے آئی ہے۔ دوسری نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت یہان خداوند ماتِ اکبر کا گذر ہوا ہی عجب طرح کی بوئے خوش ہے کہ دل و دماغ معطر ہوا جاتا ہے۔ رو محبت اُن کنیزون کو اپنے حال کا کچھ ہوش نہ رہا۔ مہتر لمعانی آفاق شاہ کو بہی خواب غفلت مین نہی عیدی ہوگیا اور ایک صندوق مین بند کرکے اس صندوق کو ایک حجرے مین رکھ دیا۔ اور صندوق و حجرہ دونون کو مقفل کیا۔ بعد ازان اپنی صورت آفاق شاہ کی شکل سے بدلی اور قبل اسکے کہ کنیزین ہوش مین آئین پلنگ پر دراز ہوگیا

جب صبح ہوئی مہتر نے محل سے نکلکر سریر سلطانی پر جلوس کیا۔ اتفاق سے وطواط حاضر نہ ہوا۔ اُسکو طلب کیا اور خطابات مغلظ کے بعد جوتیان لگوائین بلکہ چند جرائم اُسکے ذمے ثابت کرکے زر و مال چھین لیا اور خردم پر واژدن سوار کراکے باواز دہل تشہیر کرائی۔ اِن احکامات کی تعمیل کے بعد آفاق شاہ عملی نے دربار برخاست کیا اور محلسرا مین داخل ہوا۔ شوخ انداجو وطواط کی نذر کردہ اور بالفعل آفاق شاہ اُس سے کمال ملول ہے بحال خراب مہتر کے پاس آئی اور وطواط کے باب مین سفارش دراز کی۔ مہتر نے اُس کی بدرستخاص کفتکاری کی

شام کے وقت مہتر توفیق تنہا خوابگاہ مین داخل ہوا اور ایک عرق مقوی اُسی عالم بیہوشی مین آفاق شاہ کے حلق مین ٹپکایا۔ بعد ازان وطواط کا تمام مال و اسباب جو ایک حجرے مین بند کر دیا تھا چادر عیاری مین باندھا اور کوہستان مین ایک غار کے اندر رکھ آیا صبح کے وقت بدستور دیوان عام کیا اور بعد تمہیدات طول طویل کے حکم دیا کہ ہر ایک امیر ایک ایک بدرہ اشرفی اور حسب قدر جواہر اعلے نذر کرے تا کہ شاہزادہ بدر منیر کے دفعیے کے واسطے لشکر تازہ ملازم رکھا جائے۔ شب کو وہ مال بھی جلئے مقررہ مین دفن کر دیا اور خوابگاہ مین واپس آکر آفاق شاہ کے دماغ پر پارچہ رفع بیہوشی رکھ کے بانگہک پرواز کر دیا۔ آفاق شاہ صبح کے وقت دربار مین تشریف لایا۔ تمام امیر دربار حاضر ہوئے اور ہر چند کہ بار رائے ومز دن شہ تھا مگر دو روز گذشتہ کی حرکات کو یاد کرکے چشم حیرت سے بادشاہ کی صورت دیکھتے تھے

مہتر توفیق نے محل شاہی سے نکلکر ذرق شہر اور نواح شہر کی سیر مین ختم کیا۔ جب وقت شام ہوئی انگشتری خاتم الاسرار پشت دست کی طرف پھیرا اور پاسبانون کی نظر سے

پوشیدہ وطواط کے گھر مین گیا - وطواط بد ذات اپنی زوجہ ناپاک بیچاپک خاتون سے
چوسر کھیل رہا تہا مہتر توفیق وقت کا منتظر اُنکے اختلاط کا تماشا دیکھنے لگا - ایک ساعت
کے بعد وطواط رفع حاجت کے واسطے پائخانہ مین گیا - مہتر ساتھ ہو لیا اور اُس شمع پر
جو پائخانہ مین روشن تہی داروئے بیہوشی چھڑکی - دو لحہ مین وطواط بیہوش ہو گیا
مہتر نے اُسکو بدرو مین اوندھا ڈالدیا اور اُسکی صورت سے اپنی ہئیت تبدیل کر کے
بیچاپک خاتون کے پاس آیا اور اُس سے کہا - آج جی چاہتا ہے کچھ بازی بدین - بیچاپک
نے کہا بہت بہتر - توفیق نے کہا - اگر تو مجھسے بازی جیتے - ایک ایک کر کے میری ریش
کے بال اُکھیڑ لینا یا دس ہزار تومان مین دونگا اور بر تقدیر مین بازی جیتا تیرے
موئے سر مقراض سے کترونگا یا دس ہزار تومان لونگا

بیچاپک خاتون نے یہہ سمجھکر منظور کر لیا کہ وطواط یہ بات مذاق سے کہتا ہے مہتر نے
بازی جیتی اور کسوت عیاری سے پشم شتر کے تراشنے کی مقراض نکالکر بیچاپک کی چوٹی پکڑی
ہر چند اُس نے شور و غل مچایا اور زر نقد دینے کو مستعد ہوئی مگر اُس دشمن اشرار نے
ایک نہ سُنی اور سر کی قرار واقعی اصلاح کی - بیچاپک خاتون نے خون دل کھا کر دوسری
بازی شروع کی - مہتر نے وہ بازی بے تکلف ہار دی - بیچاپک خاتون ریش کنی کو آمادہ ہوگئی
مہتر کنیزون کے ہجوم کو دفع کرتا ہوا پائخانہ مین پہنچا اور خاتم الاسرار کف دست
کی طرف پہیر کر بر کنار ہو گیا - کنیزون نے وطواط کو بدررو سے باہر کھینچا اور ایک ایک
بال ریش کا اُکھیڑ لیا

وطواط کہ ریش کنی کی تکلیف سے اُسکی بیہوشی زائل ہوگئی تہی کنیزون کو زد و کوب کرتا
ہوا غصہ آلود اہلیہ کے پاس آیا - بیچاپک خاتون خائف و ترسان پابرہنہ بھاگی - قضارا

ہنگام گریز سر پر سے چادر اُتر گئی - وطواط نے جو اُسکا سر مثل خربزہ صاف دیکھا کہنے لگا عجب
ثابت ہوتا ہے کہ چند لمحہ مین تجہپر مادہ جنون ایسا غالب آیا کہ اول اپنے سر کی حجامت کی
بعد ازان میری ریش کی اصلاح کرائی شرط یہ ہے کہ تجہکو قتل کرون - بیچک طوطون سے
کہا میری پیزار جنون ہو - دیوانہ تو ہے - جسنے باصرار نامعقول بازی بدی اور زبردستی
میرے موئے سر تراشے اور اُسکے پاداش مین اپنی ڈاڑہی اُکہڑوائی

اِس گفتگو مین وطواط کی بدن پر نظر پڑی دیکہا کہ سراپا نجاست سے آلودہ ہے -
اُسی وقت غسل کیا اور لباس تازہ بدلا - بعد ازان کنیزان محل سے پوچہا - سچ بتاؤ کہ یہ کیا
اسرار ہے - کنیزون نے متفق اللفظ کہا کہ ہمارے روبرو تمنے یہ بازی بدی اور بدست خود
زبردستی خاتون خانہ کے موئے سر تراشے - وطواط نے کہا - اے خاتون قسم ہے خداوند
منات اکبر کی - مین اس سے زیادہ آگاہ نہین ہون کہ ناگاہ تمہاری کنیزین بیت الخلا
مین گہس آئین اور اُنہون نے بزور میری بہ گت کی - فی الجملہ زن و شوہر جسقدر اِس
معاملہ مین غور کرتے تہے اُسی قدر اُنکا تردد بڑہتا تہا - آخر اُسی صورت سے ریش کندہ
و سر تراشیدہ تبخانہ مین گئے اور بُت بزرگ کے روبرو تفرع و زاری کی

قاعدہ ہے کہ ہر ایک امیر و سردار کے گہر مین ایک ایک زن خفیہ نویس مقرر
ہوتی ہے - وطواط کے ہان جو عورت مامور تہی اُس نے وطواط و بیچک کا وقائع مفصل
لکہا - جس وقت وہ پرچہ اخبار آفاق شاہ کی نظر سے گذرا ہنسی کی شدت سے غش کی
نوبت پہونچی اور فرمایا - آجتک ایسا سانحہ عجیب نہین سنا - مشہور کرتے ہین کہ شاہزادہ
بدرمنیر نے اکثر اجنہ و دیوان زبردست کو بہی مسخر کیا ہے - کیا عجب کہ کوئی جن یا دیو
بہمن زاد کے ساتہ یہان آیا ہو

دوسرے دن ملک آفاق شاہ نے وطواط کو دربار مین بلایا۔ اُسکو دیکھکر اہل دربار کا یہ حال ہوا کہ کسی فرد بشر مین فرط خندہ سے دم باقی نہ رہا۔ آفاق شاہ نے بہ لب خندہ زیر پوچھا۔ وزارت پناہ۔ سچ کہو کہ تمنے بخوشی دل اپنی ریش کی اصلاح کرائی یا کوئی اور صدمہ ناگہانی پہونچا۔ وطواط نے دست بستہ کہا۔ شہریار مثل مشہور ہے کہ عتاب سلطانی مستلزم غضب خداوندی ہوتا ہے۔ حضور نے اول فلان روز تمام اثاث البیت غلام کا ضبط کیا بعد ازان تمام شہر مین بیگناہ تشہیر کرایا۔ ہنوز عتاب شاہی سے چھٹنے نجات نہ پائی تھی کہ یہہ غضب عظیم خداوندی نازل ہوا

بادشاہ کا رنگ رخ بشدت غضب سے سُرخ ہوگیا اور کہا تہمت صریح اسکی کہنے ہین۔ اے کاذب افترا بند ہمنے کس وقت تیرا اثاث البیت ضبط کیا اور کس دن شہر مین تجھے تشہیر کرایا۔ بعد ازان اہل دربار سے فرمایا۔ تم سنتے ہو کہ یہ مرد مزخرف شوم بخت کیا واہی تباہی بیان کرتا ہے۔ جملہ سردار سرنگون ہوگئے۔ اِلّا ایک سردار جوان روزنامہ کہ اُس نے دست بستہ کہا۔ شہریار شاید ملک وطواط اُس دن کا ذکر کرتے ہین جس دن حضور نے ہم نمکخوارون سے بھی علی قدر مراتب زر و جواہر بطریق پیشکش لیا تھا۔ مگر حیرت کی بات یہہ ہے کہ ہمنے زر و جواہر بھی نذر گذرانا اور پھر یہ حکم ہوکہ ہوا کہ خبردار ہمارے روبرو اِس امر کا ذکر نہ آئے ورنہ مال و زر کے ساتھہ تمہاری جانین بھی ضائع ہونگی

آفاق شاہ نے جب یہ روایت سُنی حیرت زدہ ارکین سلطنت سے فرمایا۔ خیر جو گذرا سو گذرا اب تم وہ نقل بالتفصیل ہمارے روبرو بیان کرو۔ قسم ہے خداوند کائنات کی نہ ہمنے وطواط کو تشہیر کرنے کا حکم دیا اور نہ کسی سردار و امیر سے زر و جواہر

بطریق پیشکش لیا- امرانے از اول تا آخر تمام سرگذشت بیان کی- آفاق شاہ نے
پوچھا وہ زر و جواہر مسروقہ کہان ہے- امرانے کہا- فلان فلان خواجہ سراؤن کو سپرد
ہوا تہا- آفاق شاہ نے اُن خواجہ سراؤن کو طلب کیا- اُنہون نے خائف و ترسان عرض
کیا بے شبہہ حضور نے تمام زر و جواہر خاص ہمارے ہاتہہ فلان حجرے مین رکھوایا اور
کلید قفل اُسی وقت ہم سے لے لی- آفاق شاہ نے فرمایا- یک نشد دو شد- چلو اُس حجرے کو
ایک نظر دیکھین- لیکن اُس حجرے کو در کشادہ پایا- وہان سے حیرت و استعجاب مین
مبتلا محلسرا کے اندر گیا- کنیزون نے صندوق کا منگانا اور شوخ ادا کا گفتگاری کرنا
بیان کیا- ان اخبار تازہ سے آفاق شاہ کو جنون کی نوبت پہونچی- ناگاہ ایک کنیز خاص
نے بادشاہ کو ایک پارچہ کاغذ دیا اور کہا- یہ کاغذ اُسی خوابگاہ شاہی مین پلنگ
کے سرہانے رکھا ہوا تہا

بادشاہ نے کاغذ کو دیکھا اُسمین لکھا تہا- اے ملک آفاق شاہ شہنشاہ سرزمین
قہستان آگاہ ہو کہ مین مہتر توفیق عیار صاحبقران گیتی ستان خاص اِس کام کے واسطے
تمہارے شہر مین آیا تہا کہ شاہزادہ بہمن زاد کی رسالت کی کیفیت دیکھون- کسی کو نقصان
پہونچانے کا قصد نہ تہا- لیکن طواط کی شرارتون کی برداشت نہو سکی- اگر فضل خدا
بہمن زاد کے شامل حال نہ ہوتا وہ سات پہلوانون مین سے کسی نہ کسی کے ہاتہہ سے ضرور
قتل ہوتا- ناچار مینے وطواط کو مع اُسکی زوجہ خبیثہ کے گوشمالی دی- اِسی غرض سے
تمکو بہی بیہوش کرنا پڑا- تمہارے دیگر امراسے جو قدرے قلیل مینے لیا ہے وہ حق قدم رسانی
دیا پوش بہا سمجہو

آفاق شاہ بعد مطالعہ کاغذ تا دیر سرنگون رہا- آخر محلسرا سے باہر نکلا اور امرا کو

کاغذ دکھایا۔ امرا کے ہوش جلتے رہے اور کہا۔ سبحان اللہ ہمنے ایسی تبدیل صورت
نہین دیکھی۔ دوسرے دن اوس ذوفنون نے تخت پر جلوس کیا اور کسی کو شک نہین ہوا
[illegible] ہے۔ جہانسوز مرصع خنجر عیار آفاق شاہ نے کہا
یہہ حرکات فنون عیاری مین داخل نہین ہین۔ اِسکو کرامات کہتے ہین

اِس طرف سرتاج سرہنگان زمان مہتر توفیق وطواط بدذات کی تفضیح کے بعد
اردوے صاحبقرانی کی طرف روانہ ہوا۔ منزل دویم مین بکر وعیار رستم زاد ملا۔ اسنے
تمام سرگذشت ارباقیہ کی سنائی۔ مہتر نے اردوے معلے کی طرف جانا موقوف رکھا اور
بہ خط مستقیم ارباقیہ کی راہ لی

احوال شاہزادہ طاقان فرخ بخت صاحبقران جزو اول

شاہزادہ طاقان بن الطاق شاہ کا حال ہمنے یہانتک بیان کیا تہا کہ یہان رستم پہلوان
کے زخمی کرنے کے بعد الضاقیہ کو روانہ ہوا اور الضاق شاہ فریدون جاہ بغرض
مقابلہ شہر سے باہر نکلا۔ راوی کہتا ہے کہ شاہزادہ طاقان نے الضاقیہ مین پہونچکر
الضاق شاہ کے لشکر کے مقابلہ مین خیمہ وخرگاہ برپا کرلئے اور ایک نامہ بشعر برعوت
اسلام لکھا۔ الضاق شاہ نے اُسکا جواب نفی مین دیا اور طبل جنگ بجوایا
علے الصباح اجراج سخت بازو الضاق شاہ کا ایک پہلوان نامی میدان مین آیا
شمکول زرین زرہ اُسکے مقابل ہوا اور ایک دن کشش وکوشش کے بعد اجراج کو باندھ
لیا۔ دوسرے دن امساج درشت پنجہ ودیموق الضاقی شمکول کے ہاتہ گرفتار ہوے
قصہ کوتاہ ایک ہفتہ کی میداندار ی مین پندرہ پہلوان نامی وگرامی [illegible]

سوارالصاق شاہ کے قتل ہوئے۔ الصاق شاہ سیدان آہ پر د ہوا۔ خدیو جہان سپہ سالار دین نے بہرزخ باشدنی تسلی کی اور اُس شب اپنے نام طبل جنگ بجوایا
صبح کے وقت سپہ سالار منظر میدان میں آیا اور تنکدل کے سر پر زخم کاری لگایا
اور چار روز کی جنگ مین بند وہ پہلوان لشکر اسلام کے گرفتار کیے۔ الصاق شاہ نے پہلوانان اسلام کو شاہزادہ طاقان کے پاس بہیجدیا اور اپنے پہلوان منگوالیے
جس وقت شاہزادے نے دیکہا کہ خدیو جہان کا کوئی مرد مقابل نہیں ہوخود میدان جنگ مین پہونچا اور دو دن کی حرب ضرب کے بعد اُسکو گرفتار کیا۔ الصاق شاہ نے اپنے لشکر کو جنگ مغلوبہ کا حکمدیا۔ وہ دو لشکر مثل موج دریا باہم دست بغل ہو گئے۔ طاقان نوجوان نے دست چپ مین بجائے سپر خدیو جہان کو علم کر لیا تہا اور دست راست مین شمشیر خون چکان تہی اور اِس مروی و تہوری سے حرب کرتا تہا کہ بہرام خون آشام ہی منظر فلک پنجم سے تماشا دیکھ رہا تہا۔ ناگاہ الصاق شاہ کا عیار صرصر تیز لگام بوضع اہل اسلام آیا اور خدیو کو طاقان سے لیگیا۔ خدیو آزاد ہو کر پہر سوار ہوا اور حرب کنان شاہزادے کے مقابل آیا اور حالت غفلت مین ایک ضرب تیغ بیدریغ سر پر لگائی۔ اگرچہ ضرب شدید تہی مگر بفضل ایزدی چندان کارگر نہوئی بوقت پہونچنے ضرب کے شاہزادہ نامدار نے خدیو جہان کو دیکہا اور سمجہا کہ کوئی عیار لشکر حریف بدغلبچے اِس جوان کو لیگیا۔ بادجود زخم سر وہی تیغ خون فشان باین قوت خدیو جہان پہلوان کے سر پہ لگی کہ جگرگاہ تک اُتر گئی
بروقت قتل ہونے خدیو کے الصاق شاہ مع لشکر و بنگاہ شہر مین داخل ہو گیا اور گیہان رستم جہان کو دکہا کر بغور شفا یابی الصاقیہ مین پہونچا کہ دوبارہ حریف

کا مقابلہ کیا جائے

خاقان نے بہتر سمجھا کہ آہو تاک کو صاحبقران والاشان کی خدمت میں بھیجے اور شمکول کو تسخیر شہر پر مامور کیا اور خود سیر و شکار میں مصروف ہوا۔ ایک دن شاہزادہ شکار میں ایک باغ جنت نشان کے دروازے پر گذر ہوا۔ شاہزادہ تفریحاً اسمین گیا بلکہ حاضری بھی وہین کھائی۔ اُس باغ کی عمارت مین ایک مکان بطور خوابگاہ کے تھا اور اسمین ایک تخت عاج بچھا تھا۔ شاہزادے نے حاضری کھا کر اُسی تخت پر آرام کیا جب آنکھ کھلی معمولاً مکان کے در و دیوار پر نظر کی۔ کیا دیکھتا ہے کہ ایک دیوار پر اُستادان نازدست نے ایسی مہرہ کشی کی ہے کہ بعینہ آئینہ حلبی کا حکم رکھتی ہے اور ایک نازنین مہ جبین کی تصویر با تاج مرصع اُسپر بنی ہوئی ہے۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا اب بزبان بات کرتی ہے۔ شاہزادے نے باغبان کو بلایا۔ اُس نے عرض کیا کہ یہ باغ ملکہ سرو گلرخسار بنت ملک الصاق شاہ فرید دن جاد کا ہے مگر مجھے یہ تحقیق نہین کہ تصویر کسکی ہے۔ شاہزادہ خاقان نے دوسرے دن اُسکی عورت کو طلب کیا۔ اُسنے کہا۔ یہ تصویر ملکہ مالک باغ کی ہے اور اُس نے خود اپنے ہاتھ سے کھینچی ہے۔ خاقان کہ نظر اول ہی مین صاحب تصویر کو دل دے بیٹھا تھا۔ اس خبر سے خوش ہوا کہ تصویر خیالی نہین ہے لیکن نہایت گھبرایا جبکہ سرو ست وصال کی کوئی تدبیر خیال مین نہ آئی۔ بعد تدبیر شمکول کو محاصرہ شہر کا نیک و بد سپرد کیا اور خود اُسی جائے بستر لگا دیا

ادھر گیہان رستم جہان کو بادشاہ کا نامہ پہونچا۔ اُس نے ابھی غسل صحت نہ کیا تھا نصفور کو کہا کہ الصاقیہ میں جا اور وہان کے حالات کی صحیح خبر لا۔ نصفور چند روز کے بعد واپس آیا اور دیگر حالات کے شامل یہ بھی بیان کیا کہ شاہزادہ خاقان ہمت

کاروبار سے معطل ہے اور ملکہ گل رخسار کی تصویر دیکھکر اُسپر عاشق ہو گیا ہے۔ اُس
وقت گیہان کی ایک معشوقہ اہل طرب سے شعبدہ نام حاضر تھی۔ اُس نے کہا میری
ایک کنیز غمزہ نام ملکہ کی صورت سے بہت مشابہ ہے۔ یہان اور تصور جاتے ہین ح
شاہزادہ طاقان کو اپنا اسیر سمجھو

ملکہ گل رخسار کے باغبان کے دہ کے متصل ایک خرابہ مین اس قافلہ مکار نے
جاکر مقام کیا۔ دوسرے دن شعبدہ باغبان کے گھر پر گئی۔ اہروس باغبان گھر پر نہ تھا۔
شاہزادہ طاقان کے پاس باغ مین گیا تھا۔ اُسکی زوجہ ریحانہ سے مطربہ مکارہ ملی
اور کہا۔ ملکہ عالم تشریف لائی ہین اور تجکو بلاتی ہین۔ ریحانہ ملکہ کے آنے سے متعجب ہوئی
مگر ازبسکہ شب و روز شاہزادہ طاقان کے انجاح مطالب کی دعا کرتی تھی جلد تر تعجب
خوشی سے بدلگیا اور شعبدہ کے ہمراہ خرابہ مین آئی۔ ریحانہ نے دیکھا کہ ملکہ سرگل رخسار
بہزار تمکین و وقار مسند زرنگار پر متمکن ہے اور کنیزین اور خواصین گرد و پیش دست
بستہ استادہ ہین ملکہ گلرخسار عملی نے کہا۔ اے ضعیفہ۔ سچ بتا میرا باغ بدستور آبادہی
یا لشکر حریف کے ہاتھ سے معرض بربادی مین آیا۔ ریحانہ نے کہا۔ باغ بدستور سیراب
شاداب ہے بلکہ بہ نسبت سابق کے نزہت و کیفیت مین بہتر ہے۔ البتہ یہ بات تازہ واقع
ہوئی ہے کہ شاہزادہ طاقان حضور کی تصویر دیکھکر وارفتہ ہو گیا ہے اور شب و روز
خلوت خانہ خاص مین رہتا ہے اور آہ و نالہ کرتا ہے۔ اُس نے اپنی تصویر بھی حضور کے
مقابل کھینچی ہے۔ بعد ازان شاہزادہ طاقان کے حسن وجمال اور جود وسخا کی بمبالغہ
تعریف کی۔ ملکہ عملی یعنے غمزہ نے کہا۔ کوئی ہے کہ اس ضعیفہ مکارہ کو قتل کرے یہ کیا
مناسب ہے کہ ایک مرد غیر کی میرے روبرو تعریف کرے۔ شعبدہ نے کہا کہ اس وقت

اُسکا نام سیمین ساق ہے۔ دست بستہ عرض کیا حضور کا اِس زن تترخرف سی نا امید ہونا لاحاصل ہے۔ مین اِسکے ہمراہ جاتی ہون۔ معلوم ہو جائیگا کہ باغ کا کیا حال ہے اور شاہزادہ اسلام کس حال وخیال مین ہے۔ غمزہ خاموش ہو رہی

ریحانہ باغ مین آئی اور شاہزادہ طاتان سے عرض کیا۔ ہمارے دیہ کے قریب ایک خرابہ ہے۔ اُسمین کوئی نقب ہوگی۔ اُسکی راہ سے ملکہ مہ رُوگلرخسار چند خواص و کنیز کے ساتھہ تشریف لائی ہے تاکہ اپنے باغ کو ایک نظر دیکھے مجھسے طلب کرکے باغ کی کیفیت دریافت کی۔ مینے باغ کا حال بیان کرکے حضور کی وارفتگی کی حقیقت سنائی ملکہ نے میرے قتل کا حکم دیا۔ بارے دایہ کی دختر سیمین ساق خاتون نے شفاعت کی۔ اور اب وہ میرے ہمراہ آئی ہے۔ شاہزادے نے اُسی وقت خلوت کی اور سیمین ساق عیّار کو بلایا۔ شعبدہ آداب وتسلیمات شاہانہ بجالائی۔ شاہزادہ نے بہ خیال سالگ لیے مسند کے روبرو بیٹھنے کا حکم دیا اور بدست خود جام شراب شعبدہ کو دیا۔ اُس مکارہ نے عجیب عجیب عذر اور غمزے کیے۔ بآخر سماجت ہائے چند در چند سے وہ جام پی لیا جب دو چار جامون کی نوبت پہونچی۔ طاتان نے پوچھا۔ اے خاتون تمہارے یہان آنے کی کیا وجہ ہوئی۔ شعبدہ نے تمام حقیقت بیان کی۔ شاہزادے نے فرمایا۔ اب تمہاری مہربانی سے توقع ہے کہ ملکہ کو میرے حال پر اختلال پر متوجہ کرو۔ شعبدہ نے کہا۔ تم ایک ورق تصویر اپنا دو۔ مین اپنے مقدور کے موافق کوشش کرونگی عجب نہین کہ ملکہ اِس باغ مین قدم رنجہ فرمائے

تین دن تک شاہزادہ اور شعبدہ کے درمیان دربارہ ملاقات بحث رہی کہ آیا شاہزادہ خرابہ مین جائے یا ملکہ باغ مین آئے۔ آخر شب چہارم وہ عیارہ غمزہ

کو نقاب افگندہ باغ مین لائی۔ شاہزادے نے تا در باغ معشوقۂ عملی کا استقبال کیا
اور بہزار منت وخوشامد اپنے برابر مسند زرنگار پر بٹھایا اور جام مے تواضع کیا۔ ملکہ عملی
قبول نہ کرتی تھی مگر شعبدہ کی منت و سماجت سے وہ جام شراب پی لیا۔ جب اہل مجلس کا دماغ
بادۂ ناب سے گرم ہوا۔ شاہزادے نے ملکہ سے فرمایا۔ اے آرام جان مستمند۔ اس عالم تخلیہ
مین تمہارا نقاب پوش رہنا دل پر سخت ناگوار گذرتا ہے۔ سیمین ساق عملی نے
شاہزادے کے قول کی تائید کی اور ایک گوشہ نقاب غمزہ کے چہرہ پر سے بلند
کردیا۔ شاہزادہ نے جو مستی شراب مین غمزہ کی صورت دیکھی بسبب شباہت اپنی معشوقہ
سمجھا اور تصدق و قربان ہوا۔ غمزہ نے بار دگر نقاب چہرہ پر درست کرلی اور شعبدہ
کو سخت سست کہا۔ شعبدہ نے شاہزادے کے کان مین کہا۔ تم گھبراؤ نہین۔ اور دو چار
جام ملکہ کو پلاؤ۔ پھر دیکھون کسطرح خودداری کرتی ہے۔

شاہزادہ نے کہ اُنکی مکاری سے لاعلم تھا ساقی گری شعبدہ بازی کے سپرد کی۔ اُسنے دارو بیہوشی آمیز پلائی
اور شاہزادے کو بیہوش کیا۔ بعدازان زیر باغ پر آ کر دوندہ اخلاقی کو شراب پلائی جب اندر باہر کوئی سو گئے
والا نرہا۔ بصفور شاہزادے کو چادر عیاری مین باندھکر راہ کوہستان قلعہ گیہانیہ کی طرف روانہ ہوا اور شعبدہ و غمزہ
خرابہ مین آئین وہان آ کر اسباب ایک راہ سے روانہ کیا اور خود دوسری راہ سے گیہانیہ کی عازم ہوئین
پھر دن چڑھے دوندہ اخلاقی اور دیگر سرہنگ و پاسبانان کی آنکھ کھلی دیکھا
کہ باغ مین نہ شاہزادہ ہے نہ ملکہ۔ اُس خرابہ مین گئے تو نقب کو بیس قدم شمار ہی پایا
اُس وقت دوندہ سمجھا کہ ملکہ سرو گلرخسار کے نام سے حریف اپنا کام کر گئے۔ ناچار لشکر
مین گیا اور شمگول زرین زرہ سپاہ سالار کو اس واقعہ جانفرسا کی خبر کی۔ سُنتے
بے اختیار دونو ہاتھ سر پر مارے اور سرہنگان لشکر کو چار طرف شاہزادے کی

تلاش میں بھیجے

اُدہر فغفور روز چہارم قلعہ گیہانیہ میں پہونچا اور شاہزادے کا پشتارہ گیہان رستم جہان کے روبرو رکھا۔ گیہان نے طاقان کو داروغہ زندان کے سپرد کیا اور بادشاہ کو عرضی لکہی کہ شاہزادہ طاقان کو مینے بہزار تجسس گرفتار کرا لیا ہے حضور شہر سے باہر نکلیں اور ہنگامہ جنگ و جدال برپا کریں۔ مین بہی جلد تر میدان جنگ میں پہونچتا ہون۔ فغفور عریضہ لیکر انصاقیہ کی طرف روانہ ہوا اور گیہان نے اپنے لشکر میں سفر کی تیاری کرائی۔ جس وقت تمام ساز و سامان درست ہوگیا۔ نیسان کو کوتوال شہر کو گیہانیہ کی خدمت قلعداری دی اور خود پچیس ہزار سوار جرار کی جمعیت سے انصاقیہ کا عازم ہوا

فغفور نے گیہان کی عرضی بادشاہ کو پہونچائی اور زبانی جملہ حالات شاہزادہ طاقان کی گرفتاری کے عرض کیئے۔ انصاق شاہ فریدون جاہ دل میں محجوب و منفعل ہوا کہ اُسکی دختر کا نام درمیان آیا۔ لیکن غرض بُری شے ہے۔ بظاہر فغفور اور شعبدہ کی کارگذاری کی تعریف کی۔ اور بافوج کثیر و سامان جنگ شہر سے نکلا۔ ہنگام صف آرائی دس پہلوانان نامی گرامی اور پانچ پہلوانان ریزہ لشکر کفار کے اور دو پہلوان لشکر اسلام کے قتل ہوئے

روز ہشتم گیہان رستم جہان کا ورود ہوا۔ اُس وقت شمکول زرین زرہ ایک پہلوان بیزن تیغباز سے زور دست و بازو میں مصروف تھا۔ چند لمحے کے بعد شمکول بہادر نے نعرہ اللہ اکبر مارا اور بیزن کو سر سے بلند کر کے بدین [illegible] مارا کہ سرما سا ہوگیا۔ گیہان رستم جہان شمکول کی زور و قوت کی دل [illegible]

کرتا ہوا اُسکے مقابل ہوا - ہرچند شمکول زرین زرہ نیزہ بازی مین ہر صورت غالب آیا مگر جنگ شمشیر مین گیہان نے ایک زخم کاری اُس بہادر کے سر پر لگایا - بارے دوندہ اخلاقی عیار ہوشیار معرکہ جنگ مین موجود تہا شمکول کو بہزار شکل اپنے لشکر مین لے آیا

بروقت زخمی ہونے شمکول کے انصاق شاہ نے لشکر کو جنگ مغلوبہ کا حکم دیا - دونو لشکر کینہ خواہ دو روز و شب برابر جنگ شمشیر و خنجر مین سرگرم رہے مگر چونکہ لشکر اسلام فوج حریف کی نسبت قلیل نیز بے سر تہا آخر تاب جنگ لا سکا اور جنگگاہ سے گریز کی - گیہان رستم جہان نے لشکر شکست خوردہ کا تعاقب کیا - اُس رستخیز مین دوندہ اخلاقی شمکول زرین زرہ کو مجروح و خستہ حال بہ حفاظت تمام لئے جاتا تہا اور لشکر اسلام گاہے جنگ گریز کرتا تہا اور گاہے بہ ہیئت مجموعی لشکر حریف سے مقابل ہوتا تہا تا اینکہ روستان سے گذرا اور اُس کوہ کے دامنہ مین پہونچا جہان مرتبہ اول اہل انصاقیہ سے شکست کہاکر لشکر اسلام نے پناہ لی تہی - لشکر اسلام نے اُس مقام کو بامن سمجہکر وہین مقام کیا اور چارطرف مرزمان تفنگچی و اہل جزائل کو متعین کیا - گیہان رستم جہان نے چند بار یورش کی مگر کامیاب نہ ہوا

ملکہ گل رخسار نے جو یہ سنا کہ ایک زن فاحشہ نے اپنی کنیز کی شکل میری صورت سے تبدیل کی نہایت قلق ہوا - دایہ ہرچند سمجہاتی تہی مگر ملکہ کی طبیعت کی بے ہی نہ جاتی تہی - اِس اثنا مین لشکر اسلام نے ہزیمت کہائی اور انصاق شاہ نے جشن خوشی کیا - دایہ نے موقع پاکر ملکہ سرو گل رخسار کو باغ کی سیر کی ترغیب دی - ملکہ

ملکہ اپنی رسوائی کے رنج مین با دل ناخواستہ باغ مین گئی اور بعد الفراغ آب و طعام استراحت کے واسطے خوابگاہ خاص مین آئی۔ ہنوز پلنگ پر دراز نہ ہوئی تھی کہ اُس دیوار پر نظر پڑی جسپر اُسنے اپنی تصویر کھینچی تھی اور اُسکے پہلو مین بحالت از خود رفتگی شاہزادہ طاقان نے بھی اپنی شبیہہ جمائی تھی۔ ملکہ نے حیران وار تصویر تازہ کو خوب غور سے دیکھا۔ وہ دیکھنا کیا تھا گویا ایک خدنگ ملامت تا سوفار سینہ مین غرق ہوگیا اور لمحہ بہ لمحہ اضطرار دل بڑھتا گیا حتےٰ کہ نیند بھی نہ آئی اور دایہ سالمہ اور سیمین ساق بنت سالمہ اور چند خواصان وکنیزان منظورِ نظر آگاہ ہوگئین

دایہ نے چند روز متواتر پند و نصیحت کی۔ جب نصیحت کا اثر نہ دیکھا۔ ناچار کہا تم اضطرار دل کے رفع کرنے کی کیا تدبیر کی ہے۔ ملکہ سرو گل رخسار مجسم عقل و ہوش نے کہا۔ میرا قلق بجز اس صورت کے رفع نہ ہوگا کہ ایک بار قلعہ گیہانیہ مین پہونچوں اور شاہزادہ طاقان کو رہائی دون۔ سالمہ نے کہا۔ یہ کیا مشکل امر ہے۔ گیہان رستم بہنا کی مادر ضعیفہ اکوانہ بانو سنات پرستون مین خداوند سنات اکبر کی نظر یافتہ مشہور ہے اور بتخانہ بزرگ گیہانیہ مین ہے بلکہ اُسی کے شوہر اکوان زناربند نے بنوایا تھا گویا خداوند نے اکوان کے گھر مین نزول اجلال فرمایا تھا۔ تم بادشاہ سے کہو میں ایام محاصرہ مین نذر کی تھی کہ لشکر اسلام کے شکست پانے مین بذات خاص بتخانہ بزرگ مین جاؤن گی۔ اب جو خداوند نے میری دعا قبول کی اور حضور کو فتح بخشی۔ مجھکو گیہانیہ کی رخصت دو

ملکہ سرو گلرخسار نے ایک عقد مروارید بیش بہا دایہ کو بخشی اور مجلس امین جاکر بادشاہ سے وہی تمہید بیان کی۔ الضاق شاہ نے بطیب خاطر اجازت دی۔

زانیہ سلمہ نے وہ چار ہزار آدمی ملکہ کی ہمراہی کے واسطے انتخاب کیے جو خاص ملکہ کی ذات سے تعلق رکھتے تھے اور منزل دوئم مین سرداران لشکر کو ملکہ کے مافی الضمیر سے آگاہ کیا۔ اُنھون نے کہا ہم بہرحال محکوم ہین

جس وقت اکوانہ بانو کو ملکہ سروگلرخسار کے تشریف لانے کی خبر پہونچی۔ وہ فرسخ استقبال کے واسطے آئی اور باعزاز و احترام قلعہ گیہانیہ مین لے گئی۔ دو روز مہمانی کی رسوم مین صرف ہوئے۔ روز سوئم اکوانہ ملکہ کو تبخانہ بزرگ مین لائی اور کہا پیکر خداوند کو سجدہ کرو ملکہ گل رخسار کا دل نہ چاہتا تھا مگر مجبوراً سجدہ کیا۔ بعد ازان اکوانہ بانو سے کہا کبھی اُس شاہزادہ بے عقل کو بھی تبخانہ مین تم لائین جس نے خدا کے نادیدہ کی پرستش کے زعم مین ہمارے ملک پر یورش کی ہے اور اب برعکس خود تمہاری قید مین ہے اکوانہ بانو نے کہا وہ جس وقت سے یہان آیا ہے زندان خانہ مین مقید ہے۔ ملکہ نے کہا اُسکو ایک مرتبہ یہان بلاؤ عجب نہین کہ خداوند اُسکے دل کو اپنی طرف کھینچے ورنہ مین اُسکو بدست خود قتل کرونگی

اکوانہ بانو نے شاہزادے کو اُسی طرح مسلسل بسلاسل تبخانہ مین طلب کیا۔ ملکہ نے طبیعت کو سنبھال کر بآواز سخت کہا۔ اے خاقان بن الخاقان شاہ جلا خداوند کو سجدہ کر ورنہ قتل کیا جائیگا۔ شاہزادے نے فرمایا۔ ے ماہ آسمان خوبی واے خورشید فلک محبوبی

تیغ ترا چہ حاجت پرسش لقتل ما — بر دین تشنہ حکم روان آب را

بسم اللہ قتل بسمل مین توقف روا نہ رکھ۔ لیکن یہ داستان تا انقراض عالم یاد رہے گی کہ فلان نازنین سفاک نے اول اپنے عاشق کو بہ مکر و دغا قید کرایا اور بالآخر بحالت

بیدست و پائی بدست خود قتل کیا

ملکہ نے اپنی زلف مسلسل کی مانند پیچ و تاب کھایا اور از روے عتاب کہا۔ اے غافل مجھے اس ماجرا کی اصلا خبر نہیں۔ شعبدہ نے تجھے گرفتار کرائی۔ اول مین تیرا یہی شعبدہ دفع کئے دیتی ہون۔ بعد ازان قید ہستی سے آزاد کرونگی۔ یہ کہکر شعبدہ او غمزہ کو طلب کیا اور شاہزادے سے کہا بچشم غور دیکھ۔ یہ شعبدہ ہے جو میری دایہ کی دختر ہمین بہاق بنی تہی اور یہ غمزہ ہے جسکو شعبدہ نے میری صورت سے آراستہ کیا تہا۔ مین کہان اور وہ حرکت نالایق کہان۔ شاہزادہ طاقان نے شعبدہ مکارہ اور غمزہ کے سراپا کو غور سے دیکھا اور پہچانا کہ انہی نابکارون نے اس شب جسکو شراب مین بیہوشی تاثل پلائی اور یہان لے آئین۔ لیکن بہ تجاہل عارفانہ کہا۔ اے ملکہ اب جو چاہو فرمائو مین محض تمہاری شورش محبت کے سبب اس عذاب الیم مین گرفتار ہوا ہون ورنہ مجھے کوئی کسی بہی قید نہ کر سکتا تہا

ملکہ نے کہا سنے ملعون اب بجز اسکے کوئی صورت تیری زندگی کی نہین کہ بت بزرگ کو بہ صفاے نیت سجدہ کر۔ طاقان نوجوان سنتے ہی برہم ہوگیا۔ بہر تغیرہ سنتے حمیت اسلامی نے جوش کیا اور اس آوازۂ مہیب و صداے زہرہ شگاف سے نعرہ اللہ اکبر مارا کہ تمام بتخانہ لرز گیا اور ایک ہی زور مین بزرگ دست و پا کو ترشغام کی مانند ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ ملکہ نے جو دیکھا کہ شاہزادے نے ہدیہ غیب سے بند قید سے نجات پائی وہ شمشیر برہنہ جو لوگون کے نزدیک شاہزادے کی قتل کے واسطے تہی طاقان کے روبرو پہینک دی اور ہے محابا حرمسرا کی طرف بہاگی۔ اسکو انہ بانو اور دایہ سالمہ کی غمزہ بہی پس و پیش محلسرا مین داخل ہو گئین۔ شاہزادہ شمشیر دلدار ہاتہہ مین سے کر

شیر غران یابیل دمان کی صورت تبخانہ سے باہر نکلا

اِس ہنگامہ کی کیوان قلعدار کو خبر پہونچی مضطرب الحال سلاح جنگ جسم پر لگائی
اور افتان وخیزان در بتکدہ پر پہونچا۔ شاہزادہ اہل تبخانہ کو قتل کرتا تہا اور
غرقوب الضاقی جو ملکہ سرو گلرخسار کی فوج کا افسر تہا بطور تماشائیون کے ایستادہ
تہا۔ کیوان نے کہا اے غرقوب اہل تبخانہ کو قتل ہوتے دیکہتا ہے اور اُنکی کمک
نہین کرتا غرقوب نے کہا جس حال مین یہ ہجوم کثیر اِس جوانمرد سے عہدہ برا نہین ہوتا
پہر میری ایک سے کیا انتفاع ہوگا۔ تو گیہان کا نائب ہے تجہے بہر حال کوئی تدبیر کرنی
چاہیے۔ کیوان نے اِس طعن سے گرم ہوکر نہایت قوت سے ایک ضرب شمشیر پر لگائی
شاہزادے نے کیوان کے ہاتہہ سے تلوار چہین لی۔ کیوان دست و بغل ہوگیا شاہزادے
نے سہل تلاش مین اُسکے کمر میں دست حق پرست بند کیا اور سر سے بلند کرلیا
کیوان نے کلمہ طیبہ پڑھا۔ شاہزادے نے اُسکو آہستہ زمین پر رکہدیا غرقوب
الضاقی یہی کہ ملکہ سرو گلرخسار کی جانب سے شاہزادے کی امداد پر مامور اور اول ہی
اسلام کے قبول کرنے پر آمادہ تہا مع اپنی جمعیت کے بصدق اخلاص مسلمان ہوا
مگر کیوان قلعدار کے ہمراہی بمقابلہ پیش آئے۔ کیوان نے کہا۔ اے شاہزادہ عالی قدر
میرے رفیق و ملازم میرے چچا زاد بہائی دیو زاد بدمست کی پشت پناہی کے باعث
تمہارے ساتہہ جنگ وجدل کر رہے ہین۔ دیو زاد دیلاہی ایک جوان تنومند
زبردست زورآور ہے کہ تمام ملک الضاقیہ مین کوئی پہلوان اُسکا ہم پلہ و مرد مقابل
نہین ہے۔ گیہان رستم جہان اُسکی نہایت تعظیم وتکریم کرتا ہے
اِس گفتگو مین دیو زاد بدمست معرکہ جنگ مین آیا اور شاہزادے سے

دست و گریبان ہوگیں۔ شام تک دونو بہادر کشمکش و کوشش کرتے رہے آخر شاہزادہ نامدار نے دیوزاد بدمست کو ہاتھ پر علم کر لیا اور اِس ضرب سے زمین پر مارا کہ پشت و پہلو مین ضرب شدید پہونچی۔ ہر چند دیوزاد نے ہاتھ پانو مارے مگر شاہزادے نے اِس طرح دبوچا کہ جس طرح شیر نر گوسپند کو شکار کرتا ہے۔ بعد ازان سینہ پر کینہ پر سوار ہو کر فرمایا۔ اسلام کے قبول کرنے مین کیا عذر ہے۔ اُس نے کوئی کلمہ ناشائستہ کہا۔ شاہزادے نے اِس قوت سے خنجر آبدار سینہ مین مارا کہ دل و جگر کو زخمی کرتا ہوا مع قبضہ پشت کی طرف سے گذر گیا۔ بروقت قتل ہونے دیوزاد کے اہل قلعہ کو جنگ و جدل کی مجال نہ رہی اور جمیع حاضرین معرکہ نے طریق مسلمانی اختیار کیا

کیوان قلعدار شاہزادے کو گہہان کے مکان خاص مین لایا اور کلید صنادیق خزانہ روبرو رکہدین۔ شاہزادے نے تبخانہ بزرگ کو مع دیگر تبخانون کے منہدم کرایا اور اُنکا زر و جواہر غازیان اسلام کو بخشا۔ روز دویم ملکہ کے پاس محلسرا مین تشریف لیگیا۔ عاشق و معشوق ایک دوسرے کی ملاقات سے مسرور ہوئے اور اپنی اپنی سرگذشت بیان کی۔ اکوانہ بانو فیض صحبت ملکہ سرو سے مسلمان ہوئی

جب طاقان نوجوان نے انتظام جزوی و کلی سے فرصت پائی کیوان کو بدستور خدمت قلعداری پر ممتاز رکہا اور ملکہ سرو گلرخسار اور اکوانہ بانو کو قلعہ گہہانیہ مین چہوڑا اور خود تین ہزار سوار کی جمعیت سے الصاقیہ کی طرف روانہ ہوا

اُدہر دو ماہ گذر گئے اور کوہ فتح نہ ہوا۔ گیہان چند روز متواتر حملہ کرتا تہا اور چند روز صبر کرتا تہا۔ آخر ملک الصاق شاہ فریدون جاہ گہبرا کر خود بالشکر جرار وہان

پہونچا۔ تمام لشکر نے بادشاہ کے آنے کی خوشی منائی۔ ہنگام صحبت بادشاہ نے گیہان رستم جہان سے پوچھا۔ کیا تمنے اپنے دل مین یہ نیت کی ہے کہ اگر اس دفعہ طاقان اپنے لشکر مین صحیح وسلامت پہونچا تو تم دین اسلام قبول کروگے۔ آیا تمنے طاقان کی حفاظت کا بندوبست کامل نہین کیا کہ اس اندیشہ نے تمہارے دلمین خطور کیا۔ گیہان نے کہا۔ اگر از روئے حفاظت پوچھو تو طاقان کی رہائی کی کوئی صورت نہین۔ کیوان تلمدار خود حفاظت کرتا ہے اور دیوزاد بدست نگران حال ہے اور خود اکوانہ بانو کو طاقان کی حراست کا خیال ہے۔ لیکن اسپر بہی وہ صحیح وسلامت آجائے تو اُسکی دین کی بزرگی تسلیم کرنی پڑے گی۔ جمشان وزیر نے کہا قلعہ گیہانیہ سے کسی اسیر کا رہا ہونا عقل مین نہین آتا۔ مگر تمہارا خطرہ دل ظہور مین آیا تو یاد رکہو کہ اول مین مسلمان ہونگا

ہنوز یہہ گفتگو ختم نہوئی تہی کہ ایک پیادہ گرد آلود مضطرب الحال گیہانیہ سے آیا اور اُس نے عرض کیا۔ قلعہ گیہانیہ مین خدا پرستون کا دور ہوگیا۔ دیوزاد شاہزادہ طاقان کے ہاتہہ سے قتل اور کیوان اور اکوانہ مسلمان ہوئین۔ گیہان اور جمشان نے ایک دوسرے کو دیکہا۔ الصاق شاہ نے پیادہ سے کہا۔ اے شخص یہ ماجرا تونے بیان نکیا کہ زندان سے طاقان کے رہا ہونے کی کیا علت ہوئی۔ اُس نے جان بخشی کرا کر عرض کی کہ عالم سرو گلرخسار تشریف لائین اور طاقان کو قیدخانہ سے بتخانہ مین طلب کیا اور بت بزرگ کے سجدہ کی تکلیف دی اُس جوان نے برعکس ایک نعرہ اللہ اکبر مارا اور بندہائے قید کو توڑ دیا۔ دختر کے نام سے دوبارہ بادشاہ کے چہرے کا رنگ متغیر ہوا۔ لیکن ضبط سے کام لیا اور پوچہا۔ طاقان کے ہمراہ کسقدر فوج ہے۔ پیادہ نے کہا

شاہزادہ گیہانیہ سے تین ہزار سوار کی جمعیت سے روانہ ہوا تہا۔ مگر اثنائے راہ مین اُسکے لشکر کے اکثر اشخاص شامل ہوئے جو بوقت ہزیمت چار طرف پراگندہ ہو گئے تہے اور سرخام حاکم دربند سرخ سنگ بہی ہمراہ رکاب ہے۔ گیہان رستم جہان نے بادشاہ سے عرض کیا حضرت ناحق فکر کرتے ہین۔ طاقان کو آنے دو مین حضور کے روبرو ضرور ایک بار جنگ دست و بازو کرونگا۔ غالب آیا فہو المراد۔ جمشان نے کہا۔ اگر تم مغلوب ہوئے۔ گیہان نے جواب دیا۔ اول تم پہر مین مسلمان ہونگا

افسران لشکر مین ایک افسر پہلاد خان الصاقی اسقدر زور آور و قوی ہیکل ہے کہ اُسنے روبرو گیو و گودرز کو بہی ایک طفل نابالغ جانتا ہے۔ اُس نے کہا۔ اے بادشاہ فریدون جاہ کل مجکو تسخیر کوہ پر مامور فرمایئے اور خود طاقان کے سد راہ ہوجیئے ضرور فتح حاصل ہوگی۔ صبح کے وقت پہلاد خان نے تیس ہزار سوار اور چند سرداران عمدہ کی جمعیت سے کوہ پر یورش کی۔ ایک سردار املاد خان نے سپر اسفنجی موہنہ پر رکھ لی اور تمام فوج سے مقدم کوہ کی طرف متوجہ ہوا۔ وہ سپر اسقدر مدور تہی کہ آدمی کا تمام جسم اُسکے اندر پوشیدہ ہوجاتا تہا۔ زیر اسفنج ایک تابہ آہنی لگا تہا اور اسفنج یا ابر مردہ بمقدار زمین اسقدر تہا کہ اُسمین ایک من پانی جذب ہوجاتا تہا۔ کوہ پر سے صدہا جزائل و تفنگ سر ہوتی تہین الّا املاد خان کو اُسی سپر کے سبب کچہ آسیب نہ پہونچتا تہا حتے کہ کمر کوہ تک پہونچگیا

شمکول زرین زرہ کا زخم مندمل ہوگیا تہا مگر ضعف و نقاہت کے باعث ہاتہہ پانؤ مین طاقت جنگ نہ تہی۔ تاہم جب یہ سنا کہ دمدمہ جات کوہ حریفون کے قبضے مین آگئے تاب نہ رہی اور تیر و کمان لیکر لب کوہ آیا اور تیر یازدہ مشتی خانہ کمان مین

رکھ کر بہ آں حالت ضعف و ناتوانی اُس ضرب خارا شکن سے مارا کہ سپر اسفنجی اندر املاد خان کے سینے کو سوراخ کرتا ہوا ایک دوسرے سردار شہلاد خان کے حلقوم سے گذر گیا جو املاد خان کے عقب مین چلا آتا تھا گویا ایک گز و دو فاختہ کی مثل پوری ہوئی بروقت ہلاک ہونے املاد و شہلاد کے پہلاد خان کی آنکھ مین دن مین آسمان سیاہ ہوگیا اور یکبار تمام فوج کو یورش کا حکم دیا

شاہزادہ طاقان نے تیمزان تیز رو عیار کو کہ سرو گلرخسار کو اپنی روانگی سے قبل خبر و اخبار کے واسطے روانہ کیا تھا - وہ بجناح استعجال الصاقیہ مین گیا اور وہان سے کوہ مبارک کی طرف روانہ ہوا جو مسلمانون نے اُس کوہ کو خطاب دیا تھا جہان فروکش تھے - تیمزان بعد دریافت حالات شاہزادے کے لشکر مین پہونچا اور مسلمانون کے احوال سے آگاہ کیا - شاہزادے نے الصاقیہ کی سمت سے بجانب کوہ مذکور مراجعت کی اور اُس وقت وہان پہونچا کہ پہلاد خان نے کوہ کے تین مرحلے فتح کر لیے تھے اور خود بادشاہ ہودج فیل پر سوار پہلاد خان کی یورش کا تماشا دیکھ رہا تھا

شاہزادے نے اپنی فوج کے دو حصے کیے - ایک حصے کو زیر حکم سرقام لشکر نعیا قتیم پر حملہ کرنے کا حکم دیا جو یورش کوہ مین شریک تھا اور دوسرے حصے کو اپنے اہتمام مین زیر کوہ لیگیا - اہل اسلام نے جو کوہ پر سے اپنے شاہزادے کو دیکھا بالاتفاق نعرہائے خوشی مارے اور یکبار تمام اعلام لشکر کو جلوہ دیا - پہلاد خان مجبوراً یورش کوہ سے باز رہا اور فوج زیر حکم کو شاہزادے کی جانب پھیرا - ایک سردار کوہ زاد نے پہلاد خان پر سبقت کی اور مقابل ہو کر ایک تیغ بیدریغ شاہزادہ کے سر پر لگائی شاہزادے نے وہ ضرب سپر فولادی پر رد کی اور جواب مین ایک ہی ضرب

شمشیر مین اُس مشرک کو مع اسپ چارپارہ کالہ کر دیا۔ اُسکے بعد بہلا خان نے چار ساعت کامل نیزہ وری و شمشیر بازی کی۔ آخر وہ بہی قتل ہوا۔ اُسکے قتل ہونے پر جنگ مغلوبہ شروع ہوئی۔ لشکر اسلام بہی کوہ سے اُترا۔ قریب شام گیہان رستم جہان نے بوق بازگشت بجوایا اور شاہزادہ سے جنگ فردا کا وعدہ کیا

وہ شب لشکر اسلام مین عجب مسرت کی شب تہی۔ جدہر دیکہو خیمہ و میدان مین محفل شادی منعقد تہی۔ صبح کو گیہان میدان مین آیا۔ جنگ شمشیر و نیزہ مین شاہزادہ کو غلبہ رہا۔ بوقت زور و قوت گیہان نے مردانہ کشش کوشش کی اور تین روز و شب مقابلہ کرتا رہا۔ روز چہارم بین العصر والمغرب شاہزادے نے اُسکو سر سے بلند کر لیا۔ گیہان نے کہا۔ اے شاہزادہ عالی قدر مردان عالم جسکو بلند کرتے ہین اُسکو پست نہین کرتے۔ مین تیری رہائی کی خبر سُنکر مسلمان ہو چکا ہون شاہزادے نے سر میدان اُسکو کلمہ عیسوی پڑہایا اور باحترام اپنے خیمہ مین لے گیا

گیہان رستم جہان کے مسلمان ہونے سے الصاق شاہ کا حوصلہ پست ہو گیا اور جمشان وزیر کے مشورہ سے شاہزادے کے لشکر مین آیا اور مع فوج و لشکر مسلمان ہوا۔

بعد ازان الصاقیہ مین آکر اپنی دختر بلند اختر سے شاہزادے کی نسبت کی شعبدہ سے گیہان کو دلی رغبت نہ تہی بلکہ وہ جمشید خاتون بنت جمشان وزیر کا دلدادہ تہا۔ شاہزادے نے جمشان کی اجازت سے گیہان کو جمشید خاتون سے منسوب کیا اور شعبدہ کا دونوں اخلاق سے نکاح کر دیا۔ ربیع غمزہ سوا اُسکی ہمصحبتی [illegible] سمجہکر اپنی خواصون مین داخل کیا

جس وقت طاقان نے ان کاموان سے فرصت پائی مع ملک الصاق شاہ [illegible] رستم زمان

وسرخام سرخ سنگی وغیرہ دلاوران وسرداران انصاقیہ صاحبقران اصغر کے لشکر ظفر پیکر کی طرف روانہ ہوا اور جمشان وزیر بہ نیابت بادشاہ انصاقیہ مین رہا مہتر سہیم آہو تگ بھی لشکر صاحبقرانی سے واپس آگیا تہا

احوال شاہزادہ نیک نہاد رستم زاد و تفصیل عیاری ہای مہتر توفیق

ناظرین کو یاد ہوگا کہ ابریق کی عیاری ومکاری سے رستم زاد مع دیگر چالیس دلاوران کے قید ہوگیا ہے اور سمر زاد ملک ارباقیہ مین لشکر اسلام کی سرداری کرتا ہے اور مہتر سبکرو عیار لشکر صاحبقرانی کو جاتا تہا کہ مہتر توفیق سے ملاقی ہوا جو آفاقیہ سے آتا تہا سبکرو نے رستم زاد کے قید ہونے کا حال بالتفصیل مہتر سے بیان کیا اور مہتر نے ارباقیہ کی راہ لی

راوی کہتا ہے کہ بعد قطع منازل مہتر توفیق مع سبکرو کے لشکر اسلام مین پہونچا سمر زاد نے مہتر کے واسطے محفل طرب آراستہ کی اور تمام ماجرا سنایا۔ مہتر نے شبرنگ وسبکرو وغیرہ عیارون کو لشکر کی نگہبانی کی تاکید کی۔ ابریق نے جو مہتر کے آنے کی خبر سنی طائر ہوش نے پرواز کی اور اُسی وقت شہر مین منادی کرائی کہ امیر سے فقیر تک اپنی شناخت کے واسطے کچھ نشان قرار دین

مہتر توفیق دو روز وشب مین متواتر چند مرتبہ زیر فصیل گیا اور ناکامیاب چلا آیا۔ ناچار ایک صندوقچہ مسی مجلی وخوش قطع بنایا اور اسمین ایک آلہ آہنی مختصر اس صنعت کا لگایا کہ جس وقت صندوقچہ کو کہولو اُسکی ایک سنگ ترکیبی پر ضرب لگی اور بطور چقماق پتہر سے آگ نکل کر حقہ بارود کو روشن کرے اور دو دو سو قدم تک

دود غلیظ محیط ہوجائے اور دو ساعت کامل وہ دود قائم رہے

جس وقت وہ صندوقچہ حسب دلخواہ تیار ہوگیا۔ توفیق نے ایک دہقان زادے کی وضع بنائی اور صندوقچہ بغل مین دبائے ہوئے زیر فصیل آیا اور فریاد کی۔ باسگ و پاسگ دو پاسبان وہان موجود تھے۔ پاسگ نے پوچھا تو کون ہے۔ مہتر نے کہا مین فلان دہ کے رئیس کا بیٹا ہون مسلمانون نے اُس دہ کو منات پرستی کی علت مین لوٹا مین یہہ صندوقچہ لیکر چلا آیا۔ اِسمین طلا وجواہر کے بغیر اور کوئی شئے نہین ہے مجھے اندر بلا لو نصف مال تمکو دیدونگا۔ پاسبانون نے کمند پہینکا کہ اُسمین صندوقچہ باندہ دے۔ بار دوم تمکو بھی کہینچ لین گے۔ مہتر نے چند در چند انکار کے بعد صندوقچہ باندہ دیا اور کنجی بھی اُسکے حلقہ مین لگا دی۔ وہ صندوقچہ کے کہینچنے مین مصروف ہوئے اور مہتر نے ایک پر باد پیدا ہوکر خندق کو عبور کرلیا۔ اور زیر دیوار قلعہ درختون کے ایک غنچہ مین مخفی ہوگیا

پاسبانون نے جلد جلد اِس اندیشہ سے صندوقچہ کھولا کہ دیگر پاسبانون کو خبر نہو جائے بروقت بلند ہونے تختہ کے آہن سنگ پر لگا اور یکایک قارورہ بارود مین آگ لگی۔ اِس طرح کا دود سیاہ وغلیظ متصاعد ہوا کہ عالم تیرہ وتار ہوگیا۔ توفیق نامدار اُس تاریکی مین شرارہ آتش کی مانند بالائے فصیل پہونچا اور اُن پاسبانون سے ایک شخص کو زبردستی خندق مین دہکیل دیا اور دعا کی بار الٰہا میری صورت اِس سرہنگ اجل گرفتہ کی صورت سے ایسی مشابہ ہوجائے کہ اصل ونقل مین فرق نہوسکے

دو ساعت مستقیمہ وہ تاریکی محیط رہی۔ اِس عرصہ مین ابریق بھی موقع واردات پر پہونچا۔ سرہنگون نے مفصل ماجرا بیان کیا اور وہ صندوقچہ روبرو رکھدیا۔ ابریق نے صندوقچہ کو بنظر غور دیکہا اور کہا بے شبہہ وشک یہ اُسی عیار کامل کی کارستانی ہے

جب زیر فصیل نظر کی یہہ دیکھا کہ ماہیان خندق ایک مرد کا گوشت کہا رہی ہین ابریق نے قرب وجوار کے تمام سرہنگون کو جمع کیا اور پوچہا۔ تمہارے قیاس مین خندق مین توفیق ہے یا پاسگ پارسک مصنوعی نے کہا۔ یا امیر۔ تم اپنے ملازم دیرینہ کو نہین پہچانتے۔ تاریکی دو دمین ضرور کوئی شخص فصیل پر آیا تہا۔ اُسکا سر جو میرے سامنے مین لگا۔ مینے خائف ہوکر دہکا دیدیا۔ معقول انعام عطا کیجئے

ابریق بد طریق نے مہتر توفیق کو خوب غور سے دیکہا اور ایک مشت زر جیب سے نکالی۔ توفیق نے کہا۔ بس اسی قدر انعام مین اپنے دشمن کو گرفتار کرنا چاہتے تہے بعد ازان وہ زر ابریق کے ہاتہہ سے زبردستی چہین لیا اور ایک تپانچہ دندان شکن اس زور سے موہنہ پر مارا کہ حالت بدحواسی مین عمامہ سر مع کلاہ زرنگار شہر کی طرف زیر فصیل گرا۔ مہتر عالیقدر نے برق بریق کی مانند ایسی جست کی کہ بے آسیب زیر فصیل پہونچا۔ یہہ برکت جامہ منقوش کی تہی۔ مہتر نے کلاہ وعمامہ بغل مین مارا اور باد تند کی صورت شہر کو روانہ ہوا۔ اکثر سرہنگ شور وغوغہ کرتے ہوئے مہتر کے عقب مین بہاگے۔ ابریق بہی سر برہنہ خیزاخیز جاتا تہا اور کہتا تہا۔ یہہ وہی عیار مکار ہے جسکا مینے بندولست کر رکھا تہا جب ہجوم زیادہ ہوا مہتر جست زدہ ایک مکان کے پشت بام پر پہونچا۔ وہ مکان کہراق زنار دار کا تہا اور وہ اُس وقت بُت کی پرستش کر رہا تہا۔ مہتر اُسکے روبرو گیا اور کہا۔ سنگ پرستی ترک کر اور خدائے واحد لاشریک کو پہچان۔ کہروق نے خدا پرستون کو دشنام دی۔ مہتر نے اُسکا حلق دبایا اور بہت سے دہوب زر وغیرہ اشیاء سے جو اُس وقت پرستشگاہ مین موجود تہین کہروق کا پائیہہ دہوب رنگا اور ریش بغرض سے تراشی اور خود اُسکی شکل سے متشکل ہوکر خدا

کہروق کی زن و دختر حجرہ عبادت مین آئین۔ مہتر توفیق نے کہا۔ یہ مرد اجنبی بلا جازت سے یہان آیا اور مجھ سے بحث و مشت کرنے لگا۔ اتفاق سے حلق اُسکا میرے ہاتھ مین آگیا اور مینے اُسکو ہلاک کیا۔ بعد ازان کہروق کی دختر کو کہ نہایت شکیلہ تہی بغل مین لیا۔

ابریق کہروق کے دروازے پر آیا۔ مہتر نے کہروق کی زوجہ سے کہا۔ تو دروازے پر جا اور یہ کہہ کہ خداوند منات اکبر نے اُس عیار کی اجل میرے شوہر کے ہاتھ مقدر کی تہی۔ لیکن جب تک بادشاہ سے اسکا صلہ نہ لین گے لاش نہین دینے کے۔ ابریق نے سخت سست کہا۔ زنکہ نے بد دعا دی۔ مہتر توفیق کو فرصت ملی اور دختر کہروق کو خوب دست آلود کیا۔ اِس اثنا مین ابریق نے زبردستی دروازہ کہلوا یا اور مع جمعیت کہروق کے گہر مین گہس گیا۔ مہتر اُس دختر باکرہ سے بہ جاری دست کش ہوا اور جست زدہ سقف مکان پر پہونچا اور جب تک ابریق بام پر آئے بہ تبدیل صورت جست زنان بازار مین آیا اور انبوہ خلائق مین ملگیا۔ ابریق مایوس و ملول ارباق شاہ کے پاس آیا اور تمام قصہ سنایا۔ ذوالفراست وزیر نے کہا۔ اے ابریق مشکل ہے کہ تو مہتر توفیق سے عہدہ برا ہو

توفیق نامدار تمام دن ہر طرف پہرا اور بوقت شب انگشتری خاتم الاسرار کے وسیلہ سے مخفی وزیر کے محلسرا مین داخل ہوا۔ دیکہا کہ ایک مکان عالی مین ایک نازنین چاردہ سالہ قمر پیکر نازک اندام نرگسی چشم تخت ناز و وقار پر متمکن ہے ایک لمحہ کے بعد دایہ نے دسترخوان بچہایا۔ ملکہ نے بچشم پر آب کہا۔ دایہ صاحب یہ کہانا مجہکو حنظل سے زیادہ تر تلخ ہوگا۔ لعنت ایسے کہانے پر کہ مین آرام و عافیت

گیا ؤن اور میرا مطلب بدبخت ابریق کی قید مین ہوا ئیہ اور جملہ کنیزون نے ملکہ کو ہر طرح سے دلاسا دیا اور بزور چند لقمے کہلائے

توفیق نے وہ شب وزیر کے دولتخانہ مین بسر کی اور صبحکو بخیال تفحص ابریق بازار مین آیا جب چار سو بازار مین پہونچا۔ ایک مکان نہایت عالیشان دیکھا۔ مکان کے دروازے مین دونو طرف کرسیان بچھی ہوئی تہین اور ایک کرسی پر ایک جوان تنومند بلند قامت ریش تراش بیٹھا تہا اور ایک دستار کج وضع کج سر پر بندھی ہوئی تھی اور ایک طرف ملازم بنگ بنا رہے تھے۔ اتنے مین ایک سرہنگ آیا اور اُس نے کہا یا امیر اور میرا بہائی پاسنگ ہلاک ہوا اور ابریق مردود نے اُسکے زن و بچے کے لیے کسی قسم کی سفارش نہ کی۔ تم شاہزادہ بارق نوجوان کے سلاحدار ہو اور شاہزادہ تمہاری مانتا ہے۔ تم بادشاہ کی خدمت مین شاہزادہ سے سفارش کراؤ غیور سلاحدار نے کہا اے تاشان تم جاؤ مین ضرور کہونگا۔ تاشان پاسدار نے غیور کے ایک غلام سے کہا اے فیروز کسی وقت میرے پاس آنا مجھے تم سے کچھ کہنا ہے

توفیق نے فیروز سے آشنائی پیدا کی اور ہنگام صحبت بوزبا دام مین دارو کی بیہوشی کہلائی۔ جب غلام کو اپنے حال کی خبر نہ رہی ایک گوشہ مین اُسکو رکھ آیا اور خود اُسکی صورت سے تاشان سرہنگ کے پاس پہونچا اور اُس سے کہا۔ آج دوپہر کے وقت میرا آقا خوابگاہ مین گیا اور مین پاؤن سہلانے لگا۔ ایک لحظہ کے بعد صندوقچہ دیہ طلب کیا۔ جب مین صندوقچہ لایا۔ پوچھا۔ اے فلان تو کہان چلا گیا تہا۔ مینے کہا۔ تمنے خود صندوقچہ لانے کے واسطے بہیجا تہا غیور نے کہا۔ ہان اب یاد آیا۔ خیر یہ بتا۔ اس صندوقچہ مین کیا ہے۔ مینے کہا۔ اسمین تمنے دوائیان رکھی ہین۔ غیور ہنسا اور کہا۔ ہان سچ کہتا ہے

جلد صندوقچہ کو کہول۔ مینے کہا خیر ہے۔ صندوقچہ کی کنجی تمہارے پاس اور کہولون مین
غیور نے صندوقچہ لیا اور ایک غیر کنجی جیب سے نکالی اور بمشکل تمام صندوقچہ کو کہولا اور
مجھسے ہر ایک دوا کا نام پوچھنا شروع کیا مینے کہا۔ مین ایک دوا کا نام بہی نہین جانتا
غیور نے اُس وقت میری قتل کا ارادہ کیا۔ مگر مینے گریز کی اور تمہارے پاس پہونچا۔
میرے قیاس مین غیور دیوانہ ہو گیا ہے

تاشان فیروز علی کو ابریق کے پاس لایا۔ ابریق یہ روایت سُنکر خوب ناچا اور
تین سو سرہنگ ہوشیار ہمراہ لیئے اور بخط مستقیم غیور رسالہ دار کی خوابگاہ مین آیا
نگہبانان محلسرا چوب چماق پیش آئے اور کنیزون نے سنگ و خشت سے دعوت کی
اس شور و غل سے غیور کی بہی آنکھ کھلی اور ابریق سے دست و گریبان ہو گیا اور خوب
کفشکاری کی۔ ابریق نے اپنے سرہنگون کو للکارا۔ وہ چار طرف سے ہجوم لائے
اور اُنہون نے غیور کو باندہ لیا۔ غیور کی ماں ضعیفہ نالہ و زاری کرتی ہوئی ہمراہ
ہوئی۔ ابریق نے کہا۔ اے مادر یہہ گمان تیرا محض غلط ہے کہ مین تیرے فرزند کو
باین نضیحت لیئے جاتا ہون۔ یہہ وہ عیارہ مکار ہے۔ جسنے تیرے فرزند کو جان سے مارا
اور خود اُسکی صورت سے مشابہ ہوا۔ مادر غیور نے ابریق کو سخت سُست کہا
ابریق غیور کو دیوان عام مین لایا اور بادشاہ سے تمام قصہ بیان کیا۔ ابراق شاہ
نے غیور کو اپنے پاس بلایا اور بہ نرم زبانی پوچھا۔ اے ظالم سچ بتا۔ تونے غیور کا
کیا حال کیا۔ اگر اُسکو قتل کیا ہے اُسکی لاش دیدے۔ غیور نے کہا۔ آپ بادشاہ حضور
مجھسے میری لاش طلب کرتے ہین۔ مین ہرگز توفیق نہین۔ وہ ابریق کی زن ناجستہ کے
ہمراہ خلوت مین موجود ہوگا۔ شاہزادہ بارق نے کہا۔ یہ غیور کی بےآبروئی و فضیحت

نہین ہوئی گویا میری ہوئی - بس اب جلد غیورکی رہائی کا حکم دیجیئے - ورنہ مین ابریق ملعون کو اِسی وقت قتل کرونگا - ارباق شاہ نے کہا - فیروز کہان ہی

ہنگامہ پرواز یعنی توفیق نامدار اُس وقت دربار مین موجود تہا - جس وقت فیروز کی طلبی ہوئی بادتند وتیز کی مانند وہان پہونچا جہان فیروز کو رکھ آیا تہا - اُسکے دماغ پہ پارچہ رفع بیہوشی رکہا اور خود بصورت مختلف پہر دیوان عام مین چلا آیا یہان ابریق نے تاشان سے پوچہا - فیروز کہان ہے - اُسنے کہا - زینہ دیوان تک میرے آیا تہا - پہر معلوم نہین کہان چلا گیا - مین جاتا ہون اور اُسکو لاتا ہون

غیور کی مادر ضعیفہ دربار مین ایک صورت سی داد وبیداد کر رہی تہی - ابریق نے پوچہا - اے مادر غیور کا کوئی داغ مخفی تہا - اُسنے کہا - اُسکے ایک سرین پر خال سیاہ اور دوسرے سرین پر نشان زخم ہے - ابریق نے سر دربار غیور کا پائجامہ کہولا - دونو نشان موجود تھے - ارباق شاہ نے کہا - اب ہمین خوب ثابت ہوگیا کہ تیری رائے غلطی پہ ہے

اُدہر فیروز ہوش مین آیا اور غیور کے محلسرا مین پہونچا - وہان عجب ہنگامہ حشر برپا ہو رہا تہا - کنیزون سے تمام ماجرا سنکر اُس وقت دیوان شاہی مین پہونچ کر ابریق لعین غیور کے نشان دیکھ رہا تہا - حاضرین دربار نے جو فیروز کو دیکھا چار طرف سے شور مچایا اور کہا - فیروز بہی آپہونچا - ارباق شاہ نے فیروز سے پوچہا تونے تاشان سے کیا روایت بیان کی تہی - فیروز کے ہوش جلتے رہے اور کہا مینے تاشان کی صورت بہی نہین دیکہی - بادشاہ نے پوچہا - تو یہان سے کہان چلا

گیا تہا اور اب کہان سے آتا ہے - فیروز نے کہا - مین نہ یہان آیا اور نہ یہان سے کہین گیا - مین تو سوتا تہا - اصل حال یہہ ہے کہ بیٹہے فلان مقام مین ایک دوست تازہ کے ہمراہ کہانا کہایا - دستر خوان پر قدرے لوز بادام بہی تہے - بروقت کہانے لوز کے خود بخود آنکہین میری بند ہونے لگین - وہ شخص چلا گیا اور مین بیخبر سو رہا اب جاگا اور اس فساد کی خبر سنکر اندوہناک وملول از خود یہان آیا

ارباق شاہ نے منفعل ہوکر غیور کو کہلوا دیا - وہ عفریت خونخوار کی مانند ابریق لپٹ گیا اور چند تہپانچے کہ پہ مارے - شاہزادہ بارق نوجوان نے کہا - اے غیور تو جا اور جلاد وںسے فرمایا کہ ابریق ملعون کو قتل کرو - ارباق شاہ نے شاہزادہ سے ابریق کی سفارش کی اور بمشکل ابریق کی جان بچائی

ابریق بدطریق محزون وملول گہر مین آیا اور اہلیہ سے اپنے آ... نشان مقرر کیے - بعد ازان سرہنگون کو محلہ بہ محلہ اور کوچہ بہ کوچہ متعین کیا اور خود بہی بہ لباس عیاری اطراف شہر مین گشت لگانا شروع کیا - ابریق اس خیال مین لگا اور توفیق نے سرداران مقیدہ کا زندان تلاش کیا مگر کامیابی نہوئی

راوی کہتا ہے کہ حکیم افلاطون ثانی نے وقت مرحمت فرمانے جام منقوش خاتم الاکبر وغیرہ اشیائے طلسم نصیحت کی تہی کہ ہنگام عبادت انگشتری کو کف دست کی طرف ... خلائق کی نظر سے غائب نہ ہونا - درصورت دیگر عبادت باطل ہوجاے گی - بہ ... توفیق کسی گوشہ ویران یا مقام خلوت مین نماز پڑہتا تہا اور پہر بہ تبدیل ... غائب ہوکر اپنے کار مرجوعہ مین مشغول ہوتا تہا - اتفاقات قضا و قدر ... اثنائے نماز مین ابریق بدطریق کا جہتر کی جانب گذر ہوا اور عیار ...

اس نے پہچان لیا کہ یہ توفیق ہے بے اختیار عالم خوشی مین چرخ مارا اور کمر سے کمند کھینچ لگی
پس پشت سے بازو ہوشیاری مہتر کی گردن مین بند کی کہ توفیق کو حرکت کرنے کی
گنجایش نہ رہی

ابریق نے جب قرار واقعی مہتر کو باندھ لیا۔ خندہ زنان کہا۔ آ آیہ فساد مکار عالم
شاید تجھے اس روز بد کی خبر نہ تھی کہ مجھکو تو نے ستایا اس وقت اپنے خدا کو بلا۔ زرتشت
نے کئی برس قبل از زمانہ اسنیت طلسمی پراسے بلین خود پیشانی کیا تہا۔ یہ اسکی
منزلہ ہے کہ تجھ جیسے پاجی کو مجھپر غلبہ حاصل ہوا۔ لیکن نہ یہ کہ قادر مطلق کیا کارسازی کرتا
ہے۔ عجب نہیں کہ تو اسی وقت میرے ہاتھ سے ذلیل ہو۔ بعد ازان ایک لمحہ فکر کی
اور پس از استغفار و مناجات وہ اسم بزرگ جو حکیم افلاطون ثانی نے واسطے تبدیل
ہیئت کے بتایا تہا بدین نیت پڑہا کہ غیور ساحر کی صورت ہو جاؤن

سرہنگون نے جو مہتر کی صورت دیکھی بالاتفاق شور و غل مچایا۔ ابریق نے کہا جلدی
ماضیہ کسقدر طلسم و نیرنگ سازی اور سحر و ساحری مین دستگاہ رکھتے ہین جنکی طفیل سے
یہ عیار بلانے روزگار دور از قیاس تماشے دکھاتا ہے۔ لیکن اب غیور بننے سے کیا ہوتا
ہے۔ ناگاہ بارق نوجوان کی سواری اُس طرف سے گذری۔ اُسنے جو دو بارہ اپنے
ساحر کو گرفتار دیکھا متغیر الحال ہو گیا اور سواران جلوسی کو حکم دیا کہ بے پرسش احوال
ابریق کو گرفتار اور غیور کو رہا کرو۔ مہتر نے ایک گوشہ مین جاکر سجدہ شکر ادا کیا اور
شاہزادہ کے ایک ملازم غیر حاضر کی صورت سے تبدیل ہیئت کر کے مجمع مین در آیا
شاہزادہ نے فرمایا۔ جو شخص مجھکو عزیز رکھتا ہے ایک ایک پاپوش لضرب سخت
اس شریر کے سر پر لگائے۔ سب سے اول مہتر یہ خدمت بجا لایا۔ ایسی کفشکاری کی

که ابریق کا مغز ہل گیا اور ہر ضرب پر اُسکے کان مین کہتا تہا۔ دیکہا۔ او خدا ناشناس فن آ
حلال مشکلات نے کس آسانی سے مجہکو رہائی بخشی جس وقت تمام ملازم ابریق کے گہر کا
آ چکے مہتر خانہ لاسہ اکو کف دست کی طرف پہیر

شاہزادے کا جس وقت غصہ کچھ کم ہوا ملازموں سے پوچہا۔ غیور کہان ہے ایک
ملازم نے عرض کیا۔ خداوندا۔ وہ جوانمرد اسی وقت خجالت زدہ مکان کو چلا گیا ابریق
نے کہا اے شاہزادہ عالی تبار۔ کیا غیور سلاحدار اور کون مقبول ملازم میری رفیق کو
بحالت نماز گرفتار کیا۔ اُس نے چند لمحہ مین غیور کی شکل سے تبدیل صورت کی اور بعد
رہائی مقبول کی ہیئت سے مجہکو گرفتاری کی۔ شاہزادہ بارق کو ابریق کی بات کا باور
نہ آیا اور سخت و سست کہتا ہوا دیوان عام مین لایا۔ اُس وقت غیور دربار مین حاضر
تہا۔ شاہزادے نے پوچہا۔ آج تجہے ابریق نے کس علت مین گرفتار کیا تہا۔ غیور نے کہا
پیر و مرشد آج مین نے ابریق کی صورت بہی نہین دیکہی۔ شاہزادے نے مقبول کو بلایا
اُس نے کہا مین آج گہر سے باہر نہین نکلا۔ غیور و مقبول کے انکار سے بارق کو یقین آیا
کہ وہ جوان مقید توفیق عیار تہا۔ ناچار ابریق سے عذر و معذرت کی اور ملبوس فاخرہ بخشا
ابریق نذر دیتا تہا۔ ارباق شاہ نے اُس مردود کو سینہ سے لگایا اور کہا
کہا تو باستقلال حواس اپنا کام کئے جا۔ قریب تر وزارت با نوبت تجہے انعام کر دیا جائیگا
وہ بیحیا اس کلمے سے خوش ہو گیا

ایک روز توفیق نامدار ابریق کے محلسرا مین پہونچا اور ایک خادمہ [illegible]
کو بیہوش کر کے خود بجنسہ اُسکے لباس و خدمت کرنے لگا [illegible]
حاصل کی اُس وقت خادمہ کی بیہوشی دور کی اور خود ابریق کی [illegible]

محلسرا مین داخل ہوا۔ اہلیہ نے پوچھا۔ صاحب آج خلاف دستور بہت جلد دربار
سے چلے آئے۔ مہتر نے کہا۔ ہنوز بادشاہ محل معلے سے برآمد نہین ہوا۔ زنکہ نے دست چپ
تہو کہا۔ مہتر نے اُسکے موںہہ پر تہو کدیا۔ اِس حرکت سے زنکہ مشوش ہوئی۔ مہتر خوب ہنسا اور
کہا۔ کچہ اور گمان نہ کرنا مینے خوش طبعی سے یہ حرکت کی ہے ورنہ ہمیشہ دست راست
تہوکتا تہا۔ زنکہ نے کہا۔ اگر یہ نہ کہتا۔ مین تجہے مہتر توفیق کے شبہہ مین گرفتار کراتی۔ مگر لے
دیوث یہ کیا حرکت تہی۔ ابریق علی نے کہا۔ مین دربار سے آجاؤن۔ پہر تو اسکا عوض کرنا
لیکن اِس وقت کے بعد سے تو بجائے تہوکنے کے ناک پر اُنگلی رکہکے ایک چرخ مارکر مہتر
ابریق کے محلسرا سے نکل آیا۔

ابریق نابکار دربار سے آکر اہلیہ سے نشان کا طالب ہوا۔ اُس نے اول تین بار ابریق
کی ریش ناپاک پر خوب تہوکا بعد ازان ناک پر انگلی رکہکے عجب انداز سے ایک
چرخ کہایا۔ اِس حرکت غیر سے ابریق کے مُرغ ہوش نے پرواز کی۔ مگر بظاہر بہت
خاطر تواضع کی اور ہنگام خورد نوش اسقدر شراب بیہوشی آمیز پلائی کہ زنکہ کو اپنے
حال کی خبر نہ رہی بعد ازان اُسکا ناک کاٹکر ایک غلام مخلص نام کو بخشدیا جب
چند ساعت کے بعد یہ امر پایۂ ثبوت کو پہونچ گیا کہ وہ رفیق نہین ہے بلکہ اُسکی اہلیہ
ہے حالت انفعال مین مخلص غلام اور زنکہ کو قتل کیا۔ اُسی وقت یہ خبر تمام شہر مین
مشہور ہوئی کہ ابریق نے عیارہ اسلام کے شبہہ مین زنکہ کو مخلص غلام سے بے پردہ کرایا
اور پہر دونو کو قتل کیا۔ لیکن ابریق سے جو کوئی پوچہتا تہا اُس سے یہ کہتا تہا کہ وہ
فاحشہ مدت سے اُس غلام کے ساتہہ گرفتار رہتی

شدہ شدہ ارباق شاہ نے بہی یہ ماجرا سنا اور ذو الفراست وزیر سے کہا

ہتر توفیق کے ہاتھہ سے ابریق کو ہر ایک ذلت تازہ پہونچتی ہے اور ابریق سے کوئی کام حسب دلخواہ ہمارے وقوع مین نہین آتا جب تک ابریق نقب بنائے اور ہم مع اسیرون کے آفاقیہ کو روانہ ہون یہ عیار خدا جانے کیا کچھ کر چکے گا۔ اب میرا قصد ہے کہ دو چار دن مہمات سلطنت سے علیحدہ ہو کر برابر خداوند منات اکبر کی پرستش کرون۔ کیا عجب کہ خداوند ہماری مشکلات آسان کر دے۔ ذو الفراست نے کہا حضور کو پرستش کا اختیار ہے۔ لیکن بظاہر خلائے لاشریک کے ماننے والون پر غلبہ حاصل ہونا قیاس مین نہین آتا

اُدہر رفیق نے چند بار ابریق کو ذلیل کیا۔ گاہے بصورت حجام قدیم ریش دراز کی اصلاح کی اور کبھی بصورت زن مطربہ مجلس مین پہونچا اور شراب مین بیہوشی آمیز کر کے تمام مال و اسباب اہل مجلس کا لے گیا۔ لیکن زندان خانہ دریافت نہوا۔ اسی تشویش مین ایک دن پہر وزیر کے محلسرا مین پہونچا۔ فراست بانو دایہ سے اپنے مطلوب کا ذکر کر رہی تہی۔ دایہ نے کہا۔ کیا عجب ہے کہ توفیق سرداران اسلام کو رہائی بخشے۔ اُس وقت تمہارا مقصد دلی بہ آسانی بر آئیگا۔ وزیر زادی نے کہا۔ ایسا شخص قابل زیارت ہے۔ اگر مجھے ملے۔ مین اُس سے شریعت مسلمانی کے ارکان دریافت اور پھر اداد دیگر سردارون کی مخلصی کے واسطے تاکید مزید کرون۔ دایہ نے کہا بخدا مین بہی تمہارے ارادہ مین شریک ہون

اِس گفتگو کے بعد فراست بانو نے باکراہ تمام دو چار لقمے کہائے اور استراحت کے واسطے خوابگاہ مین گئی۔ مگر عاشق بے جگر کو خواب و آرام کہان۔ زیورہ آمد ایک کنیز سے کہا۔ فلان بیاض میری لے آ۔ جس وقت زیورہ آ کتب خانہ مین آئی توفیق

نے گل بیہوشی سونگھایا اور خود اُسکی صورت بیاض لیگیا - فراست بانو یا بطلب
مین اُس بیاض کو دیکھ کر جن اشعار کو حسب حال و یکتی تھی بسوز و گداز پڑھتی تھی
قضارا ایک شعر کے بحر مین کچھ غلطی واقع ہوئی - زیور آرا علی نے اُسکو موزون کرکے
پڑھا - اُسکی اس حرکت سے فراست بانو کو کمال تعجب ہوا - آخر جو دو چار کنیزین حاضر
تھین اُنکو خوابگاہ سے نکالدیا اور زیور آرا سے کہا اے عورت مین خوب جانتی ہون
کہ تجھے علم سے ہرگز بہرہ نہیں اور اس شعر کا موزون پڑھنا باعلم ہونے کی نہین بلکہ
باکمال ہونے کی دلیل ہے - سچ بتا کہ اصل معاملہ کیا ہے - زیور آرا علی نے کہا - اگر مین
تمہارے نزدیک جاہل ہون اور اس وقت میری استعداد ایسی ہے کہ ذرا تامل کے عالمان
کو سبق دون - پھر میری نسبت کیا گمان گذرتا ہے - فراست بانو نے کہا - مین عقلیہ
کہتی ہون کہ تو توفیق نامدار ہے - مہتر نے کہا - گمان تمہارا صحیح ہے - فراست بانو نے
کمال اخلاص سے مہتر کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور کہا - اب اپنی اصلی صورت سے بہرہ مند
فرما - توفیق نے کہا اول اپنی کنیزون کو حکم دو کہ فلان چمن مین سے زیور آرا کو تمہارے
پاس لے آئین

دایہ اور کنیزان بموجب الحکم اُس چمن مین گئین دیکھا کہ زیور آرا از خود
رفتہ پڑی ہوئی ہے - آپس مین کہا - اگر یہ زیور آرا ہے تو ملکہ کے پاس کون ہے -
خلاصہ بترسان اُسکو اُسی حالت بیہوشی مین ملکہ کے پاس لائین - مہتر نے فتیلہ شمع
بجھی ہوئی زیور آرا کو سونگھایا - ایک لمحہ مین ہوش اُسکے بجا ہوئے - فراست بانو نے
بہ لب خندہ ریز پوچھا - اے زیور آرا - آیا بیاض بھی لائی یا خالی ہاتھ چلی آئی -
زیور آرا نے کہا - مین کیا جواب دون - بیاض تمہارے تکیہ پر دیکھو پڑی ہے

مہر امشنے مزید بر آن تمہارے پاس تحفہ بھیجا ان ... جیہ ... نہ ... دیکھنا
ہیت ... تماشا دیکھا کہ گل ... چمن خود بخود مرجہا ... گئے۔ اگر تم عجیب فوند چیز
ہو کہ ایسے ہراہ مخوف دیکھتے ہو اور پہر کچھ خوف نہین کرتین۔ اس بات کو زیبا آرا
نے ہنوز ختم نہ کیا تہا۔ ناگمان کہا ایک بیتی ہے کہ اسکا مشتے صاف و صریح مرد ہو گیا۔ زیبا آرا
اور دایہ وغیرہ نے چاہا کہ شور و غل کرین۔ مگر فراست بانو نے روکا اور مہتر کو فتح کا
حال بتایا

... کنیزون نے ... دایہ سروقد تعظیم دی اور نہایت ادب سے سلام کیا مہتر نے
فراست بانو کو ... تو ابعین مسلمان کیا اور زندانخانہ کا پتہ پوچہا۔ اُسنے کہا مینے
... سنا ہے کہ دلاوران لشکر اسلام ایک چاہ عمیق بے آب مین بند ہین اور وہ
چاہ ابریق کے مکان خاص مین ہے۔ صبح مین مفصل پتہ و نشان دریافت کرونگی
مہتر صبح کے وقت وزیر کے محل سے باہر نکلا اور بصورت مبدل قلعہ کی فصیل پر پہونچا
وہان دیکہا کہ ابریق لعین نگہبانان قلعہ کو تاکید کر رہا ہے۔ مہتر ابریق کے روبرو گیا اور
کہا اے دیوث نامرد عالم

جائے کہ عقاب پر بریزد　　از پشہ لاغرے چہ خیزد

تو با این مکاری اُس نامدار کی پشم کندہ نہین کر سکتا۔ یہ پاسبان بیچارے کیا وجود
رکہتے ہین۔ اگر آدمی ہے۔ منات پرستی سے توبہ کر۔ کچھہ کم ذلیل و رسوا نہین ہوا۔
ابریق نے کہا۔ اے پیادہ تو کلمہ حق کہتا ہے قریب آ۔ بجائے فرزند سینہ سے لگاؤنگا۔
مہتر نے کہا۔ او خر ناشخص۔ کیا گہہ کہتا ہے۔ مردمان ناصح بجائے پدر ہوتے ہین ابریق
نے کہا۔ مرحبا۔ یہ دوسری نصیحت ہے۔ براہ مہربانی میرے ہمراہ چلو۔ ایک ہی سترخوان پر

کہانا کہائینگے - مہتر توفیق ابریق کے روبرو آیا اور بہ جالاکی دستار اُتار کر وہان سے خیز کی

ابریق نے پیادون اور سرہنگان کو حکم دیا کہ بالاتفاق اپنے داماد کو گرفتار کرو اور خود بہی باخنجر برہنہ توفیق کے عقب مین بہاگا - سرہنگ اور پیادے سراز پا باختہ مہتر کے عقب مین چلے جاتے تہے اور بہ آواز بلند کہتے تہے - مہتر توفیق اُس شخص کا داماد ہے جسکے سر پر سے اُسنے دستار اُتار لی اور اُسکی عورت کو ایک خادم سے بے پردہ کرایا - مہتر کہتا تہا سچ ہے مین ابریق کا ہی داماد ہون - توفیق نامدار کو اتنے جست و خیز مین خیال آیا کہ ایک لحظہ ابریق ملعون کو اپنا جوہر شجاعت بہی دکہانا چاہیئے - لہذا ایک مقام مین ٹہر گیا اور سرہنگون سے ایسی خنجر بازی کی کہ اکثر کو خاک و خون مین ملادیا اور ابریق کی ناک اُڑادی

جب حریفون کی زیادہ ترجمعیت ہوئی - جست زدہ بالائے فصیل پہونچا - ایک جگہہ زیر فصیل بطور مزبلہ نجاست کا انبار لگا تہا - توفیق وہان پہر استادہ ہوگیا جب ابریق مع ہمراہیان نزدیک پہونچا - مہتر عالیقدر نے ایسی بلند جست کی کہ ابریق کے شانون پر سوار ہوگیا اور پہر بلند ہو کر دو لوکف پا باین قوت اُسکے قفائے سر پر ماری کہ وہ نابکار معلق زنان مزبلہ مین گرا اور تابہ گردن انبار نجاست مین غرق ہوگیا - سرہنگون نے بہزار خرابی ابریق بینی بریدہ کو نجاست سے نکالا - وہ سیاہ قلب بفحوائے "فی قلوبهم مرض فزادهم الله مرضا" باین ہمہ صانع حقیقی کا مقر نہوتا تہا اور اس فضیحت و رسوائی کو امر اتفاقی جانتا تہا کچہ تعجب کی بات نہین کہ جمشید پلید کا مرشد بد ضمار منکوس اُسکی اولاد خاص مین ہو

جس وقت سرہنگ و پیادہ ابریق کی طرف متوجہ ہوئے۔ توفیق نے جامہ منقوش کے دامن پر ہاتھ مارے اور پیکر کاغذی کی مانند فصیل پر سے پھر شہر مین آیا اور ایکطرف روانہ ہوا

یہان صبح کے وقت فراست بانو نے باپ سے کہا۔ ابریق و توفیق مین کیا گذر رہی ہے ذوالفراست نے کہا۔ توفیق ہر طرح ابریق پر غالب ہے۔ مگر معلوم نہین اُسکو قتل کیون نہین کرتا۔ فراست بانو نے کہا۔ بعد قتل ہونے ابریق کے شہر کا کیا حال۔ ذوالفراست نے کہا ظاہر اسباب اہل شہر مسلمان ہوجائینگے۔ فراست بانو نے پوچھا۔ تمہارا کیا ارادہ ہے۔ کہا مین اول سے منات پرستی کو ایک امر لاطائل سمجھتا ہون۔ فراست بانو نے کہا پھر تم توفیق سے کیون نہین ملتے۔ وزیر نے کہا۔ اِس خصوص مین میرا ارادہ بیکار ہے۔ اگر وہ مرد خدا قصد کرے مین اسلام قبول کرون اور اُسکو مدد دون۔ فراست بانو نے بوقت شب توفیق کو اپنے باپ کے اخلاص کی کیفیت سنائی

اُدہر ارباق شاہ نے تین روز و شب تبخانے مین گذارے اور بے خواب و خور پرستش و آہ و زاری مین مصروف رہا۔ روز چہارم باہر نکلا اور وزیر سے دریافت کیا کہ ابریق و توفیق مین کیا واقع ہوا اور لشکر اسلام نے بدستور محاصرہ کر رکھا ہے یا اپنے ملک کو کوچ کر گیا۔ ذوالفراست ہنسا اور کہا محاصرہ بدستور ہے البتہ ابریق کا چہرہ ہموار ہوگیا ہے ارباق شاہ نے جو سنا کہ ابریق ناک کو کٹوا بیٹھا آہستہ کہا۔ لعنت اِس مین درآئین طلسم پر۔ بعد ازان ابریق کو بلایا اور پوچھا۔ اِس عرصہ مین تونے کیا کام کیا۔ اُسنے کہا نقب خندق شہر تک پہونچگئی ہے۔ اقبال شاہی سے امروز و فردا قلعہ ابریقیہ تک پہونچا دیتا ہون۔ وہان سے آفاقیہ کو روانہ ہو جائینگے

بہتر توفیق جو بہ تبدیل شکل اُس وقت دربار میں حاضر تھا یہ گفتگو سُن کر دل میں کہا
اب ذو الفراست سے پوشیدہ رہنا مصلحت نہیں جس وقت شام ہوئی خاتم الاسرار کو
کف دست کی طرف پھیر کر وزیر کے خلوت سرا میں پہونچا اور بآواز بلند کہا وزارت پناہ
خدائے لاشریک کو پہچانو۔ ملال طبیعت رفع ہو جائے گا۔ ذو الفراست چار طرف تکنے لگا۔
آخر قیاساً سمجھا کہ یہ آواز بہتر توفیق کی ہے۔ ہوش و حواس اپنے بجا کر کے کہا اے دولت خواہ
ابریق بہتر توفیق اگر میرا گمان صحیح ہے ظاہر ہو۔ مدت دراز سے تیری زیارت کا مشتاق ہوں
توفیق نے خاتم الاسرار پشت دست کی طرف پھیری اور وزیر کے روبرو آیا۔ ذو الفراست
نے بہزار شوق و تمنا بہتر سے مصافحہ کیا اور کہا۔ اول مجھے کلمہ طیبہ تعلیم فرما۔ بہتر توفیق نے
کلمہ عیسائی تلقین کر کے کہا۔ تم مجھے ایک مرتبہ اُس چاہ دین سے چلو جہاں ابریق نے سرداران
اسلام کو مقید کیا ہے

دوسرے دن صبح کے وقت ذو الفراست ارباق شاہ کے پاس گیا اور عرض کیا کہ
اگر حکم ہو۔ میں ابریق کے مکان میں جاؤں اور بچشم خود دیکھوں کہ نقب کہاں تک پہنچی
ہے۔ ارباق شاہ نے کہا۔ ہم خود تجھے بھیجا چاہتے تھے۔ تم اپنے نقب تک جا اور تمام نشیب
و فراز سمجھنا۔ ذو الفراست ابریق کے مکان میں آیا۔ بہتر توفیق بھی ایک خواجہ سرائے معتمد
کی صورت سے ساتھ ہو لیا۔ ابریق بدطریق دستور اعظم کو اپنے خلوت گاہ خاص میں لایا
اور کوئی درجہ خاطر و مدارات میں باقی نہ رکھا۔ بعد ازاں اُس مکان میں لیگیا جس
اندر چاہ تھا۔ دروازہ اول پر چار زنگی قوی ہیکل باشمشیر برہنہ پہرہ دے رہے تھے
دوسرے اور تیسرے دروازے پر اس سے سخت تر حراست تھی۔ تیسرے مکان میں وہ چاہ
تاریک تھا۔ تخمیناً تیس گز اُسکا عمق ہوگا۔ راوی کہتا ہے کہ شہر ارباقیہ کی زمین سنگلاخ تھی

اور پانی اہل شہر کو نہر سے ملتا ہے جو قریب کے ایک کوہ سے آتی ہے

تینون شخص چاہ مین اُترے۔ بہتر توفیق نے دیکھا کہ ایک طرف رستم زادمع دیگر سرداران اسلام کے زانوئے اندوہ پر سر رکھے ہوئے چشم بند بیٹھے ہین اور تمام پہلے ان زنجیر ہائے آہنی سے مسلسل ہو رہے ہین۔ دوسری طرف تین سو غلام ہمہ تن نقب زنی مین مصروف تھے۔ واقعی نقب خندق شہر کے قریب پہونچگئی تھی۔ ذوالفراست نے ابریق کی پشت پر ہاتھ رکھا اور کہا مین تیرے حسن تردد کی بادشاہ کو اطلاع کرونگا

ذوالفراست توفیق کو اپنے مکان مین لایا۔ بہتر نے کہا تم سرداران اسلام کو اپنے مکان مین لے آؤ۔ مین ابریق کو جواب ترکی بہ ترکی دینا چاہتا ہون۔ ذوالفراست بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور کہا مجھے بہ قرائن یقین ہوتا ہے کہ توفیق چاہ نقب کے حال سے واقف ہو گیا ہے اور اس فکر مین ہے کہ سردارون کو وہان سے لے جائے۔ اگر حضور مناسب سمجھین مین اسیرون کو اپنے مکان مین لے آؤن۔ بادشاہ نے ابریق کو بلایا اور کہا صلاح وقت یہ ہے کہ سرداران اسلام کو وزیر کے محل مین پہنچا دے۔ ابریق لعین نے بعد قیل و قال منظور کیا اور سردارون کو بوقت شب بیہوش کر کے غلامان نقب زن کے کندہون پر ذوالفراست کے مکان مین پہونچوا دیا۔ ذوالفراست نے ابریق کے روبرو انکو ایک تہ خانہ مین قید کر کے از سر نو تمام بندہائے قید کو منضبط و مستحکم کیا

جس وقت بہتر نامدار کی سردارون کیطرف سے خاطر جمع ہو گئی شہر سے نکلا اور شہر پناہ عیار کو ایک موقع مناسب سے نقب زنی کا حکم دیا اور خود شہر مین چلا آیا۔ ابریق کے غلامان نقب زن سے ایک شخص عیاش تھا اور ایک زن رقاصہ زیب آور نام سے

اُسکی آشنائی تہی - توفیق نے یہ حال سنا اور بصورت ممدل زیب آور کے مکان مین پہونچا - زیب آور پیشاب کے واسطے گئی - توفیق نے اُسکو حکمت عملی سے گل بیہوشی سونگہایا اور بجائے اُسکے متمکن ہوا جس وقت غلام ناکام آیا - اُسکو کہلانے مین بیہوشی قاتل کہلائی جب وہ بیہوش ہوگیا اُسکو جان سے مارا اور اُسکی شکل سے متشکل ہوکر نقب مین پہونچا اور یہہ قاعدہ مقرر کیا کہ ایک دن اُن غلامون کے ساتہہ نقب زنی مین شریک ہوتا تہا اور دوسرے دن بہیر زن شہر شبرنگ سے ملکر وہان کی نقب کی خبر لیتا تہا

ذو الفراست وزیر و وقتہ الطمہ لطیف سرداران اسلام کو بہیجتا تہا رستم زاد بہی یہ سمجہتا تہا کہ زمانہ مخلصی قریب پہونچا ہے اور گلہے برعکس سمجہتا تہا - ایک شب جو موقع ملا فراست بانو زندان مین گئی اور بدست خود زندانیون کو کہانا کہلایا جس وقت گہر زاد کی نوبت آئی ایکطرف سے گوشہ نقاب کہولدیا - گہر زاد نے جو فراست بانو کا جمال بغور دیکہا بہزار جان و دل عاشق ہوگیا - نام و نشان پوچہا چاہتا تہا کہ فراست بانو برق بریق کی مانند زندان سے باہر نکل آئی - گہر زاد نے ایک نعرہ کہینچا اور رستم زاد سے کہا اے دلاور بہ زمان - دریغ صد ہزار دریغ

قتیل خنجر مژگان شدم اما ندانستم کہ خنجر سینہ در بر می کشد یا سینہ خنجر را

نہ جانے یہ نازنین شعلہ رو شمع رخسار کون تہی کیسے وجہہ و تعارف زندان مین آئی اور اپنے حسن عالم سوز کا ایک جلوہ دکہا کر میرے دل و جگر کو خاکستر کر گئی - رستم زاد مسکرایا اور کہا مرحبا اے برادر مرحبا

این کار از تو آید و مردان چنین کنند

یہہ تمہارا ہی کام ہے کہ زندان خانہ مین عشق و عاشقی پر کمر باندہو

مہتر شبرنگ نے دس دن کے عرصہ مین نقب کو وہان تک پہونچایا کہ ابریق کی نقب سے چار گز کا فاصلہ رہا۔ اِس حال کی مہتر توفیق کو اطلاع کی۔ مہتر نے نقب کی دیوار مین ایک سوراخ باریک کراکر تمام نقب مین بارود بچھوادی اور نقارہ بجوایا۔ غلامانِ نقب زن نقارہ کی آواز سے متحیر ہوئے اور اِس ماجرائے عجیب کی ابریق کو خبر کی۔ ابریق افتان وخیزان نقب مین آیا۔ صدائے نقارہ سے ابریق کے ہوش وحواس بہی گم ہوگئے۔ آخر نقب کو اور کہدوایا۔ اِس طرف نقارہ بند کیا گیا اور توفیق نامدار کے حکم سے مردمانِ نقب نے جو شمار مین چار سو تھے آواز بلند و مہیب ناک سے غل مچایا۔ ابریق کے چند غلام خائف ہوکر مر گئے اور بیشتر کو غش کی نوبت پہونچی۔ حالانکہ اُس وقت ابریق کا بہی تمام جسم مثل بید کانپ رہا تہا۔ لیکن بظاہر کہا کچہہ خوف کی بات نہین۔ ایسے اسرار اکثر واقع ہوتے ہین۔ اِس اثنا مین نقب زنون کا شور وغل موقوف کراکے بآواز بلند کہا۔ او ابریق بدطریق۔ ابہی صانع حقیقی کی قدرت کاملہ اور خالق برحق کی خلاقی و رزاقی کا مقر ہو تو بہتر ورنہ ایک دو لمحہ مین مع ہمراہیان اسفل السافلین مین پہونچتا ہے۔ نقابان ابریق کو گمان گذرا کہ یہہ آواز جنہ تحت الارض کی ہے۔ اکثر غلام جان کے خوف سے اپنے بے سر و پا بہاگے کہ چاہ کے باہر ہی دم لیا۔ مابقے پردہ تکلف کیے ہوتے تہے۔ مہتر توفیق کو جو جواب باصواب حاصل نہ ہوا مع شبرنگ اور نقب زنون کے نقب سے نکل گیا اور شتابہ کو آگ دی

جب دیوار بالکل منہدم ہوگئی۔ ابریق ملعون نے دیکھا کہ بعینہ اِسی شکل کی نقب دوسری طرف بہی تیار ہے۔ اب وہ مردود سمجہا کہ یہ کام بجز مہتر توفیق دوسرے کا نہین اور وہ ہشیار چالاک اِس نقب کے حال سے واقف ہوگیا۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ میرے خوف سے

یہان قیام کرنے کی جرات نہ ہوئی۔ ناگاہ بارود مین آگ لگی۔ ابریق نے مع غلامون کے کوشش کی کہ نقب سے نکل جائے لیکن آگ نے ایک قدم ہلنے کی فرصت نہ دی۔ تمام ملعونون کو مثل ہیزم خشک صاف و پاک جلا دیا

جس وقت آگ بجھ گئی اور تاریکی دود دفع ہوئی توفیق خوش طریق نے شبرنگ عیار کو سمرزاد کی طلب مین بھیجا اور خود نقب کی راہ سے ابریق لعین کے محلسرا مین آیا ابریق کے ملازمان و رفقا چار طرف سے مہتر پر حملہ آور ہوئے۔ مہتر کے ہمراہ تمام نقاب و خاک کش تھے لیکن ایسی جنگ مردانہ کی کہ صدہا آدمیون کو بیل و کلند سے خاک مذلت مین ملا دیا۔ اسی طرح مہتر کے خنجر دشمن گداز کی ضرب سے بیشتر مردود واصل جہنم ہوئے۔ البتہ معدودے چند وہ بھی خستہ و مجروح جان سلامت لے گئے۔ توفیق ابریق کا تمام مال و اسباب جو حد و شمار سے زیادہ تھا اپنے قبضہ مین لایا اور وزیر کے مکان مین جا کر سرداروں کو قید سے رہائی دی اور فراست بانو کی کوشش سے اسلحہ حاصل کر کے انکو تقسیم کیے ہر ایک دلاور نے اپنے اپنے قامت پر سلاح جنگ لگا لئے

سمرزاد دلاور ہزار پیادۂ آتشبار کی جمعیت سے نقب کی راہ اول ابریق ملعون کے مکان مین آیا اور وہان سے شہر کے دروازے پر پہونچا۔ جو پاسبان بمقابلہ پیش آئے قتل ہوئے اور باقی بھاگ گئے۔ سمرزاد نے دروازہ کھولا اور پل تختہ پر سے لشکر اسلام کو شہر مین بلا لیا

جس وقت ارباق شاہ کو ابریق کے جہنم واصل ہونے کی خبر پہونچی دالفراست وزیر سے کہا اب مجھے دین اسلام کے برحق اور صنمات پرستی کے باطل ہونے مین کسی طرح کا شبہہ نہ رہا۔ تم جلد جاؤ اور شاہزادہ رستم نژاد وغیرہ دلاورون کو باعزاز تمام

ہمارے پاس لاؤ۔ ذو الفراست فرحان و خندان اپنے مکان میں آیا یہاں جماعۂ رندان کو سلاح جنگ سے آراستہ دیکھا۔ ذو الفراست نے مہتر توفیق اور شاہزادہ رستم زاد کو بادآ تمام سلام کیا اور بادشاہ کا پیام پہونچایا۔ شاہزادہ رستم زاد جمیع سرداران نامدار و اکابر لشکر کی جمعیت سے ارباق شاہ کی بارگاہ کی طرف روانہ ہوا اور سمرزاد ولا سے کہا اے برادر مناسب ہی کہ تم شہر مین ابریق کے ہلاک اور ارباق شاہ کی مسلمان ہونے کی منادی کرا دو۔ جو شخص مسلمان ہو اُسکو امان دو اور جو انکار کرے اُسکو زندان مین بھیجدو۔ ناحق اہل شہر کے قتل و غارت کرنے سے کیا حاصل

جب دلاوران اسلام قریب پہونچے۔ ارباق شاہ تے جملہ ارکان سلطنت و اعیان مملکت کو ہمراہ لیا اور منات و منات پرست پر لعنت کرتا ہوا شاہزادہ رستم زاد کی استقبال کے واسطے آیا۔ رستم زاد نامور نے بنظر بزرگی و رسم سلطنت کمال ادب سے سلام کیا۔ ارباق شاہ نے مثل فرزندان عزیز شاہزادے کو سینہ سے لگایا اور بارگاہ مین لاکر مجلس نشاط و بزم سمرزدہ آراستہ کی اور تین روز و شب دعوت و مہمانی مین سرگرم رہا۔ روز چہارم بادشاہ کے حکم سے دستور اعظم نے شہر کے تمام بتخانے منہدم کرائے اور منادی کی کہ اگر بعد ازین کسی آدمی کے گھر سے پیکر سنگ نکلے گی وہ عذاب سخت سے قتل کیا جائیگا۔ انہی دنون مہتر توفیق ارادۂ صاحبقرانی کی طرف روانہ ہوا

جب شاہزادہ رستم زاد کو ارباق شاہ اور خلائق ارباقیہ کی جانب سے اطمینان کلی حاصل ہوا ذو الفراست سے ملکزادہ گہر زاد کے بارے مین کہا۔ ذو الفراست نے بطیب خاطر منظور کیا اور ارباق شاہ نے تمام شہر کو آئینہ بند کرایا اور گہر زاد کو فراغت سے منعقد کیا۔ انہین ایام مین شہزادہ رستم زاد نے ملکہ روشن عذار بنت ارباق شاہ

کے حسن صورت کی تعریف سنی۔ رفتہ رفتہ یہ خبر ارباق شاہ کے کان تک پہونچی۔ اُس نے دوبارہ ہنگامہ شادی برپا کیا اور اپنی دختر نیک اختر کو شاہزادہ رستم زلمو کی تزویج مین دیا۔ آخر رستم زادے نے مراجعت کی تیاری کی۔ ارباق شاہ نے بارق نوجوان کو معقول جمعیت کے ساتھہ ہمراہ کیا

احوال شکست طلسم خسر خسران وسیر کنندہ عجائب وکشندہ نہنگ بری شاہزادہ بدر منیر صاحبقران اصغر

جس وقت صاحبقران اصغر نے شاہزادہ طاقان بن الطاق شاہ کو انصاقیہ کیطرف اور شاہزادہ رستم زاد کو ارباقیہ کی سمت اور بہمن زاد کو شاہ شاہان کے پاس روانہ کیا خود بھی بصوابدید حکیم بزرگ دانش بیابان بلا کی راہ سے جو نہنگ بری کی ہلاکت کے بعد بیابان صفا کے نام سے مشہور ہوا ہے ملک آفاقیہ کی طرف نہضت فرمائی۔ مگر لشکر گردون آثر روزانہ تین فرسخ سے زیادہ کوچ نہ کرتا تھا بلکہ بیشتر اوقات جہان کوئی مقام دلکشا خوش آب وہوا ملتا تھا وہان دوچار مقام ہوتے تھے۔ منزل چہارم مین مہتر سہیم آہو تک حاضر ہوا اور اُس نے شاہزادہ طاقان کی سرگذشت مشرح بیان کی اور کہا اب شاہزادے نے قلعہ انصاقیہ کا محاصرہ کر رکھا ہے صاحبقران اصغر نے فرمایا اے سہیم ہماری مرضی ہے کہ ایک دو روز آرام کر کے پھر طاقان کے لشکر مین جاؤ اور ہفتہ عشرہ مین لکر خبر لاؤ۔ منزل ششم مین ایک جاسوس آفاقیہ سے آیا اور اُس نے بیان کیا کہ آفاق شاہ کے کچھہ سردار جو مرزبان

مقرر ہوئے تھے بہ مکر و نفاق پیش آئے مگر سردار ہفتم بہ اطاعت پیش آیا اور شاہزادہ طاقان نے بہمن زادہ نامور کو باعزاز و اکرام رخصت کیا

تین ماہ کامل صاحبقران عالی شان کو کوچ و مقام مین گذرے۔ ایک شب مہتر توفیق کا ذکر ہو رہا تھا ناگاہ مہتر مہتران روزگار آیا اور آفاقیہ و ارباقیہ کے تمام حالات شرح و بسط سے بیان کئے۔ تمام اہل مجلس اریق و طواط کے حالات پر ہنسے دوسرے روز مہتر بہیم بار دگر حاضر ہوا اور شاہزادہ طاقان کی رہائی اور الصاق شاد کے مطیع ہونے کی خبر سنائی۔ اُسی روز بہمن زاد حاضر ہوا۔ صاحبقران نے قرین ہزاران ہزار مسرت و انبساط اُس منزل کو منزل مبارک خطاب دیا اور برابر دس روز تک جشن کیا

جشن ہوا مگر توفیق ہر وقت خاموش رہا صاحبقران نے پوچھا۔ یا حضرت آپ کس خیال مین ہین کہ شریک عیش و طرب نہین ہوتے۔ آخر تمہاری ہی کامیابیون کی خوشی منائی جاتی ہے۔ مہتر توفیق نے کہا۔ مجھے کیا ملا اور میرے افلاس و تنگدستی کا تمنے کیا چارہ کیا صاحبقران اصغر نے بے اختیار قہقہا مارا اور فرمایا

گفتن ہمین بس ست کہ اسپ من ابلق ست

مین تمہارے افلاس و بے مایگی سے خوب واقف ہوں اگر تمہارے جیسے اور دو چار آدمی جہان مین مفلس ہون ہفت اقلیم کا مال و دولت کھا جائین اور اُف نہ کرین وطواط کو لوٹا۔ اریق کو لوٹا۔ اور کسی خویش و بیگانہ کو بھی خالی چھوڑ کے نہین آئے پھر بھی تیری نیت سیر نہ ہوئی۔ خیر ہمنے انصافیہ و ارباقیہ کی آمدنی یکسالہ کا عشر تمکو بخشا۔ توفیق خوب ہنسا اور کہا۔ حضور جیسا کیون کوئی صاحب سخاوکرم پیدا ہوا ہوگا کب

اور باقیہ اندر اقینہ کا محاصل جمع ہوا اور مجھے اسکا خشر نصیب ہوا۔ ب اندریا بخشیدن
ایسی ہی داد و دہش سے مردو ہے۔ بہ زبان سے نکلا کہ اسقدر نقد خزانہ عام دہی سے
عنایت ہو جائے کسی مرد جوانمرد نے سچ کہا ہے

کریمان را بدست اندر درم نیست — خداوندان نعمت را کرم نیست

رفا ہر چند وطواط کا مال سنمان سے بمرضی خود ایک کو گوشمالی دی اور دوسرے کو ہا کس
ب بہ ایک احسان ہی چشم پر اور تمہارے نا بیون پر کیا۔ گر ہل جزاء الاحسان الا الاحسان
کے یہ معنی ہین کہ تم ان کے مال پر بھی نظر رکھو تو سبحان اللہ۔ غضب کر رہے ہو ایسے منحوسون کا مال تمہاری
بھی خزانہ مین نہ چاہیے۔ صاحبقران نے بعد اثبات و تحقیق طبعی سن حزار تو مان خزانہ عامرہ
سے عطا فرمائے۔ توفیق نے دعا دی اور کہا۔ اے حضور میرا سارا نقصان سنیے ادا۔ اور کا بھی
کچھ الم نہیں اور بالفرض بذات خود انعام دینے کی قدرت و دسترس نہ ہو تو اہل دربار
سے ہر ایک کی قدر و منزلت کے لائق دلوا دو۔ ایسے انسانون کو بھی کہہ سکتے ہین کہ اپنی
بات سچ کہتے ہین اور غیرون سے بہت کچھ دلوا دین۔ قصہ کوتاہ توفیق نے اس طرح مکرر
صاحبقران سے زر خطیر لیا اور ہر ایک سردار کی بھی جیب خالی کرائی

منزل مبارک سے روانہ ہو کر چند روز مین رایات عالیات نواح آفاقیتین پر پہونچے
شاہ شاہان نے بھی اپنے خیمہ و خرگاہ شہر سے باہر نکلوائے جس وقت دونون لشکر میدان جنگ
مین صف آرا ہوئے آفاق شاہ نے بچشم خود دیکھا کہ صاحبقران عالم ستان مثل شیر ببر کی
[illegible] قوم [illegible]
[illegible] صاحبقران [illegible]
[illegible] آفاق شاہ [illegible]

صاحب اقبال سے عہدہ برا ہونا البشر کا کام نہیں مگر چارہ نا چار ہے روز نیل ترکیب کو گیا ایک پہلوان نامور تھا میدان میں بھیجا۔ لشکر اسلام سے بہت سا اُسکے مقابلہ کے واسطے گیا۔ بعد جنگ شمشیر و نیزہ دونو پہلوان کشتی میں مشغول ہوئے۔ بوقت عصر آزرِ اخلاقی نے سہی روز کو باندہ لیا۔ صاحبقران نے شب کے وقت سہی روز کو باعزاز و آبرو دربار میں بلایا اور چند فقرے توحید الٰہی و نعت مرسلین میں بیان کیے سہی روز دلاور نے منات پرستی سے توبہ کی اور دائرہ اسلام میں داخل ہوا

دوسرے روز بہروز آفاقی میدان میں آیا اور سلمان زادہ کے روبرو گردن پر چند زخم کاری لگائے۔ اُسکو شبرنگ عیار لشکر میں لے آیا اور بہبزاد نے مقابل ہوکر بہروز کو باندہ لیا۔ اسی طرح اور پانچ پہلوان نامی و گرامی بہبزاد کے ہاتھ گرفتار ہوئے۔ بہروز بروقت پیشی حضور صاحبقران اُسی وقت مسلمان ہوا اور باقی پہلوانوں نے بخوف تباہی حال اسباب تیغ آفاقیہ سے اپنا مسلمان ہونا مشروط کیا۔ صاحبقران نے اُنکو آزاد کردیا۔ وہ پانچوں پہلوان آفاق شاہ کے پاس آئے اور صاحبقران اعظم کے خلق و مروت کی عمدہ تعریف کی۔ آفاق شاہ خاموش اُنکی گفتگو سنتا رہا۔ فرخروز و جوان روز و بلند روز سپہ سالاران لشکر آفاقیہ نے کہا۔ شہریارا حضور کے لشکر میں تخمیناً چار سو پہلوان خندہ و کمان موجود ہیں مگر تمام پہلوانان [illegible] ان سے جنگ کرینگے یہ قصہ طول ختم نہ ہوگا۔ [illegible] کہ [illegible] پہلوانان کی ذات خاص پر حضور کو اعتماد [illegible] ہے [illegible] واسطے ہجوم آفاق شاہ نے [illegible] کو پسند کیا اور اُس شب بلند روز [illegible]

طبل جنگ بجوایا

دوسرے دن بلند روز میدان میں آیا [illegible] بہادری و مردانگی دیکھ پہلوانان لشکر

اسلام کو شمشیر و نیزہ سے زخمی کیا۔ یہہ حال دیکھ کر صاحبقران اصغر بنفس نفیس حربگاہ مین تشریف
لایا اور ایک روز کی تلاش و سعی مین بلند ہوز کو دستگیر کیا۔ روز دیگر جوان روز سپہ سالار
دوئیم جنگ گاہ مین آیا۔ بہمن زاد نامور اُسکے مقابل ہوا۔ دو روز و شب دونو دلاور زور
دست و بازو مین سرگرم رہے جب ایک کو دوسرے پر غلبہ میسر نہ ہوا صاحبقران معرکہ مین آیا اور
جوان روز سے جنگ کی۔ آخر چار پہر کی تلاش مین کمند سے باندھا۔ اُسکے بعد فرخروز آیا اور
وہ بہی صاحبقران اصغر کے ہاتہہ گرفتار ہوا

جس وقت فرخروز گرفتار ہوا ملک آفاق شاہ نے طبل بازگشت بجوا دیا۔ وقت شب
تمام سرداران و اکابر لشکر دربار مین حاضر ہوئے۔ آفاق شاہ نے رفع ملال کے واسطے چند جام شراب
پئے اور عالم سرور و تر دماغی مین حضار مجلس کیطرف مخاطب ہو کر کہا۔ اے سرداران نامدار
و اے پہلوانان تہور شعار زمانہ قدیم سے سلاطین کا مدار کار لشکر کی جانفشانی اور افسران
لشکر کی تدبیر و ہمت پر رہا ہے۔ بنا بران مجھے بہی تمہاری ذات رستم صفات سے توقع ہے
کہ لشکر اسلام پر خواہ جنگ صف سے خواہ مغلوبہ سے فتح حاصل کروگے۔ بحالت دیگر مین
شہر بند ہونگا یا ملک احراقیہ مین چلا جاؤنگا۔ ملک طواط دستور دویم نے کہا حضور ایسے
کلمات یاس و ہراس زبان سے نہ فرمائین خداوند منات اکبر کی توجہ سے امید قوی ہے کہ
جنگ مغلوبہ مین لشکر شاہی فتحیاب ہو۔ شاہزادہ بدرمنیر کے ہمراہ پانچ لاکہ سے کم اور یہان سات
لاکہ سے زیادہ سوار و پیادہ ہین۔ ذیہوش و اثاد دستور اعظم نے کہا۔ اے ملک طواط جن پہلوانان
رستم توان کو ہم ستون بارگاہ سلطنت اور بنیاد قصر سلطنت جانتے تہے وہ جنگ مغلوب مین
گرفتار ہوئے۔ اندیشہ ہے کہ جنگ مغلوبہ مین بہی اہل اسلام غالب رہین۔ اُس وقت بادشاہ
احراقیہ مین تشریف لیجانے پر مجبور ہونگے جو لقب شہنشاہی کے شایان نہین اور [illegible]

امن کی صورت نظر نہیں آتی اہل اسلام احراقیہ کا بھی قصد رکھتے ہین۔ رہا حصاری ہونا وہ ہمت سے بدتر ہے۔ آفاق شاہ نے کہا۔ تمہاری رائے قرین صواب ہے لیکن حریف پر فتحیاب ہونے اور اس سلطنت کے قایم رہنے کی کوئی تدبیر نہ بتائی۔ فیہوش نے دست بستہ عرض کیا حضور بھی فضل الہی سے عقل مجسم ہین اور نیک و بد اپنا خوب سمجھتے ہین۔ اول شہریار ہی شاہ فرماتے مین کہ بجائے خود کیا اصلاح کی ہے۔ آفاق شاہ نے فرمایا۔ میرا مشورہ کیا پوچھتے ہو جب سب تدبیرین مرد ہو رہی ہین تو باقی کیا رہا الا یہہ کہ طریق اسلام اختیار کرون۔ ہلاک وطواط نے کہا۔ ملت آبائی ترک کرنا کسی حالت مین جائز نہین۔ انصاق شاہ و ارباق شاہ و احراق شاہ کو مکرر خطوط طلبی روانہ فرمائیے جس وقت یہ تینون بادشاہ بھی آ گئے پھر بدر منیر کو جان بچانی مشکل ہو جائے گی۔ فیہوش نے کہا۔ ارباقیہ و انصاقیہ فتح ہو چکے اور مہتر توفیق نے ابریق کو نہایت ذلت و فضیحت سے ہلاک کیا۔ وطواط مردود نے جو مہتر توفیق کا نام سنا شل بید لرز گیا اور اپنی سرگذشت یاد آئی۔ آفاق شاہ نے پوچھا۔ اے وطواط ہم دیکھتے ہین کہ توفیق کے نام سے تیرے ہوش جاتے رہتے ہین یہ کیا بات ہے۔ وطواط نے کہا۔ خداوند توفیق ایسا ہی عیار باوفار ملائک صفات ہے۔ اسکے نام سے رستم کا بھی پیشاب خطا ہو جائے مجھ بیچارے کی کیا اصل ہے۔ مین اس خدا کی عنایت کا شکر گذار ہون کہ میری ہلاکت کے درپے نہ ہوا۔ ملک آفاق شاہ خوب ہنسا اور کہا ہم سمجھے۔ تو یہہ کلمات خوشامد خاص اس غرض سے کہتا ہے کہ مبادا اس وقت مہتر توفیق یہان موجود ہو۔ وطواط نے کہا۔ شہریار کیا فرماتے ہین۔ مین توفیق کو ہر وقت اپنے پاس موجود جانتا ہون اور اسکی عنایت و جان بخشی کا ہر لحظہ ثنا خوان ہون

اس گفتگو مین چند جاسوس بارگاہ مین آئے اور کہا کہ تینون سپہ لار مسلمان ہو گئے آفاق شاہ اس خبر سے ایسا ملول ہوا کہ زیادہ گفتگو کرنے کی تاب نہ رہی اور فیہوش

نے وطواط سے کہا۔ یہی شب ادبار و اقبال کے امتحان کی باقی ہے۔ بجائے خود کوئی تدبیر معقول اور ہمین صلاح نیک ہے۔ بعد ازان مجلس برخاست کی

وطواط ملعون نے اُس شب بُت بزرگ کے روبرو نہایت عجز و انکسار در جبین فرسائی کی۔ ناگاہ نصف شب کے وقت ایک قاصد گرد آلود ملک احراقیہ سے آیا اور اُس نے ایک خط سربمہر وطواط کو دیا اور کہا یہ دوسرا نامہ شاہ شاہان کے واسطے لایا ہون۔ احراق شاہ نے وطواط کو لکھا تھا کہ مین بسر و چشم آفاقیہ مین حاضر ہوتا مگر کوکب روشن تن میری دختر بد نصیب شاہزادہ مہران مہر طلعت کے سودائے محبت مین نقاب افگندہ صید و شکار کے بہانہ سے سوار ہو کر براہ راست حکیم اشراق کے طلسم مین پہونچی ہے۔ اُسکے رنج مین فی الحال کچھ نہین سوجھتا۔ مینے شہنشاہ کے نامہ مین یہی لکھا ہے۔ امید کہ تم میرا نامہ حرف بحرف آفاق شاہ کو سُنا دوگے۔ بر وقت دیکھنے اُس خط کے وطواط نے ایک مضمون تازہ سوچا اور سمجھا کہ خداوند منات اکبر نے بلا تفرقہ مشکل آسان کی۔ باقی شب بہ آرام سویا اور صبح کو سب سے اول دربار مین پہونچا

جب آفاق شاہ نے محلسرا سے برآمد ہو کر تخت پر جلوس کیا وطواط نے بہ خندہ پیشانی دعائے طول عمری اور کہا مینے خیمہ مین جا کر خداوند منات اکبر کے روبرو فریاد و التجا کی وہ وقت اجابت تھا۔ ناگاہ نصف شب کے وقت احراق شاہ کا قاصد آیا اور ایک نامہ حضور کے نام اور دوسرا خط مجھے دیا۔ اُس خط کو پڑھکر خداوند کی توجہ سے فی البدیہہ مجھے ایک مضمون سوجھا۔ حضور نامہ کو سنین۔ پھر مین تدبیر عرض کرونگا۔ آفاق شاہ نے احراق شاہ کا نامہ دبیر خاص کو دیا۔ اُس نے حرف بحرف نامہ پڑھا۔ کوکب روشن تن بنت احراق شاہ کے طلسم مین جانے سے آفاق شاہ کے سینہ پر مہران مہر طلعت کا داغ جدائی تازہ ہو گیا اور

باوجود ضبط آنکھ سے اشک حسرت و افسوس جاری ہوئے

وطواط مردود از انبساط نے کہا۔ یہ وقت پراگندگی خاطر کا نہین۔ جو مین عرض کرون
متوجہ دل سنین۔ آفاق شاہ وطواط کی طرف متوجہ ہوا۔ وطواط نے کہا حضور یہ بد میرے
نہین۔ اگر تفضل الٰہی صاحبقران روزگار نے طلسم عنبریں سرشت واقع ہین جا اور شاہزادہ مہر
طلعت اور اسکی نامزد ملکہ کوکب روشن تن کو نجات دے۔ آفاق شاہ کو یہ تجویز پسند
آئی اور اسی آن ذی ہوش دانا وزیر اور وطواط کو صاحبقران اصغر کی خدمت مین
بھیجا

صاحبقران ذی نشان نے فرخ روز وجوان روز دلبند روز جدید الاسلام کے واسطے مجلس
عیش و نشاط گرم کر رکھی تھی۔ ناگاہ درگاہ سالار نے عرض کی۔ ملک آفاق شاہ کے
دونو وزیر در دولت پر حاضر ہین۔ صاحبقران نے فرمایا آنے دو۔ ذی ہوش دانا و وطواط
بارگاہ فلک اشتباہ مین آئے اور سلام گاہ و سجدہ ادب و تسلیم بجا لائے۔ صاحبقران نے تخت
معلی کے روبرو دست راست ذی ہوش دانا اور دست چپ ملک وطواط کو کرسیون
پر بیٹھنے کا حکم دیا اور پوچھا اے وزرائے کاردان اس وقت تم نے کس مطلب کے واسطے تکلیف
کی۔ ذی ہوش دانا نے اول دست بستہ دعا دی۔ بعد ازان کہا اے شہنشاہ والا قدر اے
دریا صاحبقران روزگار۔ ہمارے بادشاہ عالیجاہ کا ایک پسر جمیل و شجاع نوزدہ سالہ
مہران مہر طلعت نام تھا۔ بادشاہ نے اسکو ملک احراق شاہ کی دختر کوکب روشن تن سے
منسوب کیا اور تقریب نسبت کے واسطے بذات خود احراقیہ مین نہضت فرمائی۔ بعد اُس
تقریب کے شاہزادہ سیر و شکار مین مصروف ہوا اور ایک دن جو گیا واپس نہ آیا۔
شہنشاہ اور بادشاہ احراقیہ نے با اتفاق تلاش و سعی کی مگر شاہزادے کا سراغ

نہ چلا اور واقف کارون نے کہا کہ شاہزادہ طلسم حکیم اشراق مین داخل ہو گیا جہان سے
ابھی کوئی واپس نہین آیا۔ناچار شہنشاہ بخت گریبان ول دوزان آنا تیہ کی طرف
مراجعت فرمائی۔شاہزادہ کے ہمراہ نقط ایک پیک بچہ طلسم مین گیا ہے۔شب گذشتہ
ملک احراق شاہ کا نامہ آیا کہ کوکبہ روشن تن بھی دختر دایہ کو ہمراہ لیکر اُسی طلسم مین
داخل ہو گئی۔اب ہمارے بادشاہ اور ملک احراق شاہ نے اپنا مسلمان و مطیع ہونا شاہزادہ
مہران و ملکہ کوکبہ کی نجات پر موقوف کر کہا ہے

صاحبقران خورشید نشان نے پوچھا حکیم اشراق کون بزرگ تھا۔ذہوش نے
کہا جس زمانہ مین شاہ گشتاسب ولایت عجم مین بادشاہ تھا۔اُسکے برادر خورد جاماسب کے
ہان ایک پسر جمیل و عقیل پیدا ہوا۔جاماسب نے اُسکا نام اشراق رکھا۔اشراق ایک مرد
خدا پرست اور عالم و حکیم ہوا اور اثنائے سیر عالم مین اِس سرزمین مین وارد ہوا۔
اُس عصر مین احراق شاہ کلان بادشاہ احراقیہ تھا۔اُس نے حکیم کے ساتھ اپنی دختر کو
منعقد کیا۔بادشاہ کی دختر کے بطن سے ایک دختر پری تمثال پیدا ہوئی۔حکیم اشراق
نے اپنی دختر کو دینیات و حکمت وغیرہ علوم کا سبق دیا۔ہر گاہ کہ حکیم کی عمر تین سو برس
کے قریب پہونچی اُس باخدا نے تعمیر طلسم شروع کی۔چالیس برس کے عرصہ مین طلسم
اشراق انجام کو پہونچا اور حکیم نے مع دختر اُس مین سکونت اختیار کی۔اِس ماجرے کو
ہزار برس سے زیادہ زمانہ گذرا ہوگا

شاہزادہ بلند ارادہ نے حکیم بزرگ دانش سے کہا۔مین چاہتا ہون کہ طلسم کو فتح
کردن اور اِن شاہان نامراد کے پسر و دختر کو نجات دون حضرت کا کیا مشورہ ہے۔
حکیم صاحب نے فرمایا۔جو ارادہ کیا ہے اُسکو بعون الہی پورا کرو۔صاحبقران نے دندانِ سنگ

آفاقیہ کو ایک ایک خلعت گران بہا اور پانچ پانچ ہزار تومان نقد عطا فرمائے اور جواب باصواب دیکر رخصت کیا

مہتر توفیق نے ملک وطواط سے کہا۔ اپنے دوست قدیم کا بھی لحاظ ہے۔ وطواط نے بنظر دزدیدہ مہتر کی طرف دیکھا اور بکمال عجز و انکسار سے کہا۔ اے مہتر از ہمہ بہتر مین تمہارا غلام بے زر خرید ہون۔ برائے خدا دربار صاحبقرانی مین مجھکو کسی طرح کی ذلت نہ دینا۔ جو کچھہ مال و زر یہان یا شہر مین میرے پاس ہو جو میرے اپنی مال خاص سمجھو۔ مہتر نے کہا بسم اللہ تشریف لیجاؤ مگر عطیہ صاحبقرانی سے جلد میرا حصہ بھجوا دینا صاحبقران اصغر نے نگاہ تند سے توفیق کو دیکھا اور فرمایا۔ اے شخص معلوم ہوتا ہے تجھسے بڑھ کر ایسی جز و طمع پر معلوم ہوتا ہے کہ یہہ جو کچھہ ہمنے ملک وطواط کو دیا ہے تم اس بیچارے سے لیا چاہتے ہو۔ مہتر توفیق نے کہا حضور نے حق در اندازی کرتے ہین میرا جو حق ملک وطواط کے ذمے ہے وہ کسی کو کیا معلوم۔ صاحبقران نے فرمایا۔ شاید تم نے کوئی خدمت ملک وطواط کے ہاتھہ بیچی ہے۔ توفیق نے کہا۔ بدمزہ گفتگو کرنے اور وہ فعل بیچ دینے سے کیا حاصل جو کچھہ مینے کہا ملک وطواط اسکی حقیقت کو دلمین سمجھ گئے اور جو جواب حقوق انہوں نے دلمینے سن لیا۔ وطواط مہتر کے خوف سے ایسا خاموش و سر نگون ہوا کہ آنکھہ اسسے دیکھی نگئی۔ اہل مجلس مہتر توفیق کے کلمات مذاق و ظرافت پر ہنستے تھے

ذیہوش دانا اور ملک وطواط صاحبقران سے رخصت ہو کر اپنے بادشاہ کے پاس آئے اور جو جواب صاحبقران نے دیا تھا مشرح بیان کیا۔ ذیہوش دانا نے صاحبقران گیتی ستان کی مدح و ثنا مین کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا۔ آفاق شاہ نے کہا۔ ایسے بلند ارادہ خلق مجسم سے خواہ مخواہ ملاقات کرنے کو جی چاہتا ہے۔ وطواط نے کہا حضور

تم حاشا مین حضور کو حریف سے ملنے کا مشورہ نہ دونگا۔ آفاق شاہ نے فرمایا۔ اے
ذی ہوش ہم خوب سمجھے کہ اس وطواط کی نیت بخیر نہین ہے۔ تم جاؤ اور صاحبقرا
کو ہماری ملاقات کا پیام دو۔ ذیہوش اُسی وقت صاحبقران عالی تبار کی خد
مین حاضر ہوا اور عرض کیا۔ اے خدیو جہان۔ شہنشاہ حضور کی ملاقات کے و
آیا چاہتے ہین۔ صاحبقران اصغر نے دونو لشکرون کے مابین ایک بارگاہ وسیع
ملاقات کے واسطے برپا کرائی

دوسرے دن ملک آفاق شاہ مع ارکان داعیان مملکت تشریف لایا ح
بزرگ دانش کی جمعیت سرداران ممتاز استقبال کیا۔ صاحبقران خورشید قدر نے
فروتنی سے ملاقات کی۔ جب باہم گرم صحبت ہوئے فخروز وجوان روز و بلند
سپہ سالاران آفاق شاہ نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور بھی منات پرستی کو ترک
وحدانیت الہی کے قائل ہون۔ آفاق شاہ نے کہا۔ اے جوانان نامدار۔ تمکو صاحبقر
والا تبار نے مغلوب کیا اور تم دین اسلام سے مشرف ہوئے جس وقت میری مراد
برآئے گی مین بھی بصدق نیت دائرہ اسلام مین داخل ہونگا۔ آخر دربار مین
کے سردارون کے روبرو اسی مضمون کا ایک اقرارنامہ لکھا گیا کہ بوقت رہائی
مہر طلعت و کوکبہ روشن تن شاہنشاہان مع سپاہ درعایا بے عذر وحجت مذہب اسلام
قبول کرے گا

دو دن کے بعد آفاق شاہ رخصت ہوا۔ صاحبقران نے حکیم بزرگ دانش کو
نائب مقرر کیا اور خود بدولت واقبال بارہ ہزار سوار خوش اسپ وخوش
اور چالیس سرداران نامدار کی جمعیت سے ملک احرانیہ کی طرف نہضت فر

مہتر توفیق بھی باسامان عیاری و کسرتی سرہنگی ہمراہ رکاب ہوا۔ آخاق شاہ نے احراق شاہ کے نامہ کا جواب صاحبقران کی روانگی سے ادا ایک قاصد تیز رفتار کے ہاتھ بھیجدیا۔ اسمین اقرار نامہ کی تفصیل اور صاحبقران کے جمال و کمال اور اجلال کی مدح و ثنا درج کی

خاتمہ بوستان خیال جلد ہشتم

اللہ کا شکر ہے کہ آٹھوین جلد بھی ختم ہوئی۔ اب ہم نے اس کام کو قریب نصف کے ختم کر لیا ہے۔ ہمکو تو اسقدر بھی امید نہ تھی۔ کیا عجب ہے کہ خدا اکے فضل سے اس کتاب کی کل جلدین ہمارے ہاتھ سے مشتہر ہو جائین

جلد ہشتم حضور مہاراجہ صاحب بہادر پٹیالہ دام اقبالہ کی خدمت فلک رفعت مین بوساطت حضور کے وزرائے صائب رائے کے پیش کیگئی ہے جو مشہور عالم اور جنکا تدبر مسلم ہے یعنے وزیر الدولہ مدبر الملک جناب خلیفہ سید محمد حسن خانصاحب بہادر سی آئی ای وزیر اعظم و مشیر الدولہ ممتاز الملک جناب خلیفہ سید محمد حسین خانصاحب بہادر میر منشی و وزیر خارجیہ۔ ہم حضور عالی مہاراجہ صاحب بہادر کی شاہانہ فیاضیون کے بدل ممنون اور سید صاحبان موصوف کی بزرگانہ و برادرانہ شفقت و محبت کی بجان مشکور رہین

موضع سیف آباد ضلع لاہور
۱۹ شعبان المعظم ۱۳۱۱ھ مطابق ۲۶ فروری ۱۸۹۴ع

نادر علی سیفی

اشتہارات

بوستان خیال

جلد اول و دویم و سیوم و چہارم و پنجم و ششم و ہفتم و ہشتم

یہہ آٹہون جلدین چہپکر برائے فروخت موجود ہین بمقابلہ دلچسپی مضامین و محنت مولف قیمت بہت کم تجویز کیگئی ہے

نام جلد	قسم کاغذ	تعداد صفحات	قیمت	محصول	رجسٹری ڈاکخانہ	کل
جلد اول	ڈمی	۴۱۰	۱۳ار	ار	۰ر	۱۴ ۰ر
״	سریرام پوری	״	۱۰ار	ار	۳ر	۱۱ ۰ر
جلد دویم	ڈمی	۴۵۸	عصہ	ار	۰ر	عصہ ۱۰ر
״	سریرام پوری	״	۱۲ار	ار	۰ر	۱۳ ۰ر
جلد سویم	ڈمی	״	عصہ	ار	۰ر	عصہ ۱۰ر
״	سریرام پوری	״	۱۲ار	ار	۰ر	۱۳ ۰ر
جلد چہارم	ڈمی	۳۷۰	عصہ ۸ر	۱۰ر	۰ر	عصہ ۱۰ر
״	سریرام پوری	״	عصہ ۴ر	۱۰ر	۰ر	عصہ ۴ر
جلد پنجم	ڈمی	۱۸۸	۱۲ار	ار	۰ر	۱۳ ۰ر
״	سریرام پوری	״	۹ر	ار	۰ر	۱۱ ۰ر

جلد ششم	ڈمی	۲۸۴	[illegible]	ار	۰ر	۳ر
؍؍	سریرام پوری	؍؍	۴ار	ار	۰ر	۵ر
جلد ہفتم	ڈمی	۲۴۸	۱۵ر	ار	۰ر	[illegible]
؍؍	سریرام پوری	؍؍	۱۱ر	ار	۰ر	۱۲ر
جلد ہشتم	ڈمی	۱۹۸	۱۲ر	ار	۰ر	۱۴ر
؍؍	سریرام پوری	؍؍	۹ر	ار	۰ر	۱۱ر

کوئی صاحب زیادہ احتیاط کرین تو ۲ر بابت حق رجسٹری روانہ فرمائین ورنہ بلا رجسٹری کرائے کتاب روانہ کیجائے گی لیکن اس صورت مین نہ پہونچے تو مطبع ذمہ دار نہوگا اور دوبارہ نبھیجے گا۔

سوداگرون اور یکمافر خریدنیوالون کو ۲۵ فیصدی کمیشن دیاجاویگا جبکہ ۵۰ یا اس سے زیادہ قیمت کی کتابین خریدین۔ یہ کتاب رجسٹری کرائی گئی ہے کوئی صاحب اسکی چھاپنے کا قصد نہ فرمائین۔ بوستان خیال جلد نہم زیر طبع ہے

المشتاھر سید نادر علی سیفی مالک و مہتمم مطبع سیفی لاہور

بوستان خیال جلد نہم

یہہ جلد چھپ رہی ہے اور ریبر ہند کے اُن خریدارون کو جو قیمت پیشگی عنایت کرنے مین اسکی اوراق ہر پرچہ اخبار کے ساتھ بھیجے جاتے ہین امید ہے کہ رہبر ہند کے تمام خریدار حساب کی صفائی پر توجہ فرمائین گے تاکہ اسی طرح کئی سب کے اوراق ہفت ہدیہ ہون۔ اس جلد کی ختم ہونے پر اسکی قیمت تجویز ہو کر عام شایقین کتاب کے واسطے اشتہار دیا جائیگا۔ المشتہر سید نادر علی سیفی مالک و مہتمم مطبع سیفی لاہور

بوستان خیال پر احباب کی آراء

زبانی اور تحریری جو اظہار پسندیدگی بوستان خیال کے بارے مین احباب نے فرمایا ان سب کا اظہار ہم طول عمل مین داخل سمجھتے ہین اور اس لیئے چند خطوط کا انتخاب شائع کیا جاتا ہے جسے صحیح تقریظ کا درجہ دیا جائے تو بیجا نہ ہوگا

انتخاب خط جناب بہادر مرزا محمد حیات خان صاحب بہادر ڈپٹی ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر

مہربان من جناب سیفی صاحب سلمہ تسلیم آپکے پرچہ اخبار کے ساتھ بوستان خیال کے پرچے نمبر ۱ سے ۲۰ تک پہونچے مین اسکی عمدگی کی وجہ سے دلی مسرت سے اسکا خواہشمند ہون

تحریر ۲۶ ستمبر ۱۹۰۸ء نیازمند محمد حیات خان از سیالکوٹ

انتخاب خط جناب منشی دیوی داس صاحب منصف

جناب سیفی صاحب زاد عنایتہ۔ تسلیم۔ واقعی کتاب بستان خیال نہایت غم غلط کرنیوالی کتاب ہے یہ کتاب آپکے مطبع کی یادگار رہے ۱۱ ستمبر ۱۹۰۸ء دیوی داس منصف

انتخاب خط منشی نادر بخش صاحب انارکلی لاہور

کرم فرمائے بندہ جناب سیفی صاحب زاد عنایتہ تسلیم۔ واقعی کتاب بستان خیال نہایت غم غلط کرنیوالی ہے۔ یہ کتاب آپکے مطبع کی یادگار رہے ۲۶ ستمبر ۱۹۰۸ء زیادہ آداب

انتخاب خط مرزا جہانگیر صاحب عرضی نویس شاہ پور

حضرت شاہ صاحب دام عنایتہ۔ السلام علیکم بیشتر صفحات بوستان خیال کا ملاحظہ کیا اسکا مجھکو شوق ہے آپ اشتہار قیمت اسکا بھیجدین

۳۰ اکتوبر ۱۹۰۸ء۔ مرزا جہانگیر بیگ عرضی نویس شاہ پور

انتخاب خط جناب منشی رگ نندن لال صاحب سپروائزر صیغہ تعمیرات لدہیانہ

مہربان من جناب سیفی صاحب دام عنایۂ ۔ تسلیم یہ کتاب لاجواب آپکے مطبع کا فوٹو ہے جس سے پژمردہ دلون کو شگفتگی ہوتی ہے

الراقم رگ نندن لال سپروائزر لدہیانہ یکم جنوری ۱۸۹۲ء

انتخاب خط مولوی شہسوار الدین احمد صاحب سرائل فارسی صدر ضلع ہوشیارپور

پہلا حصہ بوستان خیال کا پہونچا از بس شکر گذار ہون الفاظ شکریہ مل نہین سکتے اس واسطے صحیح شکریہ سے معذور ہون ۔ جو اوراق بوستان خیال آپ خط کے ساتھ بھیجتے ہین تا انقضاء تعطیلات اپنے پاس جمع رکہین اور ۲۳ اکتوبر ۱۸۹۲ء کو جمع کرکے بھیجین بھیجنے کا یہ بیان ہے کہ ضمیمہ ضائع نہو جائے جو قدر اسکا مجکو ہے زندگی کا ہیکو ہوگا

الملتمس شہسوار الدین احمد ۳۔ اگست ۱۸۹۲ء

انتخاب خط لالہ منوہر لال صاحب نقل عہدہ قرائی بہادر منشی پنشن ہر دو صاحب مدار المہام ریاست ہولکر

عنایت فرمائے بندہ زاد محبتہ ۔ تسلیم مزاج مبارک ۔ حضرت بندہ آپکی کام اعجاز التیام کا دلدادہ ہے ۔ بے لگاوٹ عرض کرتا ہون کہ خدا جانے آپکی تحریر مین کیا اثر ہے جو پڑہتا ہے دل تہ بستہ ہو جاتا ہے ۔ زبان نہین کہ آپکی تعریف کرون

خاموشی از ثنائے تو حد ثنائے تست

بندہ منوہر لال ۔ المرقوم ۲۳ جون ۱۸۹۲ء

انتخاب خط صاحب موصوف

عنایت فرمائے من سید نادر علی سیفی زاد نوازشہ

بعد تسلیم آنکہ بوستان خیال جلد سوئم کے ختم ہونے کا شکریہ ادا کرتا ہون ۔ بندہ منوہر لال

انتخاب خط جناب خان یوسف خان صاحب انسپکٹر ہیڈ ماسٹر ہائی اسکول ضلع ہوشیارپور

مشفق و مکرم بندہ جناب شاہ صاحب ایڈیٹر و پبلیشر دام عنایتکم

تسلیم و نیاز کے بعد التماس ہے کہ اوراق بستان خیال جلد دویم و سوم ہمراہ اخبار ہمیں بندہ کو پہنچ رہے ہیں در اصل یہ کتاب بہت عمدہ تصنیف ہوئی ہے اسکی عمدگی کی تعریف جہانتک کیجائے کم ہے جلد اول بستان خیال ہمیں بذریعہ قیمت طلب پارسل ارسال فرمائیں جسکے حصے بستان خیال آپکے مطبع کے یادگار رکھے جاوینگے

۲۰ ستمبر ۱۸۹۳ء - آپکا نیاز مند بندہ یوسف خان انسپکٹر

انتخاب خط جناب حاجی محمد شاہ نواز خان صاحب رئیس موضع شاہ نواز خان ضلع منٹگمری

ایک عمدہ ناول جو آپنے پرچہ کے ساتھ بھیجا ہے میرے پاس مکمل آگیا اور باقی بھیجدیں

مرقومہ حاجی محمد شاہ نواز خان

انتخاب خط جناب منشی رام چند صاحب سارجنٹ پولیس پشاور

مہربان من جناب منشی صاحب دام اقبالہ تسلیم میں بہت شکر یہ ادا کرتا ہوں کہ آپ بستان خیال کے اوراق ہمیشہ پرچہ کے ساتھ بھیجتے ہیں واقعی یہ بے مثل قصہ ہے جسکے پڑھنے سے پژمردہ دل کو خوشی ہوتی ہے

مرقومہ رام چند سارجنٹ از پشاور

انتخاب خط جناب منشی محمد داؤد صاحب وکیل عدالت پشاور

جناب من تسلیمات - جلد اول و دویم بستان خیال کو نیازمند نے مطالعہ کیں واقعی اس قسم کی کتابیں دل کو خوش کرنے کیلئے نیازمند کی نظر سے پہلے نہیں گذریں نہایت عمدہ طریق سے آپنے اسکا اختصار عبارت فرماکر بہت خوش اسلوبی سے تالیف کیا ہے - امید کہ ایک جلد

یا ن جلد سیوم بذریعہ ویلیو پی ایبل بتعدادہ عدد جی پی ہمراہ ارسال فرمائین گے
م نا مذ مطلوب نہین ہے

۲ دسمبر ۱۹۱۰ء راقم منزین مفتی داؤد ویلیڈر شہر پشاور

انتخاب خط جناب منشی عبدالعزیز صاحب نائب تحصیلدار پنڈدادنخان

مخدوم فرمائے بندہ منشی نادر علی صاحب سیفی السلام علیکم آپ براہ مہربانی بستان خیال
جلد ...م پوری بذریعہ ویلیو پی ایبل ایسی ڈاک ارسال فرماوین انکے مطالعہ کا کمال
۲ دسمبر ۱۹۱۰ء عبدالعزیز نائب تحصیلدار

انتخاب خط جناب خانبہادر منشی محمد امتیاز علی صاحب وزیر اعظم ریاست بھوپال

... دیوان روڈرا پرشاد صاحب

... نہایت تسلیم بستان خیال جو رہبر مناسب کے ساتھ نکلتا ہے واقعی ایک نہایت ہی دلچسپ اور
... ان ہے اور ہمیشہ اخبار کی یادگار رہے

راقم روڈرا پرشاد دیوان حضور وزیر اعظم

انتخاب خط جناب محمد اسحاق صاحب نائب تحصیلدار دیوالی

... کے اوراق بہت کم ہوگئے ہین شاید میرے مقامات کی تبدیلی کی وجہ سے نہین پہنچے
... بہت احتیاط رکھتا ہون اور ان اوراق کو بہت عزیز رکھتا ہون
... کا نیاز مند محمد اسحاق نائب تحصیلدار دیوالی

انتخاب خط جناب شیخ نصیرالدین صاحب منصف ہوشیارپور

بستان خیال کی ... گئی ہین مشکور رہوا قصہ عمدہ دلچسپ اور پر غم ثابت کر دیا ہے
جناب عبدالرحیم خان صاحب ریڈر لاہور - جناب سیفی صاحب حقیقت مین آپنے بستان خیال کا حصہ ...

نے یہ کمال کیا ہے میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اسکے بعد آپ طلسم ہوشربا کا ختم ایک جلد
اسلی عبارت اس سے زیادہ لذیذ ہے اور اُس سے فی زمانا عوام وخاص کو بہت دلچسپی ہے
ہے کہ وہ اس سے بھی زیادہ ہر دلعزیز ثابت ہوگی

راقم نیاز مند عبدالرحیم خان

اشتہار مطبع سیفی لاہور

ہمہ دستان :- جو ہفتہ میں دو بار شائع ہوتا ہے اور جسمیں ہر قسم کے مفید علوم مضامین اور
خبریں بکثرت درج ہوتی ہیں اُسکی پیشگی سالانہ قیمت حسب ذیل ہے
گورنمنٹ وسلاطین والیان ریاست للعہ جاگیرداران دیگر اہل ثروت عہ چھ ہزار سالانہ سے کم آمد
والے عہ تین ہزار سال سے کم آمدنی والے للعہ ایک ہزار سال سے کم آمدنی والے عہ تین سو سالانہ سے کم آمدنی والے

فہرست عہدہ داران پنجاب :- جو سہ ماہی بطرز مطابق سول لسٹ انگریزی کے چھپتی ہے
سالانہ قیمت مع محصول حسب ذیل ہے
سرکار ووالیان ریاست (للعہ) جاگیرداران دیگر اہل ثروت (عہ) چھ ہزار سال سے کم آمدنی والے
تین ہزار سال سے کم آمدنی والے (عہ) ایک ہزار سال سے کم آمدنی والے (عہ) تین سو
کم آمدنی والے اور طالبعلم (عہ)

اشتہاروں کی اُجرت :- اخبار ہمہ دستان و سول لسٹ میں فی
فی کالم ایک بار کی للعہ ہر مرتبہ کے واسطے لیئے جاتے ہیں لیکن جبکہ ایک اشتہار ایک
زیادہ عرصہ کیلئے چھپایا جاتا ہے تو ایک چہارم کی اور ایک سال یا اس سے زیادہ عرصہ تک
شائع ہوتا ہے تو نصف اُجرت کی تخفیف دیجاتی ہے *